

اے امام سید و الانسب
دودمانت فخر اشرف عرب
(اقبال)

اشرافِ عرب



سید نجم الحسن و فضلی

ناشر

جانبیری الیڈمی

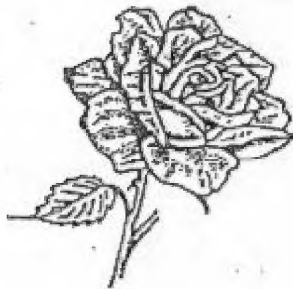
آستانہ سادات مسافحہ

۱۰۸ ای جہانگیر روڈ غربی کراچی ۷۴۸۰۰



جلا حرق کجی مستف معفنا می

اشراف عرب	نام کتاب
سید محمد نجیم الحسن	نام ترلف
تذکرہ الکتابت اینڈ پرنٹنگ پرائنٹ کراچی	کتابت
شفا عت رسول بحشی	ترتین و پینٹنگ
جانبینری اکیڈمی	ناشر
۴۲۰	صفحات
۱۵۰ روپے	ہدیہ
۶۱۹۹۳ ۵۱۲۱۳	اشاعت





میں اپنے کتاب "اشراف عرب" نانے محترم سیدہ سارہ
 خاتون مرحومہ اور نانا محترم سید عبدالرحمن ٹیگھڑی مرحوم کے نام
 منسوب کرتا ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے میری پرورش
 و پرداخت کی اور مجھے اس قابل بنایا کہ میں آج یہ کتاب منبٹ
 تحریر میں لا سکا۔

حقیر تقییر

سید محمد نجم الحسن نجم منیگیری

۱۰۸- ای جہانگیر روڈ مغربی کراچی ۷۴۸۰۰

۱۰۲۵ بریلی ۱۹۹۶ء



فهرست ایک نظریں

باب	مفائین	صفحہ	باب	مفائین	صفحہ
	حصہ اول				
۱	اسماء الحسنی	۳۹	۲۳	مشائخ انصاری	۵۲۷
۲	خلفاء راشدین	۵۵	۲۴	اولاد امام اعظم	۵۴۳
۳	ائمہ سادات	۶۱	۲۵	اولاد اصحاب رسول	۵۴۶
۴	ائمہ اربعہ	۷۳	۲۶	اولاد نو شیر ذوال عادل	۵۴۷
۵	سادات حسنی	۸۱	۲۷	اولاد امیر محمد	۵۵۷
۶	سادات حنیفہ	۱۲۷	۲۸	تاقم خان راچپت	۵۶۱
۷	سادات باقری	۱۳۷	۲۹	شجرہ شامیر عالم	۵۶۶
۸	سادات جعفری	۱۵۱	۳۰	پٹھان یا فاطمان	۵۶۷
۹	سادات کاظمی	۱۶۹		حصہ دوم	۵۹۳
۱۰	سادات رضوی	۲۰۱	۳۱	تبع تابعین	۵۹۵
۱۱	سادات تقوی	۲۲۱	۳۲	چند اکابر مریضہ	۵۹۹
۱۲	سادات نقوی	۲۳۵	۳۳	چند شاہ میر پٹھان	۶۰۹
۱۳	سادات عسکری	۲۷۰	۳۴	چند علماء اہل سنت	۶۱۷
۱۴	سادات نوری و اسلمی بامیری	۲۷۷	۳۵	منظوم شجرہ	۶۲۲
۱۵	مشائخ علوی	۳۱۰	۳۶	شعر از تہریت	۶۲۹
۱۶	مشائخ عباسی	۳۱۷	۳۷	تدریس افغانستان	۶۵۳
۱۷	مشائخ دبیری کئی ہاشمی	۳۲۰	۳۸	متجان	۶۵۹
۱۸	مشائخ جعفری زبیری	۳۲۹	۳۹	داوی بالان	۶۶۳
۱۹	مشائخ ہاشمی	۳۵۵	۴۰	مستقرات	۶۶۸
۲۰	مشائخ مدنی	۳۵۸		قاموس الاسماء	۶۸۳
۲۱	مشائخ نادق	۳۸۷		اشاریہ مقامات	۶۹۹
۲۲	مشائخ عثمانی	۵۱۵			

فہرست

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
۱	خالوۃ جبرائیل	۴۹	۲	انتساب	۳
۵۱	سیرت پاک امام الانبیاء	۵۱	۵	فہرست	۵
۵۲	نعت شریف	۵۲	۱۸	کتابیات	۱۸
۵۴	ازواج مطہرات و اولاد رسول	۵۴	۲۵	معنی ایک نظریں	۲۵
۵۵	خلفاء راشدین	۵۵	۲۶	کچھ پرغزات پاکستان کے بارے میں	۲۶
۵۵	حضرت ابو بکر صدیق	۵۵	۱۱	ڈاکٹر جے گھیسو دیو رائے	۱۱
۵۶	حضرت عمر فاروق	۵۶	۱۱	سید الامین میرنگری	۱۱
۵۷	حضرت عثمان ذوالنورین	۵۷	۲۷	سید عباسی بدایونی	۲۷
۵۸	حضرت علی اکرم اللہ	۵۸	۲۸	خوارزمی	۲۸
۶۰	حضرت علی کے چودہ خلفاء	۶۰	۲۹	سید احمد (شرف آباد)	۲۹
۶۱	ائمہ سادات	۶۱	۳۱	عمر حلی	۳۱
۶۱	حضرت امام حسن	۶۱	۳۲	تعارف از مصباح الہدیٰ دہلوی	۳۲
۶۲	حضرت امام حسین	۶۲	۳۷	تقریظ	۳۷
۶۳	چوبیس کشتہ نامہ بیچ وفات	۶۳	۳۷	حکیم سید شاہ برہان الدین القاضی	۳۷
۶۴	حضرت امام زین العابدین	۶۴	۳۸	علامہ سید شاہ جمال الدین کاشانی	۳۸
۶۶	حضرت امام باقر	۶۶	۳۹	اسرار الحسنی	۳۹
۶۷	حضرت امام جعفر صادق	۶۷	۴۰	اسرار النبی اکرم	۴۰
۶۸	حضرت امام موسیٰ کاظم	۶۸	۴۱	شجرہ انبیاء کرام	۴۱
۶۹	حضرت امام علی رضا	۶۹	۴۲	حضرت اسماعیلؑ کے حضرت میکائیلؑ	۴۲
۷۰	حضرت امام تقی الجواد	۷۰	۴۵	تیسرے	۴۵
۷۱	حضرت امام ہادی تقی	۷۱	۴۶	اولاد عدنان	۴۶
۷۲	حضرت امام حسن عسکری	۷۲	۴۷	شجرہ اولاد تقی بن کلاب	۴۷
			۴۸	شجرہ اولاد اسد بن عبدالمطلب	۴۸

باب	مقائیم	مفرد	باب	مقائیم	مفرد
۴	امام اربعه	۷۳	سید مرتضی پاکبشید (مقام)	۱۰۵	
	امام ابوحنیفه	۷۴	سید شاه قمین قادری (ساجد و نجیب)	۱۰۶	
	امام مالک	۷۵	سید فضل الله کمرسائین (دیبار)	۱۰۷	
	امام شافعی	۷۷	شجره اولاد سید فضل الله کمرسائین	۱۰۸	
	امام احمد بن حنبل	۷۹	سید علم الله فکیحی حسنی	۱۰۹	
۵	ساواک حسنی	۸۱	سید احمد شبید بالا کرک	۱۱۰	
	شجره ساواک حسنی	۸۲	مولانا سید محمد علی مرعشی	۱۱۱	
	عبدالله شاه قازی لاشتر کشتن کراچی	۹۱	سید احمد دہلوی، بارہ (دو گز)	۱۱۳	
	عبدالله شاه قازی کی شہادت	۹۲	عاجی عبدالقادر شاه جیلانی تارک	۱۱۹	
	سید ابو الحسن علی ہمدانی (دلاورد)	۹۳	سید علی مروان شاه، سنہ	۱۲۰	
	غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی	۹۴	امیر شریعت سید عبدالقادر جیلانی (نیکو گز)	۱۲۱	
	مناجات غوث پاک	۹۵	سید حسن بند الدین (چناب)	۱۲۱	
	سید عبداللہ شاه اسماعیلی (دسک)	۹۶	سید احمد علی شاه (میر نورانی)	۱۲۲	
	سید ابوالحسن ملک بیہ (دیبار)	۹۷	سید احمد الله منیری (دیبار)	۱۲۳	
	منزل پر کنہ اشعار	۹۷	(معنی مسلم شعرا دیبار)	۱۲۳	
	مشرق و دروازہ	۹۸	السید عبدالقادر گیلانی شرح کمال الدین	۱۲۳	
	جنوبی دروازہ	۹۹	(میر عراق گلشن اقبال کراچی)	۱۲۴	
	نامی ملک عبد اللہ بہاری	۱۰۰	مولانا سید ابوالحسن ندوی (دیبار)	۱۲۵	
	سید نصیر الدین محمد چراغ دہلوی	۱۰۱	ساواک حسینی	۱۲۶	
	عاجی سید عبداللہ سیاح پلواوی خیر آبادی	۱۰۲	شجره ساواک حسینی	۱۲۷	
	قدیم سید شاہ درویش اشرفی (دینو گز)	۱۰۳	سید ابو الفرج واسطی	۱۲۸	
	شجره اولاد درویش و ملک بیہ	۱۰۴	سید سید شاہ کمال الدین ترمذی (کشتی)	۱۲۹	

باب	مضامین	سفر	باب	مضامین	سفر
	سید اشرف جهانگیر سنائی	۱۶۳		مناجات کمالیه	۱۳۶
	کچھوچھو شریف بغیس آبادی (پلی)			سید محمد شریف جرجانی	۱۳۷
۱۶۴	مرانا سید شاہ شہباز بیگمیدار بہار		۱۳۸	سید امیر علی کبیر مدنی (کشمیر)	
۱۶۵	شاہ شہباز مطاہی واکٹر عبدالقادر		۱۳۹	سید محمد منہ فزاد گیسو داتہ دگر گورکن	
۱۶۷	شجرہ اولاد شاہ شہباز بیگمیدار		۱۴۰	مخدوم سید شاہ تیسم اللہ سفید باز بہار	
۱۶۸	سید شاہ فرزند علی منی منیری بہار		۱۴۱	سید ابو العلاء اکبر آبادی (پلی)	
۱۶۹	سادات کاظمی	۹	۱۴۲	سید شاہ وارث رسول نانا پوری	
"	شجرہ سادات کاظمی		۱۴۳	شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی (پلی)	
۱۷۰	سید شمس بابا کاظمی		۱۴۴	سید حبیب احمد سادات مولانا پوری	
۱۷۱	شجرہ اولاد سید شمس بابا کاظمی		۱۴۵	سادات باقری	
۱۷۲	خواجہ معین الدین چشتی (ابو شریف)		"	شجرہ سادات باقری	
۱۷۳	سید شاہ مطلب علی شادری کشمیری		۱۵۹	سید شاہ علاء حسین ثانی عبدالرزاق	
۱۷۴	سید صدر الدین شاہ مسدہ (مسدہ)			(دانا پور بہار)	
۱۷۵	سید شمس الدین شہیدی (بہار)		۱۵۱	سادات جعفری	۸
"	مخدوم سید احمد چوہدری (بہار)		"	شجرہ سادات جعفری	
۱۷۶	سید محمد چوہدری		۱۵۸	سید عثمان مردنی لعل شہباز قلندر	
۱۷۷	سید شاہ عبدالکریم بلہڑی واکٹر مسدہ			(سیون شریف مسدہ)	
۱۷۸	سید شاہ عبداللطیف بھٹائی سائیں (مسدہ)		۱۵۹	مخدوم سید علامہ الدین احمد صابر کٹر شریف	
۱۷۹	منقبت (فارسی)			(پلی)	
۱۸۰	سید محمد بقا (مسدہ)		۱۶۰	مناجات صابر کیری	
۱۸۱	سید محمد راشد رومہ دھنی (مسدہ)		۱۶۱	سید فرید الدین عطار	
۱۸۲			۱۶۲	سید شہاب الدین بہروردی برہمگوت (بہار)	

باب	مقائیم	مفر	باب	مقائیم	مفر
	سید احمد کبیر رفاہی	۱۹۲		سید ابراہیم (لڑکی)	۲۳۱
	نواب سید امیر علی روسی (پاکستان)	۱۹۳		سر سید احمد خاں (علی گڑھ)	۲۳۲
	سید آدم بنوری (پنجاب)	۲۰۰		پیر حکیم سید شاہ برہان الدین بقا نظامی (کراچی)	۲۳۳
۱۰	سادات رضوی	۲۰۱	۱۲	سادات نقوی	۲۳۵
	شجرہ سادات رضوی	"		شجرہ سادات نقوی	"
	خواجه قطب الدین بختیار کاکی (دہلی)	۲۰۸		حضرت سید نظام الدین لودی (دہلی)	۲۳۵
	سید منہاج راسنی جلا رومی (بہار)	۲۰۹		نوروم سید شاہ جمال الدین حیدر دہلی	۲۳۷
	سید شاہ شفق قمری غلام پوری (بہار)	۲۱۰		چراغ گشت (امیر شریف عثمان)	
	بیر برید عبد العزیز پٹنہ (بہار)	۲۱۱		سید شاہ صدر الدین راجو تال	۲۵۰
	سید رحیم الدین، ایڈیٹر النور (پٹنہ)	"		امیر شریف عثمان	
	جسٹس سید لید علی کلکتہ (بنگال)	۲۱۲		سید محمد حسین شیرازی پیر ارادہ کلکتہ	۲۵۱
	نیر فضل علی دہلی	۲۱۵		سید شاہ یحییٰ بنزاری (لاہور)	۲۵۲
	سید لعلی آبگودی (بہار)	۲۱۶		شاہ بنور کاپس متھرا	۲۵۳
	علامہ سید سلیمان ندوی مدنی (بہار)	۲۱۷		تواریخ	"
	پروفیسر سید مختار رضوی، جامعہ کراچی	۲۱۸		جغرافیہ	۲۵۵
	سید مجرم من مدنی (کراچی)	۲۲۰		آفات سادی	"
۱۱	سادات نقوی	۲۲۱		آب و ہوا	"
	شجرہ سادات نقوی	"		پیداوار	"
	میران سید حسین شنگسار (شہید) (بہار)	۲۲۸		تعلیم	"
	سید وحید الدین چاکر کشمیر (بہار)	۲۲۹		صنعت	"
	سید شاہ ابراہیم عالی (لاہور)	۲۳۰		انڈیا و مشرق	۲۵۶

باب	مقامین	صفحہ	باب	مقامین	صفحہ
۲۵۶	موتے مبارک	۲۵۶	۲۴۵	حقیت	۲۴۵
۱۱	شاہیر علما	۱۱	۲۴۶	سید حسن اخروی احمد عظیم بنیاد کرچی	۲۴۶
۲۵۷	سید شاہ علاء الدین بنیادی شکاری	۲۵۷	۱۳	سادات زیدی واسطی جاجیز	۲۴۷
	(بڑی بیلا، مرغیہ، بہار)		۱۱	واسطی	۱۱
۲۵۸	سید شاہ میر الدین حسن بنیادی	۲۵۸	۱۱	جاجیز	۱۱
	(بڑی بیلا، مرغیہ، بہار)		۲۴۸	حضرت دید شہید	۲۴۸
۲۵۹	سید ارث علی شاہ (دوہ شریفی لیل)	۲۵۹	۲۸۱	حضرت زید شہید کی شہید	۲۸۱
۱۱	سید شمس سرکار (دوگلیو، بین، سندھ)	۱۱	۱۱	سید محسن بن زید شہید	۱۱
۲۶۱	نواب سید حسن خاں والی بھوپال	۲۶۱	۱۱	سید عیسیٰ ابوبکر	۱۱
۲۶۲	مولانا سید شاہ احمد جمال دہلی بنیادی	۲۶۲	۲۸۲	محمد بن عیسیٰ	۲۸۲
	(راپور)		۲۸۳	سادات کاندھلوی سے مادی تعلق	۲۸۳
۲۶۳	سید ابوالاعلیٰ مودودی (دہلی)	۲۶۳	۲۸۵	انتقادات	۲۸۵
۲۶۵	شجرہ نسب	۲۶۵	۲۸۶	تفریق و آستین	۲۸۶
۲۶۶	مولانا عبد السلام تارڑی (دہلی)	۲۶۶	۱۱	ترکات کا تبصرہ	۱۱
۲۶۷	علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمس (بہار)	۲۶۷	۲۸۷	شجرہ زیدی واسطی جاجیز	۲۸۷
۲۶۹	سید اللہ پیاوشاہ بخاری، بالا (سندھ)	۲۶۹	۲۹۳	سادات زیدی، نہتور (لویلی)	۲۹۳
۲۷۰	سادات عسکری	۲۷۰	۲۹۵	سید ابوالقاسم	۲۹۵
۱۱	شجرہ سادات عسکری	۱۱	۲۹۶	دو مقامین جاجیز	۲۹۶
۲۷۲	شجرہ اولاد سید علی اکبر حیر بابا ترمذی	۲۷۲	۲۹۹	سید احمد جاجیز کا سراپا	۲۹۹
	(راپور)		۱۱	شجرہ سادات زیدی واسطی پتھرہ	۱۱
۲۷۳	سید جمال الدین افغانی	۲۷۳	۳۰۲	دی شجرہ سے تبصرہ	۳۰۲
۲۷۴	بابا تاج الدین اولیاء (دناچہرہ)	۲۷۴	۳۰۵	ایک غلطی کا ازالہ	۳۰۵

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	شجرہ سادات زیدی اولاد پنجاب،	۳۲۰		پروفیسر شمس العظمیٰ، جامعہ کراچی	۳۶۹
	سید محمد منیری واسطی و فاتحہ بگرام،	۳۱۳		علامہ حکیم محمد احمد برکاتی	۳۷۱
	مولانا سید غلام علی واسطی بگرامی،	۳۱۴		سادات سامنہ	۳۷۲
	غزل (فارسی)	۳۱۵		شجرہ اولاد سید شاہ برہان الدین	۳۷۳
	سید شاہ برکت اللہ، مامہ و شریف، پولی	۳۱۶		سید سید شاہ جلال الدین خاں بھٹی بھٹی	۳۷۵
	سید شاہ ابوالحسن احمد زری میل برکاتی،	۳۱۸		عنگ شکست	۳۷۷
	شجرہ اولاد سید شاہ برکت اللہ	۳۱۹		چراگاہن کی تلاش	۳۷۹
	(مامہ و شریف)			عہدہ بلین کے سادات	۳۸۰
	شجرہ اولاد سید محمد صاحب منیری،	۳۲۰		سادات جاجنیر	۳۸۱
	سید صباح الہدیٰ بستی	۳۲۱		فیروز شاہ تغلق کی اہل بیت سے محبت	۳۸۲
	شجرہ اولاد سید احمد جاجنیری،	۳۲۲		سید شاہ حسین الدین (سامنہ، بنگر)	۳۸۳
	مخدوم شیخ غریب الدین حسین و بھٹو	۳۲۵		مولانا سید محمد یحییٰ ندوی و سامنہ بنگر	۳۸۴
	لی لی مصورہ	۳۵۱		شجرہ اولاد سید شاہ حسین الدین (سامنہ)	۳۸۵
	مولانا حکیم سید برکات احمد زری بھٹی	۳۵۲		شجرہ اولاد سید شاہ علی الدین (سامنہ)	۳۸۶
	علامہ سید ناصر احمد گیلانی و بنگر	۳۵۳		شجرہ سادات ابو، بدینی	۳۹۷
	شمس العلماء علامہ سید نذیر حسین دہلوی	۳۵۹		سید وزارت حسین محمد بنگر و بنگر	۴۰۱
	(علامہ بنگر)			شجرہ اشرف بنگر	۴۰۲
	سر علی امام بیر برٹ (پٹنہ، بہار)	۳۶۲		سید محمد محمود بانوی	۴۰۶
	شتری علامہ اقبال	۳۶۳		پروفیسر آغا محمد الدین (سامنہ، بنگر)	۴۰۸
	سر علی امام کے نسب نامہ پر تصدیق	۳۶۴	۱۵	مشائخ علوی	۴۱۰
	سر سلطان احمد بیر برٹ (بہار)	۳۶۶		شجرہ مشائخ علوی	۴۱۱
	سید شباب الدین رحمت اللہ سید بیر برٹ (بہار)	۳۶۷		شاہ سالار مسعود غازی بہار (پولی)	۴۱۳

باب	مناوین	صفحه	باب	مناوین	صفحه
۱۶	شاه نادر احمد ملای بر طبری دریل	۴۱۶	۱۸	علاء محمد القدوس هاشمی (دیبار)	۴۳۸
	مشائخ عباسی	۴۱۷		مشائخ جعفری زینبی	۴۳۹
	شجره مشائخ عباسی	"		شجره اولاد حضرت جعفر طبری	۴۴۱
	شیخ آسمون شیخ ارزانی دیبار	۴۱۸		شجره طریقت پهلاری شریف دیبار	۴۴۲
	نواب فضل علی قریشی (ملکان)	۴۱۹		تذکره پهلاری شریف	۴۴۵
	شجره طریقت مرقی طلب	"		مولانا محمد الدین محمد پهلاری	۴۴۷
	دوگری سیر لوفامی	"		حضرت بی بی ولیه	"
۱۷	مشائخ زبیری بی هاشمی	۴۲۰		شاه مجیب الدین محمد پهلاری	۴۴۸
	شجره اولاد امام تاج نقیبه دیبار	۴۲۱		شاه ابان علی جعفری دیبار	۴۴۹
	شیخ سیدی منیری دیبار	۴۲۲		شاه سلیمان پهلاری دیبار	۴۵۰
	غیب نوردی	"		مولانا شاه جعفر پهلاری دیبار	"
	مقدم الکتاب شیخ شرف الدین محمد منیری	۴۲۵		سلام سلیمان	۴۵۱
	(دیبار)	"		شاه محمد الدین پهلاری	۴۵۲
	نور کلام	۴۲۷		شاه محمد الدین قناعتی	۴۵۳
	مولانا ملایت علی (صادق پور پند دیبار)	۴۲۸	۱۹	مشائخ هاشمی	۴۵۵
	شاه اسلمیل (میترو دیبار)	۴۲۹		حضرت شیخ بیاد الدین زکریا ملکانی	"
	شیخ ملا بنگالی	۴۳۱		حضرت شیخ محمد الدین عارف	۴۵۷
	شیخ قاضی شطاری	"		حضرت شیخ رکن الدین رکن ملان	"
	شیخ هدایت الله سرمست	"		(ملکان پنجاب)	"
	مولانا محمد انصاری منیری	۴۳۳	۲۰	مشائخ صدیقی	۴۵۸
	شاه عبدالعزیز	۴۳۵		شجره اولاد حضرت ابوبکر صدیق	"
	مقدم شیخ شعیب (شیمیرا)	۴۳۶		شیخ شهاب الدین سرودی	۴۶۷

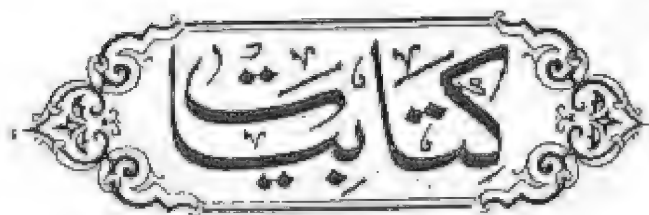
باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	شیخ جمال الدین دہلوی	۴۶۸		شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۴۹۵
	پیر بزرگ الدین بدر عالم آبادی و بہار	۴۷۰		شجرہ املا و شیخ عبدالحق محدث	۴۹۶
	محمد دوم قزوچی (سنہ)	۴۷۱		امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد رازی	۴۹۷
	شاہ سلطان گھمینی و شیراز بہار	۴۷۳		(پنجاب)	
	محمد دوم آدم نقشبندی و سندھ	۴۷۷		کلام ربانی	۴۹۹
	خواجہ محمد زبال دہلوی شریف، بدین شاہ	۴۷۸		شاہ نسیم پاکیا و پینڈہ بہار	۵۰۰
	شاہ فضل الرحمن گجراتی و آغا علی دہلی	۴۷۹		خلقاہ	۵۰۱
	مولانا قاسم نانوتوی و دہلی	۴۸۱		خواجہ رحمت الدین عشق	"
	شاہ نعمت اللہ صدیقی میران بہار	۴۸۲		خلیفہ مسلاسل طریقت منہج	۵۰۲
	شجرہ اولاد و رسم سوانی شیران بہار	۴۸۳		شاہ عطاء حسین	"
	مولانا الیاس علی بلیغ جماعت دہلی	۴۸۳		تصفیات	"
	مولانا یوسف کاندھلوی دہلی	"		اردو رسالے	۵۰۳
	شیخ الحدیث مولانا ذکریا و پولہا	"		شاہ عبدالحق محدث دہلی	۵۰۵
	مولانا عبد العظیم صدیقی مبلغ اسلام دہلی	۴۸۵		شاہ ولی اللہ محدث دہلی	۵۰۶
	علامہ شاہ احمد ذرائع صدیقی دکن گجرات	۴۸۶		میاں سچل مرست و سندھ	۵۰۷
	مشاریح فاروقی	۴۸۷		شاہ عبد العزیز دہلی	۵۰۸
	شجرہ اولاد حضرت محمد باقر	"		شاہ اسلمین دہلی و دہلی	۵۰۹
	شیخ مسعود فریدی شکر آبادی پنجاب	۴۹۱		حاجی املا و اللہ جاسوی	۵۱۱
	خواجہ حلام الحق ناظمی (ارباب)	۴۹۲		مولانا محمود الحسن اسیرانی	۵۱۲
	شیخ سلیم حسن (دکن و ریسی)	۴۹۳		مولانا اشرف علی تھانی	۵۱۳
	میاں میر لاہوری (راہب)	۴۹۴		حدیث جنی کرامات	۵۱۴
	حضرت سلطان باجوہ پنجاب	"	۳۲	مشاریح عثمانی	۵۱۵

سفر	مضامین	باب	سفر	مضامین	باب
۵۴۲	اولاد امام اعظم	۲۴	۵۱۵	شجرہ اولاد حضرت عثمان	
۵۴۳	حضرت شاہ برہنہ قلندر پانی پتی		۵۲۰	بندگشاہ قطام الدین	
۵۴۴	شیخ برہنہ الدین غریب		۵۲۲	شیخ فرید الدین فردوسی	
۵۴۵	اولاد حضرت ابوہریرہ	۲۵	۵۲۳	مفتی سلطان حسن خاں احمہ (بریلی)	
۵۴۶	شیخ بدیع الدین شاہ مدنی		۵۲۴	مولانا شبیر احمد عثمانی (بریلی)	
۵۴۷	اولاد نوشیرواں عادل	۲۶	۵۲۵	مولانا ظفر احمد عثمانی (بریلی)	
۵۴۸	شجرہ اولاد نوشیرواں عادل		۵۲۶	لطیف مدنی فرشتی (بریلی)	
۵۴۹	سلطان محمد غفری		۵۲۷	شجرہ اولاد لطیف مدنی	
۵۵۰	فتح نگر کٹ، تھریا کدو سندھ		۵۲۸	مشائخ انصاری	۳۳
۵۵۱	سلطنت بہمن، دکن		۵۲۹	شجرہ مشائخ انصاری	
۵۵۲	محمد شاہ بہمن		۵۳۰	حضرت ابو الین قتادہ انصاری	
۵۵۳	فیروز شاہ بہمن		۵۳۱	حضرت کاغاب	
۵۵۴	محمد گادان		۵۳۲	ایمان از لیلہ اخلاق	
۵۵۵	اولاد امیر تیمور	۲۷	۵۳۳	بادشاہ بہمن کا خط حضرت اکرم کے نام	
۵۵۶	شجرہ اولاد امیر تیمور		۵۳۴	حضرت بہمن دافہ عرفی بن میر شریف	
۵۵۷	بیاد شاہ ظفر آفری خاں بادشاہ دہلی		۵۳۵	(بہار)	
۵۵۸	قائم خانی راجپوت	۲۸	۵۳۶	خانوادہ فرنگی علی گڑھ اور قانظام الدین	
۵۵۹	شجرہ قائم خاں راجپوت		۵۳۷	سہاوی	
۵۶۰	زواب قائم خاں شہید		۵۳۸	مولانا عبدالباقی فرنگی علی گڑھ	
۵۶۱	سید خضر خاں اور زواب قائم خاں		۵۳۹	مولانا رشید احمد گکھی (بریلی)	
۵۶۲	شجرہ شاہ میر عالم	۲۹	۵۴۰	مولانا امجد علی انصاری صدر الشریعہ	
۵۶۳	پٹھان یا قاتمان	۳۰	۵۴۱	مصنف بہار شریعت، در اعظم گڑھ	

باب	مقائین	سفر	باب	مقائین	سفر
	شیخ احمد بن عبداللہ دہلی سندھی	۵۹۶		شیخ علامہ الدین علامہ الحق چندی بنگال	۶۱۰
	شیخ بایزید بسطامی	"		مقدم شیخ جلال الدین تبریزی	۶۱۱
	سرد شہید (دہلی)	"		(مقدمانی آسام)	"
	امام محمد اسلمیل بزاز	۵۹۸		ملک یونس یارایت لاریٹہ بہار	۶۱۳
۳۲	چند اکابر صوفیہ و علمائے	۵۹۹		حسین شہید بہروردی (ککٹہ بنگال)	۶۱۵
	حسین بن منصور جانا	"		خان بہادر جودھری محمد بخش رئیس شہر	۶۱۶
	حضرت شمس تبریز	۶۰۰		(پرزہ بہار)	"
	نور محمد کلام	۶۰۱	۳۳	چند علمائے اہل سنت	۶۱۷
	صورت ایر خوسرو	۶۰۲		پیر سید جماعت علی شاہ علی پور سیدل	"
	خواجہ یحییٰ کبیر غزنوی (بلوچستان)	۶۰۳		(پنجاب)	"
	خواجہ باقی ہاشمی (دہلی)	۶۰۴		مولانا سید دیدار علی شاہ (لور)	۶۱۸
	حضرت علی ترمذی پیر بابا (بغیر)	"		پیر سید بہر علی گڑھ شریف	۶۱۹
	شیخ عبداللہ شطاری مرہٹہ (دہلی)	۶۰۵		راولپٹی (پنجاب)	"
	شاہ بلاول (پنجاب)	"		پیر شمس سلیمان شرفا (بہار)	۶۲۰
	شاہ ابو البرکات	"		مولانا ظفر الدین (بہار)	"
	سلطان ستم سرور (پنجاب)	۶۰۶		سردارانی فضل سید محمد نعیم الدین	۶۲۲
	علامہ عبد الحکیم سیاح کوٹی (پنجاب)	۶۰۷		مراد آبادی (دہلی)	"
	مولانا نور شاہ کاشمیری (کشمیر)	۶۰۸		علامہ ابو البرکات سید احمد شرفی	۶۲۳
۳۴	چند مشاہیر صوفیہ بنگال و بہار	۶۰۹		علامہ سید احمد کاظمی (مراد آباد)	"
	شیخ جلال سلطانی	"		مولانا مفتی سید محمد افضل حسین	۶۲۴
	مولانا شرف الدین قادری	"		آرد (بہار)	"
	شاہ علی ہندوی میر لہ (دھاکا)	"		چند مشہور تلامذہ	۶۲۵

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	اطلاہ	۶۲۵		حیرت باری	۶۲۲
	سید شاہ نعمت اللہ علیہ السلام	۶۲۶		راغر باروی	"
۳۵	شاہ نعمت اللہ کی شہین گوئی	۵		نورنگری	۶۲۶
	منظوم شجرے	۶۲۲		حافظ گلشنی پوری	"
	علامہ عبد الجلیل بگرامی	"		خلیل بیگ سران	۶۲۷
	سید سرفراز علی خاں شکر	۶۲۲		حسرت نعمانی	۶۲۸
	منظوم شجرۂ نسب و طریقت	۶۲۵		نورۂ کلام	"
	سلسلہ اشرفیہ کچھوچھو پیراں			مظہر کاشمی	"
	سید محمد نجم العین نجم بریلوی	۶۲۶		عاجز صدیقی	۶۵۰
	مرزا حامد جلیل انصاری سندس	۶۲۸		نورۂ کلام	"
	دعائے عالیہ، مکتبہ			عامی چھپروی	"
۳۶	شعرا پر تربیت	۶۲۹		سید محمد حسن بخاری بلیدی	۶۵۱
	شعرا و کھیتی	"		نورۂ کلام	۶۵۲
	بہار کھیتی	"	۳۷	تذکیم افغانستان	۶۵۳
	پیر کھیتی	"		فاصلیان	۶۵۴
	مظہر کھیتی	۶۲۹		پراتے سنگ	"
	ناشا و کھیتی	"		نورۂ حیات اسلامی	۶۵۵
	شعر ساجو	۶۲۲		فتح قندھار و نہارا	۶۵۶
	سید محمد نجم العین نجم بریلوی	"		راجہ راتے سہاس	"
	نورۂ کلام	۶۲۲		خوارزمی بلوچستان	۶۵۷
	شعرا و یاد	۶۲۲	۳۸	ملتان	۶۵۹
	عزت باری	"		تذکرہ ملتان	"

باب	مضامین	صفحہ	باب	مضامین	صفحہ
	نظم	۶۶۱		خود مختاری	۶۷۰
	فتح ملتان	۶۶۲		پھلوار کی جنگ	۶۷۱
	ایک دلچسپ قصہ	۶۶۳		سراج الدولہ کی طبیعت	۶۷۲
	سید شاہ یوسف گریزی	۶۶۴		روزانہ کے معمولات	۶۷۳
۳۹	دادی بالان	۶۶۵		اجناس کی قیمتیں	۶۷۴
	بہار	۶۶۶		مشتق ترقی	۶۷۵
	چین مست	۶۶۷		سادات بادشاہ کے بارے میں میر تقی میر کا قصہ	۶۷۶
	گر تم بدھ	۶۶۸		میرزا بیگ کے اشار کا جواب	۶۷۷
	پانچویں کڑیہ	۶۶۹		علامہ سید غفران علی گیلانی اور فاضل	۶۷۸
	مسلم بہار	۶۷۰		سید صفدر حسین بگڑھی	۶۷۹
	مرغیہ	۶۷۱		راجہ رام نرائی مخول	۶۸۰
	مستلا (درجہ سنگھ)	۶۷۲		فہرست لکھنؤ بہار	۶۸۱
	علامہ بہار	۶۷۳		فہرست مراعات سادات حاجت پوری	۶۸۲
	دادی بالان	۶۷۴		عامی لاسما	۶۸۳
	دریائے گندک	۶۷۵		آثار سید (مقامات)	۶۸۴
	دریائے باگتی	۶۷۶			
	دریائے کوسی	۶۷۷			
	مفتقرات	۶۷۸			
	نادر شاہ اور سید شہاب علی خاں کے	۶۷۹			
	دریانہ سنگھ	۶۸۰			
	علی مدنی خاں	۶۸۱			
	چکراوی سے جنگ	۶۸۲			



زبان	نام مصنف / مؤلف	نام کتاب	نمبر
اردو	سید مبارک الرحمن دیسوی	بزم مصروف	۲۱
"	سید حسین الدین احمد منشی ابوالکلام	بہار میں ابوالکلام فیضان	(۲۲)
"	پروفیسر اختر احمد بھٹی	بہار میں اردو ادیب کا ارتقا	۲۳
"	عبدالرشید ارشد	بائیں بڑے سلطان	۲۴
فارسی	غیر حسین الدین احمد منشی ابوالکلام	پند و ہدایت	۲۵
فارسی	سید جمال الدین افغانی	تاریخ افغان	۲۶
فارسی	آقاسی عبدالحی حیدری	تاریخ افغانستان	۲۷
"	سید عبدالحسین (دادا اختر کسری) (مستاد قلم)	تاریخ الشرف	۲۸
اردو	پروفیسر حبیب الرحمن	تاریخ بلوچستان	(۲۹)
"	سید حماد حسین گیلانی	تاریخ حسن	(۳۰)
"	عبدالعزیز خاں بریلوی	تاریخ دہلی گھٹ	۳۱
"	خان بہادر سید مظفر علی خاں شاہکار	تاریخ مسالمت باہر	۳۲
"	غلام رسول مہر	تاریخ سندھ	۳۳
"	ڈاکٹر ظہور الحسن شاہ	تاریخ مورتیا و مجرات	۳۴
"	احیاء الدین برنی	تاریخ قیرور شاہی	۳۵
"	قرن الوان خاں ناشر شاہ محمد قاسم بیٹہ سرگودھا	تاریخ قائم خانان (حصہ اول)	۳۶
"	منہاج سراج	تاریخ نامری	۳۷
"	مولانا محمد عیسیٰ ندوی مدظلہ العالی	تاریخ دولی کامل	۳۸
فارسی	شیرازک ششمی	تحفۃ الکرام	۳۹
"	سید افضل حسین غفری شیرازی	تحقیق الاقوام	۴۰
اردو	عزیز عثمان	تحقیق البیان	۴۱
"	مولانا محمد اقبال قیس	تذکرۃ الاولیاء سندھ	۴۲

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	زبان
۴۳	تذکرہ اکابر اہل سنت	محمد عبد الحکیم شرف قادری	اردو
۴۲	تذکرہ اولیاء کرام نقشبندیہ قادری شریف	محمد پوری مشہاد علی دارقی	"
۴۵	تذکرہ اولیاء لاہور	دارق کمال	"
۴۶	تذکرۃ الاولیاء	سید فرید الدین عطار	"
۴۷	تذکرہ خزانہ شیریں	حسین الدین احمد متنی البرہان لانی	"
۴۸	تذکرہ شہید	محمد خالد یوسف	"
۴۹	تذکرہ مونیائے سنو	اعجاز الحق قادری	"
۵۰	تذکرہ مونیائے بنگال	اعجاز الحق قادری	"
۵۱	تذکرہ سید عطا حسین متنی	فتیر سید حسین الدین احمد متنی البرہان لانی	"
۵۲	تذکرہ مائدہ	مولانا عبد الرحیم ماقوری دفتر ترجمان اسلام آباد پاکستان	عربی
۵۲	تذکرۃ المحدثین	علامہ قلام رسول سیدی	اردو
۵۳	تذکرہ مسلم شعراء ہمارے	سید احمد اللہ ندوی	"
۵۵	تذکرہ مشائخ کرام	محمد قاسم فرشتہ	فارسی
۵۶	تذکرۃ المتفقیں و دیگر نقلائی	پروفیسر اختر دایہ	اردو
۵۷	تذکرۃ النجاة		عربی
۵۸	تعارف علامہ اہل سنت	مولانا محمد صدیق ہزاروی	اردو
۵۹	جہان العلوم تنہا عماری	انیس الرحمن	"
۶۰	چہار انوار	مید شاہ برکت اللہ	"
۶۱	حالات زندگی سید علامہ الدین بک لاری شہار	محمد ہاشم نظامی	"
۶۲	مہکتہ الانساب	سید طہیل اختر ایف کدیت مظفر پور	"
۶۳	مہابت ہدایات	فضل حسین بہاری	"
۶۴	حیات ثبات	مخدوم نجم الدین فریدی	فارسی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف و مؤلف	زبان
۶۵	حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی	ڈاکٹر مسعود احمد	اردو
۶۶	خواجه گلخان چشتی	مولوی محمد رفیع کھنڑی	"
۶۷	رباعی الانساب	سید تقی محمد علی قمری	"
۶۸	ذہب و اخلاق	کامل احمد نگہ آبادی	"
۶۹	سادات بارہ کی تاریخ کا جائزہ	سید میمن علی شاہ	"
۷۰	سادات نماز پورہ	سید افضل حسین ندیدی	"
۷۱	سچے سناہیل	سید عبد الواحد بلگرامی	"
۷۲	سلیقہ الاولیاء	داراشکوہ	"
۷۳	سلیقہ الاولیاء	داراشکوہ	"
۷۴	سنبلستان چشت	فتیر حسین الدین احمد نعمی البرہانوی	"
۷۵	سندھ کا تعارف	سندھ ادبی بورڈ، حیدر آباد	سنہلی
۷۶	سیدان بادشاہ گھر	فیض بخش کاکوروی	اردو
۷۷	سید المرغازی	شیخ طفیل احمد مسعودی، حیدر آباد	"
۷۸	سید القاریج	سید روشن علی	"
۷۹	سیرت النبی مکیہ و مدینہ	علامہ شبلی نعمانی	"
۸۰	شاہ یحییٰ	محمد رفیع نعمانی	"
۸۱	شجرہ سادات	سید رفیع حسن ندیدی	"
۸۲	شجرہ سادات بلگرامی	سادات بلگرامی	"
۸۳	شجرہ سندھ	سادات سندھ	"
۸۴	شجرہ سادات پٹنہ دیو	مولانا سید عبد الرشید ندوی	"
۸۵	شواہد القیوم	علامہ عبد الرحمن جامی	"
۸۶	صغیر بلگرامی	پروفیسر ڈاکٹر ظفر احمد گاموسہ	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مترجم	زبان
۸۷	صوفیاتے بہار اور اردو	پروفیسر معین دروان ایس ایم ایس علیگ	اردو
۸۸	طبقات نامری	منہاج سراج	فارسی
۸۹	حرفی النسل مسلمان	ابوالقاسم عبدالسلام حلیفی ہوسوی	اردو
۹۰	فرنگی گپ آصفیہ	میر احمد یادی دہلوی	"
۹۱	قائد خورشیدی	میر افضل الدین احمد	"
۹۲	تہذیب الانساب	عبدالودود عثمانی	فارسی
۹۳	سیرت الانساب	میر عطا حسین عبدالرزاق دانا پوری	"
۹۴	سرگسی نامہ (مولانا گنگو)	سادت جاجینی	"
۹۵	کلیات نعمت	شاہ نعمت اللہ مدنی	اردو
۹۶	گلزار ابرار	محمد غوثی شکاری ماٹھی	"
۹۷	لطائف اشرفی	حضرت میر شاہ اشرف جہانگیر سنائی	فارسی
۹۸	مہدائق ثانی	نقاسم الدین محمدی	اردو
۹۹	نعت سرور	خواجہ رفیع حیدر	"
۱۰۰	موندیم جلال الدین حیدر جہانگیر جہان گشت	پروفیسر ایوب قادری	"
۱۰۱	غزل الانساب	میر کریم الدین احمد حسین جوہری میراوی	فارسی
۱۰۲	مرآۃ الانساب	میر منیا الدین احمد ملوی	"
۱۰۳	مسیحیہ سے حیدر حسن تک	میر آل حسین میاں تادی بیکانی	اردو
۱۰۴	مناہیں مولانا گیلانی	ڈاکٹر مظفر گیلانی وائس چانسلر جامعہ ریزہ ریسٹ	"
۱۰۵	معارف مشہوری	مولانا حکیم محمد اختر	"
۱۰۶	مقالات سعیدی	علامہ غلام رسول سعیدی	"
۱۰۷	شعاب فضیلہ	مولانا سعید الدین حسین شاہ	"
۱۰۸	اکثریات مسلمان	عبدالحمید دینا پوری	"

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف / مؤلف	نویسنده
۱۰۹	مکتوبات سعدی	مقدم الملک شیخ شرف الدین یحییٰ بنیر	فارسی
۱۱۰	مقامات و نشان	نشی عبد الرحمن خاں	اردو
۱۱۱	مونس و اخوت	ذخیرتین الدین احمد شیخ ابو اعلیٰ	"
۱۱۲	نہایت مساوات و رنگ و پیر	سید نجم الہدیٰ دایندری	"
۱۱۳	نشی منزلی	سید عبد الجلیل شیکوری	"
۱۱۴	نور علی نور	سید شاہ ابوالحسن احمد علی میاں	"
۱۱۵	نسیب شرف و نصیرت و نصرت	ابو محمد جلیل الدین حسین عرف سید شاہ فرزند علی شہ	فارسی
۱۱۶	رسالہ استقامت	دلی	اردو
۱۱۷	الغیب	پھلوا ری شریف، پٹنہ، بہار	"
۱۱۸	رسالہ نور و مجید الفانی	ناپلہ، لاہور	"
۱۱۹	روحانی قاضی	جنوری ۱۹۸۹ء	"
۱۲۰	ندیم	گیا، صوبہ بہار	"
۱۲۱	الملک و مجملہ	پیرا الحسن، کتب الفکر سرسائی، کراچی	"
۱۲۲	روزنامہ		
۱۲۳	جسارت (مردودی قبر)	۱۹۸۸ء	"

مصنف ایک نظر میں

- نام _____ سید محمد نجم الحسن
 پتہ محلہ _____ نجم مرگیری
 ولایت _____ سید محمد بدیع الحسن
 جائزہ پاپائش _____ موضع ساخو پرگز بلایا ضلع مرگیر
 پیشہ _____ سرکاری ملازمت
- موجودہ عہدہ _____ آرٹسٹ فیئر کنگز کوٹہ و عشر اسلام آباد۔ دفی الحال انڈین انسٹیٹیوٹ ڈیٹن کراچی،
 متاثر کیا امتحان _____ ایس اے ایس کے امتحان ۱۹۵۴ء میں پاس کیا۔
- اعلیٰ تربیت _____ پاکستان دعوے کا ڈیٹن انسٹیٹیوٹ سے اعلیٰ ٹریڈنگ حاصل کی۔
 اساتذہ کرام _____ پائری اسکول احمد نگر، سید کریم الدین، پندرہ نیرہ لال گرو جی۔
 شہیدیت اسکول سمیٹنگ، سید حسن رضا، سید عبدالغنی، سہراب خاں اعظمی، پروفیسر سید احمدی
 اہل انشاؤں ڈانٹ اسکول ڈھاکہ، سید حفیظ الرحمن، سید صباح الہدیٰ ویسوی،
 مولانا سید احمد علی، مولانا سید محمد حسین، سید محمد شمس الدین اور اشرفی
- ڈاکٹر کالج، پروفیسر شاہ نجم الحسن، پروفیسر سید اقبال حکیم، پروفیسر سعد منیر
 قائد اعظم کالج، پروفیسر سید عقیل احمد، پروفیسر سید عبدالرؤف فاطمی
 ڈاکٹر کوئی ویسوی، ڈاکٹر پروفیسر عبدکبیر شادانی
- ادبی سرگرمیاں _____ سابق جوائنٹ سیکرٹری، وزیر ادب جہانگیر روڈ، کلاچی
 تصانیف _____ (۱) پورٹریٹ پاکستان (انگریزی) نکلوان کا مجموعہ، مطبوعہ ۱۹۸۷ء
 (۲) اشارات عرب (ترجمہ نظر)
 (۳) گل و گلستان (اردو و فارسی کا مجموعہ کلام) زیر طبع
 (۴) ابن انسا کے چار یا آت انیسویں زیر طبع
- موجودہ پتہ _____ ۱۰۸، ای جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی۔

کچھ پوچھنا آف پاکستان اور گل و گلستان کے بارے میں

سید نجم الحسن

ڈیر سید

آپ کی انگریزی تفصیلات کا حیران کن اور دیدہ زیب مجموعہ کلام نظر آتا ہے۔
بہت بہت شکریہ!

نیاز مند

جے جیکس، ایم ایس پی ایچ ڈی

اسوسی ایٹ پروفیسر آف ریاضی و کمپیوٹر سائنس

یونیورسٹی آف میکساس، ہیلڈ سائنس سینٹر ایٹ

برسٹن، امریکہ (یو ایس او)

گلستان و گلستان کی لطافت و اشاعت میر کے لیے دلی مسرت کا باعث ہے۔ صاحب گل و گلستان "میر کے ان رفقاء میں ہیں جن کا ذوق و شوق اور دلولہ قابی تقلید ہے۔ موصوف نے حصول مقصد کے لیے جو کاروشیں کی ہیں وہ اہل علم کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں گی۔

میر کے سرزمین میں مافخر شیخ عبدالوہاب المعروف سچل سرمست گستاخ بہشت زبان گزرے ہیں اور بیسیوں مدی میں اسی سرزمین کے سید نجم الحسن نجم شاعر سرزمین کی حیثیت میں ابھر رہے ہیں۔ ابھی ان کاظم اور زمین جہان اور تازہ دم ہے۔ کاہانہ شہزادہ اب کران سے بے شمار توقعات ہیں اور انشاء اللہ سرزمین ان توقعات پر لبضلع اٹھائے پورا کریں گے۔

"ابن دہا از سر فراز جہاں آئین باد"

سید الامین میر گری۔ شرف آباد، کراچی

یکم شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ

سعد الزماں عباسی بدایونی

تصانیف

- ۱۔ اکبرنگ (مجموعہ غزلیات)
- ۲۔ حرفِ عجز (مجموعہ نعت)
- ۳۔ خوابِ رنگ (اشعری مجموعہ)
- پتہ: ۱۲ راہی جہانگیر روڈ ولیسٹ کھاجی ۵

عزیزی، نجم الحسن، نجم کی شاعری پر تبصرہ کر سکتے ہیں یہ ضرور دیکھنا اور سوچنا پڑتا ہے کہ موصوف کا رجحان نہ صرف اُردو غزل و نظم کی طرف ہے بلکہ وہ انگریزی شاعری بھی اسی مدائی و برجستگی سے کہہ سکتے ہیں جس کے لئے برسوں کی محنت کاوش و کار ہوتی ہے۔ مختلف اصنافِ شاعری میں ان کا ذہن ان کے دہقان کا پتلا دیتا ہے اور مجھے قویٰ امید ہے کہ اگر ان کا قلم اسی طرح نثری منازل طے کرتا رہے تو ایک دن چڑھاہری خابراں اُردو نعت کے قفاظر میں نظر آتی ہیں خود بخود مقفود ہو جائیں گی اور ان کی شاعری دقت کے ساتھ ساتھ نکھرتی اور سکھتی جائے گی۔

سعد عباسی

۱۲ جنوری ۱۹۸۸ء



فتار فاروقی

مصنف: انا کیثیہ

۲۔ آتش غم

۳۔ بیکار کر بلا

پتہ: جہانگیر ویٹ، کراچی ۷۵

محترم جناب یہ نظم الحسن مصائب کی تخلیق ”پوٹو آف پاکستان“ پڑھ کر انہمازی ہوا کہ شاعری صرف اہل زبان کا ہی حق نہیں ہے اور زبان کسی کی بھی میراث نہیں۔ انہوں نے انہمازی ہمدردی، چاکرستی اور کمال فن سے اپنے تاثرات و جذبات قالب شعری میں ڈھال دیے ہیں۔ زبان میں روانی اور سلاست ہے جس سے ان کی مشاق کا پتہ چلتا ہے۔

فتار فاروقی

ڈائریکٹر نظم الحسن

پہلے تو آپ میر کا دل مہا کیبا و قبول کیجیے کہ آپ نے اپنی خوبصورت انگریزی نظموں کا مجموعہ شائع کیا۔ یہاں آپ کی کتاب ”پوٹو آف پاکستان“ کا مطالعہ کیا ہے آپ نے بڑی ہمدردی اور چاکرستی سے حب الوطنی کے پیغامات روانہ کیے اور سلیس زبان میں تاریک کرامت تک پہنچا کر ایک مستحسن فرض انجام دیا ہے جو قابلِ قدر و تائش ہے۔

میری آرزو ہے کہ آپ شمس جاری رکھیں اور دعا گو ہوں کہ رب العزت آپ کی ہر دشمنی کو بار آور کرے۔ آمین!

نیاز مند

محمد ارشدان پھرت

۱۱۹-ای جہانگیر ویٹ، کراچی ۷۵

۱۰ نومبر ۱۹۸۵ء

سید احمد

۲۹۲/۸ شرف آباد، کراچی فون نمبر ۳۹۷۷۲۷

۲۹ نومبر ۱۹۸۶ء

پیادے نجم السلام ولیکم

بچپن شام کو میں نے اپنی میز پر ایک کتاب رکھی دیکھی جس کا عنوان تھا "پونز آف پاکستان" میں نے مطالعہ کرنا شروع کیا اور جوں جوں پڑھتا گیا دلچسپی بڑھتی گئی۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں کہ میں کوئی ادیب، شاعر یا دانشور نہیں ہوں لیکن شاعر نے اس کتاب میں اپنے احساسات اور جذبات جس انداز میں اپنے قارئین تک پہنچانے کی کامیاب کوشش کی ہے اس سے میں متاثر ہوئے بغیر نہ مکا۔ جہاں ہستیاں کے مختلف گوشوں پر غبارِ زمانہ کی گئی ہے اور الفاظ و خیالات کا ایک سمندر موجوں ہے جو تھکنے کا نام نہیں لیتا۔ موضوعات کا انتخاب دلچسپی و گہرائی سے ہٹ کر اچھوتے انداز میں کیا گیا ہے۔ معاشرتی، عمرانی، جہنم فطرت، قومی ترقی، آفاقی مہبت، ماضی کی یادیں اور پیشہ ورانہ موضوعات پر نظریں کھلی گئی ہیں۔

میں شاعر کراس ٹو بے صورت کاوش پر بے اختیار مایا و کاوش کرتا ہوں۔

”گر قبولِ انداز ہے عز و شرف“

مجھے امید ہے کہ آپ نئی جہتوں کو بھی روشن کریں گے اور دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق اپنے اس پاس کی سسکتی ہوئی انسانیت کو بھی موضوعِ قلم بنائیں گے۔

نیازمند

سید احمد

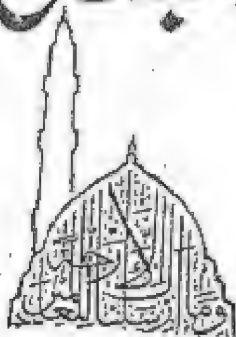
داماد سید احمد ندوی

مصنف: ”مسلم شعرائے بہار“

شرف آباد، کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يا صاحب الحيا يا سيدي
 من في حبك المنيرة نور العبر
 لا يمكنني الشئ منكما كان حق
 بعد خدائكم توفى قصه



عرض حال

رہتا تلم ہے نام قیامت تلک ہے فوق
اولاد سے تو بس یہی دہشت چارہشت

شجرہ میں اولاد کے پشت و پشت نام درج ہوتے ہیں۔ تو اُرت اور احوال انسانی کو دار کی تعمیر میں بروہن سر فیصلہ کن طور پر کارفرما ہوتے ہیں۔ شیخ سعدیؒ نے تو اُرت کو ماحول پر زیادہ فوقیت دی ہے۔ شجرہ کو نبی نامہ اور گشتی نامہ بھی کہتے ہیں۔ اس کے مرتب کرنے کی ریت بہت پرانی ہے۔ اہل عرب گھوڑوں اور آدمیوں کے شجرے تیار کر کے اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے تاکہ ان کی اس نسل کا سرخ لگانے میں آسانی ہو سیکے۔ اپنے قبیلوں اور خاندانوں کا شجرہ تیار کرنا قرآن کے لیے از بس ضروری تھا۔ عربوں کا شمار علم الانساب کے بہترین ماہروں میں ہوتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے والد بزرگوار خطابؓ اپنے وقت کے عرب کے مشہور انساب تھے یہاں تک کہ عرب قبائل اپنے سینا منوں پر ان کی مہر تصدیق ضروری خیال کرتے تھے اور یہ رواج بہت پرانا تھا۔

اگرچہ خاندانی احراز اور شرافت انسانی ایک طرہ امتیاز ہے مگر ضروریات فوریہ کے سوا یہ نہیں۔ فضیلت کا معیار تو تقویٰ کی مقدار پر ہے۔ حسب و نسب کی تاریخ ہماری تہذیب و ثقافت کا ایک اہم عنصر رہا ہے۔ اپنی اولاد کو اپنے اسلاف کے شاندار کارناموں کا حامل بنانے کے لیے اسلاف سے آگے ضروری ہے اس لیے یہ فن زمانہ کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا۔ خاص طور پر عرب علم الانساب کے ماہر سمجھے جاتے تھے۔ شجروں کا مرتب کرنا ایک نہایت کمٹھن کام ہے اس لیے کہ اس میں پشت و در پشت کڑیاں ملانی پڑتی ہیں جو جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ اس قسم کے مشروعات میں ازراہ بشریت سہکا اسکان ہے چونکہ تحقیق کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے اس لیے آئندہ اس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ بہر حال اس قسم کی جرأت اس لیے

کی گئی تاکہ آئے واسطے نئے معقین کو دعوت نکروی جائے اور وہ اس طرف متوجہ ہوں۔ مزید
برائی انہیں کچھ آسانیاں فراہم ہو جائیں۔

میر و سوانح و شجرۃ الانساب کی تعریف و تائید ایک نہایت دقیق اور مشکل کام ہے زیرِ نظر
کتاب "ارشادِ عرب" میں انبیاء کو کلام، عقائد کے دانشورین، ائمہ کرام، اصحابِ رسول، بزرگانِ
دین، صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کا شجر و نسب و شجر و طریقت مع مختصر حالات زندگی ترتیب
دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ وہ غرقہ پوش، باویہ بیا اور محرر اور بزرگ ہیں جنہوں نے انسانوں
کی تقدیر کی بدل دی ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ فرسِ مہدی ہجری میں صوفیائے اسلام کے
روحانی نظریات اور عقاید تصوف کو فروغ ملا۔ مولانا غوث علی گاہی نے شاہانِ وقت کو
ہی متاثر کیا۔ تیسری قاتحین تو مشائخ کی تعلیمات سے اتنے متاثر تھے کہ کسی ہم پر نکلتے قرآن بزرگوں سے
محصول دماغی خیال کرتے کسی شہر کو فتح کرنے کے بعد یقینہ السیف میں سے اہل اللہ کی تلاش
ہوتی اور مزارات اور مقامات ہوں پر حاضر ہو کر سر تسلیم خم کرتے۔ دراصل ان قاتحین کی فترحات
میں اولیاءِ اللہ کی روحانی قوتیں ساتھ ہوتی تھیں۔

چونکہ یہ کتاب ضروری معلومات پر مبنی ہے اور اختصار سے لکھی گئی ہے اس لیے
مبہوت و کشف و کرامات اور دیگر تعصبات سے کتاب کی مناسبت کے پیش نظر اقتضاب کیا
گیا ہے۔

”مگر قبول افتادہ ہے عز و شرف“

اس کام کا آغاز "ہدایتِ حق" مصنف سید حماد حسین کیاوی سے ہوا جس میں صفحہ
۱۱ پر مجھے اپنے مرشد اعلیٰ سید شاہ برہان الدین بن سید احمد جعفری مدظلہ العالی کے مدون موضعِ سانحہ
پر گزرتا ہوا تعمیل کیلئے شائع ہو گیا۔ یہ نایاب کتاب نازی زبان میں ہے۔ مجھے یہ
کتاب سید عبدالقیوم جیساوی صاحب نے بہ کمال مہربانی عنایت فرما کر دستِ تھان پہنچایا۔
اس کے بعد سید وزیر حسن ندوی الاسطی مصنف شجرۃ ساداتِ اہل بیت نے میری بڑی حوصلہ افزائی
کی۔ بہت سارے شجرے اور کتابیں عند الطلب فرما کر مجھے شکر یہ کا موقع دیا۔ جناب سید عبدالحق
الہدیٰ صاحب دینی میرے بزرگ استاد ہیں اور عمرِ حاضر کے معروف اور سید اور اسکال

ہیں۔ انہوں نے نسبتاً مہارت و لوگ و لینہ عزایت فرما کر مجھے مرفوا کیا۔ حضرت بندگان شہ
سید برہان الدین قلیا می صاحب شاعر حکیم صائق اور عہد حاضر کے راوی طریقت کے شہسوار
ہیں انہوں نے ہر قدم پر میری رہنمائی فرمائی اور اپنے بعیرت افراد مشوروں سے مجھے مرفور فرمایا
بلکہ متعدد تحریر کرنے کا وعدہ کر کے میرے جوش جنوں کو اور اگلے بڑھایا۔

خصوصاً سید محمد ظفر الحسن صاحب سکونت شرف آبادہ کراچی، انچارج میڈل لائبریری،
شرف آباد کلب سے مجھے بڑی مدد ملی جنہوں نے ازراہ کرم و عنایت و خدمت گزشتہ کتاب اور قدیم
نسخے فراہم کئے اور میرے کام میں بے حد دلچسپی لی۔ ظفر الحسن صاحب کتابوں کی دیکھ بھال، تدق
گردانی اور تصنیف و تالیف کے کاموں میں بہت متن مصروف ہیں نئی نئی کتابیں اور رسالے لانا کر
میڈل لائبریری کو مالا مال کر رہے ہیں۔ قدیم نسخوں کا حاصل کرنا ان پر تحقیق کرنا اور انہیں منظر
عام پر لانے کا شوق ان کو جنوں کی حد تک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔ یہ صرف
مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آتے ہیں اور میری مدد کر کے انہیں ایک گونہ خوشی حاصل
ہوتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کی مدد کے بغیر میں اس کتاب کی تالیف کے بارے میں سوچ
بھی نہیں سکتا تھا۔ میں تمام مذاہب کا تہدول سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ بزرگ
برتر اس نیک کام میں معاونت کے لیے انہیں اجر عاجل عطا فرمائے۔ آمین

آخر میں سید مہم قمبری صاحب کا شکریہ ادا کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے
اس کتاب کی معاونت کا فرض سر انجام دے کر میری کامیابی کو ممکن بنایا۔

نام نیک و شگال شائع نمکن

نمایا نڈ نام نیکیست برقرار

احقر العباد

سید نجم الحسن نجم

شہادہ از مذہبی نویسین کہ کار سے کرم و مؤلف

تعارف

میدنم الحسن احمد صاحب کے پانچویں عشرے میں سابق مشرقی پاکستان کے دارالحکومت ڈھاکہ کے ایک مشہور اسکول "دست انداز مائل بائی اسکول" میں طالب علم تھے۔ یہ اسکول قیام پاکستان کے بعد سے ہی عرصہ کے بعد ڈھاکہ کے پہلے ڈسٹرکٹ جیٹریٹ میدن شاہ ابوالدین رحمت اللہ کے نام پر اور ان کی سرپرستی میں قائم کیا گیا تھا جس کے بانیوں میں وہ شخصیتیں نمایاں تھیں۔ ایک ڈپٹی معین برجیم دوسرے میڈیکل افسر صاحب۔ یہ مشرقی پاکستان کا پہلا اور میڈیم اسکول تھا۔ اس اسکول سے کئی طلباء نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں میں اسکول کا نام ادا کیا۔ اس اسکول کے میٹرک ماثر میڈیکل سیم تھے اساتذہ میں عبداللہ کرم، مولانا سید احمد ندوی، ظہور الحسن دزکسمیری، جہانگیر صاحب، عبداللہ دوم، سید حفیظ الرحمن دوم، فضل الرحمن صاحب، سید صاحب فروغ احمد اور اقامت الحروف شامل تھے۔ اسکول کا نظم و نسق تعلیمی اصول اور تربیتی انداز منفرد تھا۔ اظہارِ لیسے اساتذہ کا پورا ادب و احترام کرتے اور اساتذہ و مشیرین جزیہ سے دس دس دیتے اور سب سے زیادہ نور کو دار کی تعمیر پر دیا جاتا تھا۔ یہاں ہر سال اپریل کو یومِ اقبال منایا جاتا ہے علامہ اقبال کے اقوال و اشعار پر مشتمل مکالمے اور ڈرامے اساتذہ کی نگرانی میں کرتے رہتے تھے۔ اس اسکول سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہوتا تھا جس کی مقبولیت پورے مشرقی پاکستان میں ہوئی۔ اساتذہ میں دو عالمی درجہ کے شاعر تھے ایک دزکسمیری اور دوسرے فروغ احمد صاحب سارے اساتذہ اور ادیب کے شیدائی تھے۔ طلباء بعد ازاں صاحب کو بابائے انگلش اور دزکسمیری کو بابائے اردو کہتے تھے۔ اس اسکول میں اس وقت کے گورنر ملک فیروز خان فون، بابائے اردو مولوی عبدالحق و شام کے ممتاز نگار پروفیسر احمد احمد اور کئی دیگر شہساز تھے اور اسکول کی کارکردگی سے متاثر ہوئے۔ نجم الحسن نے اسی مائے باز اسکول میں تعلیم و تربیت پائی۔ شہزاد اب کافوق بھی وہیں پیدا ہوا۔ اس اسکول سے فارغ ہونے کے بعد نجم الحسن نے گورنمنٹ کالج ڈھاکہ میں تعلیم حاصل کی۔ یہ اپنے وقت کا بہترین کالج تھا بلکہ مشرقی بنگال کا سب سے پہلا کالج تھا جو ڈھاکہ یونیورسٹی سے بھی پہلے قائم ہوا تھا۔

شاہد اے اس وقت وفاق حکومت کے محکمہ کلاؤٹ و مشن اسلام آباد میں آڈٹ آفیسر
 ہیں۔ حسابات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں وہ شہر شہر اور قریہ قریہ گھومتے پھرتے اور مقامی زبانیں نہ
 صرف سیکھیں بلکہ ان میں شعر کہنے لگے۔ انگریزی اور اردو اور فارسی ادب کا ذوق تو بہت پہلے ہی پران چڑھ
 چکا تھا۔ وہ پہلے انگریزی اور اردو اور فارسی تین زبانوں میں اشعار کہتے تھے۔ سرزمینِ سندھ کے مختلف علاقوں
 میں گھومنے پھرنے اور لوگوں سے قریبی تعلق پیدا کرنے کے بعد سندھی زبان میں بھی شعر کہنے لگے۔ نئی
 زبان سیکھنے اور پھر اس میں اشعار کہنے میں ان کو بڑی مہارت حاصل ہے۔ دنیا میں چند ہی ایسے لوگ گنتے
 جہاں نے نہ صرف اپنی مادری زبان بلکہ دوسری کئی زبانوں میں شاعری کی اور ان کے اشعار زبانِ اردو
 خاص و عام ہوئے۔ آج سے چند سال پہلے ان کی پہلی تصنیف انگریزی زبان میں مودی پبلیکیشنز پاکستان
 کے نام سے منظرِ عام پر آئی۔ اس میں ان کی کئی انگریزی نظمیں ہیں جو تاریخی اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ کتاب
 انگریزی ادب کے شائقین تک پہنچی اور تدریسی نظریں سے دیکھی گئی۔ اردو اور فارسی زبان میں ان
 کے شعری مجموعے طباعت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہیں۔ سندھی اشعار بھی یکجا کیے جا رہے ہیں۔

اس دوران میں ان کی مثنوی تحقیقی سلاہیتیں لپٹے اظہار کے لیے انہیں مقررہ کرنے لگیں اور
 انہوں نے ایک کٹھن اور صبر آزمایا کام کا آغاز کر دیا۔ انہوں نے خلفائے راشدین سے لے کر دورِ حاضر
 کے سادات، مشائخ اور عالمی شاہ کے سلسلہ نسب اور دیگر کرائف یکجا کرنے کے لیے پبلک لائبریری
 انٹراڈی اور ذرائع کتب خانوں، مطبعہ اور غیر مطبوعہ کثافات کا سراغ لگایا اور دن رات کی محنت شاقہ
 کے بعد ایک بڑی ضخیم اور نادر معلومات پر مبنی کتاب مرتب کی۔ یہ کام چوبارہ سال میں پڑتا انہوں نے
 بارہ ماہ میں مکمل کر دیا۔ مستند معلومات جمع کرنے، ان کی چھان بین کر کے اور ان کی محنت کو یقینی بنانے
 کے لیے سب سے بڑا کام انہوں نے اپنی اس کا اندازہ اس کتاب کے مندرجات سے ہی کر سکتا ہے۔ اس
 کتاب کا نام انہوں نے "اشرافِ عرب" رکھا ہے جو بہت ہی مزید ہے۔

شجرہ نسب کے بغیر تذکرہ نگاری مکمل نہیں کہلا سکتی۔ ایک ہی کتاب میں شجرہ نسب ہی نہ
 سوانح یکجا کر کے انہوں نے واقف ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں شجرہ نسب
 کا احاطہ آدم تا ایں دم کیا ہے جو اصولِ فطرت کے عین مطابق ہے اور دنیا کے تمام خانوادوں پر محیط
 ہے۔ اس نوعیت کی کوئی کتاب اس سے قبل منظرِ عام پر نہیں آئی۔ اپنی کتاب میں مزید لکھی ہوئی ہیں۔

کہتے کے لیے مرتضیٰ نے جا بجا اربابِ دانش اور بزرگوں کا فرقہ کلام بھی درج کیا ہے جس سے کتاب کی اہمیت دو بالا ہو گئی ہے۔ اس میں وحدتِ اسلامی کا درس بھی دیا گیا ہے جو مسلمانوں کے لیے ایک شخص کے لیے کی بات نہیں بلکہ اس کے لیے تو ایک امام یا شیخ کا کام ہے۔

شیخِ نسب کا غلبہ کرنے والے کے لیے بھی انہوں نے جا بجا اپنے ہمعصر درج کر کے اپنی ادنیٰ تحقیق مسلمانوں کا شرف فراہم کیا ہے۔ مرنیا نے بہار اور صوبہ بہار کے اشرافِ خاندانوں پر اپنی توجہ مرکوز کر کے وہاں کے گناہ گشتوں کو اجاگر کرنے کا فرض بھی سر انجام دیا ہے ماب اس کتاب کے بارے میں کراچی کے چند مشاہیر کی آراء بھی ملاحظہ فرمائیے:

حکیم حاقق پیر، نید شاہ، محمد بن الدین بھٹا نظامی فرماتے ہیں:

”مؤلف نے اشرافِ عرب، اشرافِ کرکے، مرنوں کے ذکر کو نہ کر دیا ہے۔“

جس کو کراچی کے پروفیسر ڈاکٹر سید مجتبیٰ رحیمی و قمر ازہرین:

”مؤلف نے (اسپیڈ وک) کیا ہے اس سے پہلے اس مضمون پر کسی نے اتنی

محنت نہیں کی۔ یہ کتاب بہت عمدہ (ڈیفینس بک) بن چلے گی اور جو بھی آئے گا اسی کتاب کو (کوٹ) کرے گا۔“

اورنگی کے نابینا رانا مفتی راشد خان نقا، چنواڑی شریف کے حریت یافتہ اور شاہ فریدی چلواڑی

کے مرید فرماتے ہیں:

”پانچ سو برس کے بعد لکھنے پر کسی ایسی شخصیت کو پیدا کرے جو اس کام کو یہی سے اچھا سمجھتی

لہذا میں یہ توقع کر سکتا ہوں کہ ناسیروا اشرافِ عرب، مؤلف کی معرکہ آلا راجدینف ثابت ہوگی۔

مجھے لپٹے اس شاگرد پر فخر ہے جو عا کرتا ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عام امتنان میں

زیادہ سے زیادہ مقبول کرے۔ آمین

سید مصباح الہدیٰ دیوبند

حیدری، کراچی ۱۸ جولائی ۱۹۹۶ء

تقریظ

حکیم سید شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی

اس کتاب کو میں پروردگار تعالیٰ پر پوری

سے شکر اظہار کرتا ہوں کہ اس فکر کے خاطر ہی ثواب

اس اثر تقریری کے دور میں جب کہ ہر شخص نفسی نفسی میں مبتلا ہے اور زندگی قیامت مغربی
کا نمونہ بنی ہوئی ہے ایسے دیرانے میں جس میں غرض اور بے لوث علمی خدمت انجام دے رہے ہیں جناب
سید نجم الحسن جاجیزی کی ایک عظیم دست شمعیں ہیں۔ میری ان سے تقریباً دس پندرہ سال کی ملاقات ہے فقیر
نے ان کی علم دوستی کا پچھلے خود شاہد کیا ہے۔ ان کی طبیعت تحقیق کے ادق معنوں سے مانوس ہے۔
ان کے بلی تصنیف دی پرنٹز آف پاکستان، برہان انگریزی اہل علم میں وسیع شکاروں سے نہ گھو گئی ہے۔
لیکن ان کا سب سے دقیق کام ان کی حالیہ تالیف "اشراف عرب" ہے جو تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔
ماہرین علم الانساب ہی اس کتاب کی صحیح قدر قیمت کو سمجھ سکیں گے۔ اس کتاب کی تالیف کے لیے بیس
سال بھی کہتے ہیں لیکن صرف ایک سال کے اندر اس کتاب کو مکمل کر کے اپنے والدہانہ جذبات
اور خدمت علمی کا اظہار کیا ہے۔

اس کتاب میں سیکڑوں خاندانوں کا اجمال ذکر موجود ہے۔ نصف ہزار سے زائد شعروں کی
چھان پھانک، ان کی محنت اور مہارت و سباق کے ساتھ ان کا اندراج کرنا آسان کام نہیں تھی لامکان گوشتش
یہ کہ گئی ہے کہ محنت بیان ساثر نہ ہو۔ فکر سے بھی دامن پکایا گیا ہے۔ بہر حال میں اس کتاب کی تالیف
پر جناب سید نجم الحسن جاجیزی صاحب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور عظیم دست حضرات سے اپیل کرتا ہوں
کہ اس کتاب سے استفادہ کریں اس لیے کہ یہ کتاب ماہرین علم الانساب کے لیے گامدیک کی حیثیت
رکھتی ہے۔ "اشراف عرب" عہد حاضر کی ایک مایہ ناز تالیف ہے۔ شاید ہے کہ یہ کتاب اہل علم کو پسند
آئے گی۔ اور ان بدین اس کی قدر قیمت بڑھتی جائے گی۔ اللہ کرے نہ در قلم اور نیا دے۔

حکیم سید بزرگ شاہ محمد برہان الدین بقا نظامی اور مجموعہ العوام ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۵ء جولائی ۱۹۱۵ء
مصنف: اکتوبر ۱۹۱۵ء ۲۰ مہینے بقا ۲۰ مکتوب بقا ۲۰ مطلب العقوب ۵۰ ملوۃ بنگلہ ۹۰ بحر ماتہ درویشی،
۷۰ شہرہ جہان ۸۰ مجموعہ راز ۹۰ شہرہ واہ۔

علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی سجادہ نشین

میرا بھی ارادہ تھا کہ میں اس طرح کا کچھ کام کروں مگر اللہ تعالیٰ نے مؤلف کو اس کام کے لیے جی لیا۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ خاص لوگوں میں کچھ خاص صلاحیتیں ودیعت کرتا ہے تاکہ خاص مضمون پر۔ خاص تجربہ سرخیز ہو سکے۔ دنیا کے تمام خانوادوں کا بیورو سوانح اور شجرہ نسب کے اعتبار سے احاطہ کرنا نہایت دشوار کام ہے۔ مؤلف نے اپنی محنت شاقہ ۱۷ دن رات کی لگن سے وہ کام کر دکھایا جو دوسرے سوچ بھی نہیں سکتے۔ میں ان کی اس مسرت والا رتالیف سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا میں ان کو اس بصیرت انگیز تالیف پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بھی حیرت ہوئی کہ صرف تین اشراق عرب کا نہ صرف جلد دوم کے لیے مواد تیار کر رکھا ہے بلکہ وہ نیا جلدوں کا ترجمہ بھی انگریزی زبان میں کر چکے ہیں۔ مزید یہ کہ اس کتاب میں ”کتابیات“، ”ناموس الاسماء“ اور ”اشادہ السامات“ شامل کر کے مؤلف نے نہ صرف عصر جدید کے تصانیف کو پورا کیا ہے بلکہ اس کی افادیت بدرجہا بڑھادی ہے۔

خدا کرے ان کی تمام تالیفات زریعہ طباعت سے آراستہ ہو کر جلد منتظر عام پر آجائیں تاکہ علم و معرفت حضرات کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ میں مؤلف کی دینی و علمی دعا کرتا ہوں۔
”اس سعادت بزرگوار نہایت“
علامہ سید شاہ جمال الدین کاظمی مستمدر کسہ قرطیہ فریدیہ دہلیہ دہلی پورہ دہلی

مصنف

۱۔ اسلام میں وحدت کی بحران

۲۔ مغربی پارلیمانی طریق انتخاب علما و ائمتہ کی نظر میں۔



الملك الناصر النجاشي



صلى الله عليه وآله وسلم

حضرت آدمؑ و حضرت حواؑ

شجره مد ۴۲

- ۱- حضرت اشیثؑ
- ۲- حضرت انوشؑ
- ۳- حضرت تینانؑ
- ۴- حضرت مملوکؑ
- ۵- حضرت بیارکؑ
- ۶- اخنوخ (اخنوخ) حضرت ادریش
- ۷- متوشلح
- ۸- لک

۱۰- حضرت نوحؑ

۱۱- سام

۱۲- شام

- | | | | |
|---------------|------------------|-----------------|------------|
| عاقبت (عاقبت) | ۱۱- سام | ۱۲- شام | کافر |
| عاقبت (عاقبت) | ۱۳- صالح ذوالطیغ | ۱۴- عابر (همود) | شعور |
| عاقبت (عاقبت) | ۱۵- قانع (شاید) | ۱۶- ارجو (عابد) | برادر |
| عاقبت (عاقبت) | ۱۷- شارح (قابیل) | ۱۸- تاجور | عبدالله |
| عاقبت (عاقبت) | ۱۹- تاجور | | حضرت یونسؑ |

بیقال

لبان

باغور

حضرت لقمان

۱۹- تاجور (برادر آذر)

۲۰- حضرت ابراهیمؑ

حضرت لوط (صوفی)

حضرت صالح

حضرت اسماعیل بن علیؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پچاس ششیں

نمبر شمار	اساتے گرامی	نمبر شمار	اساتے گرامی
۱	حضرت اسمعیلؑ	۱۵	ارغوا
۲	قیدار	۱۶	یلتی
۳	عوام	۱۷	سجریا (سجری)
۴	عومر اول	۱۸	بری (بری)
۵	مرہ	۱۹	یلین
۶	سادے	۲۰	سیران
۷	زرارح	۲۱	الدعا
۸	ناجب	۲۲	عبید
۹	مصر	۲۳	عنت
۱۰	ابہام	۲۴	عسقی
۱۱	اشار	۲۵	مامی
۱۲	علیٰ	۲۶	ناحر
۱۳	حسان	۲۷	ناجم (ناجم)
۱۴	عقا	۲۸	کالج

نمبر شمار	اسماء گرامی	نمبر شمار	اسماء گرامی
۲۹	برلان	۵۰	معدوم
۳۰	یلدا	۵۱	نزار
۳۱	حرا	۵۲	مضر
۳۲	ناسخ	۵۳	ایاس
۳۳	ابی العوام	۵۴	مدیکہ
۳۴	ہبتاویل (نساویل)	۵۵	خزیمہ
۳۵	برد	۵۶	کنانہ
۳۶	عوی دوم	۵۷	نضر
۳۷	سلطان اول	۵۸	اکک
۳۸	الہیج اول	۵۹	فہر
۳۹	اور اول	۶۰	غالب (سیار)
۴۰	عمران اول (ستسقا)	۶۱	لوی
۴۱	سداول (مشتق)	۶۲	کلب
۴۲	حمل	۶۳	سرد
۴۳	ثابت	۶۴	کلاب
۴۴	سلطان دوم	۶۵	تقی و بازید
۴۵	الہیج دوم	۶۶	عبد مناف (مغیر)
۴۶	ایسج	۶۷	باشم (ہمکان)
۴۷	اور دوم	۶۸	عبد المطلب (شیبہ الحمد)
۴۸	آد	۶۹	عبداللہ
۴۹	عمران دوم	۷۰	حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (نبی آخر الزمان)

حضرت اسماعیل سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پشتوں پر تیرے

علامہ پہلی مصنف دوزن الاف نے بہت سے تاریخی سرائوں اور شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ ہذاں سے حضرت اسماعیل تک چالیس پشتوں کا نام ہے۔ (سفر ۱۵۲ امیر النبی جلد اول از شبلی نعمانی)

علامہ طبری نے تاریخ میں لکھا ہے کہ مجھ سے بعض نسب دانوں نے بیان کیا کہ میں نے عرب میں ایسے علماء دیکھے جو مد سے لے کر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک چالیس پشتوں کے نام لیتے تھے اور اس شہادت میں عرب کے اشعار پیش کرتے تھے۔ اس شخص کا یہ بھی بیان تھا کہ اس سلسلہ کو اہل کتاب کی تحقیقات سے ملایا تو پشتوں کی تعداد برابر تھی البتہ کچھ ناموں میں فرق تھا۔ (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۵۵ از شبلی نعمانی)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت ۱۹۱۰ ق م تاریخ ابن خلدون جلد دوم صفحہ ۲۵۰ (ریاض الانساب صفحہ ۵۸ از سید تقی محمد نقوی)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سن ولادت ۵۷۰ م سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۲۲ از شبلی نعمانی

دولوں ولادتوں کا سال مجموعہ: $(۵۷۱ + ۱۹۱۰) = ۲۴۸۱$ سال اگر اس زمانہ میں ایک نسل کی عمر ۴۰ سال فرض کر لیا جائے تو درمیان میں $(۲۴۸۱ \div ۴۰) = ۶۲$ یا ۶۳ پشتیں بنتی ہیں۔ علم عمرانیات کی رو سے ایک پشت کا فرق نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے میں نے ۶۲ پشتوں کو درست خیال کرتے ہوئے ریاض الانساب صفحہ ۵۸ پر درج اسماء گرامی بن و بن نسل کرنے کی جسارت کی ہے تاکہ آئے والے محققین کے لیے مزید تحقیق کچھ آسان ہو جائے۔

نوٹ:- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب ناموں میں کم نام درج ہونے کے سبب عیسائی مؤرخوں کو انہی پر اڑت ہوئی کہ انہوں نے حضرت کے نسب ناموں کو قطعاً ثابت کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہے۔ (سیرت النبی جلد اول صفحہ ۱۵۵)

اولاد عدنان (پشت نمبر ۹۹) (مفہم)

معبد	عبدی	
نزار	زاد	
مضر	فرط	
الیاس	عبد اللہ	
عبد مکہ	ریاح	
خدیجہ	عبد العزیز	
کنانہ	نفیل	
نصر (قریش)	خطاب	
مالک	حضرت ابو بکر صدیق	
خیر	حضرت عمر فاروق	
قدالیب	عبد اللہ	
لویق	حضرت ابو سعید خدری	
کعب	عبد اللہ	
مترہ	عبد اللہ	
کلاب	عبد اللہ	
فتی (رازیہ)	عبد اللہ	
عبد بنان (مفہم)	عبد اللہ	
عبد شمس	عبد اللہ	
امیہ	عبد اللہ	
ابو العاص	عبد اللہ	
عشاق	عبد اللہ	
حضرت عثمان غنی	عبد اللہ	
(نوابہ سوم)	عبد اللہ	
ابو طالب	عبد اللہ	
حضرت علی	عبد اللہ	
سیدہ زینب	عبد اللہ	
(خلیفہ چہارم)	عبد اللہ	
حضرت فاطمہ	عبد اللہ	
صلی اللہ علیہ وسلم	عبد اللہ	
نبی اکرم	عبد اللہ	

خانوارہ بنو ہاشم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان اگرچہ معزز و ممتاز تھا لیکن فقر میں نہ نہ کو "قریش" کا لقب دیا گیا۔ اس زمانہ میں حرم کے متولی حلیل خزاعی تھے۔ قصی نے حلیل کی دختر جیتی سے عقد کیا اور حرم کے متولی بن گئے۔ قصی نے ایک دار المشرفہ قائم کیا جسے دار الندوہ کہا گیا۔ تمام اجتماعی تقریبات وہیں انجام پاتی تھیں۔ قصی نے اتنے مفید کام کیے کہ عربوں کی ایسی خدمات انجام دیں کہ انہیں قریش اول کا لقب دیا گیا۔ قصی کے بعد قریش کی ریاست عبد مناف نے حاصل کی۔ عبد مناف کے چھ فرزندانوں میں ہاشم سب سے زیادہ لیاقت مند یا ملا حلیت اور با اثر تھے۔ اس لیے ہاشم ہی حرم کے متولی بنائے گئے۔ ہاشم نے بڑی ایک نامی کافی آمد بڑے بڑے کارخانہ انجام دیے۔ ایک بار ہاشم تجارت کی غرض سے شام گئے۔ راستہ میں مدینہ میں ٹھہرے جہاں سالانہ بازار لگا ہوا تھا۔ ہاشم نے وہاں بنو بنی ہاشم کی شریف النفس حسینہ جمیل عورت کو دیکھا جس کا نام سلحی تھا۔ ہاشم نے نکاح کا پیغام دیا جو قبول کر لیا گیا نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ہاشم تجارت کی غرض سے شام چلے گئے جہاں غزوہ بنی النضیر کا انتقال ہو گیا۔ سلحی کو ایک لڑکے کی ولادت ہوئی جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ شیبہ نے آٹھ برس تک مدینہ میں پرورش پائی۔ ہاشم کے حقیقی بلادر مطلب کو جب بھتیجا کے بارے میں علم ہوا تو فوراً مدینہ روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر بھتیجا کو تلاش کیا۔ سلحی کو جب ان کے آنے کا حال معلوم ہوا تو ان کو اپنے گھر بلا بھیجا۔ مطلب تین دن تک سلحی کے مہمان رہے۔ چوتھے دن شیبہ کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ مکہ معظمہ میں شیبہ کا نام اپنے بھتیجا کے نام کی مناسبت سے عبد المطلب پڑ گیا۔ عبد المطلب کے دس یا بارہ بیٹے تھے جن میں ابو لہب، ابو طالب، عبد اللہ، حضرت حمزہ اور حضرت عباسؓ مشہور ہوئے۔ حضرت عبد اللہ جب جوان ہوئے تو حضرت عبد المطلب کو ان کی شادی کی فکر و انگیر ہوئی، وہ مدینہ پہنچے قبیلہ قریظہ میں وہب بن عبد مناف کی دختر کا نام

آمنہؑ تھا جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت آمنہؑ اس وقت اپنے گئے چچا ربیب بن عبد مناف کے پاس رہتی تھیں۔ حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے عبد اللہؑ کے لیے حضرت آمنہؑ کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا چنانچہ نکاح ہو گیا۔ حضرت عبد المطلب نے خود بھی دربیب کی دختر المہ سے نکاح کیا جن کے بطن سے حضرت حمزہؑ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہؑ اور المہ آپس میں حقیقی چچا زاد بہنیں تھیں۔ شادی کے بعد حضرت عبد اللہؑ تین دن تک سسرال میں رہے پھر گھر چلے آئے۔ اس وقت ان کی عمر سترہ سال کی تھی۔ حضرت عبد اللہؑ تجارت کی غرض سے شام گئے۔ واپسی میں مدینہ میں ٹھہرے اور یہیں وہ بیمار ہو گئے۔ حضرت عبد المطلب کو جب پیشگی علامات کی اطلاع ملی تو اپنے بڑے بیٹے حارث کو خبر لانے کے لیے بھیجا۔ جب حارث مدینہ پہنچے تو عبد اللہؑ کا انتقال ہو چکا تھا۔ چونکہ حضرت عبد اللہؑ خاندان میں سب سے زیادہ محبوب تھے اس لیے تمام خاندان کو سوگند دیا۔

امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت

مختصر احوال

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نئی آفریناں ختم مہر سلیمین، ۱۲ اپریل ۵۷۰ء میں مکہ مقدس
میں عالم امکان میں تشریف لائے۔

رضاعت سب سے پہلے آنحضرت کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ نے اور دوسری
روز کے بعد زبیرؓ نے دودھ پلایا۔ جبرائیلؑ کی کوٹھی تھی۔ ثویبہ کے بعد حضرت حمیدہؓ نے
آپ کو دودھ پلایا۔ اس زمانہ میں دستور تھا کہ شہر کے رؤسا اور شرفاء شیر خوار بچوں کو تعینات اور
دیہات میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچے بدھوں میں پل کر مصاحت کے جوہر پیدا کر سکیں۔

حضرت آمنہ کی وفات آنحضرت کی عمر جب چھ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ
آپ کے لئے مدینہ گئیں۔ ایک ماہ تک قیام کیا والیسی میں مقام الہرام پر ان کا انتقال ہو گیا اور یہیں
مدفن ہوئیں۔ اسم اس کے آنحضرت کو لئے کر مکہ میں آئیں۔

عبد المطلب کی کفالت والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد آنحضرت کے دارا حضرت
عبد المطلب نے آنحضرت کو اپنی کنیت میں لے لیا۔ عبد المطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات
پائی اور یمحورن میں مدفون ہوئے۔ اس وقت حضرت کی عمر مبارک ۸ برس کی تھی۔ آپ اپنے دادا
جنان کے انتقال کے بعد اپنے مگے چچا حضرت ابو طالب کی کفالت میں چلے گئے۔

تسخیل تجارت آنحضرت کے جد اعلیٰ ہاشم کے زمانہ ہی سے خانہ خانی پیشہ تجارت
تھا حضرت ابو طالب خود ناجو تھے بلکہ حضرت نے کئی بار اپنے چچا کے ساتھ شام کا سفر بھی اختیار
کیا تھا جو تجارت کی غرض سے تھا۔ اس لیے آپ بھی تجارت کرنے لگے۔ جب آپ پچیس برس
لے سر کے شہر حبشہ میں دس عالم محمود یا شافعی کے رسالہ کے مطابق (سیرت النبی)

جلد اول صفحہ ۱۴

مکہ ماہنامہ پران دہلی اور الجیب پھولوی کے مطابق اس ولادت باسعادت ۹ دسمبر ۵۶۹ء ہے۔

کے ہوئے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کا رشتہ مناکحت ہوا۔

مکہ معظمہ سے تین میل پر ایک غلام تھا جسے سزا کتے ہیں آپ مہینوں وہاں جا کر قیام فرماتے اور عبادت و غزوہ لگائیں مشغول رہتے۔ جب حضورؐ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپؐ پر وحی کا نزول ہوا اور حضورؐ کو منصب رسالت پر فائز ہوئے اشاعت اسلام میں حضورؐ کو بڑی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ مجوں میں سب سے پہلے حضرت علیؓ نے اسلام قبول کیا اور بڑوں میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اسلام لائے۔ رفتہ رفتہ اعلان دعوت کا کام ہونے لگا تو اہل قریش بہت ہلچل ہوئے اور مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جانے لگے عجب دہر کر حضورؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو پیشہ ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ یہ واقعہ مشہور غری میں پیش آیا ابلیس کہہ کیا اپنا دانی شمتی گئی یہاں تک کہ آپؐ کو اس کے غارتخان والوں کو شغب اہل طالب میں محصور کر دیا گیا اور ناکہ بندی کر دی گئی تاکہ ان کو کھانے پینے کی کوئی چیز نہ مل سکے۔

عام الحزن آنحضرتؐ ابھی شعب ابی طالب سے نکلے ہی تھے کہ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا جس سے آپؐ کو بہت مدہم پہنچا اس لیے حضورؐ نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا۔ ہجرت جب نبوت کا تیسرا سال شروع ہوا اور اکثر معاشیہ مدینہ پہنچے تھے تو وحی الہی کے مطابق آنحضرتؐ نے مدینہ کا موسم کیا اور حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا تم چنگ پر سو رہو اور میں سب کی امانتیں جاگروا پس دے آنا رات کو قد سے نئے دشمنوں کو بے خبر کر دیا حضورؐ ان کے حصار سے نکل آئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ غار ثور میں تین راتیں گزاریں۔ چونکہ دن آپؐ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تشریف آمدی کی خبر مدینہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر حزن و غملا رہا تھا۔ آپؐ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو قبائ کے مقام پر مسجد کی تعمیر کی قبائیں آپؐ کا داخلہ نہ دینے لگیں۔ ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو ہوا۔ چونکہ دن قبائیں رو کر جمعہ کو آپؐ مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ پہنچ کر آپؐ نے حضرت ابوبکر انصاریؓ کے گھر میں قیام کیا۔ غزوہ یدر ۱۲ رمضان ۶۲۲ء کو آپؐ تقریباً تین سو سال ثاروں کے ساتھ شہر سے نکلے اور غار عثمان کو مدہم کے مقام پر پہنچے۔ دونوں فرمیں آئے سامنے مقابل ہوئیں۔ اس

جنگ میں کفار مکہ کے دو بڑے سالار ابو جہل اور امیہ کام آئے اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی
کفار مکہ ہزیمت سے دوچار ہوئے۔

ذی الحجہ ۲ھ میں حضرت فاطمہ الزہراءؑ کا نکاح حضرت علیؑ سے ہوا۔
غزوہ اُحد ۳ھ میں غزوہ اُحد پیش آیا۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہؑ شہید ہو گئے
اس جنگ میں ستر صحابہ کرامؓ شہید ہو گئے۔

۴ھ میں شہابان مہینے میں حضرت امام حسینؑ کی ولادت ہوئی۔

۶ھ میں صلح حدیبیہ اور بیت رضوان کا واقعہ پیش آیا۔

۸ھ میں غزوہ خیبر کا واقعہ پیش آیا۔

۹ھ میں غزوہ مہرہ ہوا۔

رمضان ۱۰ھ مطابق جنوری ۶۲۹ء میں مکہ فتح ہوا اور عام مسافہ کا اعلان ہوا۔

جب ۱۱ھ میں غزوہ تبوک پیش آیا۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں حضورؐ کا وصال ہوا۔ حضورؐ کا روضہ مبارک مسجد نبویؐ،

مدینہ منورہ میں ہے۔

نعت شریف

شیخ (از خاندان نبوت محمدؐ)	ایں ارض و سموات معجزات محمدؐ
نازل شہد قرآن کہ حیرتیں برانید	آیات خداداد کہ آیات محمدؐ
بر سر شہد اصحاب معراج پہل آید	وہاں شہد ابود عارفت محمدؐ
چہ وہل خدا بدو در حراچ نبوت	وہاں شہد ہر روز ملاقات محمدؐ
نازل شہد نوح کہ بر تریس اہل	وہاں شہد ہی سرا کہ نعت محمدؐ

ازواج مطہراتؓ اولاد رسولؐ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت خدیجہؓ الکبریٰ بنت خویلد	۱	حضرت فاطمہؓ
۲	حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ	۲	حضرت عبداللہؓ
۳	حضرت زینبؓ بنت ابوسفیانؓ	۳	حضرت زینبؓ
۴	حضرت حضرت حضرت عمرؓ بن خطابؓ	۴	حضرت رقیہؓ
۵	امّ السکین حضرت زینبؓ	۵	حضرت فاطمہؓ
۶	حضرت ہندہ امّ سلمہؓ	۶	حضرت امّ کلثومؓ
۷	حضرت زینبؓ زوجہ یحییٰ زادرینؓ	۷	حضرت ابراہیمؓ
۸	حضرت جریرہؓ	۸	والدہ ماجدہ حضرت ماریہ قبطیہؓ
۹	حضرت صفیہؓ بنت دارا		
۱۰	حضرت ماریہ قبطیہؓ		
۱۱	حضرت سودہؓ بنت زعدہ		

والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ

حضرت ام حبیبہؓ حضرت زینبؓ ابوسفیانؓ کی کنیت ہے۔ (مؤلف)

مبایعہ مذکورہ و شجرۂ خلفائے راشدین

حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہٴ اولؓ

پیش نمبر	شجرۂ نسب	مختصر حالات
۱	حضرت ابوبکرؓ	اسم گرامی عبداللہ کنیت ابوبکر والد کی کنیت ابوقحافہ اور نام عثمان بن عامر تھا۔ والدہ کی کنیت اُمّ النیر تھی اور نام سلمیٰ بنت خضر بن عامر آپ
۲	ابوقحافہ عثمان	حضرت علیؓ علیہ وسلم سے تین سال چھوٹے تھے۔ یعنی سن ولادت۔
۳	عامر	۵۷۲ء عیسے مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی تالیف "صدیق اکبرؓ"
۴	عمر	میں حضرت ابوبکرؓ کی روایت بیان کی ہے کہ شبِ مبارک میں حضرت
۵	کعب	جبریلؑ نے حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ زمین پر اس واقعہ
۶	سعد	کی تصدیق حضرت ابوبکرؓ کریں گے اس لیے کہ وہ صدیق ہیں۔
۷	نیم	مرض الموت کے وقت حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سلمان فارسیؓ
۸	مرۃ	سے فرمایا تھا کہ جس نے صبح کی غار پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی خدمت داری
۹	کعب	میں آگیا۔
۱۰	لوی	۱۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ مطابق ۲۲ اگست ۶۳۲ء پیر کو
۱۱	عالم	صورتِ غریب ہونے کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اور اسی رات
۱۲	فہد	دفن کیے گئے۔ ۶۳ھ کے وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال تھی۔
۱۳	مالک	اُسی چار پائی پر حضرت کا جنازہ رکھا گیا جس پر حضور مقبول حضرت
۱۴	نعمت اللہ	محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد وصال جسمِ افہر رکھا گیا تھا۔ نمازِ جنازہ
۱۵	کنانہ	خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔
۱۶	خزیمہ	آپ کو متفقہ طور پر مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر رسول اللہ کے
۱۷	مدو کہ	پہلے میں دفن کیا گیا۔ آپ کی مدتِ خلافت در سال پانچ ماہ دس
۱۸	ایاس	دن تک ہے۔
۱۹	مصر	

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ دوم

پشت لبر	اسماء گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عمر فاروقؓ	حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول کے وصال کے بعد آپ امیر المؤمنین ہوئے
۲	خطاب	اس طرح آپ دوسرے خلیفہ راشد تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ انظم تھے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ میں شجاعت، تدبیر، عدل کا
۳	نضیل	وصف نمایاں تھا۔ آپ کے عہد خلافت میں ملک فارس فتح ہوا۔
۴	عبد العزی	آپ کے عہد خلافت میں بہت سارے ملک فتح ہوئے۔ دولت
۵	ربیع	اور مالی غنیمت کا انبار دیکھ کر آپ غار زار دوتے تھے کہ
۶	عبداللہ	کہیں دولت کی فراوانی سے عرب گمراہ نہ ہو جائیں آپ ہی
۷	قرط	کے عہد میں بصرہ اور کوفہ کے شہر آباد ہوئے۔ آپ نے پہلی بار
۸	زجاج	عرب میں حساب و کتاب کا حکم قائم کیا اور بیت المال قائم
۹	عدی	کیا۔ دنیا میں پہلی بار عدل اسلامی قائم ہوا۔
۱۰	کعب	حسب و نسب حضرت عمر بن خطاب بن نضیل بن عبد العزی
۱۱	لوی	بن زید بن عبد اللہ بن قریظ بن زجاج بن عدی بن کعب بن
۱۲	غالب	لوی بن غالب بن ثمر بن مالک
۱۳	فہر	وفات ۳۶ ذی الحجہ ۳۳ھ مطابق ۳۳ھ کو آپ کو
۱۴	مالک	ایرانی غلام البرکۃ نے شہید کر دیا۔ آپ کی کل مدت
۱۵	نضر قریش	خلافت ۶ برس ۶ ماہ ۴ دن ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ
۱۶	کفانہ	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اجماعت سے آپ کو عزم نبوی میں
۱۷	شعبہ	مطاعت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پہلو میں دفن
۱۸	حدک	کیا گیا۔
۱۹	الیاس	

حضرت عثمان بن عفان ذوالنورین خلیفہ سوم

پشت نمبر	اسماء گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت عثمان	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم کی شہادت کے بعد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر خلافت پر فائز ہوئے۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
۲	حنان	خلیفہ راشد تھے۔ آپ کو ذوالنورین کہتے ہیں اس لیے کہ
۳	ابوالعاص	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ عثمان آپ کا اسم گرامی ابوالمطلب اور ابو عمر آپ کی کنیت اور ذوالنورین آپ کا لقب تھا۔
۴	امیر	آپ واقعہ فیل کے چھٹے سال تولد ہوئے۔ ۳۴ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اسلام لانے میں آپ کا نمبر سترہواں ہے۔ آپ اصحاب عشو و ہشو میں ہیں۔
۵	عبد الشمس	غزوہ بدر اور احد میں آپ شریک ہیں۔ آپ صاحب بیت الرضوان بھی ہیں۔ آپ کا تب وحی بھی تھی۔
۶	عبد مناف	آپ ۲۳ھ مطابق ۶۴۳ء میں خلیفہ نامزد ہوئے۔
۷	قصی (بازید)	۲۵ھ مطابق ۶۵۵ء میں منصفوں نے آپ کو شہید کر دیا۔
۸	کلاب	آپ سے ۶۷ھ میں مدینہ منورہ میں آپ شرم و حیا کے چنگ تھے۔
۹	مرہ	
۱۰	کعب	
۱۱	لوی	
۱۲	خالب	
۱۳	نہر	
۱۴	مالک	
۱۵	نضر (رضی)	
۱۶	کنانہ	
۱۷	خزیمہ	

حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ خلیفہ چہارم

پشت نمبر	اسماء گرامی	مختصر حالات
۱	حضرت علیؓ	واما و رسول فی۔ خلیفہ چہارم ولادت ۱۳ رجب بروز جمعہ شنبہ
۲	حضرت ابوطالب	بعد عام الفیل و مرورِ خاندانِ کعبہ مدتِ خلافت تین ماہ کم باپ کے
۳	حضرت عبدالطلب	سال ہے۔ ۴۰ رمضان شب یک شنبہ سنہ ۱۰۰ بھام کو فدا بن
۴	باششم	بچم کے اقصی شہید ہوئے۔ مزار نجف اشرف میں ہے۔ عمر
۵	عبد مناف	۶۲ یا ۶۵ سال آپ کثیر الاولاد تھے۔
۶	قص	اسماء گرامی ازواجِ مطہرات
۷	کلاب	۱۔ حضرت لیؓ فاطمہ الزہراءؓ و زینبہؓ و سہیلہؓ ہیں۔ آپ کے بھائی سے
۸	سرقہ	تین پسوان اور دو دختر ان ہوئیں ۱۔ امام حسنؓ ۲۔ امام حسینؓ
۹	کعبہ	۳۔ حضرت حسنؓ و دختران ۱۱۔ حضرت زینب کبریٰؓ زینبہؓ و عبد اللہ
۱۰	لرقی	بن جعفر طیارؓ ۱۲۔ اُمّ کلثومؓ
۱۱	غالبہ	۴۔ اُمّ ابیہ بنت جرم کلابیہ ان سے عباسؓ جعفرؓ عبد اللہ اور عثمان
۱۲	نہر	پیدا ہوئے۔
۱۳	ناگہ	۵۔ علی بنت مسعود بن خالد بن شلبہ ان سے عبد اللہ اور ابوبکر و
۱۴	انصر و زینب	ماجران سے قتل ہوئے۔ سلسلہ اولاد منقطع ہے۔
۱۵	کفانہ	۶۔ اسامہ بنت جیش ثقیف، ان سے محمد امیر اور یحییٰ پیدا ہوئے۔
۱۶	خویرہ	۷۔ میامہ بنت ربیعہ ثقیف، یہ اُمّ ولد تھیں۔ ان سے عمر اکبر اور
۱۷	مدیکہ	و قریہ ہیں۔

۶۴۴ھ حقیقۃ الانساب صفحہ ۲۴

آپ کی اولاد وراثت پر مختلف انداز سے ہیں ائمہ ولد ہیں:-

ائمہ اثنی عشریہ: زینب مغزی، رملہ مغزی، ائمہ کثوم مغزی، فاطمہ امامہ، خدیجہ ائمہ کثوم، ائمہ علی، ائمہ جعفر، حجازہ اور نفیسہ ہیں۔ محمد ادا ویناب علی مرتضیٰ چودہ فرزندان اور سترو دختران ہیں۔ ان میں سے سلسلہ نقل صرف باقی ماحجزاوں سے ہے۔ حضرت حسینؑ و محمد بن مسلمہؑ، عباسؑ اور عمر اکبر تقیہ۔ وقت شہادت تیرہ فرزندانہ و دختر تین جو وارث ہوئے ان میں سے چھ فرزندانہ کریمہ کریمہ بن شہید ہوئے۔

چودہ یا پندرہ صحابہ حضرت علیؑ کے قبضہ یافتہ خلفاء تھے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر شمار	اسمائے گرامی
۱	حضرت عبداللہ بن عباسؑ	۹	حضرت اویس قرنیؑ
۲	حضرت عبداللہ بن عمرؑ	۱۰	حضرت امام حسنؑ
۲	حضرت عبداللہ بن مسعودؑ	۱۱	حضرت امام حسینؑ
۴	حضرت عبدالرحمن بن عوفؑ	۱۲	حضرت حسن بصریؑ
۵	حضرت جابر بن عبداللہؑ	۱۳	حضرت کبیل بن زیادؑ
۶	حضرت انس بن مالکؑ	۱۴	ناضی عبدالقدامؑ
۷	حضرت ابو ہریرہؑ	۱۵	شریک بن ابیؑ بن زیاد الحارثی
۸	حضرت محمد بن ابی بکرؑ		

رحلہ اعیان دین صفحہ ۱۸۷

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت ۵ ابرو ۴۰ھ میں ہوئی اور یکم ربیع الاول ۴۹ھ یا ۲۸ھ منفر ۵۰ھ میں آپ کی شہادت نہر خروانی سے ہوئی۔ آپ نے نوے عقد کیے۔ صفحہ میں ہے کہ آپ کے پندرہ لڑکے اور آٹھ لڑکیاں تھیں۔ ابن الرواح ابو بکر احمد کا قول ہے کہ آپ کے گیارہ بیٹے اور ایک بیٹی ہوئی نام یہ ہیں ۱۰، عبداللہ (۲)، قاسم (۳)، حسن شفی (۴)، زید (۵)، عمرو (۶)، عبداللہ (۷) اور عبداللہ (۸) ۱۸، احمد (۹)، سلیل (۱۰)، حسین (۱۱)، اشم (۱۲)، عقیل (۱۳)

دختران :- ۱۱، أم الحسن۔ بروایت ذہاب و عقیل آپ نے پانچ فرزند چھوڑے ۱۱، حسن (۱۲)، عبداللہ (۳)، عمرو (۴)، زید (۵)، ابراہیم مختصر جامع کے مطابق ۱۱، حسن (۲)، زید (۳)، عمرو (۴)، حسین (۵)، طلحہ (۶)، عبدالرحمن (۷)، قاسم (۸)، ابو بکر (۹)، عبداللہ تین موقوف الذکر کہ بلا میں شہید ہوئے۔ سلسلہ اولاد کا حسن شفی اور زید صرف دو صاحبزادوں سے ہے۔ آپ کی اولاد کو سادات حسنی کہتے ہیں۔ امام حسن کا سر اٹا جسم المرصید مائل برسفی چشم سیاه و فراق از رخسار بسیار ملائم از سینہ تاناف یک خط کشیدہ مائل برسیاہی، ریش میاں یک بسیار، گیسو دواز تا دوش، جملہ اعضا مفر بہ، سینہ فراق و وسیع، قامت میانہ، خضاب و سمر را دوست داشتے۔

امام حسینؑ بن حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ

آپؑ شہید کر بلا ہیں۔ ولادت ۵ شعبان ۴۰ھ کو ہوئی۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۰ھ میں میدانِ کربلا میں شہادت پائی۔ جسم اہلِ میدانِ کربلا میں اور سرِ مبارک بہت البقیع میں دفن ہیں۔ آپؑ کے چار بیٹے ہیں۔ ۱۱ علی اکبر (۲)، جعفر (۳)، عبداللہ (۴) علی اصغر (۵) زین العابدین (۶) ہوئے۔ اور ایک دختر سکیہ بھی لائی کر بلا سے صرف حضرت زین العابدین (۶) زندہ ہوئے۔ سلسلہٴ اولاد حضرت زین العابدینؑ سے ہے۔ آپؑ کی اولاد ساداتِ حسینؑی کہلاتی ہے۔

حضرت امام حسینؑ کے چند مجزیبہ اشعار یہ ہیں۔

أَنَا ابْنُ عَلِيٍّ الطَّهْرِيِّ إِلَى هَاشِمٍ	كَفَانِي بِهَذَا مَقْفَرٍ أَحْيَيْنَ الْفَخْرَ
وَجَدِي رَسُولُ اللَّهِ أَكْرَمَ مَنْ سَأَى	وَنَحْنُ سِرَاجُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ يَرْفَعُهُ
وَقَاظِمُهُ أُمِّي سَلَامٌ لَهُ أَحْمَدٌ	وَكُنِّي سَيِّدُ عِيٍّ ذُو الْجَنَاحَيْنِ يَجْعَلُهُ
وَفِينَا كِتَابُ اللَّهِ أَنْزَلَ صَادِقًا	وَفِينَا الْهَدْيَ وَالْوَحْيَ وَالْحَيْرَ يَنْدَكُ

میں حضرت علیؑ کا پاکیزہ فرزند آلِ ہاشم سے ہوں۔ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس سے اکرام ہیں اور ہم خدا کی پراخ زمین میں دفن ہیں اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ ہیں اور میری اہلیہ اہلِ علم کی تختی جگہ ہیں۔ اور میرے چچا جعفرؑ ہیں ان کے نقب سے مشہور ہیں۔ ہم میں سچے کتاب و قرآن، ذلیل کی گنجی، اور ہم ہیں ہدایت اور حق و طریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پنجتن پاک کی تاریخ وفات

رستم بیارخ فکر دیدم یہ ہر عین

از ہر حیدر بنی کی تاریخ پنجتن

ہر غنچہ را کشورم و جستم بہر گنچے

تا کہ عدائے بلبل آمد بگوشتش

احمد فاطمہ حسین و علی حسن

تاریخ فوت، شان عیوالات و یاسمن

اول در حرف بہر محمد فاطمہ

انی سہ حرف بہر حسین و علی حسن

نام سرفہر مع عدد

یا حسن :

ی : ۱ : ۱۰۰۰ وفات حضرت پروردگار علی علیہ السلام

۱ : ۱ : ۱۰۰۰ وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲ : ۶ : ۱۰۰۰ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳ : ۴ : ۱۰۰۰ شہادت امام حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵ : ۵ : ۱۰۰۰ شہادت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نوٹ : واقعہ کربلا ۱۰ : ۱۰ : ۱۰۰۰ میں وقوع پذیر ہوا۔ ۱۰ : ۱۰ : ۱۰۰۰ میں صرف دس دن گزرے تھے اس لیے سن ۱۰ زیادہ شہر ہوا۔

(۲) یہ ایران کے شہر شاعر آری کا کلام ہے جسے ایک انگریز مترجم نے پٹنہ میں اپنے نام سے شائع کرایا
لہذا اس غلطی کا ازالہ ہو جانا چاہیے۔ (عرف)

۱۰ : ۱۰ : ۱۰۰۰ ماہنامہ رسالہ العیوب جمن ۱۰ : ۱۰ : ۱۰۰۰ از سرتر حسین

حضرت زین العابدینؑ بن امام حسینؑ

آپ کا نام علی نقیب سجاد اور زین العابدین ہے۔ کنیت ابو محمد والراحمین ہے۔ بعض مکتبروں پر ابو بکر بھی لکھا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام شہر بانو تھا جو بزرگ و شاد ایران کی دختر تھیں جس کا اصل نام سلاطہ تھا امرا انہیں واسندیہ یعنی سندھ بھی کہتے تھے بقول امام زین العابدینؑ ان کی والدہ محترمہ سندھ کی رہنے والی تھیں۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۳۳ھ میں ہوئی۔ بعضوں کے ۳۲ھ اور ۳۵ھ بھی لکھا ہے۔ ۱۳ عمر کو کربلا ۶۱ھ میں آپ نے وفات پائی۔ آپ کے دس فرزندان اور چھ دختر تھیں۔ چھ فرزندوں سے سلسلہ نسب جاری ہوا۔

فرزندان (۱) سید عمر اشرف (۲) سید حسین اکبر (۳) سید سلیمان (۴) سید عبداللہ (۵) سید حسن امیر (۶) سید حسین امیر (۷) سید زید شہید (۸) سید حسن اکبر (۹) سید محمد امیر (۱۰) سید علی امیر (۱۱) امام باقر۔

منقبت

هَذَا ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ إِنْ كُنْتَ جَاهِلَةً
هَذَا ابْنُ نَاجِيَةِ أَسَدِ اللَّهِ وَالْبِدَّةِ
هَذَا الرَّاجِيَاءُ الْفَرَسُ قَالَ قَائِلُهُمْ
إِنْ عَدَّتْ أَهْلُ الْفَتْحِ لِقَمِّهِمْ أَعْتَقَتْهُ
أَلْبَيْتُ بِعَرَفَةَ وَالْحَوْلُ وَالْحَرَمُ
يُجِدُّهُ أَنْبِيَاءُ اللَّهِ وَتَدَحُّمُوا
إِلَى مُكَارِمِ هَذَا الْفَتْحِ الْكَرَمُ
وَأَنْ قَتَلَ مِنْ عَيْنِ اللَّهِ قَتْلَهُمْ
شعر عرب میں سے فرزون نے کہا ایک لہا قصیدہ مناقب میں آواز بلند شاعرانہ قیاس کیا۔

شعر عربی سے

یہ علی زین العابدینؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو نبی الزم عمل و برہنہ ہے
ہیں اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو اب پہچان لے کر، یہ حضرت فاطمہ الزہراءؑ اور ائمہ شریفہؑ کے فرزند ہیں۔ ان کے

ملک مایقہ الانساب جلد اول ص ۶۴

ملک مایقہ الانساب ص ۶۴

نام پاک پر ایسی یاد کا سلسلہ ختم ہوا یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان ہی کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس
 جہان کے سکیم و فتنان پر کبیر کی انتہا ہے۔ اگر تو اے مخاطب! اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ ان کے امام ہیں
 اور اگر خلق اللہ میں سے سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جاتا ہے کہ یہ وہ ہیں۔
 ہشام نے جب یہ قیدیہ سنا تو شاعر کو قید کر دیا حضرت امام زین العابدینؑ نے یہ ماجرا سنا تو بارہ
 ہزار دہم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ وہ دے کر اپنا جان چھڑالے۔ فرزدق نے وہ دہم واپس
 کر دیتے کہ ادھلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسولؐ کی رونا کے لیے کہے ہیں کہ ظالم کے دودھ کو دھو
 کہنا یوں مخلص کا شعار ہے۔ امامؑ نے دوبارہ وہ دہم اس کے پاس ارسال فرما دیئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
 تجھ کو تیری خیریت خیر پر جزا دے۔ پہلے کلمات و اشعار تو نے طعنے اور انعام کے لیے نہیں کہے تھے
 لیکن ہم بھی ایسے خاتون سے نہیں ہیں کہ اپنے حلیات اور ہر کو دہم لے لیں۔ اس پر فرزدق نے وہ
 دہم قبول کر لیے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 اَبُو حَسَنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِی تَالِبٍ
 عَلَیْہِ السَّلَامُ

شجرہ و تذکرہ حضرت ابو جحش محمد باقرؑ

پشت نمبر	اسماء	
۱	حضرت ابو جعفر اتر	آپ کا اسم گرامی محمد باقر اور کنیت ابو جعفر۔ آپ کی تاریخ
۲	حضرت زین العابدینؑ	ولادت ۱۵ مئی ۵۵۰ء۔ آپ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت
۳	حضرت امام حسینؑ	امام حسنؑ ہیں آپ کی وفات ۱۰ مئی ۶۱۰ء۔ آپ
۴	حضرت علیؑ	جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
۵	ابو طالب	آپ کے پانچ فرزند ہوئے۔
۶	عبد المطلب	۱۱) سید ابو تراب علی
۷	ہاشم	۱۲) سید محمد ابراہیم
۸	عبد مناف	۱۳) سید جعفر صادقؑ
		۱۴) سید عبداللہ اکبریم حسن
		۱۵) سید زید

۱۶) سید عبداللہ انساب جلد اول ص ۱۶

شجرہ و تذکرہ حضرت علی رضاؑ

پشت نمبر	اسماء گرامی	آپ کا اسم گرامی سید محمد علی موسیٰ تھا اور لقب رضا۔ آپ کا کنیت ابو الحسن ہے۔ آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی وفات طوس میں ۱۲۱ھ رمضان بروز جمعہ ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ آپ کے پانچے فرزند اور ایک دختر تھے۔
۱	حضرت علی رضاؑ	(۱) سید ابراہیمؑ ۲۶ھ سید جعفر
۲	حضرت موسیٰ کاظمؑ	(۲) سید تقی الخواری
۳	حضرت جعفر صادقؑ	(۳) سید حسن ۵۵ھ سید علی
۴	حضرت باقرؑ	مرآۃ الانساب کے مطابق صاحبزادوں کے اسماء گرامی یہ ہیں۔
۵	حضرت امام زین العابدینؑ	(۱) سید ابراہیم
۶	حضرت امام حسینؑ	(۲) سید حسن ابوجعفر
۷	حضرت علی اکرمؑ	(۳) سید ہادی
۸	ابو طالب	(۴) سید تقی الخواری
۹	عبد المطلب	
۱۰	ہاشم	
۱۱	عبد مناف	

شجرہ و تذکرہ حضرت تقی الجوادؑ

پشت فر	اساتذہ گرامی	آپ کا اسم گرامی
۸	حضرت تقی الجوادؑ	آپ کا اسم گرامی محمد تھا اور لقب تقی الجواد۔ آپ کی کنیت ابو جعفر ثانی ہے۔ مدبر مذکور ہیں ۱۰ اور حبیب بروز جمعہ ۱۹۵ھ میں تولد ہوئے۔ آپ
۷	حضرت علی رضاؑ	کوفات سر شنبہ ۶ ذی الحج ۲۲۰ھ کو ہوئی۔
۶	حضرت موسیٰ کاظمؑ	آپ کے چار فرزند تھے :
۵	حضرت جعفر صادقؑ	(۱) سید جعفر (۲) امام تقیؑ
۴	حضرت باقرؑ	(۳) موسیٰ البرقی (۴) سید ابوالاسم
۳	حضرت زین العابدینؑ	مراۃ الانساب کے مطابق آپ کے چھ فرزند تھے :
۲	حضرت امام حسینؑ	(۱) عبداللہ جعفر (۲) امام علی ہادی ثقی (۳) موسیٰ البرقی
۱	حضرت علیؑ	(۴) سید ابوالحسن (۵) سید ابوطالب (۶) سید زید
	ابوطالب	
	عبدالمطلب	
	ہاشم	
	حذیفہ	



وَأَمْرًا مَّعْرُوفًا نَذِيرًا

نیکی کا حکم کر اور بُرائی سے منع کر۔ (القرآن)

شجرہ و تذکرہ حضرت علی ہادی نقیؑ

پشت نمبر	اسماء گرامی	آپ کا اسم گرامی ملی تھا، لقب ہادی و نقی اور کنیت ابو جعفر نقی
۹	حضرت ملی ہادی نقیؑ	آپ مدینہ منورہ میں بروز عرفة ۲۱۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کی وفات
۸	حضرت ثقی الجوادؑ	”شترمن راء“ کے مقام پر ہوئی۔ ”شترمن راء“ بغداد کے خارج میں واقع
۷	حضرت علی رضاؑ	ہے۔ سال وفات ۲۵۳ھ ہے۔ اس وقت خلیفہ مستنصر باللہ تھا۔ آپ کے
۶	حضرت موسیٰ کاظمؑ	۵۰ برس تولد ہوئے؛
۵	حضرت جعفر صادقؑ	(۱۱) عبداللہ جعفر
۴	حضرت باقرؑ	(۱۲) امام حسن عسکری
۳	حضرت زین العابدینؑ	(۱۳) سید حسن
۲	حضرت امام حسینؑ	(۱۴) سید حسین
۱	حضرت ملی جنؑ	(۱۵) سید ابونبیہ موسیٰ

شجرہ و تذکرہ حضرت امام محمد سید حسن عسکریؑ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	آپ کا اسم گرامی حسن بن علی لقب عسکری و ہادی اور
۱۰	حضرت امام حسن عسکریؑ	کنیت ابو محمد ہے۔ آپ ۱۰ ربیع الثانی ۳۲۶ھ میں مدینہ منورہ میں
۹	حضرت امام علی ابو طالبؑ	بیچ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت
۸	حضرت امام تقی الزکریاؑ	خالق تھا۔ آپ گیارہویں امام ہیں۔ آپ کو خلیفہ وقت حضرت
۷	حضرت امام علی رضاؑ	عباسی نے قید میں رکھ کر نہروے کر شہید کر دیا۔ آپ نے ۸۰
۶	حضرت امام موسیٰ کاظمؑ	ربیع الاول ۱۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں وفات فرمائی۔ آپ اپنے چچا بزرگوار کے
۵	حضرت امام جعفر صادقؑ	پہلے میں سامریوں میں مدفون تھے۔ آپ کی اولاد کے بارے میں
۴	حضرت امام باقرؑ	سنت اختلافات پائے جلتے ہیں۔
۳	حضرت امامزین العابدینؑ	مرآۃ الانساب کے مطابق سید محمد ابو القاسم بن امام حسن
۲	حضرت امام حسینؑ	عسکری شعبان ۲۵۸ھ میں تولد ہوئے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے
۱	حضرت علیؑ	گھر کے تہہ خانے میں اترے آپ کی والدہ خولہ یا زکریا آپ کو

دیکھتی رہیں لیکن آپ وہیں نہیں آئے۔ یہ واقعہ ۷۰ھ کا ہے۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی تھی۔ روایت ہے کہ وہیں سے غائب ہو گئے یا تقیہ کر لیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(باب ۱۱ انتشارِ علم) امام ابو حنیفہ (امام اعظم) (شیخ و نسب ۵۷۶)

مشہور مورخ ابن خلدون کے مطابق تقریباً پورا مشرق میں حضرت مسک سے فلک رہا ہے تمام
مشرق و مغرب شایع مقام حضرت شیخ عبداللہ جیلانیؒ خواجہ مدین الدین چشتیؒ حضرت عبداللہ ثانیؒ مولانا
ابو الدرداءؒ تھالیؒ ہر ایک کے لئے اس قدر فضیلت تھی کہ یہ کہہ سکتے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ لوگوں
میں ثابت کی ولادت سے پہلے میں ہوں اور وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی حضرت الحویلیؒ میں حضرت یحییٰ
بن صابرؒ کی ولادت سے مرقوم ہے کہ وہ ایک بار ملک شام میں حضرت بلالؒ کے مزار کے سرے پہنچے
تھے خواب میں آنحضرتؐ کی زیارت ہوئی کہ آپؐ بنی شیبہ سے تشریف لارہے ہیں اور ایک معرکہ کے اپنے
پہلو میں لیے ہوئے ہیں۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ جنگ کون ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ تباہی شہر کے
لوگوں کا امام ہے یعنی امام ابو حنیفہؒ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے ملت
اسلام پر ۴۰۰ بکارتیں لگوا دی ہیں فلک کے طوفان کو انتشار سے بچایا۔

ایک بار حضرت حمادؒ اپنے قابل فخر شاگرد شاگرد رشید ابو حنیفہؒ کے ہمراہ مجلس مناظرہ میں پہنچے جہاں
ایک عیسائی پادری چند مشکل سوالوں کے جواب کا منتظر تھا اور ان سوالوں کے جواب کس بے بھی بن
نہیں پڑے تھے۔ پادری منبر پر بیٹھ کر اپنے اعتراضات پیش کرتے شروع کیے پہلا سوال تھا خدا سے
پہلے کیا تھا؟ امام ابو حنیفہؒ نے پادری سے دریافت کیا ایک سے پہلے کیا دور ہے پادری نے جواب دیا اس سے
پہلے کوئی خدا نہیں ہے۔ امام نے ثابت کیا کہ جب واحد عزیزی سے پہلے کچھ نہیں ہے تو واحد حقیقی سے پہلے
بھی کچھ نہیں تھا صرف خدا تھا۔ دوسرا سوال تھا کہ ہر شے کا کوئی نہ کوئی سمت ہے یا ہر شے اس سمت میں
ہے؟ امام ابو حنیفہؒ نے ایک ضعیف جملہ بیان کیا اور پادری سے کہا اس کا سمت متین کہو؟ اس نے جواب دیا کہ
اس کی روشنی ہر طرف ہے اس کا سمت متین نہیں کیا جاسکتا۔ امام ابو حنیفہؒ نے جواب دیا کہ جب
نہ نماز کی طرف متین نہیں کیا جاسکتا تو نہ حقیقی کا رخ کیسے متین ہو سکتا ہے وہ ہر طرف ہے۔ اب
پادری نے تیسرا سوال کیا کہ خدا اس وقت کہاں ہے؟ امام صاحبؒ دودھ لگا کر پادری سے کہا نہ دیکھیں۔

گھر کہاں ہے؟ پادری نے جواب دیا کہ گھر تو دودھ کے ہر قطرہ میں ہے یعنی ہر جگہ ہے۔ امام ابوحنیفہ نے تیسرے سوال کا یہ جواب دیا کہ خدا بھی ہر جگہ ہے اور اس کی حاکمیت ہر جگہ پر محیط ہے۔ پادری نے چوتھا اور آخری سوال پوچھا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ میں اتنی دیر سے کھڑا آپ کے سوالوں کا جواب دے رہا ہوں۔ حالانکہ اخلاقی طور پر میری جگہ سوال کرتے والے کو کھڑا ہونا چاہیے یہ سن کر پادری منبر سے اتر آیا اور امام ابوحنیفہ کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ امام ابوحنیفہ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور پادری کو سوال دہرائے کہ کیا پادری نے پھر وہی سوال کیا کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟ امام نے فرمایا خدا نے مجھے منبر پر بٹھا کر حزن بخشی اور تجھے یہی جگہ پر کھڑا کئے ذلیل و خوار کیا یہ سن کر پادری نے اعتراف شکست کر لیا۔ یہ تھے امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے ذہین ترین انسان جنہوں نے فقہ اور منطق کی دنیا میں پہل سے نمایاں دی۔



وَاتَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ الَّتِي أَخْصَوْهَا

اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ کرو (قرآن)



امام مالکؒ

امام مالک کا نام مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن العاصؓ ہے۔ ان کے پروردگار ابو عامر بن عمرو جلیل القدر صحابی تھے غزوہ بدر کے سوا تمام غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک کے تلمیذ یحییٰ بن یحییٰ کے مطابق امام مالک کا سال ولادت ۹۲ھ ہے۔ امام ذہبی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے لکھا ہے کہ امام مالک شکیم ماور میں حمل کے خلاف تین سال تک رہے۔

اساتذہ | تبع تابعین میں ابن شہاب زہری یحییٰ بن سعید انصاری زبید بن اسلم، ربیعہ اور ابو زناود وغیرہ کا زمانہ تھا جنہوں نے تابعین کی میراث کو سمجھا لیا اسی علمی انصاف میں امام مالک نے ہر شے سمجھا لیا۔ یہی وہ حضرت تھے جو عالم کتابین اور وہ صحابہ کرام سے سینہ بہ سینہ فتویٰ کرتے چلے آ رہے تھے۔ مفتاح قرطاس پر محرفہ فرمایا۔ امام مالک کے اساتذہ اور شاخ میں زیادہ تر ذریعہ طبر کے بزرگان دین شامل تھے جن کی تعداد ملازمہ ثانی کے مطابق نو سو سے زیادہ تھی۔ ایسے شمار لوگوں کو آپ سے علم حدیث کے سماع کا موقع حاصل ہوا۔

شخصیت | امام مالک کا تہ دراز بدن، نرم اور رنگ سفید ندوی مائل تھا۔ آنکھیں بڑی اور خوبصورت تھیں۔ ہاتھ بلند اور سر پر برائے نام بال تھے۔ موٹھیں اجڑا ہوا تھیں۔ آپ نے تیس سال کی عمر پائی مگر راہبوں میں خضاب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ یمن مسافر اور خراسان کے بنے ہوئے بیش قیمت اور سفید لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ جھڑکاتے اور سر پر عمار یا دھتے تھے۔ چاندی کی انگشتری پہنتے تھے جس پر سیاہ گچہ لکھتے ہوتا تھا جس پر مصعب اللہ و نعم الکلیل لکھ دیا ہوا تھا۔ آپ کا حافظہ اعلیٰ درجہ کا تھا اور وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ قوی حافظہ رکھتے تھے۔

امام مالک کی زندگی بے حد سادہ تھی۔ وہ بے حد ضیق اور تواضع تھے۔ امام زہبیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر کی ہیں۔ انہوں نے سترہ سال کی عمر میں تسبیح قرآن کی ابتدا کی تھی حدیث شریف پڑھانے سے قبل غسل کرتے اور اور پیش قیامت لباس زیب تن کرتے اور شب بیدار رہتے پھر ایک تخت پر نہایت عجز و انکاری سے بیٹھتے اور درمیان جاری رکھتے۔ انگلی

میں خود اور لوہاں ڈالتے رہتے اور دس کے دوران کبھی پہلو نہیں بدلتے۔

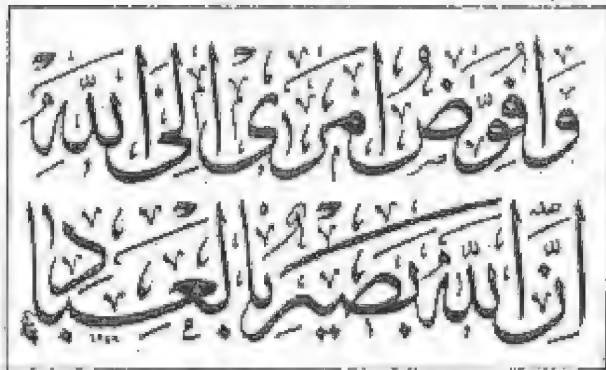
اوصاف امام ذہبی کے مطابق امام مالکؒ متعدد اوصاف کے حامل تھے۔

۱۔ آپ نے طویل عمر پائی ۷۲، وصیت علم میں لاثانی تھے ۷۳، فتویٰ اودا جراح سنت میں انتہا درجے کو پہنچے ۷۴ تھے ۷۵، فقہ اور فتویٰ میں سب سے مقدم تھے۔

آپ نے وفات سے پہلے فرمایا کہ:

کسی کو نماز کے مسائل بتانا دے دے زمین کی تمام دولت کو صدقہ کرنے سے بہتر ہے اور دینی مسائل کو حل کرنا سوچ کرنے سے افضل ہے بلکہ کسی شخص کو دینی مشورہ دینا سو عزائم میں چھارگانے سے بہتر ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد امام نے کوئی بات نہیں کی اور بلا ریح الاول سے اپنے کو روز قضا عتقی سے پرانا کر گئے۔

تصانیف امام مالکؒ نے غزیرہ منورہ جیسی کی فرمائش پر ۱۰ سال کی مدت میں ۱۰۰۰۰۰ کی تالیف کی۔ دیر منورہ کے شرفیہا نے اس کتاب کی موافقت کی۔



شجرہ و تذکرہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعیؒ ایک عظیم الامام اور مجتہد تھے۔ آپ کا تعلق دور رس مہدی ہجری سے پہلے آپ ۵۰ھ مطابق ۷۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ اس میں امام جو حقیقہ نے وفات پائی بعض راویوں کے مطابق آپ کی جائے پیدائش قصبہ غنزہ ہے۔ لیکن ایس جی نہایت ہے کہ آپ کی ولادت عسقلان میں ہوئی عسقلان اور غنزہ دونوں مقامات ملک شام میں واقع ہیں اور ان میں ناسلہ تقریباً نو میل کا ہے۔ امام شافعیؒ کو یہ سادات نصیب ہوئی کہ ان کا سلسلہ نسب رسول کریمؐ سے جاتا ہے۔ مرقاۃ الاحیاء نے سلسلہ نسب اس طرح بیان کیا ہے۔

”ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافعی بن السائب بن عبد بن حمید بن عبد بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف“

امام شافعیؒ کا زمانہ علم و عرفان کا زمانہ تھا۔ ہر علم و حکمت کا دوزخہ نفاہچہ میں آپ کو حصول علم کا شوق تھا چنانچہ پورا قرآن مجید آپ نے سات سال کی عمر میں ختم کر لیا۔ ابتدائی تعلیم مسلم بن زہبانی سے حاصل کی۔ پچھپن ہی سے تحصیل علم کے لیے مکہ معظمہ جاتے گئے یہاں ان کا مکان شعبہ منیف میں تھا۔ ربیع ابن سلیمان فرماتے ہیں کہ امام شافعیؒ نے پندرہ سال کی عمر میں قرآن دینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت مالک بن انسؒ فقہی امام تھے۔ دورانِ وفات مالک بن انسؒ نے امام شافعیؒ سے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے دل میں ایک نور ڈالا ہے۔ اس کو معصیت سے ناس نہ کرنا۔ امام شافعیؒ معمول علم کے لیے مدینہ میں رہنے لگے۔ انہوں نے امام محمد بن حسن شیبانی سے بھی فن حدیث اور فقہ میں استفادہ کیا جو امام اعظمؒ کے شاگرد تھے۔ امام شافعیؒ کو ان پر بڑا ناز تھا۔ اسی طرح اتار بھی شاگرد کی بہت مکریم کرتے تھے۔ امام شافعیؒ کو بڑے فیاض فیور اور خود داد تھے۔ جس وقت امام مالکؒ کا انتقال ہوا وہ بہت ہی عسرت کی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن انہوں نے کبھی حزن و ملحہ نہیں کیا۔ ہر ایک کے ساتھ بڑے خلق اور خلوص سے پیشیا آتے تھے۔ تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں امام شافعیؒ کی

عبادت و ریاضت اور بدعتوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ رمضان کے دنوں میں سائید مرتبہ قرآن ختم کرتے۔ رات کے تین حصے کرتے۔ پہلے حصہ میں تصنیف و تالیف فرماتے۔ دوسرے میں فرائض پڑھتے اور تیسرے میں آگام فرماتے۔ معر شافعی مذہب کا مرکز تھا۔ مدت و راز نکاح جامعہ الاکابر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لیے مخصوص تھا۔ امام شافعی کے متعلمین کی تعداد تقریباً دس لاکھ ہے۔ وہ فرائض و فقہ اور حدیث کے مفسر عالم تھے۔ بہت ہی فقیر البیاض بھی تھے۔ آپ کا مذہب حنفی اور مالکی کے بین میں تھا۔ آپ کتاب مست (اصول و عدلیہ) میں چاروں مذاہب سے استنباط مسائل کرتے تھے۔ امام شافعی علماء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ علم کی طلب نفسی نماز سے بہتر ہے۔ جو چیز کا کساری سے علم حاصل کرتا ہے وہ کامیاب رہتا ہے۔ علماء کے بارے میں فرمایا: "راغب عند کردار لوگوں کی صفت ہے اور نجیب و عفت لوگوں کا اطلاق ہے۔ اگر علماء اللہ کے دل نہیں تو کوئی شخص اللہ کا ولی نہیں اس لیے کہ اللہ جاہلوں کو دوست نہیں رکھتا۔" ۵۵ سال کی عمر میں ۴۴۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار مبارک مصر کے شہر قیروانہ میں ہے۔



وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَا تَشْكُوْا شَيْئًا

اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ

القرآن



امام احمد بن حنبلؒ

آپ کا پورا نام امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسامہ اللہ تعالیٰ الشیبانی المروزی القندی ہے۔ آپ ماہ ربیع الاول ۲۴۱ھ میں بغداد میں تولد ہوئے۔ آپ تیسرے پندرہ سال کی عمر میں احادیث کا سماع شروع کیا اور ۲۴۹ھ میں شیخ اشیمؒ سے حدیث کا درس لیا۔ آپ نے کئی مظاہرہ میں حضور کو رؤیا میں دیکھا۔ یمن اور حبشہ کے مشائخ وقت سے حدیث میں درس لیا۔ حاکم ابن حزم عسقلانی اور علامہ ربیعؒ نے آپ کے پندرہ اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فقر و فاقہ میں استغناء کی شان رکھتے تھے اور عبادت میں راسخ تھے آپ دن اور رات میں تین سو نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ سات راتوں میں قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے کسی کو آپ کی تلاش ہوتی تو وہ مسجد نماز جنازہ یا کسی مریض کے ہاں عیادت میں ملتے۔ امام کے پاس حضورؐ کا ایک برتن مبارک تھا جسے وہ بوسہ دیتے آنکھوں سے لگاتے تھے۔ جب کبھی بیاد ہوتے تو پانی میں ڈال کر پیتے اور شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ کثرت سے لوگ ان کے پاس دعا کرنے کے لیے آتے تھے۔ غفری قرآن کے حقیقہ کے ذمے پر خلیفہ ہادی الرشید نے آپ کو برکت کی ستر تجویز کی تھی۔ جس وقت آپ کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لے جایا جارہا تھا اسی وقت خلیفہ کے وفات کی خبر ملی۔ ۲۴۱ھ میں ماہ من وفات پایگا ابراہیم کے بعد اس کا بیٹا اسعقم باللہ خلیفہ ہوا۔ اس نے ۲۴۲ھ میں امام کو دوبارہ خلافت میں طلب کیا۔ طویل مناظرہ ہوا امام کی عمر اس وقت ۷۰ سال کی ہو چکی تھی۔ ثیاب رخصت ہو چکا تھا لیکن اصحاب فولاد کی طرح مضبوط اور قوت ارادی چٹان سے زیادہ راسخ تھی۔ آپ نے فرمایا قرآن کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور حادث نہیں۔ حمار نے قل کا قندہ دیا خلیفہ نے جیلا کو حکم دیا کہ کوڑے مارو۔ آپ صبر و استقامت کے ساتھ کوڑے کھاتے رہے۔ آپ کو دس لاکھ تک احادیث زبانی یاد تھیں۔

تصانیف | سنہ ۲۴۱ھ میں حنبلؒ نے کتاب الردۃ الناصحۃ والنسوخ، النکاح، الکبیر، النکاح، الذبیح، حدیث شعبہ، فضائل الصحابہ، من قب الصدیقین و الصالحین، التاریخ، کتاب الاشرار، کتاب الناسک۔

کوڑے کھانے کی اہمیت آخر عمر تک رہی۔ بالآخر آپ ۷۰ سال کی عمر میں ۲۴۲ھ میں اللہ کو گوارا ہو گئے۔



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَعَلَى آلِهِ وَخَلَاتِهِ بِمَا رَزَقَهُ

باب ۵ رسالت حسنی حضرت امام حسن

سید حسن شش	سید زید
سید عبدالله الحنفی	سید حسن صغیر
سید موسیٰ الجون	سید ابوالحسن علی
سید ابوصالح رضا	سید شجاع
سید موسیٰ شافعی	سید عبدالرحمن
امیر داود اکبر	سید علی
ذکر یا نفس الدین مدنی	سید عثمان
سید یحییٰ زاید	سید ابوالحسن علی الجعفری (طاهر)
سید عبداللہ نجفی	
سید ابوصالح جنگی دوست	
سید عبدالقادر حیلانی	

سید عبدالجبار	سید عبدالرزاق	سید عبدالعزیز عالم	سید ابوالباب
سید عبدالحمید	(مر)	(مر)	سید صفی الدین
سید علی			سید احمد
سید حمید الدین	سید حسین	سید عبدالغفار بخاری	سید سعید
سید ابونعمان	سید شاه مبارک	سید عطاء اللہ شاہ اولی	سید علی
سید حسین	غلام جمال آقائی	سید نفیث اللہ	سید شہناز
سید عبدالقادر	(عادل لہور نجفی)	سید بہار الدین	شیخ محمد حبیبی (دکنی)
سید جعفر		سید محمد شاہ	عبدالقادر دہلوی
سید احمد		سید نور شاہ	عبدالرزاق
سید رئیس		سید ضیاء الدین	سید حامد
سید محمد اعراقی مکی		سید عطاء اللہ شاہ بخاری کشمیری	سید موسیٰ
		عرفی اسماعیل سلمان (مر ۲۵)	سید داؤد
			فیاض الدین اکبر
			بی بی پارسا
			سید عبداللہ انان و مبارک
			(تذکرہ خوانی مر ۴۸-۴۹)
			(محرم الانساب مر ۶۲)

سيد الوصال في قصر

شیراب الدین احمد	سید احمد قادری	سید حسن	سید سید ابوبار	بابا علی العیسیٰ شانی
شیراب الدین محمد	سید یحییٰ	سید محمد	ابو موسیٰ	سید سید احمد
سید قاسم علی	سید احمد	سید علی	قطب الدین	سید حسین شانی
سید احمد الدین	سید علی الدین	سید احمد علی	نضر الدین	سید محمد
سید شمس الدین	سید عبدالرحمن	سید راجی عمید	سید محمد	سید علی
سید عطاء اللہ	شیراب الدین محمد شانی	سید ابراہیم	سید شمس	سید علی شانی
سید شرف الدین	شیراب الدین قاسم	سید جمال الحق	سید محمد	سید حسن شانی
سید حسین الدین	سید احمد	سید یوسف	سید سلیمان الدین	سید احمد
سید محمد لطیف	سید حسین	سید حسن	سید شاد علیہ	سید ابراہیم گداز
سید قطب شاہ	سید عبدالعظیم	سید ابراہیم	(امیر مہاراجہ)	غلام الدین
سید ظفر علی شاہ	سید عبدالقادر	ابو محمد حرم علی		شاہ حسین بغدادی
سید بزرگ علی	سید مسعود	شاہ قطب		سید قطب الدین
سید عظمت علی	سید عبدالرشید شاہ جمال	عقیق اللہ		سید یوسف شمس
سید روشن علی شاہ	(سید یوسف شاہ جمال)	محمد شاہ		احمد شمس
سید مہمان محمد	سید علی	عاشق محمد		عاشق الحق
سید روشن علی	(مولانا علی حقیقت خاں)	شاہ عمر		میرزا محمد شانی
سید محمد علی	(مہاراجہ)	سید نور محمد		شاہ مسعود علی
سید روشن علی شاہ		سید امن علی		شاہ محمد صفی
سید تاج علی		سید مہاجر علی		شاہ محمد غریب
سید احمد علی		سید شرف علی		سید راج الدین شمس
(محمد سپہ سالار)		سید عبدالعزیز		سید ظفر علی الدین
(سید نور خان شاہ)		مولانا محمد علی		شاہ وحید الدین
		(سید یحییٰ مہاراجہ)		شاہ مسعود علی
				(مہاراجہ)

اولاد سید عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی

سید جمال الدین علی	سید محمدی	سید مبارک خورو	سید عبداللہ
سید حاوود	سید یتیم شاہ	سید محمد صالح شاہ	سید قائم قادری
سید جمال احمد	سید حسین شاہ	سید مبارک ثانی	سید حفصہ
سید بہار الدین محمد	سید موسیٰ	سید مبارک شاہ	سید حسین
سید تاج الدین محمد	سید مرکن اسلام	شیخ جمال محمد	سید حسین
سید ابوالحیات	سید احمد علی احمدی	شیخ محمد صالح	سید یوسف
سید فیض قادری (ساجد خانہ)	سید احمد علی اختر	شیخ محی الدین ثانی	سید احمد
سید محمد (سجاد)	سید محمد علی	(اسندھ)	سید قطب الدین
سید محسنی	سید امیر علی		سید فیاض الدین
سید مبارک	(انجیر آبادی)		سید رحیم الدین
سید موصی ثانی	گورنہ شریف		سید صدر الدین
سید تقی الدین	راولپنڈی		سید قیام الدین
سید نعیم الدین	(اسلام آباد)		سید امیر الدین
سید وحید الدین			سید علی قادری
سید یتیم اللہ			سید حسن قادری
سید شاہ احمد اللہ میرزا			سید نصیر الدین
(سجاد)			سید فضل اللہ خاں
			(سجاد)

(سادات کچھوچھو شریف)

شجرہ نسب سید نور العین عبد الزاق سجاده بھانجہ مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی

اولاد سید نور العین عبد الزاق (کچھوچھو)

سید حسین قتال (سجاده) سید شاہ حسن
مخدوم سید ابو سعید جعفر لاٹہ سید شاہ محمد شرف
سید شاہ حاجی چرخ جان سید شاہ محمد
سید محمد شمس الحق مخدوم شاہ بارک سید ابو الفتح
سید شاہ راجو قتال (سجاده) مخدوم شاہ دلشیں سید شاہ محمد شرف
(محدث علی سادات عمری بنیالہ) سید شاہ عزیز الرحمن
(محدث بھار) سید شاہ جمال الدین
سید شاہ فتح اللہ (سجاده) سید شاہ محمد غوث
سید شاہ محمد مراد (سجاده) سید شاہ نواز شرف
سید شاہ بہار الدین (سجاده) سید شاہ تراز شرف
سید شاہ کوکل علی (سجاده) سید شاہ قلسند
سید شاہ داؤد علی (سجاده) سید شاہ مہدات علی
سید شاہ نیاز اشرف (سجاده)

مخدوم سید شہرت جہانگیر سمنانی
۱۶ سید ابو العباس احمد علی جلالی
۲۰ سید بدر الدین حسن ابو علی
۱۴ سید علاؤ الدین علی محمد
۱۸ سید شمس الدین حسین
۱۲ سید سیف الدین سحی احمد
۱۶ سید ابو نصر محمد علی الدین احمد
۱۵ سید محمد الدین ابو صالح نصر بارانی
۱۴ سید تاج الدین عبد الزاق
۱۳ سیدنا عبد القادر جیلانی غفرلہ
(شجرہ نسب مراد)

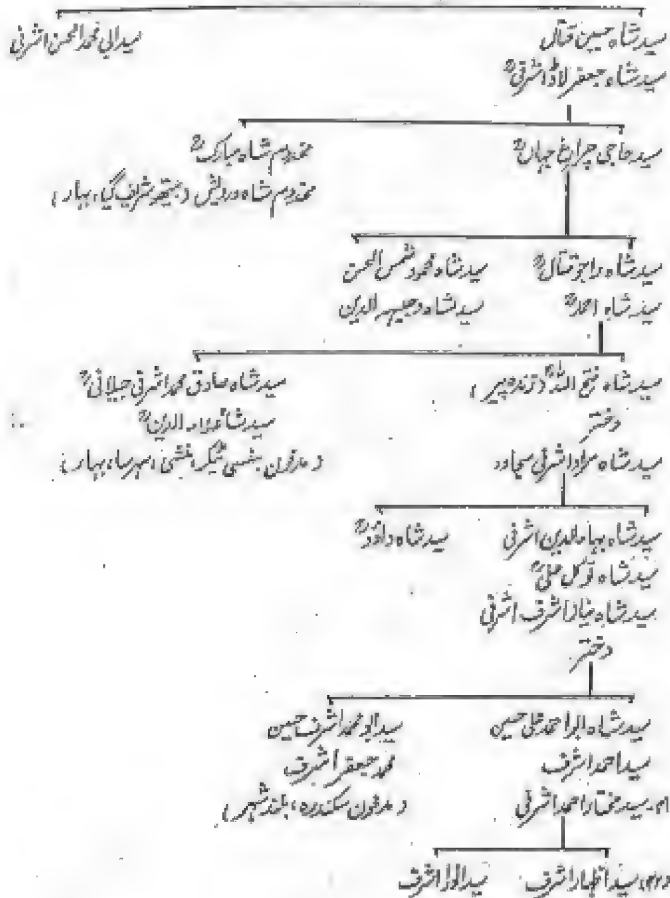
سید شاہ ابو احمد علی حسین شرفی (سجاده)
سید شاہ ابو احمد ابو شرف (سجاده)
سید شاہ مختار اشرف (سجاده)
سید شاہ قطار اشرف (سجاده)

(شجرہ نسب اشرفیہ ۳۳ تا ۳۵)

(سید شاہ قطار اشرف کچھوچھو شریف)

شجره اہلاد سید عبدالرزاق قادری نورالعین

بھانچہ و بھانچہ حضرت اشرف علیہ الرحمۃ



اولاد سید العزیز عالم بن شیخ عبد القادر جیلانی

سید محمد التاج	سید محمد التاج
سید ذکریا یزدی	سید شمس الدین
سید شاه سلیمان	سید شمس الدین
سید شاه محمد	سید زین الدین
سید عبد الطیف	سید ولی الدین
سید شاه احمد قادری	سید نور الدین
سید شاه حسن بغدادی	سید حسین الدین
سید شاه علی حمدانی	سید محمد درویش
سید عبد الله بیابانی	سید زین الدین
سید عبد العزیز عثمانی	سید مصطفی
سید رکن الدین بنده نواز	سید سلیمان
سید شاه عبد المنان قادری	سید علی
(بهار)	سید عبد الله
	سید عبد القادر جیلانی
	(گلشن اقبال گری)
	سید سیف الدین
	سید برائیم بغدادی



شجره سیدان نور علی شاه (انگریزی)



تحقیق الاقوام صفحہ (۶۷ تا ۷۰)

حضرت عبداللہ شاہ غازی الاشتر البہمان کفایت کراچی (مشہور نسب سے)

حضرت سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر متبع تابعین میں سے تھے اور آپ حنی و حنفی سید

تھے۔ آپ کی ولادت با سعادت ۹۶ھ میں ہوئی۔

۱۲۶ھ مطابق ۷۵۹ء کے لگ بھگ آپ تبلیغ کی غرض سے عازم سندھ ہوئے۔ آپ

کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ صغریٰ سیدنا امام حسینؑ کی پوتی تھیں۔ آپ سادات کرام کی پہلی شخصیت
ہیں جو سندھ میں داخل ہوئی۔ آپ کی تعلیم و تربیت آپ کے والد مقرر سید محمد نفس زکریاؒ نے کی۔
آپ علم حدیث میں مکمل تہ رکتے تھے۔ آپ کا شمار اکابر محدثین میں کیا جاتا ہے۔

سید عبداللہ شاہ غازی الاشتر کی شہادت

خلیفہ منصور عباسیؒ نے ایک عرب سردار عمر بن حفص کو عتبہ بن مسلم کے ساتھ ۱۳۶ھ میں
سندھ بھیجا۔ اسی زمانہ میں سید عبداللہ الاشتر علویؒ عباسیوں کے مقابلے میں مدنی خلافت تھے۔ منصور سے
سندھ آئے۔ سندھ کے مقامی راجہ نے ہزار افراد ان کی مدد کے لیے پیش کیے۔ اسی دور میں سندھ میں
شیعی تحریک کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ انہی دنوں سندھ کے حکمران کی طرف سے ایک ہزار فرقہ افریقیہ بھیجی
تھی۔ یہی وقت تھا جب ہشام بن عمرو ثعلبیؒ منصور آئے۔ یہ بھی عمر بن حفص کی طرح ہوا تنواریان
دودمان جوی تھے۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ آدر گئے علویوں کا زور و سرفراہ۔ اسی سال عتبہ
بن مسلم نے اپنے بھائی کو علویوں کے مقابلے کے لیے بھیجا۔ جس سے سید عبداللہ الاشتر علویؒ
کو کراچی میں ساحلی سمندر پر شکار گاہ میں گھیر لیا۔ سید عبداللہ کے ساتھ تھوڑے سے لوگ تھے
جو شکار کے لیے ان کے ساتھ آئے تھے۔ بہر حال مقابلہ ہوا اور سید عبداللہ الاشتر جنگ کرتے

۱۷۸ھ بمطابق ۷۹۴ء میں ۲۳ محرم چاندیان چہاں گشت از پر و شیر الیوب قابوی

ہوئے شہید ہوئے۔ ان کا مزار آج بھی ساحل سمندر کشتن پر مروج غلاتی ہے۔ امام
سید عبداللہ شاہ غازی الاشرف حضرت امام حسنؑ کے پوتے کے پوتے تھے۔

شجرہ و متذکرہ

حضرت سید ابوالحسن علی ہجویری و اتانج بخش لاهوی

ابوالحسن کنیت اور علی اسم گرامی ہے۔ ہجویر اور جلاب میں قیام کیا اس لیے ہجویری اور جلابی کہلائے۔ آخر میں لاہور مشہور ہوئے۔ شیخ ابوالکاسم محمد اشفاقؒ ان کے رنگ اتار تھے۔ شیخ ابو جعفر محمد بن المصباح العیلامیؒ، شیخ ابوالقاسم عبد لکرم بن ہوازن القشیریؒ اور شیخ ابوالقاسم بن علی بن عبد اللہ مگر گانیؒ بھی داتا گنج بخش کے استاد تھے۔

جدید سلاسل کے خلیفہ ابوالفضل محمد بن الحسن خلیؒ کے تعلیم و تربیت پائی۔ روحانی کسب کے لیے بارہ بلا و اسلامیک سیاست کی اور تین سو سے زائد مشائخ سے فیض حاصل کیا۔ چالیس سال تک مسلسل سفر میں رہے۔ کچھ عرصے کی قیام میں کبھی ناغہ نہیں کیا۔ شیخ حسین نریمانؒ، اللہ شیخ علی ہجویریؒ ایک ہی پیر کے مرید تھے۔ اول الذکر لاہور ہی میں تھے کہ پیر نے لاہور جانے لاکھ دیا حکم کی تعمیل میں جب لاہور پہنچے تو رات گئی۔ صبح کو شیخ حسین نریمانؒ کا جنازہ لایا گیا۔ داتا گنج بخشؒ صحن میں قلم اٹھائے اور ۳۶۵ھ میں رات فرمائی۔ لاہور میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔ حضرت عین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی ان کی قبر پر چڑھ کر کیا تھا اور شریعت ہونے پر یہ شعر پڑھا

گنج بخش فیض عالم مقبول و قضا
ناتقاں را پیر کمال کا ملاں را رہنما

تسلیق ۱۱۵۰، کشف الخراب ۲، نہاج الدین ۲۸، کتاب الفتاویٰ،

۱۰ کتاب البیان والہدایان ۵۰، بحر القلوب ۶۱، الروایۃ المتعقبات الشریفہ

نوٹ: تحقیق کی مدد سے داتا گنج بخشؒ حسی سید ہیں (مترجم)

مرکز مرقا صفحہ ۳۴ کے فرامد الفتاویٰ صفحہ ۳۴ (مطالعہ فرامد الفتاویٰ صفحہ ۳۵)

پشت نمبر اسمائے گرامی

سید ابوالحسن علی ہجویریؒ	۱۱
سید عثمانؒ	۱۰
سید علیؒ	۹
سید عبد الرحمنؒ	۸
سید شاہ شجاعؒ	۷
سید ابوالحسن علیؒ	۶
سید حسن امیرؒ	۵
سید زید شہیدؒ	۴
امام زری العابدینؒ	۳
امام حسینؒ	۲
حضرت علیؒ	۱
بطالین بزم ہجویریؒ	۱۰
سید ابوالحسن علی ہجویریؒ	۹
سید عثمانؒ	۸
سید علیؒ	۷
سید عبد الرحمنؒ	۶
سید شاہ شجاعؒ	۵
سید ابوالحسن علیؒ	۴
سید حسن امیرؒ	۳
سید زیدؒ	۲
امام حسنؒ	۱
حضرت علیؒ	۱

پیران پیر و تکیہ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

آپ کی ولادت اجودہ کی کنیت اُمّ الخیر ہے۔ امدلقب امّہ الجبار سیدہ فاطمہ بنت شیخ عبداللہ صوملیؒ۔ آپ کے نانا گیلان میں ولی اللہ دار مستجاب الذکر تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی ولادت باسعادت ۸۰۰ھ میں جیلان میں ہوئی آپ کی عمر مبارک ۹۰ سال، ۷ ماہ، ۷ دن تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ۸۰۹ سال ۷ ماہ ۷ دن ہے۔ مزار مقدس عراق کے شہر بغداد میں مرقع خلافت ہے۔ آپ کا خاغلان آپ کے چار فرزندوں سے جاری ہوا۔ ۱) سید عبدالعزیزؒ (۲) سید جلالؒ (۳) سید عبدالرزاقؒ (۴) سید عبداللہ شجرہ پر تبصرہ | سیدنا امجد القادر جیلانیؒ پوری نسب کی رو سے حضرت علیؑ کی تیسری پشت میں ہیں لیکن دوسری نسب نامہ کی رو سے سولہویں پشت میں ہیں۔ لہذا تین پشتوں کا فرق تحقیق طلب ہے۔ دولت

نسب پوری اسماء	نسب دوسری اسماء	نسب تیسری اسماء
۱۳ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	۱۳ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	۱۳ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
۱۲ ابو صالح مرسى الجلی دوست	۱۲ سیدہ اُمّ الخیر	۱۲ عارفہ اُمّ الخیر
۱۱ سید عبداللہ یحییٰ	۱۱ سید عبداللہ صوملی	۱۱ ابو عبداللہ صوملیؒ
۱۰ سید یحییٰ زاہد	۱۰ سید علی	۱۰ سید ابوالجمال
۹ سید محمد زکریا شمس الدین	۹ سید احمد	۹ سید ابو محمد
۸ امیر زادہ محمد کریم	۸ سید عبدالرحیم	۸ سید احمد طاہر
۷ سید موسیٰ انصاریؒ	۷ سید کمال الدین	۷ سید عبداللہ
۶ سید ابوالوہاب ریح رفا	۶ سید جمال الدین	۶ سید کمال الدین
۵ سید موسیٰ الیموتیؒ	۵ سید نور الدین عمر	۵ سید علی
۴ سید عبداللہ الحنفیؒ	۴ سید محمد الدین الطہر	۴ سید علی عزیزی
۳ سید حسن شافعیؒ	۳ سید عباسی	۳ سید طہاء الدین
۲ امام حسنؒ	۲ امام جعفر صادقؒ	۲ امام جعفر صادقؒ

۲۶ سلطان محمد
۲۷ سلطان محمد

۲۸ سلطان محمد
۲۹ سلطان محمد

۳۰ سلطان محمد
۳۱ سلطان محمد

مناجات از غوث پاک عبدالقادر جیلانیؒ

تاجدارِ اقدستِ قدوسی هر چه خواهی آن کنی
 سرورِ راجانِ می و من و زن و رایجِ جان کنی
 آسمانِ ربی ستونِ بریا تو کردی ای حکیم
 ابرو را به بزمِ ازلت بر زمین گساید کنی
 صبرِ ازل و اهلِ حیران همانندِ بر درت
 کارِ صمدی به چاره را از فضلِ خود آسان کنی
 گمراهکارِ ملک بخشی گمراهِ شرب را چو لعل
 از برکتِ شیم جان تو دیدد حیران کنی
 بر سرِ زکریا تو نبادی آرد محکمِ قضا
 از قرینِ اربابِ ما بر طمعِ کسوان کنی
 جمله عالم بر سرِ جعفر نشاند و روزِ حشر
 دانشِ اعمالِ شان بر پیکرِ عیسان کنی
 گمراهِ خلیل شد راهِ آتشِ بستان کنی
 گمراهِ خلیل خویش را از بارِ تو بستان کنی
 بر پیشِ مراد از مومنه یکبار است ای یگانه
 بر کس بهر ادبِ سازی بر کس بهر چاه کنی
 ز بهر قاتی هم بخلق آن حرفِ مکررِ نسیب
 بر حسین ابنِ علی تا نیند از فرمان کنی
 هست محی الدین بنده و گدازِ شاه ما
 از تو زبید هر که را حاکمِ فساد کنی

عبداللہ شاہ اجمالی اسی بنواری شہسوار

(شجرہ نسب و ملوک)

شجرہ عبداللہ بن اجمالی اسی بنواری شہسوار سے اس لیے آپ سخی اور حسین سید میں شجرہ لکھی
مید محمد غوث پشاور ہی اجمالی فرماتے ہیں کہ اس غیر کے دادا سید عبداللہ جب لہندہ سے شجرہ قسطنطنیہ
لائے اور کس سید گھر لائے میں شادی کی توفیق کے والدین پیدا ہوئے۔ آپ کے تمام بھلا اپنے اپنے
والد ہی کے مرید ہوتے چلے آئے سلسلہ بیعت بعینہ سلسلہ نسب ہے حضرت سید عبداللہ شاہ
اجمالی ۱۱ سال وفات بقول سید غلام صاحب ۱۱۶۰ھ ہے۔ مزار شریفہ مکی پر مرجع خلافت ہے۔
آپ مرزا شاہ ارغون کے زمانہ میں اپنے دوست سید شریف سید کمال اور سید ناسخ شکر اللہ کے
ساتھ مکی میں سکونت پذیر ہوئے۔ (تحفۃ الطالبین صفحہ ۱۷۷)

سید ابراہیم ملک بہار (شجرہ نسب و ملوک)

آپ کے آبا و اجداد لہندہ سے غزنی آئے۔ سید ابراہیم سلطان تغلق کے عہد میں ہندوستان
اختیار الدین محمد بن تغلق کے عہد میں آپ فوج کے سالار تھے آپ کی سرکردگی میں صوبہ بہار فتح ہوا
۱۱۷۱ھ بمطابق ۱۱۷۱ھ کو دشمنوں نے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ شہر بہار شریف سے ایک میل دور بہار پر
مدفون ہیں۔ یاد شاہ نے ایک عظیم الشان گنبد آپ کی قبر پر تعمیر کر دیا جو فرس تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے۔
سید ابراہیم کے مقبرہ کا گنگ بہار حضرت عذوم الملک شرف الدین چیل منیر بہار نے مختلف سیدانہ
پرہیز اور خدمت شاہ احمد سیستانی نے رکھا ہے۔ خواجہ برہنہ شاہ ارشد فریدی کے قلمی ملاحظات
فتح ارشدی واضح رہے کہ سلطان محمد تغلق نے بہار کی فتح کے بعد سید ابراہیم سید سالار کو خوش ہر کر
ملک بہار کا خطاب دیا تھا آپ کے فرزندوں کی تعداد آٹھ ہیں ۱۵ گنگ داؤد ۱۶ گنگ محمد الیاس ۱۷
گنگ یار اللہ ۱۸ گنگ سردار الدین ۱۹ گنگ محمد محسن ۲۰ گنگ غفلت ۲۱ گنگ سلیمان۔

ملک تذکرہ اولیائے شیعہ صفحہ ۸۹ تا ۹۰ و تذکرہ صوفیاء صفحہ ۱۲۳

ملک تاریخ ہند گیارہویں صدی ص ۲۱۱

مزار حضرت سید ابراہیم ملک بیا کے مشرقی دروازہ کے کتبہ پر

درج ذیل چھ اشعار کندہ ہیں

ایں مقطعہ سیار ملک بقیہ دولت است

کنہ سہم تیغ او سپر افگندہ آفتاب

بت راہی شکست چو ہمنام خورشید تا

در عالم بقاش بود بت شکن خطاب

صفدار صف شکن چو صف آراستہ بہر ب

رستم بہر بت قمار و بہمن شد بت داب

خورشید اگرچہ لشکر سیارہ اشکست

استوز کوہ ساخت سراپردہ حجاب

تا بیخ آفتاب کہ یکشنبہ از جہاں

چوں لعل رقت در دل سنگ از برے خواں

بود از مہ معظم ذی الحجہ سینہ زدہ

از سال بود ہفت صد و پنجاہ سہ و چہا

(تاریخ ملک از عبد الحکیم خواجہ پوری)

بشکر یہ ملک بدر الحسن بدر مدیر اعلیٰ مجلہ الملک سنہ ۱۳۹۹ھ زندہ کراچی

ملک بیا کے مقبرہ کے خنوبی دروازے کے سیاہ پتھر پر کندہ چھ اشعار

میں گنبد کمر ہست اندر کے معنی بقدر از گنبد انکار پر تو
نفس است شیر و سگ کو پہنچیش نشتے شیر اندر بلی شیر
دار ملک ابراہیم الہیکر کرتیخ از پیر حق یزد چر حیدر
چنی لشکر کے کشد کتے نہ خیز و دم اعدا ہفت کشور
کنن چلہ بدست امانہ یارب خداو لطف خود بکشا بود
ہر ملک و ملت و کافر و رحمت کنی دیار خاکش را مطلقہ

مشرقی دروازہ کے سامنے کے دروازے کے کتبہ پر کندہ چھ اشعار

بہد دولت شاہ جہاںگیر کہ یاں در بہار ملک نوروز
شہنشاہ جہاں فیروز سلطان کہ بر شاہان گیتی گشت فیروز
ملک میرت ملک بید ابراہیم کہ بدور وی چرا ابراہیم گیتی ترو
نماہ ذی العز یکشنبہ از دہر بہست چل سیزدہ از بہر دیک روز
ہر عورت ہفت عدد و نیم ستر کاغذ شافرش ملک در جنت الی روز
خداوند از فضل خویش برویے کنی آساں حساب آخری روز

قاضی ملک محب اللہ بہاری

قاضی محب اللہ بہاری مولوی کڑا بہار شریف کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے والد کا نام ملک بہار تھا۔ ابتدائی تعلیم ملائکہ طب الدین شمس آبادی اسٹری سے حاصل کی۔ تقسیم سے فارغ ہوئے تو اورنگزیب، فاکگیر نے شامی ملازمت میں لے لیا۔ وہ بکھر اور حیدرآباد میں قاضی مقرر ہوئے۔ کچھ عرصہ شہزادہ رفیع القدر بن شہزادہ مظہر کے آقا بھی رہے۔ شاہ عالم کے عہد میں ۱۲۲۲ھ/۱۸۰۷ء میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عطا ہوا اور فاضل خاں کا خطاب ملا۔

۱۱۱۹ھ/۱۷۰۶ء میں انتقال ہوا۔ وہ ملا جلا ندی بہار شریف میں مدفون ہوئے۔

علمی مقام ملک محب اللہ بہاری کو بے مثال شہرت نصیب ہوئی۔ مولوی رحمان علی ان کی ذہانت، لطافت اور جلالِ علمی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

”بمیرے پردہ از عمارِ علوم و جہوں سے پردہ بین النجوم“

ان کی کتابوں میں ایرانی فضلاء میر تقی میر، داماد اور صدر الدین شیرازی کے زیر اثر اولیٰ و ثانیوں کا ہے۔ تصنیفات ۱) ”مکمل العلوم“ یہ منطق کی اوق اور مشکل ترین کتاب ہے جسے عالمگیر مکتبہ سے حاصل ہوئی۔ یہ ایک مختصر اور جامع کتاب ہے جو آج تمام مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہے اس کے بارے میں ملک محب اللہ بہاری نے ویساچر میں خود لکھا ہے۔

”میری خواہش ہے کہ ”مکمل“ دہی کن لوں میں اس طرح چمکے جیسے ستاروں میں چاند“ اس پر بہت سی شریحیں لکھی گئیں مثلاً
(۱) شرح قاضی مبارک (۲) شرح محمد شفیع علی (۳) شرح ملا احمد عبدالحق قرطبی علی (۴) شرح جلالین (۵) شرح ملا صاغر۔

(۲) ”مسلم الثبوت“ (فقہ) یہ اصول فقہ کی معروف دہی کتاب ہے جو ۱۱۰۹ھ میں لکھی گئی۔

(۳) ”البحر الغرور“ (۴) ”مثال الطحاوی“ (۵) ”مناظرۃ الزیاد“

(تذکرہ مصنفین مدرس نظامی ص ۲۲، تاریخ بارہ گان ص ۲۱، ۲۱۲-۲۱۳)

خواجہ نصیر الدین چسپراغ دہلویؒ

آپ کا اسم گرامی محمد رضا اور نصیر الدین محمد گنج اور چسپراغ دہلی العالیہ تھے۔ آپ کے جد بزرگوار شیخ عبد اللطیف بزدی خراسانی سے لاہور آئے۔ آپ کے والد شیخ محمد یحییٰ لاہور میں پیدا ہوئے تھے مگر جیسے بزرگوار ذوقِ مقلد ہوئے۔ خواجہ نصیر الدین محمد چسپراغ دہلیؒ کی ولادت اودھ ہی میں ہوئی تھی جسے احمد صلیا بارہ بچی کہتے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ اودھی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ ساداتِ حسنی تھے۔ آپ نے بزدی قاضی محی الدین کاشانی سے پریمی تھی اور مولانا عبد الکریم شیروانی سے ہارس پڑھا تھا۔ آپ نے ۴۴ سال کی عمر میں محبوب الہی سے بیعت کی۔ والدہ کی وفات کے بعد دہلی آ گئے۔ محبوب الہی کے رحال کے بعد ان کے غیظہ ہوئے۔ شیخ کٹر سے آپ کو چراغ دہلی کا لقب ملا۔ ان پر مولانا تراب نے قاتلہ ملکہ کیا تین سال تک زندہ رہے پھر ۱۸ رمضان شب جمعہ ۵۵۰ھ میں واصل بحق ہوئے۔ آپ تمام عمر عرج رہے۔

مکتوفات | (۱) شیر الہاس (۲) مشائخ العاشقین مرتبہ مولانا محبوب الدہلوی۔

خلفاء | (۱) سید محمد بن جعفرؒ (۲) سید محمد گیسو درازؒ

(۳) خواجہ کمال الدینؒ (۴) احمد آبادیؒ (۵) شیخ دانیاں دہلویؒ

(۶) شیخ صدر الدینؒ (۷) مولانا غلامیؒ (۸) کالپیؒ

(۹) شیخ احمد حقانیسیؒ (۱۰) شیخ محمد شریک کستوریؒ (۱۱) دہلویؒ

(۱۲) شیخ قوام الدینؒ (کنہی)

حاجی سید عبداللہ سیاح پھلواروی خیر آبادی

(مشہور نسب علیہ السلام)

سید حاجی عبداللہ سیاح پھلواروی خیر آبادی قادریہ قیسیہ سلاسل کے سترہویں شخص تھے۔ حضرت مخدوم بدیع عالم شہباز پوریؒ کے مرشد تھے۔ موضع شہباز پور پھلواروی شریف کے متصل واقع ہے۔ حاجی سید عبداللہ سیاح تھے وہ مشہور نلقار مولانا مسرت اللہ مسرت خیر آبادی اور حضرت پیر محمد گھنوی کے ذریعہ آپ کا نیکان بنادی ہوا۔ آپ کا اسم گرامی سید محمد ہے اور حاجی عبداللہ سیاح آپ کا لقب ہے۔ وطن پھلواروی شریف تھا سگر ساری عمر سیر و سفر میں گزار دی اس لیے سیاح لقب پڑ گیا۔ سلسلہ نسب میدنا عبداللہ بدیع عالمی تک پہنچتا ہے۔ آخر میں اپنے مرید قاسم حاجی مسرت اللہ کے یہاں خیر آبادی میں قیام فرمایا۔ آپ کی ولادت باسعادت مخدوم شادینا لکھنویؒ کے حدر میں ہوئی۔ ۱۱۵۵ھ میں وفات پا گئے۔ آپ کی عمر شریف دو سو کچیس سال ہوئی۔ بیٹوں نے عمر تین سو سال بتائی ہے۔ "نفحات عینہ" میں سن ولادت ۱۱۸۲ھ تحریر ہے۔ ۱۱۵۵ھ میں وفات متوفی علیہ ہے۔ سلاسل طریقت میں مخدوم بدیع عالم شہباز پوری سے بیعت تھے۔ آپ بلند اخلاق و کردار کے مالک تھے اور تصرف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ تمام اہل عصر میں فائق تھے۔ آپ نے ساری عمر عبادت و ریاضت میں گزار دی۔ ستا ہزار زندگی پسند فرمائی اور نہ کسب و کسب کی طرف توجہ دی۔ زندگی بھر متروک رہے آپ شیخ دامغانی کے بھی مرید تھے۔

تبرکات : اکڑی کے سوداؤں کی تسبیح (۲۱ روئے وار ٹوپ۔

۲۱) بیت کو غسل دینے کا تحفہ جو ایک ہی وقت کا لیے جڑ ٹکڑا ہے۔

سید حاجی عبداللہ سیاح نے خیر آباد اگر حاجی مسرت اللہ کو فرزند ہی میں لے لیا۔ جب حاجی مسرت اللہ معتقات و منقرات میں ماہر ہو گئے تو بیت فرما کر پٹنہ واپس آ گئے۔ وہاں خیر آباد شریف لے گئے اور وہیں آئندہ خاک ہوئے۔ آپ کے خلفا کی کثیر تعداد وہی میں ذی علم تھے۔ لیکن خلافت مولانا مسرت اللہ ہی کو عطا کی۔ ۲۶ جمادی اول ۱۱۵۵ھ میں انہیں ملک عدم ہوئے۔

مخدوم سید شاہ درویش اشرفی بیتھو شریف گیا بہار

(شجرہ نسب ص ۸۴)

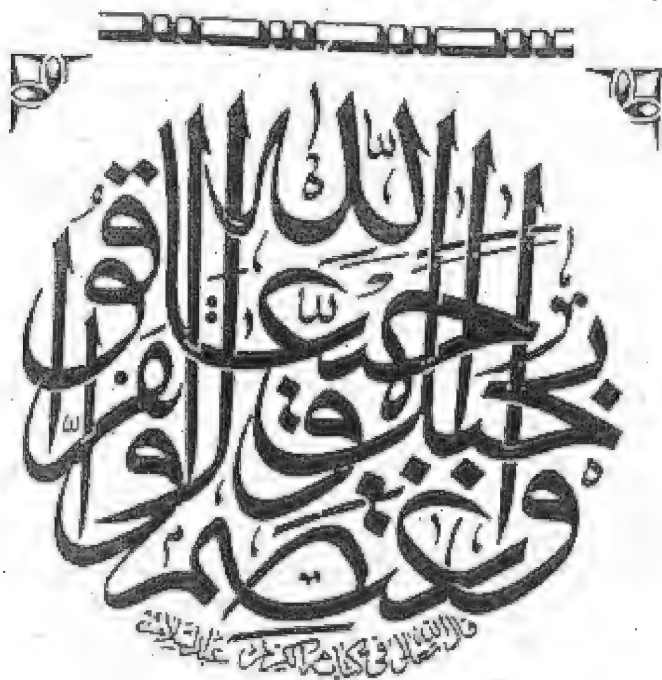
صوبہ بہار کے گیارہویں میں شہر سے تقریباً تیس میل شمال ماحل چنگو ندی پر بیتھو شریف کہ
مخدوم سید شاہ درویش نے۔ ۵۰ سال قبل اپنی زوجات کا مرکز بنایا جو زمین نگہوں اور کھلوں کا
مسکن تھی۔ اس عزم میں پر ہماراں بہت سے غلاما روئ اور عادت کاس کا ظہور ہوا۔

آپ کے والد مخدوم سید شاہ مبارک علیہ کچھ شریف میں سکونت پذیر تھے۔ یہ روایت
کے لیے بہار آئے اور منہ شیخ پورہ پتھوہ میں قیام فرمایا۔ آپ کی شادی بی بی خاص بنت شاہ
برہان اللہ قصبہ جھڑپور سے ہوئی جن کے مخدوم شاہ درویش تولد ہوئے جو بعد ازاں آپ کے
خلیفہ اور جانشین ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو جنوب کی جانب جانے کا حکم دیا۔ آپ
نے حکم کی تعمیل کی اور بیتھو شریف آکر رہ گئے۔ یہ دیوانہ اور کورہ جگہ تھی آپ نے مغرب کی
جانب حضرت بابریہ شہید کے مزار کے قریب میں قیام فرمایا۔ چند دنوں کے بعد آپ کی اعلیٰ محرم پر
گئی۔ مزاروں انسان آپ کی سمیت اور تعلیم سے فیض یاب ہوئے لگے۔ کتنے راجہ، مہاراجا جو ملے آپ
کی قدیموں کا شرف حاصل کیا۔ زمانہ قدیم سے یہاں کوٹھ اور سیر تار قوم آ رہی اس سے قبل یہ مقام
شکھ قوم کا مسکن تھا۔ یہاں پر مخدوم درویش نے فتح حاصل کی۔ آپ نے یہاں ایک پڑشہار مسیحہ کی
بنیاد رکھی اور موجودہ قیام گاہ تعمیر کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ سکونت اختیار کر لی۔
آپ کے دست مبارک پر لاکھوں بندگانی خدا نے بیعت حاصل کی۔ آپ کے دست مبارک
پر روضہ ابراہیم پور ٹوٹا بہار کے ناظم نے بھی بیعت کی جن کی کوشش شہر سے خاندانہ کے صراف
کے بے بادشاہ وقت کی طرف سے بیتھو شریف کی جاگیر آپ کو عطا کی گئی۔

مخدوم درویش کی شادی بی بی جان ملک بنت شاہ سلطان علی رشاہا ساکن
نیر شریف ملتان پٹنہ سے ہوئی جن کے بطن سے تین فرزند اور تین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

سہ نقش و نشان از میر قمر شہیدی ص ۵۰

منہدم شاہ وہ پیش از آخر عمر تک یا و الہی میں مصروف رہے۔ اس کا کار و ارشاد ۹۰۶ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کا مزار بیتہ شریف میں چنگیزی کے کنارے مرجع خلافت ہے۔ آپ کے مرقہ پر آپ کے سجادگان نے ایک پر شکوہ و رقت تعمیر کرایا ہے جو عظمت و رفعت کا مرقع ہے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے فرزند اکبر منہدم شاہ محمد اشرف آپ کے خلیفہ اور جانشین بن گئے۔



اولاد مخدوم سید شاه درویش بیوقوف شریف (گیاهدار)

سید شاه محمد اشرف	(سجاده)	اولاد سید ابراهیم ملک بیا
سید شاه علی اشرف	(سجاده)	ملک دانه
سید شاه محمد اسماعیل	(سجاده)	علاء الملک
سید شاه حافظ اشرف	(سجاده)	خطاب الملک
سید شاه عبدالهاشم	(سجاده)	حکمت گدن
سید شاه غلام مبارک	(سجاده)	الله وار سید باگه
سید شاه غلام مصطفی	(سجاده)	محمد اسماعیل
سید شاه غلام رسول	(سجاده)	پیرالدین
سید شاه نواز شمس رسول	(سجاده)	ملک تانار
سید شاه محمد راز اشرف	(سجاده)	احمد الله
سید شاه ابوالساقی اشرف	(سجاده)	ملک سدا
سید شاه زکریا حسین اشرف	(سجاده)	ملک مسعود
سید شاه شاد حسین اشرف	(سجاده)	غلام شمس
		غلام شمس
		ملک نجف
		جمال الدین
		لطیف الله
		ناصر علی

(نقش درویش از شیر قریب بقریه ۱۳۱۱ هـ ۱۳۱۲ هـ)
 ملک محمد قسیم زنده روی ریواس

سید موسیٰ پاک شہید ملتان

ملتان میں سادات حسنی قادری کی بنیاد ۹۸۵ھ میں مخدوم سید موسیٰ پاک گیلانی نے رکھی جو بڑے پاک، بکلی اولاد میں سے تھے۔ آپ کے موروثی اہل خانہ ہمیشہ غوث بندگی ملب سے راستہ ایران، خراسان، ہند وادہ ہوئے اور اوج شریف میں متوطن ہوئے۔ آپ کی ولایت کاشغر میں کر سکند رادھی (توفی ۱۲۲ھ) آپ کا معتقد ہو گیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سید عبدالقادر ثانی سہارون نشیں ہوئے۔ آپ نے تمام چانداریں اور جاگیر بادشاہ کو واپس کر دیں اور حاکمانہ فرائض ادا کئے گئے۔ آپ کی وفات ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے مخدوم سید عبدالرزاق نے سہارون اکیالی۔ یہودی بزرگ تھے جن کے دستِ حق پرست پر ملتان میں قائم اعظم مخدوم علی جناح کا قاعداں مشرف بہ اسلام ہوا تھا جو ملتان کے قدیم رہائے راجست تھا اور بعد میں ہجرات نقل مکانی کی۔ سید عبدالرزاق کی وفات کے بعد ان کے فرزند مخدوم سید حامد، سید جلال بخش سہارون نشیں ہوئے۔ جو سید موسیٰ پاک شہید کے والد ماجد تھے۔ سید موسیٰ ۹۵۲ھ میں اوج شریف میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی آپ نے علوم حدیث، فقہ، صرف و نحو میں دستگاہ حاصل کی اور غرض شریعی کا شوق بھی پیدا کیا۔ ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل کے بعد والد صاحب نے آپ کو فرزند سہارون، تیسب اور انگریزی سرمت قرمانی اور بیعت کی عام اجازت دے دی۔ آپ کچھ عرصہ تک دکن فتح پور سیکری اور آگرہ میں روکر وہی تشریف لائے جہاں ۹۸۵ھ میں اپنے والد کی ایما پر حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر ملتان لوٹ آئے جہاں آپ نے مستقل قیام کیا۔ مریدین کا سلسلہ بنی و بخارا، توران، ایران، افغانستان اور ہندوستان تک پہنچا۔ آپ کا ارشاد گزرا تھا کہ دو چیزیں پر حصولِ علم لازم ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ حضرت موسیٰ پاک شہید کے چاند فرزند تھے۔ (۱) سید حامد بخش (۲) سید جان محمد (۳) سید موسیٰ (۴) سید بکلی۔

سید شاہ قمیص

شجرہ نسب ۸۳

سید تاج الدین محمد سب سے پہلے بغداد سے ہندوستان ہوتے۔ آپ کو رشید الدین اور تہذیب کے بے گناہ بھی کیا۔ اس وقت سید حسین شاہ بنگال کا سکھراں تھا۔ بادشاہ نے حدیث کا اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے اپنے فرزند سید ابوالحیات کو لہندہ سے بلوا کر بادشاہ کو دختر سے نکاح کر دیا جن سے سید شاہ قمیص تولد ہوئے۔ شاہ قمیص کی شادی اپنے بھائی سید نعیم شاہ کی دختر سے ہوئی۔ آپ حج سے واپسی پر موضع سادھوہ مشرقی پنجاب پہنچے جہاں سید نصر اللہ واسطی کی دختر سے دوسرا نکاح کیا اور سادھوہ میں قیام پذیر ہوئے جہاں شیخ عبدالعزیز عرف شیخ بہلول آپ کے مرید ہوئے۔ سادھوہ سے بنگالی تشریف لے گئے جہاں ان کا انتقال ہو گیا۔ تفریق سادھوہ میں ہوئی میت بہار شریف میں محلہ گڑھ میں عاضی محلہ پر غیر مکے شہر کی گئی تھی جہاں آج بھی قبر بنی ہوئی ہے۔ تاریخ وفات ۹۹۶ھ ہے۔ سید شاہ قمیص کی بی بی عائشہ بنت سید نصر اللہ واسطی سے تین فرزند تولد ہوئے ۱۱۵۰ھ سید شاہ محمد قمیص (۲) شاہ احمد قمیص (۳) سید شاہ ابوالکلام۔ آپ کے خلفاء ابی محمد بدر عالم شہباز پوری اور شیخ عبدالرزاق بہلول بہت مشہور ہیں۔

آپ کے فرزند اکبر سید شاہ محمد قمیص کی ذریت گر لڑا شریف پٹنہ اور سید پرہیز علی شاہ انہیں کی اولاد میں ہیں۔ سید شاہ احمد قمیص عرف احمد ماجی کی اولاد منیر شریف پٹنہ بہار میں بسلی۔ سید شاہ احمد اللہ عرف شاہ میری انہیں کی اولاد ہیں۔ سید شاہ ابوالکلام کے پوتے شاہ محمد فاضل خیر آباد سادھوہ میں ہیں ان کے فرزند شاہ مجاہد اللہ ہیں جن کا سلسلہ چند واسطوں سے محمد بن قطب بنی اسدال جزیری تک پہنچتا ہے۔

پیلواری شریف پٹنہ بہار کے مشہد سنی بزرگ حضرت خواجہ عبدالدین پیلواری سید شاہ قمیص رحمۃ اللہ علیہ کے مشہد مظاہر میں شمار کئے جاتے ہیں۔

سید فضل اللہ گوسائیں قادری بہار

(مشہور نسب رحمہ اللہ)
سید فضل اللہ گوسائیں ۸۵ سالہ بارہا صلی علیہم اہل بیت راق ہے۔ سید فضل اللہ گوسائیں

کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید احمد عرف سید بڑے۔ وہ بہار سے نقل مکان کر کے کوڑہ چلے گئے اور ان کی اولاد

بھی اسی مقام پر آباد ہیں۔

(۲) سید نصیر الدین محمود بہار شریف پٹنہ میں آباد ہوئے اور اپنے والد گرامی کے مستند

نشیں اور سجادہ ہوئے۔ ان کے بیٹے سید نصیر الدین تھے جنہوں نے دو شاہدیاں کیں۔ محل اولیٰ سے

تین فرزند تولد ہوئے اور ایک دختر پیدا ہوئی۔ فرزندوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) سید تقی الدین سجادہ نشین

(۲) سید صفی الدین

(۳) سید ذکریٰ الدین

سید تقی الدین سجادہ نشین موضع شیخوپورہ ضلع مونگیر بہار میں آباد ہوئے۔ ان کے ایک فرزند

میر مظفر حسین تولد ہوئے۔ جن کے بیٹے میر امین علی ہیں جن سے میر سعادت علی نواسہ سید شاہ احمد علی

بہاری تولد ہوئے۔

سید صفی الدین کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید ذکریٰ الدین (۲) سید صابر علی

سید ذکریٰ الدین کے بھی دو فرزند تھے :-

(۱) سید تاج الدین

(۲) سید منہاج الدین

۱۰۹ تاریخ حسن صفحہ

سید علم اللہ قطبی حسنی و سید احمد شہیدؒ بالاکوٹ رائے بریلی نصیر آباد یو۔ پی

سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی مدنی ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ میں نصیر آباد یو۔ پی میں تولد ہوئے۔ آپ کی کم سنی ہی میں آپ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے ماموں سید ابو محمد نے آپ کی پرورش اپنے ذمہ لے لی۔ سید ابو محمد اساتذہ شاہجہان میں سے تھے۔ سید شاہ علم اللہ نے تدریس اپنے چچا زاد بھائی مولانا خواجہ احمد سے حاصل کی۔ درساں تکب، شکر گاہ میں محنت و مشقت کی بہادریاں سید شاہ آدم ہندی نقشبندی سے حدیث ہو کر کائنات حاصل کیجئے اور خلافت و نیابت سے سرفراز کئے گئے۔ سید آدم ہندی نے اپنا عمار اور حضرت مجدد الف ثانی کی دستار محنت کی اور وطن رخصت کیا۔ سید شاہ علم اللہ قطبی حسنی اپنے اہل و عیال کو ساتھ لے کر حجاز کے سفر کی نیت سے نصیر آباد سے نکل کر رائے بریلی پہنچے تو ایک بزرگ شاہ عبد الشکور مجددیہ کے اہل راہ مل گئے بریلی میں قیام فرمایا۔

۱۳۹۶ھ میں عہد عالمگیری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

سید شاہ علم اللہ کے ۵ فرزند تھے۔

۱) سید آیت اللہ (۲) سید محمد مہدی (۳) سید ابو حنیفہ (۴) سید حسنی (۵) سید محمد فاضل۔

سید علم اللہ کے چوتھے سید محمد لدین سید محمد ہدی کے چوتھے سید احمد شہید بالاکوٹ تھے۔

سید شاہ علم اللہ کے فرزند سید محمد فاضل کی گیارہویں پشت میں مولانا سید ابو الحسن ہندی تولد ہوئے۔

مولانا سید محمد علی منوگیریؒ

شجرہ نسب ص ۸۲

دردست نہ تیر است نہ در دست کمان است
ہی سادگی کو دست کہ عمل و دجہان است
دست سہ از پیش بعل تو حکایت
در یکوہ از مستی چشم تو نشان است

مولانا کا سلسلہ نسب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ پہنچتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں شاہ بہار الحق مخدوم حبیب لدائی و سید محمدی بھیری کے اکابر اولیاء میں ہیں جن کے نام صرف زند شاہ ایکڑ چرمپور شملان سے منتقل ہو کر مظفر نگر آئے اور موضع کتولی میں قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے اور شاہ فرمایا تھا کہ سیری نسل ولایت سے خالی نہیں رہے گا۔ آپ کا سلسلہ کتولی مظفر نگر میں موضع خدائش ہے۔ اسی خانوادے میں شاہ کمال ہشتنگ تھے جن کے دو فرزند تھے (۱) شاہ سالو (۲) شاہ عنایت اسی خانوادے میں ایک بزرگ شاہ علی بھی تھے۔ فرخ سیرا شاہ ان کے کلمات سے متاثر ہو کر ۲۲ بیگمہ ورامنی جاگیر میں حطاک تھے۔ جسے بھی الدین نگر دھرم الدین پور کہتے ہیں۔ اس خاندان کی دوسری شاخ میں شاہ غلام مصطفیٰ آگے سے ہیں جو شاہ محمد نعیم بن شاہ محمد عاشق کے پوتے ہیں یہ لوگ وہاں سے کاچہرہ منتقل ہوئے۔ مولانا محمد علی منوگیری کے جد امجد سید شاہ غوث علی کی ولایت کی تصدیق مولانا افضل الرحمن گنج مراد آبادی نے فرمائی ہے۔ سو سال قبل سید شاہ غوث علی مظفر نگر سے کانپور منتقل ہوئے اور شاہ غلام مصطفیٰ کے جانشین ہوئے۔ مولانا محمد علی منوگیری کے اولیٰں اجداد انہوں میں تھے وہاں سے ملتان آئے ملتان سے مظفر نگر آئے پھر یوپی اور بہار کو سفر لڑا کیا۔ مولانا محمد علی منوگیری کی ولادت ۳ شعبان ۱۲۷۳ مطابق ۲۸ جولائی ۱۸۵۶ء کو کانپور میں ہوئی۔ مولانا نے اپنے چچا سے قرآن پڑھا اور تاحی عبدالواحد بگراہی سے پڑھی۔ درمیان کی تکمیل مولانا لطف اللہ شاہ گرجی اور مفتی عنایت اللہ گکوہی سے کی۔ جب عمر ۲۲ سال ہوئی تو بھی الدین پور میں آپ کا نکاح

ہر گلا۔ حافظ محمد صاحب سے اسم فات کی تعلیم حاصل کی پھر مولانا شاہ کرامت تادوی کا دامن پکڑا جو
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اور مولانا اسٹیل شہید کے ساتھ کھیلے تھے وہ کاپی میں
مدون ہیں۔ آخر میں مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی روحانی تربیت سے مرتبہ کمال تک پہنچا دیا
مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے صلاح ستہ مولانا ماس ملک اور حبیب حسین کی اجازت حاصل کی
اور فرقہ و خانہ نشین پایا۔ ایک دفعہ مولانا آلی احمد محدث پھلواروی (مدون) سیر منبرہ متوفی ۱۲۹۶ھ
کا پیر شریف لائے اور دواؤں تک مولانا محمد علی مرغیاری کے مہمان مسجد اور مولانا محمد علی کو حدیث کی مشق
عساکر دہلی سے کہ مولانا آلی احمد محدث پھلواروی نے شیخ ماہر بندہ سے حدیث کا درس لیا تھا۔
۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۹۶ء میں مدہ سرفیض غام کا پیر کا جلسہ دستار بندی کے موقع پر
علمدار کی ایک مجلس شادیت قائم ہوئی جس میں ملک بھر کے جید علماء اکابر علماء شریک مجلس ہوئے
جس کے نتیجہ میں اسلامیہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کا قیام عمل میں آیا اور مولانا سید محمد علی مرغیاری
اس کے پہلے ہتھم مقرر ہوئے۔ چند جید علماء کرام کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

۱) مولانا محمود حسن دیر بندہ (۲۲) مولانا اشرف علی تھانوی (۳۳) مولانا شاہ محمد حسین الازہادی
۲) مولانا سید محمد علی مرغیاری (۵۵) مولانا لطف اللہ علیگر (۶۵) مولانا شاہ عبدالامیر تھانوی (۷۷) مولانا
نور محمد بٹانی (۸۸) مولانا احمد حسن کانپوری (۹۵) مولانا شاہ سلیمان پھلواروی (۱۰۰) مولانا شاہ تھمل
حسین دیستری۔

۱۳۱۶ھ میں مولانا حاجی بیت اللہ کے لیے دوا نہ ہوئے۔ حج کے بعد ۱۳۱۶ھ میں واپس
مرگیز گئے۔ ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء میں مولانا ندوۃ کی نظامت سے بکدوش ہو گئے اور شہداء
میں مصروف ہو گئے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے دوسرے حج کے موقع پر چاندل سلاسل کی
اجازت دی تھی۔

مولانا سید محمد علی مرغیاری دوسرے حج کے پیغمبر اصرار پر ادھاس کر اس شعر سے تیار
ہو کر مرغیاری میں قیام پذیر ہونا منظور فرمایا جو مرغیاری سے خط میں لکھ کر بھیج دیا گیا تھا

ہمد وہاگر فترات ہمد جاہا خریدارت

ہمد مشتاق دیدارت کہ مددے طرہ فرما

لے قیمت الفخر جلد ۵ ص ۶

کمالاتِ زمانی کے معنی کے مطابق مولانا سید محمد علی موگیری کے مریدوں کی تعداد ۲۵ لاکھ تھی۔ آپ کا انتقال ۹ ربیع الاول ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۶ء میں ہوا۔ آپ کا مزار محلہ دلاور پور/مغویں پور فہر رگڑ میں موجود تھا۔

معاصر اکابرین | خواجہ محمد سلیمان ترنسوی (متوفی ۱۸۱۳ء) مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی (متوفی ۱۸۹۵ء) حاجی امداد اللہ مہاجر کی (متوفی ۱۳۱۶ھ) اور مولانا رشید محمد گکڑی (متوفی ۱۳۲۳ھ)۔

معاصر روئے بے بہار | خان بہادر مولوی سید عبداللہ، خان بہادر مولوی سید امیر الدین۔
تعیینات در ردّ قادیانیت | فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، چیلنجِ محمدیہ، مبارکِ صداقت، مبارکِ الہی، آئینہ کمالاتِ زمانہ، نامہ حقائق وغیرہ مولانا کی کل تعینات ہیں۔

اولاد | مولانا نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد محی الدین پور میں میرا مان ملی کی دختر سے ہوا جن کے بطن سے دو دختر اور تین فرزند متولد ہوئے۔ سید محمد علی، سید محبوب علی اور سید مصوم علی دختر کے نام رکھ سکے اور ان کا شرم ہیں۔ آخری دو بیٹے کم سن میں فوت ہوئے۔ مولانا سید محمد علی عالم، عابد و زاہد تھے ۱۳۶۵ھ میں فوت ہوئے۔ ان کے فرزند مولانا فضل اللہ مجید آبادی عثمانیہ یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے صدر تھے۔ ان کی تعینات عربی زبان میں مصر میں طبع ہوئی۔ دوسرا نکاح مولانا نے کانپور میں ایک بیوہ سے کیا جو لا دلا انتقال کر گئیں۔ تیسرا نکاح سیکری و مظفرنگ، میں ہوا جن سے ایک دختر اور ۵ فرزند متولد ہوئے۔ جن میں اللہ کم سن میں فوت ہوئے۔ مولانا لطیف اللہ سجادہ نشین ہوئے۔ طبع اللہ کم سن میں فوت ہوئے۔ مولانا نور اللہ اور مولانا حسرت اللہ رحمانی۔ مولانا لطیف اللہ کا انتقال ۱۳۶۶ھ میں ہوا۔ سب سے چھوٹے بیٹے مولانا حسرت اللہ رحمانی نے چار سال تک تدوین تعلیم حاصل کی۔ مولانا محمد عارف ہر سنگھری سے استفادہ کیا اور علی طور پر ریاست میں بھی حصہ لیا اور امیری کی صورتیں سمجھیں۔ مولانا محمد علی موگیری کی پوتی بی بی عائشہ کانکراج مولانا سید محمد علی سید محمد فاضل کے زوجہ بنت محمد موگیری ہیں، ہوا جو اولاد کے رشتہ میں بھائی ہیں۔

مولانا محمد علی کے خلفاء

مکہ منظر :- شیخ محمد جعفر مطلق، شیخ البریک حماد
مبارہ :- حاجی ابوالہیام ان کے دست پر سات موغیر مسلم شرف بر اسلام ہوئے۔ ان
کے فرزند کا نام حاجی محمد ہے۔

مولانا خانقاہ شاہ رحمت اللہ مظفر پوری، مولانا شاہ حبیب اللہ مولانا خانقاہ علی الحبیب
مظفر پوری، مولانا عبدالرشید، رانی ساگر آراء، مولانا محمد علی حسن موثق پٹنہ، انجیل سرگیر۔

مولانا محمد عارف ہر سنگ گیری (دستی پر جوگی)

مولانا موغیر کے خلفاء میں سب سے ممتاز تھے۔ مولانا گنج مراد آبادی سے بیعت تھے
لیکن روحانی تربیت مولانا موغیر سے پائی اور فرقہ خلافت بھی پایا۔ ۳۰ سال تک شب و روز
مولانا موغیر کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ تدبیریں قدرت بھی انہماک میں مدد سے روحانیہ
سرپرست انہیں کی یادگار ہے۔ بہت سادہ اور متواضع انسان تھے۔ یہاں ان کی کاوشوں سے تعزیر داری
ختم ہوئی۔ ان کی کوششوں سے تربت میں نکاح بیوگان رائج ہوا۔ امر العرف و نہی منکر پر سختی
سے عمل کیا۔ مولانا عارف ۹ صفر ۱۳۶۳ھ بروز جمعہ واصل بحق ہوئے۔ مولانا عبدالرحمن ان کے
فرزند تھے۔

مولانا عبدالرحیم گوگری موغیر | یہاں گھوڑ اور موغیر کے علاقہ میں تہذیب و ایمانیت کی تحریک میں بڑھ چڑھے
کھڑے لیا۔

مولانا شاہ رحمت اللہ مظفر پوری | مولانا کے والد کا اسم غازی مولانا احمد اللہ خان برید احمد شہید اور
مولانا اسلمیل شہید کے خلیفہ تھے۔ درجہ نگاہ میں ان کے بہت سے مریدین تھے۔

مولانا محمد علی حسن پٹنہ یا موغیر | کمالات محمدیہ کے مصنف تھے جو مولانا محمد علی موغیر کی میرت ہے
اور ۲۰ صفات پر مشتمل ہے۔ یہ سب سے بڑا مافخر ہے۔ مدرسہ امدادیہ درجہ نگاہ میں غازی کے استاد ہے۔

سید احمد دہلوی باروی نوگیزی

معتمد فرنگیہ آصفیہ و سید عبداللہ بخاری

امام جامع مسجد قرنی

سید احمد دہلوی باروی کے مرتبہ اعلیٰ امامی سید شاہ
سیماں بیٹس باروی گزنی ملک قلعہ نوگیزی سید کے حنفی حیدری
سید تھے اور شیخ عبداللہ حیدری کی اولاد میں سے تھے ان
کے بزرگوں میں کثرت سے علماء گزرے ہیں جن کا متن
سادات بنیارسے تھا سید شاہ سیماں کی آٹھویں پشت
میں سید احمد دہلوی قتل ہوئے۔ ان کے والد محترم سید
عبدالرحمن باروی دہلوی تھے جن میں اپنی جائداد سے دشمن
ہوئے۔ وطن چھوڑا اور عازم دہلی ہوئے۔ دہلی میں
عرب مراٹے کے سادات بخاری کے خاندان میں
شادی کی جو امام جعفر صادقؑ کی اولاد میں تھے اور
مستحق دہلی کے ہوئے۔ سید احمد شہید بالاکوٹ اور
اسیلیں شہید دہلی کے ساتھ مصوات و شیر خوار
جنگ اسیلیں مصوات میں شرکت کی۔ دہلی بزرگوں
کی شہادت کے بعد ٹوٹک ہوئے دہلی واپس
آئے۔ سید احمد دہلوی بلاق سیک کے کوچے اور دہ بازار
میں ۸ جنوری ۱۸۴۶ء کو قتل ہوئے۔ بعد ازاں ان
کے والد نے صاحبزادے کے بارش واقع فیض بازار
میں ۱۸۴۶ء میں ذاتی مکان خرید کر لودہاں افدیکہ

لے فرنگیہ آصفیہ جلالہ آباد سید احمد دہلوی باروی کے

نسب دہلی
اساتے گرامی

نسب دہلی
اساتے گرامی

پیشہ

۴۵	امام سید عبداللہ بخاری	امام سید عبداللہ بخاری
۴۴	امام سید عبداللہ بخاری	امام سید عبداللہ بخاری
۴۳	نور سید احمد بخاری	نور سید احمد بخاری
۴۲	سید احمد دہلوی باروی	سید احمد دہلوی باروی
۴۱	سید عبدالرحمن باروی	سید عبدالرحمن باروی
۴۰	سید محمد	سید محمد
۳۹	سید محمد شالم	سید محمد شالم
۳۸	سید محمد علی	سید محمد علی
۳۷	سید پٹ علی	سید پٹ علی
۳۶	سید انڈال علی	سید انڈال علی
۳۵	سید عمر علی	سید عمر علی
۳۴	سید احمد	سید احمد
۳۳	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۳۲	سید عبدالرحمن	سید عبدالرحمن
۳۱	سید محمد	سید محمد
۳۰	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۲۹	سید سالم	سید سالم
۲۸	سید عبداللہ	سید عبداللہ
۲۷	سید حسن	سید حسن
۲۶	سید محمد	سید محمد
۲۵	سید محمد	سید محمد

لے فرنگیہ آصفیہ جلالہ آباد سید احمد دہلوی باروی کے

کو ہمیں ان کے چہرے بھائی سید حسین پیدا ہوئے۔ اسی نام میں ان کے والد سید عبدالرحمن نے مبارک خانی میں سید اشرف علی کے خاندان کے بچوں کو پڑھانے اور تالیف پر مقرر ہوئے تھے۔ وہ مبارک بخش کی خاتواہ ہیں پیش امام بھی مقرر کئے گئے تھے۔ سید احمد دہلوی کے ذہنی بزرگ عرب مدرسے دہلی کے رہنے والے تھے جن میں نواب حاجد گم زہر بادشاہ بھاریں نے ۹۹۶ھ مطابق ۱۵۸۷ء میں حضرت دین، سے ہرکار دہلی میں بسایا تھا۔ یہ عرب حضرت دین کے نجیب الطرفین سید تھے اور مشائخ کالمین کا درجہ رکھتے تھے جن کی تعداد تین سو سے کم نہ تھی۔ انہیں بادشاہ ہمایوں کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ وہ لوگ حضرت کے درج ذیل قبائل سے تعلق رکھتے تھے (۱) بالغتہ (۲) باحمین (۳) باطلہ (۴) محل ایل (۵) متاف۔ انہیں کے نام پر ہستی کا نام عرب مدرسے لکھا گیا۔

سید احمد دہلوی کے دادا بیالی بزرگوں میں بامد کے سید شیر علی مشہور بہادری گروہ سے ہیں۔ سید فیض علی ایک مرنی بزرگ تھے جنہوں نے سندھ میں بھی تبلیغ کی تھی۔ سید روشن علی مالہ دیگال میں انگریز آبادانہ کے سیادہ تھیں تھے۔ آخراد دار میں سید احمد دہلوی کے والد بزرگوار سید عبدالرحمن بادی کے حقیقی چچا مولوی سید نعمت علی موگیر شہر میں مختار کاری کے فرائض انجام دیتے تھے جن کے فرزند ارشد سید اشرف حسین صدر سے کچھ پہلے دہلی آئے اور نذر لوسی خوش لوسی اور مطلب میں بنی شامی

سیکھی پھر انیار کرام اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کو نکل کھڑے ہوئے واپس آکر وہاں کے عجیب و غریب واقعات بیان کئے۔ انہوں نے قرآن شریف اور دیگر تبرکات سید احمد دہلوی کی دختر کے ہاتھ دے دیے۔ انہوں نے ۱۰۲۰ھ میں رحلت فرمائی اس وقت سید احمد دہلوی شملہ میں ملازم تھے۔ سید احمد دہلوی کے سگے ماموں سید عبداللہ ۲۲ ذیقعدہ ۱۰۲۰ھ مطابق ۱۶۱۲ء میں رحلت فرمائی اور مقبرہ بہادری کے قریب مدفون ہوئے۔ وہ کوہستانی زبان سستوں کی عدالت میں میرٹھی تھے۔ اپنی مہمان نوازی فیض رسانی اور بڑا پوری میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ (۱) سید محمد (۲) سید عبدالغفور (۳) سید عبدالغنی (۴) سید عبدالعزیز، اس خاندان کا شجرہ نسب تبرکاً سید عبدالغفور کے پاس محفوظ تھا۔ سید محمد بھائیوں میں بڑے تھے۔ اور سید احمد دہلوی کے دادا بزرگ بہال ہوتے تھے ان کے تین فرزند تھے (۱) سید احمد (۲) سید محمود (۳) سید محمد سید احمد تین بھائیوں میں بڑے تھے اور سید احمد دہلوی بادی کے داماد تھے۔ یہ جامع سید دہلی کے امام و خطیب تھے جن

کے فرزند ارشد سید عبدالحمید کو ۲۲ فروری ۱۹۱۵ء میں جامع مسجد دہلی کی مسجد فی امامت و خطابت کا منصب عطا ہوا۔ جس سے اٹھنے اس خاترا وہ کو معاشی طور پر غور و کفیل بنادیا۔ ۵ دسمبر ۱۸۹۵ء میں سید احمد دہلوی باروی کی بیٹی زہرا سید احمد بخاری امام جامع مسجد دہلی والدہ سیدہ حمیدہ کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے تین ماہ پیشتر ۹ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو ایک پُروردہ وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے خاندان امام سید احمد سے دستخط کر کے والد کے پاس رکھی گئی تھیں مافی تھے اپنی بیٹی کی نشانی کو چھاتی سے لگایا۔ مرحوم دہلوی کا مدبر برداشت کر کے اپنے فراس کو پال پوس کر بڑا کیا کبھی انگوٹھوں سے اور جھیل نہ ہونے دیا۔ پاپ سے بھی دل سیلان کیا اور بیٹے کو شفقت کی نظر سے دیکھا۔ چھوٹی سی عمر میں قرآن حفظ کرنا شروع کیا اور قرأت سیکھی۔ پاپ نے امامت کی تابیت پیدا کرانے کے لیے عربی فارسی و ریاضیات حدیث فقہ و منطق اور تقاسیم سیر طاق بنادیا۔ شعوہ کو پہنچنے کے بعد دستار امامت سے مستخرج کیا۔ وہ ذات امامت کا کام لیتے رہے جب جواس مبالغہ کو بڑا چ کا مل پایا تو جمعہ کی نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ الرواح کی نماز بھی پڑھوائی جس میں دو درود سے ہزار سالہ نذرانہ حرکت کیا کرتے تھے پھر عید کی کامنڈل میں اس کو امام بنایا اور خود مقتدی رہے بلکہ غفلت امامت بھی اپنے سامنے فرزند کو دلایا سید احمد کا یہ فاسر تراویح میں ودا گزیر حق سے سامعین کو مسرور کرتا تھا سید احمد دہلوی باروی کو ہمیشہ نازدہا کہ میری بیٹی نے ایسا نیک بخت پیدا کر چھوڑا۔ انہیں کے فرزند موجودہ امام جامع مسجد دہلی سید عبداللہ بخاری ہیں جو ہندوستان کے مسلمانوں کے نانہ بھی ہیں اور اپنے بزرگوں کا نام روشن کر رہے ہیں۔

مولوی سید احمد دہلوی کی ادبی سرگرمیاں

مولوی صاحب اپنی مشہور معروف اردو لغت ”فرہنگ آصفیہ“ کی تصنیف کے سبب کافی شہرت کے مالک ہوئے۔ آپ کا ابتدائی تعلیم ناطل اسکول دہلی میں ہوئی تھی۔ آپ کو بچپن ہی سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ اپنی فطری طبائع کے تحت بچپن ہی میں ایک نظم ”طفلی نامہ“ اور ایک کتاب ”تقویم القصبان“ لکھ کر ۱۸۹۲ء میں ان کی ایک کتاب ”مکملہ لغت و شرح“ بھی جس پر سرکارِ بنگالہ سے العام ۱۸۹۵ء کے ”فرہنگ آصفیہ“ کی تصنیف شروع کی ۱۸۹۷ء میں ان کی دوسری کتاب ”منازل و روزہ و شائع ہوئی جس پر ۱۸۹۷ء میں اسی زمانہ میں ڈاکٹر ٹیلر انگریزوں کے مدرسہ عربیہ ہمارے ان کو انگریزی کی لغت کی تیاری کے لیے بلا بھیجا جو انہوں نے اپنا پور میں وکرسات برس میں

تیار کی اور ساتھ ساتھ اپنا کام بھی کرتے رہے۔ ۱۸۸۵ء میں بہاراجا امد کا سفر نامہ بھی مرتب کیا۔ حکومتِ بنگالہ نے خاں صاحب کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وہ پنجاب و وزیر پٹی کے فیصلہ اور متحق بھی رہے۔ ۱۹۱۱ء میں دوبارہ راجپوتی کے دوران ان کے بیان پٹیا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے سید بہار امد رکھا جن کا حال ہی میں عزیز آباد، کراچی میں انتقال ہوا ہے۔ اسی دوران ان کے شعر میں آگ لگ گئی جس سے سارا کتب خانہ راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ مولوی سید احمد دہلوی ۱۹۱۹ء میں حلت فرما گئے۔

تالیفات

- (۱) سفر نامہ بہاراجا امد (۲) دوی النساء (۳) تکمیل الکلام (۴) تحقیق الکلام (۵) قواعد اردو (۶) لغات النساء (۷) تحریر النساء (۸) علم النساء (۹) موسمِ دہلی (۱۰) فرنگِ آصفیہ (۱۱) لفظی نامہ (۱۲) تقریر الصبایان (۱۳) کنز القرائد (۱۴) دقائعِ درویش (۱۵) انگریزی لغت۔

سید احمد دہلوی کی تصنیفات پر تبصرہ

سید احمد دہلوی کی مشہور زمانہ لغت "فرنگِ آصفیہ" ۱۸۶۹ء میں شروع ہوئی اور ۲۴ سالوں کی محنت و شاقہ کے بعد ۱۸۹۲ء میں مکمل ہوئی۔ اس تصنیف پر دولتِ آصفیہ سے ۵ ہزار روپے انعام میں ملے اور ۵۰ روپے ماہوار وظیفہ مقرر ہوا۔ حکومتِ پنجاب نے بھی اس کام پر ۵۰ روپے انعام میں عطا کئے اور ایک ہزار روپے کی کتاب خریدیں۔ اس کی تالیف سے دو سو سال قبل اس سے زیادہ ضخیم مکمل اور مستند فرنگِ اردو میں موجود نہ تھی۔ ماہر لکھنے والے ۲۴ جلدوں میں ۵۵ ہزار الفاظ، محاورات، تحقیق و تشریح، سند اور حوالہ کے ساتھ درج کئے ہیں۔ یہ کتاب ایب نایاب ہے صرف پہلی اور دوسری جلد دستیاب ہے۔ مؤلف "نور اللغات" امیر اچو بیانی اور "نور الحسن" کاکڑی نے تیس سال بعد فقط "بات" اور "آئینہ" اور ان کے مستندات کی جو بہر تعلیٰ بطور نوادہ شائع کی جو سترے کے دوسرے میں آتا ہے (دیکھا ہے)۔

سید صاحب نے اپنی تصنیفات میں دو مضمومات پر زیادہ لکھا ہے۔

- (۱) غور و فکر کی تعلیم و تربیت (۲) روزِ تیرہ اور محاورہ دہلی

سید احمد دہلوی نے سب سے زیادہ دہلی کا تذکرہ لکھا جن کی بنیاد پر بعد میں علامہ راشد الزی نے اپنی تحریر کا نیا اسلوب بیان اپنا کر اردو زبان کو مالا مال کیا۔

سید احمد دہلوی کا ترجمہ کلام

قطبہ

اے ابراہیمؑ کچھ تو ادھر ہی کر بیٹھے ہیں
 کب سے دعا کے بغیر کہ امیدوار ہم
 جو کچھ سنا کسی سے وہی چھوڑا مجھ پر یا
 اپنی لغات چھوڑ چلے یا دگوار ہم

اولاد سید عبداللہ ماموں احمد دہلوی یاروی

سید محمد سید عبدالغفور سید عبدالغنی سید عبدالعزیز

سید احمد فاضل سید احمد یادی سید محمود سید حامد

امام سید عبدالحمید غازی سید سید احمد سید یوسف بنانی

امام سید عبداللہ بنوری سید سید احمد ناظم آباد

درجہ امام جامع سید علی جہانگیر مدنی کراچی

حاجی عبدالقادر شاہ جیلانی قادریؒ

(شہرہ نسب مشہور)

پیر حاجی شاہ کہلاتے تھے آپ ۱۳۰۰ھ میں تولد ہوئے۔ آپ عارف کامل اور بے مثال زہد و عابد تھے۔ وفات و بلاغت اور علم و حجاب میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ دریا نہ تو گول نورانی چپو لکھی مار بھی آنکھوں سے نہ دیر رہتا تھا، سر پر عمامہ باندھتے تھے آپ نے کئی حج کئے اور دو مرتبہ ہندو شاہ نمبر شرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی، دہلی غوث پاک میں یہ یوسف الکیلانی سیارہ نشین سے بیعت ہوئے۔ حاجی شاہ بڑے تہجد گزار تھے۔ رحلت کے وقت بابا زبید کلمہ لپیہ پڑھا اور ۶۳ سال کی عمر پاکر ۱۹ شوال ۱۳۶۳ھ میں واصل حق ہوئے۔

سید علی مرواں شاہؒ

حضرت سید علی مرواں شاہ جیلانی قادری بڑے عابد زاهد بزرگ تھے اور جلال والے درویش تھے۔ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو بڑھتی پکڑ کر مسجد میں لے آتے اور نماز پڑھواتے اور غیر متشرع لوگ آپ سے بڑے مرعوب ہوتے تھے۔ جمعہ و عیدین کی نماز میں ایسا شاندار خطبہ پڑھتے تھے کہ آپ کے شیدائی دور و داز سے مننے کو آتے تھے۔ آپ کی اولاد نہیں ہوئی، ۳۱ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۴۹ء کو ۶۵ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ حضرت دیبا پیر کے معنی میں نورانی شریف ہیں آپ کا حراز زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سنة تذکرہ اولیاء سندھ سنہ ۱۴۰۰ھ

سنة تذکرہ اولیاء سندھ سنہ ۱۴۰۱ھ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (شہرِ قسب ر۱۸)

مشہور کثیر بی درجہ فاضل علیہ السلام اپنی تصنیف تمارک کشمیر کے دوسرے حصہ میں رقم طراز ہیں کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ کی پڑوسی اور سید عبدالقادر جیلانی کی تیرہویں پشت میں ایک بزرگ سید عبدالغفار بخاری تاحضی خالقہیں، ممتاز سے اپنے والد سید محمد بخاری کے ہر ایک کثیر تشریف لائے۔ یہ اسلامی حکومت کا زمانہ تھا احمد دروس وقت پر فائز ہوئے۔ سری نگر میں اب بھی آپ کا مزار پڑھا تھا، میں دیار کے متصل شمال کی جانب موجود ہے سید عبدالغفار کی اولاد کشمیر کے علاوہ پنجاب کے اضلاع گجرات اور سرس میں پھیلی۔ ادب اب بھی موجود ہے۔ سید عطاء اللہ شاہ کی والدہ عظیم آباد پٹنہ بہار کی رہنے والی تھیں ان کا نام سیدہ فاطمہ اندرانی بنت مولانا مکیم حافظ سید احمد اندرانی تھا۔ ان کا شجرہ نسب حضرت باقی اللہ دہلوی سے ملتا ہے حضرت خواجہ باقی اللہ کو دعائی دنیا میں بندہ تمام حاصل ہے۔ ان کی نواسی سیدہ عطاء اللہ شاہ بخاری کی نانی تھیں۔ سیدہ عطاء اللہ شاہ کے والد سید فیاض الدین اکثر شیعہ کی تجارت کے لیے بہار کے شہر پٹنہ جایا کرتے تھے۔ یہیں سید گھر لائے میں سید فیاض الدین کی شادی ہوئی جن سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تولد ہوئے۔ ان کی ابتدائی تعلیم پٹنہ، بہار میں اپنی نانہال میں ہوئی۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری نہ صرف امیر شریعت تھے بلکہ تحریک احرار اسلام کے قافلہ کے سہارا تھے۔ انہوں نے تقویدانیت کی تحریک میں اپنی زندگی وقف کر دی اور اپنی شعلہ بار تقریروں سے مومنین کے دلوں کو گرہ لایا۔ ۱۹۶۰ء میں انتقال فرمایا۔ ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا وصال ہوا۔

سید احمد علی شاہ وسید حسن بدرالدین

دعوتِ نبویؐ کے

سید احمد علی شاہ گورداسپور میں تولد ہوئے۔ پیری و مریدانہ کے سلسلے میں سندھ میں ان کا
 آنا چاہا تھا۔ تاہم میرزا نادر خان ان کا سفر نہ تھا۔ ۱۹۴۲ء میں تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے نتیجے میں گورداسپور
 سے ہجرت فرما کر میر جگنوٹو، میر لہو خاص ضلع قمبر پارکر میں سکونت پذیر ہوئے۔ پھر کٹر خاندانی سجادہ
 نشین تھے۔ اس لیے یہاں بھی سلسلہ چلتا رہا۔ رشید ہدایت میں مصروف رہے۔ بیعت و مباہرہ ان
 کا شعار تھا۔ اس علاقہ کے آدمیوں پر ادنیٰ اور رلائٹا کی طرحوں اور بعضی راجپوتوں میں کافی لوگ ان
 کے مرید ہیں۔ طلب سے بھی ان کی وابستگی رہی۔ تالیف و تالیف نے انہیں نذرانے میں ۳۰۰۰ اضافی اور ایک
 ہجرت پیش کیا مگر انہوں نے قبول کرنا گوارہ نہ کیا۔ میر جگنوٹو سے نسل مکان کر کے جہا سنگھ محلہ گنگا آباد
 میر لہو خاص میں مستقل آباد ہو گئے۔ یہاں بھی ان کے رشید ہدایت کا سلسلہ جاری رہا اور ان کے
 آستانہ سے لوگ فیضیاب ہوتے رہے۔ ان کے دست مبارک پر ہندوؤں کے متعدد گھر اپنے شرف
 بر اسلام ہوئے۔ سجادہ میں وفات پائی۔ محترم شاہ کے مزار سے متصل ان کا مزار مزاحمت خلائق ہے۔
سید حسن بدرالدین اس خاندان کے سرش اعلیٰ تھے۔ بدلیہ الہام غوث پاک کے ارشاد کے مطابق سفر
 ہند اختیار کیا۔ آپ کے حکم سے مسافر گورداسپور میں مسافروں کی خدمت میں گورداسپور میں سکونت پذیر
 ہوئے ایک فرزند سید عابد علی اپنے وطن بغداد میں رہ گئے۔ سید حسن بدرالدین ہند آکر موضع شہل گورداسپور
 میں آباد ہو گئے۔ وہیں آپ کا عقد سید شہاب الدین کی دختر سے ہوا۔ زوجہ کا اسم گرامی ”مریم“ تھا۔
 جن کے بدن سے چار فرزند تولد ہوئے۔ (۱) سید علی شاہ مبارک (۲) سید محمد لطیف (۳) سید محمد صادق (۴)
 سید حبیب اللہ۔

سید احمد اللہ مصنف "مسلم شہرائے بہار"

دشمبر ۱۹۳۳ء

سید احمد اللہ کی ناہمال اہل خانہ ان بہار سے وابستہ ہے۔ نانا کا نام سید شہزاد حسین تھا۔ یہ چار بھائی تھے۔ سید لطافت حسین، سید لیاقت حسین اور سید ہدایت حسین، سید ہدایت حسین کے تلامذہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ کریم پرنسپل کراچی یونیورسٹی ہیں۔ سید احمد اللہ مراد مسلم شہرائے بہار کے پرنسپل اور امیر صاحب مکی کھربا پٹنہ کے رشتہ والے تھے۔ آج کل میں دارالقرآن سید ہدایت حسین کی پیشکش سے قائم ہے۔ اس لیے آج کل ہی میں آباد ہو گئے۔ سید احمد اللہ کے دادا سید اللہ بخش کا عقد سید ہدایت حسین کی دختر ابی العجب النساء عرف بہارن سے ہوا۔ سید احمد اللہ جب ۹ برس کے ہوئے تو والد کا انتقال ہو گیا۔ ۱۹۱۵ء میں ندوہ سے فارغ التحصیل ہوئے، کانپور اور قنبر میں مدارس میں مدرس بھی رہے۔ ۱۹۲۵ء میں حیدر آباد میں دائرۃ المعارف سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں سقوط حیدر آباد کے بعد کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں جامعہ طبریہ شریف کراچی میں درس پر مقرر ہوئے۔ سالانہ کی دختر سلطانہ بیگم کا عقد ان کے ماموں سید کے فرزند سید احمد سے ہوا۔ ۱۹۴۱ء میں کراچی میں اکوئینٹ کے عہدہ سے سبکدوش ہوئے۔ وہ شرف آباد میں قیام پذیر ہیں۔

اولاد سید احمد (شرف آباد کراچی)

سید شہزاد احمد (دائیں)	طاقت احمد	ظاہر احمد	عالم حسین	مغوشہ	تسلیم	آمین خان
			منوہار علی	نہج	نہج	نہج
	بیٹا	پادش	حیر	عزیز	محمد اسد	چوہا
	جبریل	جبریل	جبریل	احمد	محمد امجد	محمد امجد
سید احمد (دائیں)	سید حسین	سید ناصر	سید ناصر	سید ناصر	سید ناصر	سید ناصر

۱۔ مسلم شہرائے بہار ۳ جلد اول سے صرفائے بہار اور اردو

چشم و چراغ غوثیت السید عبدالقادر الگیلانی رشیہ کمال الدین اسفہر عراق، کراچی

(شمیہ نسب ۸۵)

آپ کی ولادت یکم جمادی الثانی ۱۲۳۳ھ مطابق ۲ اگست ۱۸۰۹ء بروز جمعرات بغداد کے محلہ باب الشیخ میں بیت علی بن ابی طالب کی ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ قادریہ بغداد میں پائی۔ دینی علوم کی تکمیل مفتی سید یوسف علی صفا کے زیر نگرانی ہوئی۔ تصرف و مالکیت کی تعلیم تربیت اپنے والد محترم اور ان کے جد کے خالو والد عالیہ کے شاخ عظام کے فیضان صحبت سے پائی۔ آپ اپنے والد محترم کے مرید و خلیفہ تھے۔ بعد ازاں آپ نے کلید قادیان بغداد سے رکالت کی وگزی حاصل کی۔ لندن اسکول آف کرڈکس سے اقیانوس کے ساتھ گریجویشن بھی کیا۔ وزارت خارجہ عراق میں ملازمت کی اور لندن کے عراقی سفارت خانہ میں متعین ہو گئے۔ بعد میں آپ کا تبادلہ نائب سیکرٹری جنرل کے عہدے پر ہوا جہاں ۱۹۲۲ء میں سابق نائب سیکرٹری جنرل ہاشمی بشتی اور قائد عالمیہ فریدیہ کی خالو زاد بہن السیدہ شہید الگیلانی سے عقد منسوب ہوا۔ مصر میں آپ مفتی اعظم فلسطین سیاحین حسین عبدالہادی صفا اور فیصل بن عبدالعزیز کے ساتھ احیاء اسلام کی جدوجہد میں شریک رہے۔ انگریزوں کے خلاف جدوجہد میں شہید الگیلانی کی قیادت میں شیش تھے اس لیے انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر کے رہوڈیشیا (افریقہ) بھیج دیا۔ اختتام جنگ عظیم پر ۱۹۴۵ء میں رہائی ملی۔ جولائی ۱۹۴۵ء میں حکومت عراق کی طرف سے پاکستان میں فائدہ خصوصی مقرر ہوئے اور ۱۹۴۶ء میں تین ملکات پاکستان، بھارت اور سری لنکا کے لیے ۱۹۴۶ء کے سفر مقرر ہوئے۔ القابات آتے، حکومتیں بدلتی ہیں لیکن اس سیر کو جو اصلاً، مانگنا "سیر و سیرت" کوئی چلا نہ سکا۔ ان کے عقیدہ مندوں میں مولانا جمال میاں فرنگی علی، مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالحکیم صلیحی، مولانا سید شعیب الحق قادری، مفتی ظفر علی لغمانی، صدر عبدالمصطفیٰ الازہری، شاہ منظر احمد بھارتی، سید غلام جیلانی قادری، سید غلام علی الدین پیر گولڑہ شریف، میاں علی محمد پاکستان شریف، پیر ہاشم جان سرہندی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سیر غلام علی الدین گولڑہ شریف کی نواب خانہ ان کی وصیت کے مطابق آپ ہی تھے پڑھائی۔

مولانا سید ابوالحسن ندوی

(شعبہ تہذیب و تمدن)

مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ العالی کے نام اعلیٰ تھے ان کا گھرانہ سید شاہ ظہیر الدین تلمیضی
 حنفی اور سید احمد شہید بالاکوٹ کا گھرانہ ہے جس کے کلمات کا پورا عالم اسلام معترف ہے آپ نے
 اردو و فارسی کی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اساتذہ میں خلیل عرب تقی الدین ہلالی، مولانا سید حسن
 خاں ٹوکی سے حدیث پڑھی۔ مولانا حسین احمد مدنی سے دیوبند میں ایک ماہ تک فیض حاصل کیا۔
 مولانا اعجاز علی امروہوی مفتی اعظم دیوبند سے عربی ادب کی تعلیم حاصل کی۔ مولانا احمد علی لاہوری
 سے تفسیر پڑھی۔ دس سال تک اردو میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے آپ کی پہلی تہذیب و تمدن
 سید احمد شہید ہے۔ مولانا الیاس کاندھلوی سے بڑے تعلقات تھے ان کے ساتھ بہت سے تبلیغی دوروں
 میں شریک رہے۔ مولانا کی عربی تصنیفات میں اپنی خاصی تعداد موجود ہے۔ دشت پر نور کی ولادت
 پر آپ نے جامعہ عربیہ اسلامیہ میں کچھ دینے۔ آپ بہت سی دینی انجمنوں میں شریک کار رہے۔

صدر مجلس تحقیقات و نشریات اسلام، رکن مجلس شوریٰ جامعہ اسلامیہ دینیہ نمونہ دکن
 مجلس تاسیسی رابطہ عالم اسلام، رکن مجلس عالم مرقعہ عالم اسلام بیروت، رکن مجلس انتظام اسلامک
 سنٹر وینیڈیا، رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند، رکن مجلس عالم دارالافتا، اعظم گڑھ، آپ کا ترجمہ
 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے مکتب سے نقل و کتاب ہے۔ مولانا احمد لاہوری اور مولانا عبدالغفار کے پوری
 سے اجازت و مخالفت حاصل کی۔ بے حد سادہ مزاج ہیں۔ آپ ۴۲۔ مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شاهنشاهی و سما بلع العلی بکماله

صفت سخ او واهی کشف الدب بکماله

قرآن با خلاقش گوشتیست مع خفا

صدقا یقینا را سخا صلیوا له



سید حسن ذوالقدر
سید یحییٰ محدث
سید عمر الاعلیٰ

سید علی
سید محمد
سید حسن
سید علی عراقی
سید حسن عراقی
سید علی
سید نورثانی
سید عمر
سید نورثانات
سید محمد
سید حسین
سید داود بزرگ
سید الزعفران و داماد

سید احمد محمدش

سید حسین ابوالکلام
سید علی قزوینی
سید عبداللہ
سید حسین
سید ابوالطام
سید علاء
سید عبداللہ شافعی
سید ابو نیر
سید عثمانی ترمذی
سید رشاد کمال الدین
تہجدی گیتھلی
۱۲۹۸
در حضور

سید تقی و مشور
سید ابی عبد اللہ عین
سید حسین
سید ابوالحسن البخیری
سید زبید
سید داؤد
سید حمزہ
سید شفیق
سید محمد
سید حسن
سید رفیع
سید محمد
سید علی

[illegible]

مید محمد
مید در ایام
مید از الفی ابراهیم
مید عبداللہ

پرو محمد جاجی شرف (سنہ ۱۹۱۶ء) سید احمد جاجی شرفی (سنہ ۱۹۱۷ء)

اولاد سید حسین نوشته توحید

اولاد شاه تیم الله

سید حسن حسن دهم	سید سیف الدین بنی	سید محمد الله	شاه نعيم الدين
سید احمد نگر دیر	افزونده شیخ	سید کریم الله	سید کریم الله حکیم
سید شاه خانقا	سید شاه احمد	سید واهد بنی	سید محمد جمیل
سید شاه جیون	سید محمد حلال	سید مصطفی	شاه اسماعیل
سید شاه فرید بنی	سید پروان شاه	سید الله بنی حسن	سید قسیم الله
دیران سید شاه دولت	دیران شاه یوسف بن	سید سلامت الله	سید درهم الله
سید شاه نور محمد	دیران شایع الدین	سید احمد الله نوری	سید محمد زید
سید شاه علی الدین بنی	بنی بی آصف	(مستف)	سید عزیز الله
سید شاه برهان الدین (فرزند)	نور سید نور معزوق	(مسلم شرفیاب)	سید محمد رب عالم
سید غلام معز بنی	(کهر بنی پشته بهار)		سید عبد الله
سید شاه تقی			سید احمدی
سید شاه علی الدین			سید قطب عالم
سید شاه غلام معز			سید صدر عالم
سید غلام شرف الدین بنی			سید عبد الرحمن
			سید شاه جلال الدین
			(بهار)

(تاریخ اشرف از سید عبد الحسین بدین روز گری)

(سیدان، سادات، بهار، (شاه و ملوک))

اولاد سید عبد اللہ الباہر علیہ السلام

اولاد سید عبد اللہ الشرف علیہ السلام

پیشینہ اسماء	اسماء	اسماء	اسماء
۱۔ سید محمد	۱۔ سید غلام الدین	۵۔ سید علی امین گزنی	۲۳۔ سید جلال الدین
۲۔ سید اسماعیل	۲۔ سید علی	۶۔ سید قطب الدین بنجری	۲۴۔ سید ابوب
۳۔ سید حسین	۳۔ سید عطاء الدین	۷۔ سید صمد الدین علی	۲۵۔ سید ابو محمد
۴۔ سید عبداللہ	۴۔ سید شہاب الدین	۸۔ سید حسن جلال الدین	۲۶۔ سید عبداللہ
۵۔ سید علی	۵۔ سید محمود	۹۔ سید سید محمد فتح اللہ	۲۷۔ سید عبدالقادر
۶۔ سید محمد	۶۔ سید بلقی الدین گزنی	۱۰۔ سید محمد	۲۸۔ سید فضل علی گزنی
۷۔ سید محمد	۷۔ سید عبدالواسط	۱۱۔ سید احمد	۲۹۔ سید عیسیٰ علی
۸۔ سید حسین	۸۔ سید عبدالکاک	۱۲۔ سید معین الدین شہاب	۳۰۔ سید راحت علی
۹۔ سید حسن	۹۔ سید عبدالسلام	۱۳۔ سید خواجہ اسماعیل	۳۱۔ سید احمد علی
۱۰۔ سید ابوشاہ	۱۰۔ سید ابوالوفا	۱۴۔ سید علی	۳۲۔ سید حسرت علی
۱۱۔ سید جیلانی	۱۱۔ سید ابوالفضل	۱۵۔ مولانا سید الدین گزنی	۳۳۔ سید غلام علی سید شرفی
۱۲۔ سید محبت علی	۱۲۔ سید شرف الدین (اکبر کا بیٹا گزنی)	۱۶۔ خواجہ سید محمد سلام	۳۴۔ سید جاوید اختر
۱۳۔ سید شرف الدین	۱۳۔ سید ابوالخیر	۱۷۔ خواجہ داؤد	نوشہ۔ سید حسرت علی
۱۴۔ سید شرف الدین	۱۴۔ سید ابوالکلیث	۱۸۔ سید مسلم الدین	سید غفر الدین
۱۵۔ مولانا سید امامت علی	۱۵۔ مولانا سید امامت علی	۱۹۔ سید حسین	سید غفر الدین کے بہنوئی تھے
۱۶۔ حافظ مولانا سید عیسیٰ احمد	۱۶۔ حافظ مولانا سید عیسیٰ احمد	۲۰۔ سید مبارک	(مؤلف)
۱۷۔ مولانا سید عیسیٰ احمد	۱۷۔ مولانا سید عیسیٰ احمد	۲۱۔ سید محمد	
۱۸۔ مولانا سید عیسیٰ احمد	۱۸۔ مولانا سید عیسیٰ احمد	۲۲۔ سید خواجہ	

اولاد سيد بن صغير بن امام زين العابدين بن امام حسين بن حضرت علي

(شجره نسب ص ۱۳۲)

سيد علي سجاد	سيد محمد انور زاهد
سيد علي بن الحسين	سيد جعفر الجبل
سيد حسين	سيد علي
سيد نصير ترمذي	سيد حسين
سيد حسين	سيد حسن
سيد علي	سيد محمد
سيد شاه احمد ترمذي	سيد عبداللہ
سيد شاه محمد	سيد جعفر
سيد شاه عمر	سيد محمد شافعي
سيد شاه ابو بكر	سيد محمد الله
سيد شاه حمزه	سيد شرف الدين
سيد شاه احمد زاهد	سيد علي
سيد شاه زبير	سيد محمد
سيد شاه نور الحق بنده	سيد شهاب الدين
سيد شاه محمد زاهد	سيد كبير سيد علي هادي کشميري
سيد شاه ابو الراحه	(ص ۱۳۲)
سيد شاه راجه	
سيد شاه منور	
سيد شاه قلندر	
سيد شاه ملا حسن	
سيد شاه محمد	
سيد محمد الله	

(ص ۱۳۲)

(ص ۱۳۲)

سید ابو الفرج واسطی

(شجرہ نسب ص ۱۲۴)

آپ سید دادو کے حلف اکبر تھے۔ آپ میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ وہیں تعلیم و تربیت پائی۔ علم و فضل میں کمال حاصل کیا بعد ازاں عراقی پنج کر شہر واسطہ میں سکونت اختیار کی جو قضا العمارہ کے قریب آٹھ کل واسطہ الحسنی کہلاتا ہے۔ اپنی اوقات سے امارت اور عہدہ قضا حاصل کیا۔ آپ کے چار فرزند داد، سید ابو الفراس (۲۰)، سید ابو الفضل (۲۱)، سید ابو داد اور سید نجم الدین بی بی خیر النساء کے بطن سے پیدا ہوئے جو نجیب العرفین سیدہ تھیں۔ کسی وجہ سے واسطی کی سکونت ترک کر کے مع اہل و عیال خانم غزنی ہو گئے۔ اس وقت غزنی کا فرمانروا سلطان محمود تھا جو سادات کا قدردان تھا بلکہ ان سے کسی تعلق بھی رکھتا تھا شہر راہ کی طرح وہ بھی خوشیرواں عادل و عادلہ تھا اور ایرانی النسل تھا۔ سلطان نے سید ابو الفرج واسطی کے فرزندوں کو فرجی منصب داروں میں شامل کیا آخری جنگ سمرات ۷۴۳ھ میں وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ شریک رہے۔ فتحپالی کے بعد سلطان سید ابو الفرج واسطی کو اپنے ساتھ واپس غزنی لے گیا ان کے بیٹوں بیٹے ہند میں رہے اور پنجاب میں کلاں نور و سر ہند ریاست پٹیالہ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ سید ابو الفراس نے پاجیڑ میں سکونت اختیار کی۔ سید ابو الفضل پچا تودہ نور میں اور سید داد و آدہ جن پر میں خرم ہوئے۔ ۱۸ سال تک ان کی اولاد پنجاب میں متکثر رہی جب ہند میں قطب الدین ایبک کے زمانہ سے سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو یہ سادات پنجاب سے نکل کر مختلف علاقوں میں منتقل ہوئے گئے۔ الغرض سید ابو الفرج واسطی غزنی سے واپس اپنے وطن واسطہ چلے گئے جہاں ۷۴۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

میر سید کمال الدین ترمذی کی تخیلی قادری

(شعبۂ نسب ۱۲)

میر سید کمال الدین ترمذیؒ اپنے چند رفقاء کے ساتھ ۵۸۵ھ میں ترمذ سے دعوت و تبلیغ دین کے لیے ہندو قسطنطنیہ لائے اور قسطنطنیہ کے نزدیک مروجہ ہما میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد بعض مجبوروں کی بنا پر واپس وطن جانا پڑا اس لیے اپنی جگہ اپنے فرزند سید ابراہیمؒ کو سلطان شہاب الدین غوری کی فوج میں شریک کر دیا۔ سلطان نے فوج کا علم و سرکار ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر غلام ہالسی کی طرف کوچ کا حکم دیا۔ میر شاہ ابراہیمؒ نے کمال جراث کا مظاہرہ کر کے جلال و قبال کے بعد قسطنطنیہ کی طرف لیکن خود شہادت کے درجہ پر فائز ہو گئے۔ قلعہ کے نزدیک ہی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے اور نشانہ نبی کے لقب سے مشہور ہے۔ سید کمال الدین ترمذی سے دوبارہ عازم ہند ہوئے۔ سلطان بہت خوش ہوا اور ان کو کرائی میں آباد کیا۔ یہاں آپ کے دست پر ہزاروں آدمی شرف بر اسلام ہوئے۔ آپ نے عین جہاد میں ۶ رجب ۶۱۵ھ میں جام شہادت نوش کیا۔ آپ کے گیارہ فرزند تھے جن کی اولاد ہند کے چپے چپے پر آباد ہیں۔

(۱) ملک سید نقیب الدین (۲) سید حسام الدین (۳) سید مفتی الدین (۴) سید جلال الدین
فازلی (۵) سید نظام الدین (۶) سید ابراہیم شاہ (۷) سید جہان (۸) سید یحییٰ الدین (۹) سید علی الدین
(۱۰) میر سید نعیم الدین (۱۱) سید میر الدین۔

(۱۲) میر نقیب الدین کا مرکز تخیل میں ہے اور ان کی اولاد مروجہ تخیل اور فیض آباد میں آباد ہیں۔
(۱۳) میر حسام الدین کی اولاد و تخیل احمد آباد اور فیض آباد میں ان کی قرابت قادری فاروقی خاندان کی تخیل میں ہے۔

(۱۴) سید مفتی یا نعمت الدین خورشید مال فوت ہوئے۔

(۱۵) سید جلال الدین غازی نامی سادات ٹھٹھورہ و سیکٹر کے مرثیہ اعلیٰ ہیں۔

مرثیہ تاریخ نامی، تحفہ الاساب، بارخ سادات، شجرہ سادات ٹھٹھورہ از مولانا سید عبدالرشید مدظلہ

(۵) میر سید سعید جان موضع پٹن سوہمدراں تشریف لے گئے اور وہیں سکونت پذیر ہوئے۔

(۶) میر سید رکن الدین نے احمد آباد و گجرات کو مسکن بنایا ان کی اولاد وہاں رہیں آباد ہیں۔

(۷) میر سید سلیم الدین قزوچی مشہور تھے۔ بادشاہ دہلی کی طرف سے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے۔ اس گھر والے

میں سید شہاب الدین قزوچی مشہور تھے۔ سید عبداللہ سکندر لدھی کے درباری تھے۔ ان کے فراموش

سید صدر جہاں بادشاہ اکبر و چانگیر کے وزیر سلطنت تھے۔ ان کے بیٹے سید نظام الدین کو شاہجہاں

نے مرتضیٰ خانی کا خطاب و رحمت فرمایا تھا۔

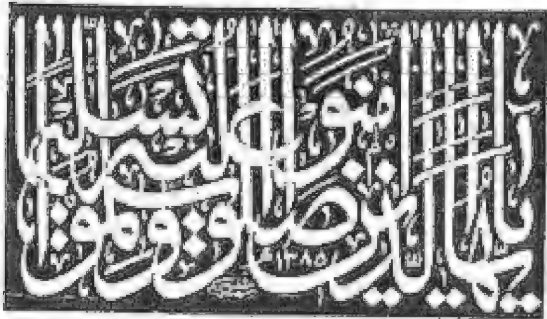
(۸) میر سید نعیر الدین شمالی بہار و تربہت میں قلعہ پروریہ میں کھنڈہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

سمری بنیاد پر وہیں بھی ان کی اولاد موجود ہے۔ میر جعفر اور خواجہ میر قاسم تھکوار جو گیسو سکران بہار و

وہنگال میر سید نعیر الدین کی دختر کی اولاد میں تھے۔

(۹) میر سید عز الدین دزم گلوہ سبیل میں مدیر شہادت پر فائز ہوئے۔ آپ کا مزار بہاولپور میں ہے

سادات مرآت اور سادات مسلمانہ بھی سید کمال الدین کی نسل سے ہیں۔



مناجات کمالیہ

خداوند اکبر سید البصیرا
 ہر ہی مومن سال را از آفرام وافر
 دران ملک باشد پر از قوی خوش
 بقدرت علی کل شیء قدیرا
 یہ جنت نعیم و کمال کبیرا
 درویش شمس و لاز ہر را
 کلاہ مکر او سرایا نصیرا
 ہر کسی کہ تو طلب ویرس بداری
 بنصر تو آن امر کردہ بریں
 کہ تو کم بگویند و کرا کثیرا
 مثلی کلامت کہ گفتی تواند
 دوکان بعضا بعضا طلبیرا
 غضب بر منافق کہ در آید
 بطین جہنم و مساوت مبعرا
 کہے را کہ نامش دہی بخش
 بلطف تمام سب جسا با یسیرا
 کہے را کہ بر پشت نامش رسانی
 فی دعوی اسبر او یصلی سعیرا
 کہے را کہی مساوق الزعد او تو
 شعر دایم از شکستہ مشتطیرا
 برویکہ از قبر میر دل شوند آل
 یہ مشرچہ خیزند اکثر فقیرا
 دران روز یاد بفرادین دس
 نہاشم چہ مورا مسئلی قطریا
 چہ داند کہے حال در ماندگان با
 تو دانی کہے رستی نعیم بصیرا

کمال حسین بیجا حسرت دم دارد

ترکی معشوقین یا طلیف خبیرا

(از پیر پادشاہ کمال الدین ترقی متعلی قادری)

سلسلہ شجرہ سادات بہار از مولانا مہارشد ندوی مدظلہ

سید شریف جرجانی

سید شریف جرجانی صوبہ جرجان یا گرگان کے موضع کماخوہ میں ۲۲ شعبان ۳۰ جمادی الثانی ۱۲۲۱ قمری ۱۸۳۵ء میں متولد ہوئے۔ ان کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھا اور لقب سید شریف تھا۔ والد کا نام محمد تھا۔ شجرہ نسب یہ ہے :

علی بن محمد بن علی السید زین العابدین علیہ السلام

تیسویں پشت میں سلسلہ نسب محمد بن زید الداعی بن امام زین العابدینؑ سے ملتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم وطن میں پائی۔ مفتاح العلوم فہرست آدمی سے پڑھی۔ جارا اللہ و حشری کا کشف کا مطالعہ بھی ان کی کتاب میں کیا۔ "شرح سلاطین" قطب الدین کے شاگرد مبارک شاہ سے مصر میں پڑھی۔ بیکہ اس پر حاشیہ بھی لکھا مراقف بھی پڑھی اور اس پر شرح بھی لکھی۔ وہ مصر میں محمد البرکاتی سے "جوابہ" کا درس لیا۔ تعلیم سے فارغ ہو کر شیراز میں درس و تدریس کا مشغل اختیار کیا۔ ۲۰ برس تک مدرسہ دارالشفاء میں درس دیتے رہے۔ شیراز کا حکمران شاہ شجاع کا قدر دان تھا۔ سلطان تہرہ نے ۱۲۹۹ھ میں شیراز کو تاج محل کا گر سید شریف جرجانی کو امان دی بکھرے تاجہ سموتہ لے گیا جہاں وہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۳۰۵ھ میں تیمور کی وفات کے بعد وہ شیراز چلے آگئے۔ جہاں ۶ ربیع الآخر ۸۱۶ھ / ۱۴۰۶ء جو سال ۱۳۰۵ھ میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

تالیفات (۱) قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا جو غلط طور پر شیخ سعدی شیرازی (متوفی ۱۳۱۵ھ) سے منسوب ہو گیا۔ (۲) حاشیہ تفسیر بیضاوی (۳) حاشیہ تفسیر کشف (۴) حاشیہ الشکوة بانطوائیہ الطبری (۵) تالیف فی اصول الحدیث (۶) حاشیہ شرح محقر ابن حاجب (۷) شرح سراچہ (۸) شرح الیساغری (۹) منقذ الکرب (۱۰) شرح تلخیص (۱۱) حاشیہ شرح سلاطین (۱۲) صرف میر (۱۳) نو میر (۱۴) شرح کافیه (۱۵) شرح واقیہ۔ (۱۶) حاشیہ منقول (۱۷) آداب التشریف (۱۸) حاشیہ شرح مکاتیب العبدین (۱۹) شرح مراقف (۲۰) جلد ۱۔ (۲۱) حاشیہ شرح تجرید تہذیب (۲۲) شریفیہ (۲۳) شرح تذکرہ طوسی (۲۴) الترفیحات۔

(تذکرہ مصنفین درسی نظامی از پروفسر اختر داعی مشہور ۱۳۳۰ھ)

امیر علی کبیر ہمدانی رحمہ اللہ

(ظہر و شب ۱۳۱۰ھ)

سید امیر علی ہمدانی رحمہ اللہ ۱۳۱۰ھ سے مطابق ۱۳۱۳ھ میں ہمدان میں کوئٹہ ہوئے آپ کی والدہ کا نام
 لبالی کا نام تھا۔ آپ نے بچپن میں قرآن حفظ کیا تھا اپنے اموں سید علامہ الدین سنانی سے تفسیر کی تربیت
 حاصل کی۔ آپ کا وصال ۱۳۱۵ھ میں ہوا کہ ہستان پورہ کے نزدیک خٹکان میں دفن ہیں ہر وہی
 ترکستان میں ہے۔ نو مسلم راجہ سلطان شہاب الدین کے عہد میں سیدنا علی کبیر ہمدانی اپنے ۷۰۰۰ حبابوں کے
 ساتھ کشمیر میں نزول اعلان فرمایا جن میں آپ کے مرید خاص سید محمد غفاری بھی تھے۔ آپ نے کشمیری
 زبان سیکھی اور اپنے حبابوں کو کشمیر میں رشد ہدایت کے لیے چھوڑا کہ سب سیر میں درج ہے کہ سید
 صاحب نے اپنی کلام سلطان قطب الدین بن شہاب الدین شاہ کشمیر کو رعایت فرمائی تھی وہ ٹوپی اس
 خاندان کے آخری حکمران فتح شاہ کی وصیت کے مطابق قبر میں رکھ دی گئی۔ مولانا آئی کے مطابق لوگ
 اس تبرک کے فیض سے عروم ہو گئے۔ امیر علی کبیر ہمدانی کی وفات کے بعد ان کے فرزند میر سید محمد ہمدانی
 پانچ سال تک کشمیر میں رشد ہدایت میں مصروف رہے۔ میر سید محمد ہمدانی کے فرزند سید علامہ الدین اولاد
 چلے گئے جہاں وہ آسودہ خاک ہیں اور ان کی اولاد بھی وہیں آباد ہیں۔ جن میں سید ولایت علی بہت
 مشہور ہیں جو سید علامہ الدین کے فرزند سید شمس الدین سیاد پور کی اولاد ہیں۔ سید حمید الدین آزاد بھی
 اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہر کشمیری بزرگ کے وقت اور اونچے عرش الخانی سے پڑتا ہے جس
 کی بشارت حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کو آستانہ نبوت پر رحمت للعالمین کی ایسا پڑی ہوئی تھی۔ سید
 علی ہمدانی شاعر بھی تھے۔ تخلص علی اور علانی کرتے تھے۔ علانی اپنے استاد اور شاگرد سید علامہ الدین
 کی متابعت سے لکھتے تھے۔ کہہ آں دانی مسلمان۔ میر سید علی ہمدانی کشمیر،

سے ماہنامہ ندیم دہلی ۱۳۱۳ھ سے ۱۳۱۵ھ میں سید حمید الدین آزاد ہمدانی۔

فرشتہ بیگم ابن سینا بھی ہمدان کے رہنے والے تھے۔

سید محمد بندہ نواز گیسو دراز گکبر گہ شریف دکن (مشہور نسب شاہ)

اسم گرامی سید محمد کنیت ابو الفتح اور لقب سعد الدین ولی الاکبر الصالح تھا۔ عام طرد پر خواجہ
بندہ نواز گیسو دراز کہلا گئے۔ آباؤ اجداد ہرات سے دہلی آئے۔ ۱۳۳۷ھ میں آپ کی ولادت ہوئی آپ
کے والد سید یوسف میننی راجوڑا آئے تھے جن کو خواجہ نظام الدین اولیا سے بڑی عقیدت تھی۔ ان
کے ماموں سید ابراہیم ستونی دولت آباد کے محرمیدار تھے۔ ۱۳۳۷ھ میں آپ کے والد محرم کا انتقال
ہوا۔ ان کا سزاوارتہ آج بھی موضع غلاٹن ہے۔ ۱۳۳۷ھ میں اپنے بڑے برادر سید جنوں کے ساتھ حضرت
خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت چراغ دہلوی کے وصال کے بعد
سجادہ ولایت پر متمکن ہوئے۔ دہلی میں ۴۳ سال کے قیام کے بعد ۱۳۸۰ھ میں عازم گکبر گہ دکن
ہوئے۔ پچاس سال کی عمر میں سید احمد بن مولانا جمال الدین مغربی کی صاحبزادی بی بی دنا خاتون سے
عقد کیا جن کے بطن سے دو صاحبزادے آمدتین صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ صاحبزادوں کے اسمائے گرامی
یہ ہیں (۱) سید محمد اکبر حسینی (۲) سید محمد امیر حسینی، ۱۳۸۰ھ میں بڑے صاحبزادے نے اپنے والد
بزرگ کے خلافت پائی لیکن سات ماہ بعد ہی رحلت فرما گئے۔ سید محمد اکبر حسینی کا تینفات (۱) تعارف
(۲) شرح مطلق (۳) عقیدہ (فارسی) (۴) (۱۳) احسن سراج (۵) مقامات صوفیہ (۶) تعریف مالکی،
(۷) شرح سوانح (۸) رسالہ مثل (۹) رسالہ علم،

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی تینفات کی کل تعداد ۲۱ ہے۔ گکبر گہ شریف میں ۲۲ سال
نیک فیضان عام رہا آخر ۱۶ رزی قعدہ ۸۲۵ھ میں ۱۰۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ گکبر گہ شریف
میں سلطان احمد شاہ بہمنی نے ان کے مزار پر نہایت عایشان گوشت تعمیر کرایا۔

سے جرم صوفیہ ۲۵۳

سے عربی الفضل مسلمان ۲۵۳

مخدوم سید شاہ تیمم اللہ سفید باز

در شجرۂ نسب ۱۲۱

مخدوم سید شاہ تیمم اللہ سفید باز کے والد اچھہ مخدوم سید شاہ محمد الدین راجپوری سادات گھرانے کے تعلق رکھتے تھے۔ مخدوم شاہ تیمم اللہ کے نانائے بزرگ شہاب الدین سہروردی پیر بنگوت کاشغر کے بادشاہ تھے۔ بادشاہی کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ پندرہ شہر کے قریب جیوٹھلی شریف میں رہا آپ کا سزا ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا اسم گرامی بابی بھن تھا ان کا سزا بھی جیوٹھلی میں اپنے والد پیر بنگوت کے نزدیک واقع ہے۔ مخدوم شاہ تیمم اللہ سفید باز ۱۱۹۷ھ میں وفات پائی۔

خوشہ (۱) سید احمد اللہ صنف شعرائے بہار حضرت علیؑ کی پینچا لیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۲۲ واسطے درج کیے گئے ہیں اسی طرح وہ مخدوم سفید بازؑ کی پینچیسویں پشت میں تولد ہوئے لیکن صرف ۷ واسطے درج ہوئے ہیں۔ (۲) سید احمد اللہ نے اپنے شجرہ میں خود کو حضرت زید شہیدؑ کی اولاد بتایا ہے۔ جبکہ وہ حضرت امام زین العابدینؑ کے فرزند سید علی الامصفرؑ کی اولاد ہیں۔ (مؤلف)

رحمۃ اللہ علیہ سید شاہ تیمم اللہ سفید بازؑ کی تاریخ پیدائش ۱۵۸۱ھ

سید اعیان دکن مر ۱۶۹۹ھ مسلم شعرائے بہار جلد اول ص ۱

خوشہ ۲۔ مخدوم شمس الدین شمس آبادی در متوفی ۱۸۵۰ھ تیمم اللہ سفید بازؑ کے مرید و فیض تھے۔

سید ابوالعلا

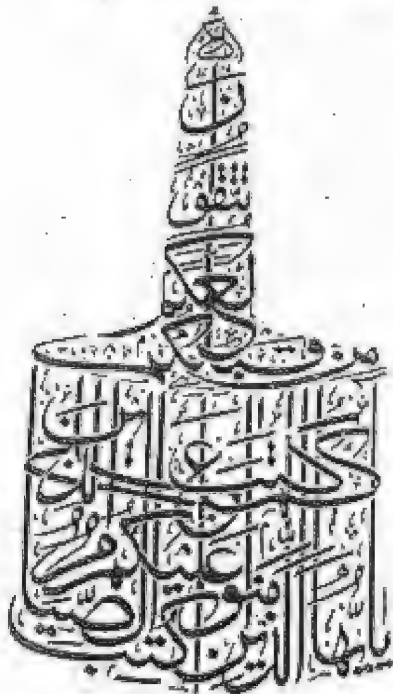
مشتعل و غضبناک

سیدنا ابوالعلا خواجہ فیضی کے نواسہ تھے اور آپ کے والد ماجد سید ابوالوفاء خواجہ ابوالفیض کے نواسہ اور ان کے دادا امیر عبدالسلام خواجہ عبداللہ خواجہ کا کے نواسہ تھے۔ سید ابوالوفاء چاہبائی تھے۔ سید ابوالغیر سید ابوالہقا، سید عبداللہ اور سید ابوالوفاء سید عبداللہ سید ابوالعلا کے پیر و مرشد اور خسر تھے۔ سید ابوالعلا کی ولادت قصیر ٹیلے میں ہوئی جو دہلی اور لاہور کے درمیان واقع ہے۔ سید ابوالعلا سن ۹۳۸ھ میں تولد ہوئے اور یہ افضل بادشاہ اکبر کا دور تھا۔ آپ کے دادا عبدالسلام اسی زمانہ میں فتح پور سیکری پہنچے۔ وہاں سے حج کے لیے روانہ ہوئے اور مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ سید ابوالعلا کے والد سید ابوالوفاء کا انتقال فتح پور سیکری میں ہوا اور وہ دہلی میں مدفون ہیں آپ کے نانا خواجہ فیضی سہ ہزاری منصب اور سہ ہزار سوار پر مامور ہو کر برودان دیگال کے ناظم مقرر ہوئے۔ سید ابوالعلا بھی نانا کے ساتھ نہ کر اسی عہد پر فائز ہوئے۔ راجہ مان سنگھ موہیلار آپ کی کارگر اداریوں سے بہت خوش تھا اور آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ اسی دوران میں آپ اور حاجی پور کے درمیان مینا پور کے مقام پر بادشاہی فوج اور باغیوں کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی جس میں آپ سپہ سالار کی حیثیت سے قیام فرمایا۔ اسی دوران میں برودان لوٹے۔ اس دوران میں بادشاہ اکبر فوت ہو گیا اور بادشاہ جہانگیر دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا۔ اس نے تمام امراء و مملکت کو دہلی و بارہ میں طلب کیا۔ آپ بھی اس تقریب میں برودان سے اکبر آباد پہنچے۔ اٹھارے راہ میں قصبہ منیر ہار میں شاہ دولت میرٹھ کے یہاں قیام فرمایا۔ شاہ دولت میرٹھ نے بڑی تدویر منزلت کی اور دستر خوان پر نغمہ اپنے مبارک اوتھوں سے کھلایا اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے دل و رمان میں انقلاب ہوا اور گریہ اور آپ روشن ضمیر ہو گئے۔ اکبر آباد پہنچ کر اپنے منصب سے مستعفی ہو گئے اور جذب و مستی میں غرق ہو گئے بادشاہ نے ہر چند کوشش کی کہ ان کو واپس لایا جائے مگر نہ لوٹے۔ اس کے بعد حضرت نظام الدین

ملک بہار میں ابوالعلا فیضانِ مہتمم

ادنیار کے مزار پر چل کشتی کی اور خواجہ غریب نواز کے دربار سے ولایت و قطیبت پر فائز ہوئے اپنے
 چچا امیر سید عبداللہ سے بیعت ہو کر نقشبندی سلسلہ میں داخل ہوئے۔ خواجہ غریب نواز سے اولیہ
 نعمت ایسی ملی کہ جس پر نظر کرتے ولی بن جاتا۔ آپ ۱۱ سال کی عمر میں ۹ صفر ۱۰۶۱ھ میں وفات
 پائی اور اکبر آباد میں مدفون ہوئے۔ خلفائے میں شاہ فراداد منجم پاک سے الزوال سلسلہ بہار
 میں پھیلا۔

مادری نسب نامہ :- سید ابوالاعلیٰ بن ابی بن طریقت خواجہ محمد فیضی بن خواجہ ابوالفیض بن
 خواجہ عبید اللہ خواجگان بن خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار۔



سید شاہ وارث رسولنہا تارسی

(مشہور نسب ملکہ)

سید شاہ وارث رسولنہا سادات سوانہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اصل وطن
قنبرہ پارہ قاضی پور پٹی تھا۔ آپ کے والد قاضی سید بنایت اللہ بنی مالکری
میں بنارس کے قاضی تھے تحصیل لکھنؤ میں آپ کے والد کی خدمت اختیار
کی۔ وہ ۱۱۸۱ھ میں قنبرہ ہجرت کر کے ۱۱۸۶ھ میں بنارس میں وفات پائی بنارس
میں مولوی کا باپ "ایک سنگی چیتہ پرانپ" کا مولداریت گماہ عام
بجہ تاج العارفین شاہ حبیب اللہ بنارس تھے اور حضرت قطب الانقلاب
صاحب نسبت لویہ بنو مراد کا سید وارث رسولنہا تارسی کی خدمت
میں زانوئے ادب تہ کیا اور بیہ درسیات کی تکمیل کر کے فارغ التحصیل
ہوئے۔ حضرت رسول نامہ مرتبہ عربی میں درجہ قطب الانقلاب پر فائز
تھے۔ اس کے ساتھ منصب رسول نمائی بھی بارگاہ نبوی سے عطا ہوا اور
سورک کا خاص طریقہ و دورہ اور طریقہ قلندریہ کے سرورک کی بھی تکمیل
کی۔ حضرت رسول نمائے حقہ جمیع مسائل کا تحریری اجازت نامہ ۱۱۳۲ھ
میں ہندوستان سے خرین فرمایا اور عطا کیا۔ ان کے صاحبزادے کا نام
ہشام قلام نقشبندی ہے۔

پشت نمبر	شجرہ طریقت
۱	سید شاہ وارث
۲	شاہ رفیع الدین
۳	سید سلیم
۴	سید شاہ مصطفیٰ
۵	شیخ ستار
۶	شیخ محمد تقی
۷	سید اکرم
۸	سید سلیم
۹	سید پیادے
۱۰	شیخ محمد رحمت اللہ
۱۱	سید تقی
۱۲	سید ابوالیمان تارکی
۱۳	سید تاج الدین
۱۴	سید بابر الدین
۱۵	سید بلال الدین
۱۶	سید داؤد
۱۷	سید مل عبد اللہ تارکی
۱۸	سید ابوالصالح نضر
۱۹	سید عبدالزاق
۲۰	سید شیخ عبدالقادر جیلانی

سنہ ایمان وطن ۱۲۳۲ھ سنہ ایمان وطن ۱۲۳۳ھ

نورث۔ حضرت رسولنہا چار کتا بول کے مصنف تھے (مؤلف)

شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی

(شجرہ نسب ۱۲۸)

شیخ الاسلام سید شاہ حسین احمد مدنی کا خاندان سادات کائنات، فیض آباد، لڑی، ہند اور سادات
 قزاقی کی شاخ ہے۔ جس کے مورث اعلیٰ سید شاہ احمد قزاق، ناہوری تھے۔ انہوں نے ایک عرصہ واز ملک
 مسجد بنوئی میں دکن مدرسہ میں کا مسلک پڑھی و کما۔ عرب و عجم کے شیوخ میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ
 کی اہم ان فرائض سے شل تھی۔ ان کی شخصیت پر قاتار، بارعب اور مسبح کن تھی۔ لاکھوں لوگوں نے آپ کے
 دہری حدیث سے استفادہ کیا۔ حضرت شیخ الہند محمد و الحسن امیر مالٹا کے ساتھ سید حسین احمد مدنی بھی اسیر
 رہے ۱۹۵۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کی ولادت ۱۸۴۳ء شمالی ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۲۸۵ھ میں ہوئی تھی۔
 آپ کے گریبان پر شمار ہیں آپ نے گنگی پھر رشید ہدایت کی شرح جلائے دہلی۔ آپ کے خلفائے مبارک
 کی تعداد ۱۲۰۰ سے تجاوز ہے۔ آپ کے والد ماجد سید شاہ حبیب اللہ نے مولانا شاہ فضل الرحمن فتحی مرزا اویلی
 کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ سید حبیب اللہ اپنے شیخ اور سرور مرشد شاہ فضل الرحمن فتحی مرزا اویلی
 کے بڑے عاشق زان تھے۔

مولانا فضل مسلمان ص ۲

خوش آمد گزیر اور لائے لاہور میں وارث کمال نے شاہ احمد قزاق کے شجرہ نسب میں پشت و پیش پر علی الصغر
 لکھا ہے جبکہ عربی فضل مسلمان کے مصنف نے حسین الامیر لکھا ہے جو تحقیق طلب ہے (طوائف)

سید حبیب احمد فردوسی بگیم سادات سوانہ فیض آباد گورکھپور اور غازی پور (شعبہ نسب ۱۲۲)

۱۔ اکبر سید حبیب احمد بن سید انوار حسین مریض ٹانڈہ ضلع فیض آباد لڑائی کا عقد قدسیہ بگیم بنت
سید شہاب الدین سے ہوا، سید شہاب الدین کا نکاح فردوسی بگیم بنت سید زاب محمد علی نصیر خان سے ہوا جن
کے بطن سے قدسیہ بگیم تولد ہوئیں۔ سید شہاب الدین کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ میر الدین احمد ہے۔
یومیر سید منصور علی خاں کے فرزند تھے۔ دو مری دعایت کے مطابق نواب سید محمد علی نصیر خاں کے والد کا نام
نواب زادہ سید محمد علی کمپور گورکھپور تھا ان کا عقد قدسیہ بگیم بنت شاہ میر احمد سے ہوا تھا۔
سادات سوانہ مریض ٹانڈہ ضلع فیض آباد گورکھپور اور ٹونڈہ پارہ غازی پور کے علاقہ میں پہلے
ہوئے ہیں۔

شعبہ ۲۔ فردوسی بگیم بنت نواب سید محمد علی نصیر خاں بن سید منصور علی خاں بن سید ذوالفقار علی خاں
بن میر سید تراب علی خاں۔

(ماہنامہ آستانہ دہلی ماہ اکتوبر ۱۹۶۳ء)



وَالْمُتَّقِينَ

زمین میں اگر کرمت چل (القرآن)



اولاد امام باقرین امام زین العابدین

باب ۱
سادات باقری

۵- سید عبد الله الحکیم حسن

سید شایب الله	۱- سید حبیب الله	۲۵- سید محمد باقر	سید نجم اسود سید اسفند	سید شایب
۲- سید برکت الله	۲۶- سید محمد داود	(۱ صر ۱ صر)	سید سلیم	
۳- سید شهاب الدین احمد	۲۷- سید محمد یحیی		سید سعد	
۴- سید نجم الدین	۲۸- سید نجم الدین		سید طغی	
۵- مولی سید محمد صادق	۲۹- سید محمد علی		سید ریح	
۶- سید شهاب الدین محمدا	۳۰- سید محمود		سید ضیاء	
۷- سید احمد الشی	۳۱- سید محمد		سید سفیان	
۸- سید معروف	۳۲- سید نور الدین		سید غفره	
۹- سید ضیاء	۳۳- سید شاه افشین		سید فروغ	
۱۰- سید عثمان ثانی	(خسرو پورانه پشته)		سید قلیچ	
۱۱- سید عبد الوهاب	بنیاد		سید عبد الله صری	
۱۲- سید عثمان شیر محمد	سادات سوادان اولاد		(دشت)	
۱۳- سید یوسف یوسف	(کفرالکتاب ص ۲۵)		سید حاجی عزیز	
۱۴- سید عبد القاسم			سید اسفند	
۱۵- سید محمد			سید آملی	
۱۶- سید عبد الرحیم			سید شاه محمد	
۱۷- سید عبد الرحمن			شاه قاسم	
۱۸- سید عاشق علی			سید شاه اسمان	
۱۹- سید محمد فرید			سید قلیل الله	
			سید قاضی قطب الدین احمد	
			(چن حجرات)	
			(دار حج و نماز حجرات ص ۱۶۷)	

اولاد سيد عبد الله الحريم حسن بن امام باقر

۸- سيد باقر اسود	۶- سيد اسحاق
سيد محمد بن عقی	۷- سيد خلف
سيد جعفر بن عقی	۸- سيد ابو سعید بن عقی
سيد علی رضا	۹- سيد سيف الدين
سيد حسين	۱۰- سيد يحيى
سيد اسحاق	۱۱- سيد عبد الله بن عقی
سيد ابراهيم	۱۲- سيد عبد الوهاب
سيد الله بن باقر	۱۳- سيد عبد الوهاب
سيد حسن طوسی	۱۴- سيد عبد الرزاق
سيد عبد الله طوسی	۱۵- سيد علاء الدين
سيد يوسف طوسی	۱۶- سيد حميد الدين بن عقی
سيد محمد بن طوسی	۱۷- سيد علی زاهد
سيد داود بن طوسی	۱۸- سيد معظم
سيد محمد بن طوسی	۱۹- سيد غفر
سيد محمد بن طوسی	۲۰- شاه ابو محمد
سيد محمد بن طوسی	۲۱- شاه احمد
سيد محمد بن طوسی	۲۲- شاه عبد الله
سيد محمد بن طوسی	۲۳- شاه بنی
سيد محمد بن طوسی	۲۴- شاه حميد
سيد محمد بن طوسی	۲۵- سيد عبد الجليل
سيد محمد بن طوسی	۲۶- سيد غلام عالم کلانی
سيد محمد بن طوسی	۲۷- مهناة بنی
سيد محمد بن طوسی	۲۸- محمد الوهاب
سيد محمد بن طوسی	۲۹- شاه بنی

(هوه قهيدو پوي غري ائل)

(۱۳۹)

اولاد سید صدر جہاں بن سید قطب الدین

سید اولیا علی	سید نجم الدین
سید حسین	سید محمد علی
سید ناصر	سید عبدالحکیم
سید محمد ناصر	سید عبدالقدوس
سید محمد حسین	سید محمد حسن
سید شاہ ولی اللہ	سید محمد یوسف
سید غلام حسین	سید محمد اسلمی
سید سلطان احمد	سید کرم علی
سید عطاء حسین عبدالرزاق	سید فیض علی
(حاجی پور)	سید صابر علی
سید شاہ نظام الدین	سید تبارک حسین
سید شاہ حسین احمد	قاضی سید نور الحسن
(حاجی پور بہار)	(بہار)
(کنز الانساب ص ۶۵)	(کنز الانساب ص ۵۳)



سید شاہ عطاء حسین قانی عید الرزاق ابو العلامی منعمی دانا پوری

(مشہور و منسوب)

سید عطاء حسین قانی منعمی ابو العلامی کی ولادت ۱۲۳۲ھ میں ہوئی۔ سید شاہ قمر الدین حسین آپ کے حقیقی ماموں تھے۔ شاہ عطاء حسین کی والدہ اور ان کی نانی دونوں ۱۲۳۳ھ میں رحلت پا گئیں۔ شاہ عطاء حسین کران کی تانی نے جو کھا پشائی تھی وہ آخر وقت میں انہوں نے اپنی چھٹی بیٹی کے سر پر رکھی جن کا عقد شاہ شمس الدین سے ہوا اور شاہ قمر الدین انہیں کے بطن سے نکلے ہوئے جو خیر خاندان کہلائے اس طرح ان کی پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ آپ کے والد سلطان احمد کی شہادت ۱۲۳۶ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد کے فضیلہ بنے۔ آپ کی تعلیم پر آپ کے چچا شاہ مراد علی نے توجہ دی۔ آپ نے فن طب حکیم محمد دیبڑی سے سیکھا۔ مولانا عزیز الدین حیدر کھنوی سے عربی سیکھی۔ بیت اپنے دادا شاہ غلام حسین منعمی سے ہوئے۔ خراجہ غریب کو ان سے روغانی طور پر اسم ذات سیکھا۔ محمد دوم شاہ بدیع الدین قطب عالم سے اذکار و اشغال بطریق اولیہ ملا۔ آپ کے دادا اور شہ شاہ غلام حسین ۱۲۵۲ھ میں ۶۶ سال کی عمر میں ولایت فرما گئے۔ محمد سوم الکلب شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ کی اولاد سید شاہ امیر علی کی دختر سے آپ کا عقد ہوا۔ اس کے بعد شاہ قمر الدین سے بھی وصلت ملی۔ ۱۲۵۵ھ میں آپ کے سرشد شاہ قمر الدین کا وصال ہو گیا۔ ۱۲۵۶ھ میں آپ نے حج کی سعادت حاصل کی۔ بنارس والا آباد ہوئے۔ یہی ایک پورے پونے پھر اکبر آباد پہنچ کر ابو العلامی کے مزار پر چل کر بس ہوئے۔

امام جعفر صادق علیه السلام باقره

سید محمد علی اکبر	سید محمد	سید محمد العزیزی
سید محمد	سید علی ثانی	سید قاسم العزیزی
سید علی	سید عزالدین	سید ابو سعید العزیزی
سید حسین ابوالحسن	سید عمر	سید فرید
سید محمد	سید حسن	سید محمد
سید محمد	سید احمد	سید اسحاق
سید محمد عباس	سید حسین بیانی	سید یعقوب
سید محمد	سید محمد کفانی	سید محمد
سید حسن	سید مرتضی ثانی	سید تقی الدین خراسانی
سید حسن	سید محمد مقبول بیانی	سید عبدالوهاب
سید عباس ثانی	سید محمد رفیع الدین	سید عبدالحمید
سید ابراهیم ابوالحسن	سید سمیع الدین	سید محمود
سید حسین الدین	سید احمد حقانی	سید احمد
سید تقی الدین	سید علی کلانی	سید قطب الدین میر عیسی
سید محمد خواجه	سید حمید خاتون	سید صادق سالار
سید محمد یوسف	سید ملا الدین علی برقی	سید قطب الله
سید محمد اسحاق	سید علی اکبر (کثیر الانساب مر ۹۷)	سید حسن
سید الله داد	سید علی اصغر	سید احمد جواد
سید تقی الدین خراسانی	سید محمد خراسانی	سید محمد خراسانی
سید عبدالعزیز	سید محمد خراسانی	سید محمد خراسانی
سید برهان الدین (خراسانی)	سید محمد خراسانی	سید محمد خراسانی

اولاد امام جعفر صادق

سید یحیی	سید اخی خوسرو
سید علی ضیاء الدین	سید محمد مظهر
سید تاج الدین	سید محمد رفیع الدین
سید داؤد	سید محمد صدر
سید بہاء الدین	سید محمد مظهر
سید غیاث الدین	سید محمد طاہر
سید امجد	سید اسماء اللہ
سید نور محمد	سید عبداللہ
سید فتح اللہ	سید عبید اللہ
سید عبداللہ	سید فضل اللہ
سید علاء الدین صابر	سید رشید الدین
(کنز الانساب ص ۶۷)	سید نجم الدین عبدالاحد
	دشتر
	سید شہاب الدین سرور دینی
	(ہیر جگوت بہار)
	(کنز الانساب ص ۶۷)



اولاد سید علم الدین گیسو دراز (بهار)

(شجره نسب صفا)

مقدم شاه محمد نیشاپور

شاه محمود

مقدم شاه جامنگیر

سید شاه علی

سید شاه احمد

دوران شهاب الدین

سید فخر الدین

سید صفا

سید صدر جان جامنگیر

سید ملا محمد

سید احمد علی

سید محمد علی

سید شاه خرد علی

صوفی میری

سید شاه حسن

سید شاه محمد

سید شاه علی

سید شاه حسن

سید شاه محمد

سید شاه علی

سید شاه حسن

سید شاه محمد

سید شاه علی

سید شاه حسن

سید شاه محمد

سید ناصر

سید علم رسول

سید شاه محمود

سید الهی رباب

سید تاج علی چوچین

سید سر از شرفین

سید شاه عبدالقادر

سید شاه ابوالبرکات

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید ناصر

سید علم رسول

سید شاه محمود

سید الهی رباب

سید تاج علی چوچین

سید سر از شرفین

سید شاه عبدالقادر

سید شاه ابوالبرکات

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

سید احمد الله

(مسلم شهاب در صفا ۱۴)

جلد چهارم

مسلم شهاب در صفا ۱۴

جلد چهارم

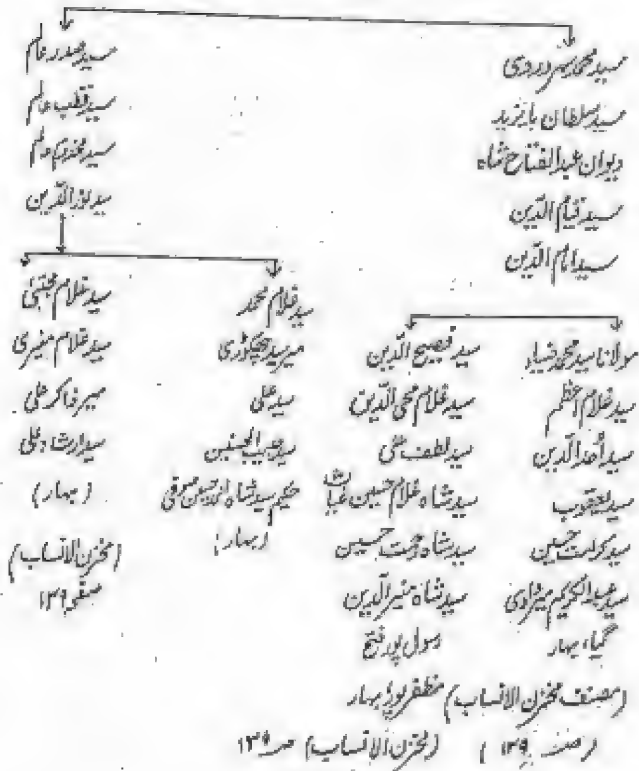
جلد چهارم

جلد چهارم

جلد چهارم

جلد چهارم

اولاد سید احمد حبیب بن سید حسن
(شجره نسب صفحہ ۱۵۱)



سید عثمان مومندی المعروف لال شہباز قلندرؒ

(مشیر و نسب ۱۵۶)

سنہ کے مرجع غلاق عظیم مونی بزرگ عثمان مومندی المعروف لال شہباز قلندرؒ ۵۳۸ھ
 میں عالم و مجدد میں آئے آپ کے والد سید ابراہیم کبیر الدین آذر بایجان کے دار السلطنت تبریز سے
 ۳۰ میل دور مغرب میں موضع مومندی سکونت پذیر تھے۔ حاکم مومند کو آپ سے بیٹی حقیقت تھی۔ سلطان
 شاہ نے اسی حقیقت کی بنا پر اپنی بیٹی سید ابراہیم کبیر کے عقد میں دے دیا۔ عین کے بلن سے لال شہباز
 قلندرؒ قلد ہوئے۔ سن ۵۷۰ھ کو شیخ کر حضرت بابا ابراہیم ولی کر لائی سے شریف بیت حاصل کیا۔ آپ نے
 مستند مرقیات کرام سے بھی کسب کیا جن میں مرقیہ حضرت خیر الدین گنج شکرؒ حضرت بہار الدین
 زکریاؒ مآقیؒ حضرت جلال الدین جید جہانیاں چل گشتؒ اور شیخ بوعلی قلندرؒ ہیں۔ آپ نے شریف
 لاکر سے ہون شریف، دادوسی سکونت پذیر ہوئے اور اسلام کا بول بالا کیا شعور سخن سے شفقت رکھتے تھے
 ان کا تخلص عثمان تھا کلام فارسی زبان میں ہے۔ آپ ۱۰۲۵ھ میں مطابق ۱۶۱۶ء میں واصل
 موت ہوئے۔ یہ دن شریف میں آپ کا مزار ہے۔

۱۔ راجع الانساب مشہور و تذکرہ اولیاء امت ۲۲

۲۔ اپنا راجع الانساب لکڑی نوہر ۱۹۹۹ء ۲۲

مخدوم سید علاء الدین احمد صابر کلیر شریف

(در شجر نسب)

آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبدالکریم ہے اور والدہ ماجدہ کا نام اجڑ ہے جو جمیلہ خاتون کے لقب سے مشہور ہیں۔ حضرت کی ولادت ۹۰۷ھ بمذیج الاول میں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی علی احمد ہے۔ مخدوم، اور صابر کے القاب سے مشہور ہیں۔ آپ جب باپ کے مکان کے ہوتے تو والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گئی۔ والدہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا خیال رکھا اور مزید تربیت کے لیے اپنے بھائی بابا فرید گنج شکر کے پاس اجمد دھن بھیج دیا۔ بابا صاحب نے اپنے بھانجے کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ تین سال کے عرصہ میں عربی و فارسی، فقہ، حدیث، تفسیر، منطق و معانی میں دستگاہ حاصل کر لی۔ آپ کی والدہ برات دایں چلی گئیں۔ بابا صاحب نے آپ کو نگر تقسیم کرنے پر لگا دیا۔ آپ نگر تقسیم کرتے مگر خود کچھ نہ کھاتے، اس طرح آپ نے باہ سال گزار دیئے۔ حضرت بابا فرید شکر گنج شکر نے آپ کو صابر کا لقب دیا اور اپنے حلقہ ارادت میں داخل کر کے خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت بابا صاحب نے اپنی صاحبزادی خدیجہ بیگم دشریفہ کا نکاح اپنی بیٹی کی خواہش کے مطابق آپ سے کر دیا۔ آپ کلیر شریف میں رہتے تھے اور وہاں کی خلافت و طاعت آپ کے سپرد تھی۔ آپ میں شاہن جلال بدریہ اقم موجود تھی۔ استغفران اس قدر تھا کہ اپنی غیرت لڑکی۔ آپ شاعر بھی تھے فارسی کلام میں احمد تخلص کرتے اور صابر، علاء الدین، ہندی میں تخلص تھا۔

حضرت شمس الدین ترک پانی پتی آپ کے غلیظ اور سجادہ نشین ہیں۔ آپ نے ۱۰۰۰ھ بمذیج الاول ۹۹۹ھ کو ہزار رحمت میں قدم رکھا۔ آپ کا مزار پرانہ کلیر شریف میں فیض و برکات کا شجرہ ہے۔

مناجات علامہ الدین صابر کلیمیؒ

(شعبہ نقشبندیہ)

خدا یا مجھ سے ترا اپنی نذر دارم
 بجز ذات پاکت پناہ سے نہ دارم
 ہم ایک دلائل صلیب پر پیش است
 بجز عطف تو عس در خواہے نہ دارم
 گناہ تو دارم بکن ہر چیز خواہی
 ولیکن کسے داد خواہے نہ دارم
 بگیر از کرم دست می پادہ خشر
 بجز قدرت من سپاہے نہ دارم
 توئی واقف از حالت من خدایا
 کہ در بر من دست نکشے نہ دارم
 زود و غمت من بجاں شرم دارم
 کہ در سینه غم خویش آہے نہ دارم
 شایم شایم شایم شایم ہو صابرؒ
 بجز نام تو نہ دارا ہے نہ دارم

شجرہ و تذکرہ

سید فرید الدین عطارؒ

پشت نمبر	اسماء	تصانیف
۱۵	سید فرید الدین عطارؒ	(۱) معیت نامہ (۲) الہی نامہ
۱۲	سید اسماعیل	(۳) شمسو نامہ (۴) پند نامہ
۱۳	خواجہ محمد باقی	(۵) اسرار نامہ (۶) جواہر نامہ
۱۲	سید نجم الدین دکنی	(۷) شرح القلوب (۸) مختار نامہ
۱۱	سید نصیر الدین	(۹) دیوان (۱۰) مطلق الطیر
۱۰	سید قمر الدین	(۱۱) تذکرۃ الاولیاء
۹	سید ابوبکر علی	
۸	سید عبید اللہ	
۷	سید عبداللہ	
۶	سید اسماعیل اعرج	
۵	امام جعفر صادقؑ	

ملک لغوات الانس ص ۵۳۱ تا ۵۳۵

سے بزرگ مونیہ کے چنگال میں

مولانا سید شاہ شہباز بھگلپوری

(شجرہ نسب)

پشت	اسماء	تاریخ
۲۶	مولانا شہباز بھگلپوری	۱۵۳۹ء میں صہبہ ہار
۲۷	مولانا شاہ عبدالحمید	کے ایک شہر مریض دیکھ کر شریف میں قلم اہلئے۔ آپ نے ابتدا میں شاہ
۲۸	مولانا شاہ نصر اللہ	محمد یونی سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں شیخ سلطانی کے دست مبارک
۲۹	مولانا شامہ علیا	پرست ہو کر مجلہ آثار پر شہر بھگلپور میں اقامت پذیر ہوئے اس
۳۰	شاہ امام الدین	وقت آپ کی عمر شریف ۲۰ سال تھی۔ وہ قیامہ تو درس و تدریس میں
۳۱	شاہ غلام شرف	مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے مرض الموت میں بھی درس نہیں چھوڑا
۳۲	شاہ غلام محبت علیا	وفات سے کچھ پہلے حکمران شریف کاندس سے بچے تھے۔ جیسے ہی
۳۳	لیان نصرت علیا	خبر ہوئی وہ بغیر غصہ سے پروا کر گئی آپ کی وفات
	نور شاہ محمد حسین	۱۵۴۳ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار بھگلپور شہر میں
	(بہار)	مرحہ شائق ہے۔ ان کے متعلق یہ شعر زبان نرد شائق ہے۔
		چلے گھوڑا اڑائے باز
		پھر شہباز کا شہباز

شہباز وادگ زیب مالک تادی مالگیری کے لیے اکثر پیشرو لا شہباز بھگلپوری
سے روح کرتا سرانجام کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قلم اڑا ہے کہ مالگیر بادشاہ نے ان
سے فرمایا کہ "شہباز" مفید وقت است۔
(تذکرۃ الکرام ص ۵) از شاہ محمد بھگلپوری وادی بالان از قلم آغا محمد الدین علی

۱۔ تذکرہ ص ۲۵، ۲۴، ۲۳ سے تذکرہ ص ۲۵ سے تذکرہ ص ۲۵ سے تذکرہ ص ۲۵ سے تذکرہ ص ۲۵ سے
نوٹ: شجرہ میں اصول النساب کی رو سے ۵ واسطہ درج ہوئے ہیں۔ (مؤلف)

ڈاکٹر عبد الغفار انصاری کے مطابق

عنوت میں شاہ شہباز محمد بھگپوری کا شجرہ نسب پندرہویں پشت میں مید شاہ جلال الدین سے جاتا ہے اور بھیسوی پشت میں حضرت امام حسینؑ تک پہنچتا ہے۔ آپ بھنوی سید تھے۔ آپ کے جد امجد صاحب خیر الدین اپنے فرزند ملا ناسید شاہ غلاب کے ہمراہ موضع دیروہ طلع گیا، بہار تشریف لائے۔ ملا ناسید شاہ بھگپوری کی ولادت باسعادت بھگپور مقام دیروہ ضلع بوشاہ بھاریوں کے صدر میں ہوئی۔ آپ تیس سال تک دیروہ ہی میں رہے بعد ازاں ۹۵۸ھ میں بھگپور منتقل ہوئے۔ آپ کا ابتدائی تعلیم گھر پر ہی مزید تعلیم کے لیے قزح تشریف لے گئے۔ علم حدیث میں آپ نے حضرت شیخ ابن حجر المکیؒ سے سیکھا۔ آپ عترت رسول میرا کامل تھے۔ اور مکمل اتباع شریعت کرتے تھے۔ آپ نے پوری زندگی درگاہ تدبیر میں اور رشد و ہدایت میں گزاری۔ آپ کا فیض سیالکوٹ، ٹھاکر، پٹنہ، امر پور، میرپور، سیکنگرا، پٹنہ اور انارک تک پہنچا۔ آپ نے اپنے محلے لڑاچک میں ایک دینی درسہ بھی قائم کیا جہاں آپ خود درس دیا کرتے۔ یہ درسہ اس زمانہ میں بہت مشہور تھا۔ سید رضی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عالمگیری نے اسی درسہ سے ان کتابیں علم کیا تھا۔

آپ مخدوم شاہ برہان الدین دیروہ سے بیعت تھے۔ شیخ پرہ سے خلافت دیروہ گنہ تھی جس کی تصدیق دیروہ کی خانقاہ کا امیر برائے فرودسہ کے سجادہ نشین شاہ محمد براہیم نے بھی کی ہے۔ ان کے تثنیٰ کے مطابق ملا ناسید شاہ شہباز محمد بھگپوری سے ملاسل فرودسہ کے سرور تھے۔ دیروہ کی خانقاہ میں ایک قدیم کرم خورہ کلی نسبتاً مرقومہ شیخ شعیبؒ کا راس زبان میں محفوظ ہے جس کے مطابق مخدوم شیخ شعیب جلال منیریؒ کے خطفا میں ایک بزرگ مخدوم شاہ اسلمی تھے جن کے والد خواجہ داؤد پانی پت سے تعلق تھا کہ جسے بہادری میں محدثین آباد میں مکتوت پذیر ہوئے تھے۔ شاہ اسلمی سے فرزند خواجہ شاہ بہادر دارہ، ان کے فرزند مخدوم شاہ برہان الدین عرف بشنگ، ان فرزندیاں دیروہ تھیں ان کے نام پر دیروہ کا آستانہ منصفہ کہلائے برائے رہے۔ آپ بالکل بزرگ تھے اور عثمانی النسب تھے۔ (شجرہ ص ۱) ایک سوال ہے کیا وہ عراقی

خدم برائے الدین دیر ہوئی تو شہنشاہ میں رخصت سفر فرما دیا۔ مولانا شاہ شہباز محمد مجاہد دہلویؒ انہیں کے مرید بنائے تھے۔

آپ کے برادر گرامی سید شاہ شہباز الدین کا سرور مرتضیٰ شریف قطبی لکھنؤ کا پیر و مرید ہیں اب تک محفوظ ہے۔ اپنے برادر گرامی کے مطابق مولانا شہباز محمد مجاہد دہلویؒ اپنے وقت کے جید عالم تھے اور متافریک میں علوم حدیث، منطق، فقہ اور فلسفہ میں افضل ترین تھے مصنف تذکرہ صوفیہ کے مطابق مولانا شہباز محمد مجاہد دہلویؒ نے سیکڑوں طالبان حق کو فیضیاب کیا اور درجہ ولایت پر پہنچایا۔ شاہجہاں بادشاہ نے آپ کے علم و فضل اور جنگل سے متاثر ہو کر جاگیر کے وسیعہ آپ کی خدمت میں بھیج کر آپ کے لئے شکر کے ساتھ واپس کر دیا۔

خلفاء | مولانا مفتی سید الکریم، فرزند، شاہ امدادی، شاہ مہر علی، دیران سید راہا، شاہ قطب، شاہ صوفی دامن و مزار علیہ السلام حضرت مہمان محی الدین وغیرہ۔

آپ کے خلفائے سنیہ اکثر پٹنہ، پٹنہ، ہمدان، دانا پور، پٹنہ، ٹھاکر اور پٹنہ کے اطراف میں رشید ہوئے اس لئے کہ اس سلسلہ جاری و ساری کیا۔

سید شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ

(مشہور نسب ۱۵۹۹ھ)

شاہ فرزند علی صوفی منیریؒ کی ولادت ۱۵۹۹ھ بمطابق ۱۲۰۳ھ کے مہینہ محرم میں لاہور میں ہوئی۔ آپ سید شاہ اولیٰ کے چوتھے بھائی ہیں۔ آپ اسلام پور پٹنہ میں مدفون ہیں۔ آپ سید شاہ اولیٰ کے چوتھے بھائی ہیں جو شرف الدین عینی منیریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہوں نے شہداء فیض آباد و شرف الدین عینی منیریؒ کی امرتسری بن امام تاج فقیر سے ملنا ہے۔ آپ کے ماما شاہ ابو الغفران قمر الدین حسین عرف شاہ لطف علی فردوسی سرہا۔ آپ شرف آباد پور قمر متصل پٹنہ، پٹنہ کے متوطن تھے۔ آپ کے بڑے بھائی سید اولاد علی نے منیر میں سکونت اختیار کر لی اس لیے آپ بھی منیر میں قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کا اعتقاد اسلام پور پٹنہ میں شاہ ولایت علیؒ کی دستبرد میں سے ہوا۔ صوفی منیریؒ کے فرزند سید علی کا قتل مشہور و معروف تھا۔ تھے جن کے بیٹے ڈاکٹر سلیم ابدالی پی ایچ ڈی ہیں۔ شاہ عبداللہ و سہارن نشین کا قتل کے بڑے بھائی تھے۔ سید شاہ صوفی منیریؒ کی تعلیم و تربیت ان کے ماما شاہ بیکون نے کی۔ اس کے بعد درس کی تکمیل اپنے بڑے بھائی شاہ اولاد علی واپسی فردوسی دستوفی ۲۰ صفر ۱۲۰۳ھ سے کی۔

سیدگان | خانقاہ اسلام پور پٹنہ کے سہارگان میں سید شاہ عبدالقادر اور ماما شاہ محمد حمزہ دستوفی (۱۲۹۱ھ مشہور ہیں)

تصانیف | راحت روح، وسیلہ شرف و ذریعہ دولت، لوائے حمزہ و سہارن و غازی، الاموال کسیر، مشنوی کشش عشق، درش عشق، معشقات التقریریں۔

د باب ۹ سادات کاظمی، شجرہ اولاد امام موسیٰ کاظمیؑ

سید حسن	سید حمزہ	سید ہاشم	سید جعفر
سید یحییٰ	سید ابوالقاسم	سید احمد	سید حسین
سید علی اکبر	سید محمد لاعلمی	سید جعفر	سید علی
سید علی غلام	سید محمد	سید محمد	سید ابراہیم
حکیم زادہ شہزی	سید اسماعیل	سید بارون	سید حسین ثانی
سید ارسلان	سید محمد	سید محمد ثانی	سید یوسف
سید محمود	سید جعفر حلال	سید جعفر ثانی	سید علی ثانی
سید محمد قندری	سید ابراہیم	سید علی	سید حسین ثالث
قاسمی نفاذ الدین	سید محمد	سید حسن	سید محمد
سید بہاء الدین	سید شرف شاہ	سید محمد ثالث	سید میر علی براتی
سید محمد شاہ پالین	سید فیروز دین گلاہ	سید علاء الدین	سید میر حیدر ہرادی
شاہ نجم الدین	حاجی سید عیسیٰ	سید حسین	سید کبیر علی ثانی
سید جہاں شاہ	سید محمد حقیق	سید خازم شاہ	سید شرف الدین
سید محمود	سید شمس الدین شہزی	سید نندگ	سید جمال الدین جبار
سید محمد رضا	سید صلاح الدین	سید عباد	سید حاجی شاہ
بی بی رقیہ	سید قطب الدین	سید علی	سید ہاشم
سید حسن علی	۱۶۳	سید شیر علی	سید میر المومنین شاہ
ہمسوہ فقیر		خدا بخش شاہ	سید لال محمد
(بی بی ہند)		سید میر علی	شاہ عبدالمومنین
۳۲		سید شافعی	سید شاہ جمال
عزیز النسل سلمان		سید محمود بکری	سید عبد القدوس
		(بھٹو سندھ)	سید حبیب اللہ
			سید شاہ عبداللطیف بھٹائی
			(بھٹو شاہ سندھ)

نوٹ: سید شمس الدین شہزی سید صلاح الدین شہزی کے ہار تھے۔ (مختلف)

شجره اولاد امام موسی کاظم

سید ابراهیم المرتضی

سید موسی شامی

سید محمد حسین	سید محمد	سید عبدالمطلب	سید اسماعیل
سید حسن حسینی	سید احمد	سید نور	سید علی
سید ابوالقاسم	سید محمد	سید محمد	سید محمد العلوی
سید سلطان مهدی	سید علی	سید زین العابدین	سید قاسم
سید الحسین قاسم	سید حسین	سید عبداللہ	سید محمد سعید
سید علی	سید جعفر	سید علی اصغر	سید دولت
سید حازم	سید عبد الرشید	سید علی اکبر	سید حسین
سید ثابت	امیر حسن مقبول	سید علی شیر	سید یعقوب
سید سید	سید محمد قصوری	سید محمود	حاجی سید یوسف
سید ابوالحسن فیضان	سید ابراهیم	سید نجف	سید یحییٰ
سید محمد کبریا	سید امیر حسن	سید حسن	سید اسماعیل
(حصہ ۱)	خواجہ قولا الدین	حاجی سید محمد	سید محمد اسماعیل خوری
	مرشد	سید عبدالحمید	سید محمد اویام
	خواجہ بہار الدین نقشبندی	سید یحییٰ	سید عبدالاحد
		سید سلیمان	سید رحمت اللہ شاہ
		سید شمس	سید غلام حبیب
		سید جمال	سید موسیٰ
		سید محمد حسین	سید محمد شاہ
		حاجی سید احمد بن مغانی	سید مرسل شاہ
		(بہار)	سید زکریا
			سید محمد یوسف خوری

شجره اولاد امام موسی کاظم



شجره اولاد امام موسی کاظم



(۲۸۵ تا ۲۸۶) (۱۴۳۵)

اولاد سید قطب الدین (شجره نسب ۱۹۹۹)	اولاد سید کبیر شاه (شجره نسب ۱۹۹۹)	شجره اولاد سید احمد حرم پاشا (شجره نسب ۱۹۹۹)
سید مہدی	سید عثمان شاه	سید تاج الدین
سید نصیر الدین	سید شکر اللہ	سید علی الرحمن
سید محمود	سید فتح محمد	سید شاہ علی احمد
سید علاء الدین	سید محمد نام	(سایہ امیر بہار)
سید حسن	سید محمد بقا	سید کی الدین تھن
سید محمد دریش	سید سر راشد علی	سید شاہ محمود علی
سید جمال	سید حزب اللہ	سید نصیر الدین
سید محمد	سید مرزا میر گیار	سید شاہ حبیب اللہ
سید حامد	سید میشت اللہ	سید شاہ محبوب اللہ
سید سلیم	سید مرزا میر گیار	سید شاہ محمود ثانی
سید احسان اللہ	(سید گری خیر علی)	سید شاہ محمد
سید شاہ برکت اللہ	(سید محمد محمد شاہ)	سید شاہ سرتی ثانی
بہار (۱۵۹۹)		سید کریم
مخزن النساب		سید کریم علی
		(مخزن جمعی اہل خانہ)
		سید کریم علی
		سید محمد علی کریم
		سید محمد اللہ زاد
		↓
		سید محمد کریم
		سید محمد کریم
		سید محمد کریم

حضرت شمس العارفین سید شمس بابا کاظمیؒ

در شجرہ نسب

حضرت شمس باباؒ امام موسیٰ کاظمؑ کے پوتا تھے۔ آپ کا مختصر ذکر حضرت قطب الدین گنیاد
کاکی اوشج کی کتاب ذیل العارفین میں ملتا ہے۔ شمس باباؒ کا مزار غزنی میں مرجع سادات ہے۔ آپ
کا پیر امام سید عبداللہ اردلان و نقب شمس العارفین تھا۔ خواجہ حسین الدین پشاور حیرتی حضرت خواجہ عثمان
بازدان سے غزنی خلافت حاصل کرنے کے بعد بزرگوں کے مزارات پر سفر فرمایا اور غزنی تشریف لائے
جہاں وہ شمس باباؒ کے جہاں رہے۔ واقعہ یہ کہ خواجہ حیرتیؒ و خواجہ ابو الغیرؒ فلاکی بزرگ شاہ کرٹ
مطالعہ شجرہ اور حضرت میری امام لطیفؒ اور پور شاہاں بھی امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد ہیں۔ شمس باباؒ کی
اولاد میں جلایہ شاہ سلطان حسینؒ، شاہ سلطان محمد و محمد یاسر بزرگ گزرے ہیں جن کا مزار بھی
افغانستان میں واقع ہے۔ آپ کی اولاد میں سید شاہ عبدالوہاب ہندو دودھ لائے جن کا مزار گلزار
کلا باغ میں مرجع سادات ہے۔ روضہ پختہ شاہ پڑا ہے۔ قلاب آف کاو باغ ملک امیر محمد ظاہر ان کا
مقبرہ اور مرید ہے۔

سید شاہ عبدالوہاب کاظمیؒ کے درود محمدی سے قبل یہاں کے لوگ پہاڑوں کے غاروں
اور دروں میں رہتے تھے لیکن شاہ صاحبؒ کے کہنے پر یہ لوگ نکلے میدان میں آجوتے اس سے
قبل یہاں احوال اور چٹانوں کے درمیان ملاقات ہوا تھا جس میں شاہ صاحبؒ کی برکت سے
اعوان کا یہ اب ہوئے تھے۔ بعد ازاں جب قندھار بڑھی تو اس خاندان کے لوگ قصدِ حجاز کر اپنا
سکن بنایا۔ پھر یہ لوگ حجاز کی طرف بڑھے۔ جہاں مولانا شمس الزماں نے اپنا آستانہ عالیہ
قائم کیا۔ سید محمدؒ میں درست محمدؒ نے نیاز میں سے تاجریں کی رفعت کو پسند کیا۔ نیاز علیہ
نے سپاس ہزار کنال راضی پیش کی جہاں حضرت درست محمدؒ نے اپنی خانقاہ تعمیر کی۔ نیاز علیہ
تبیلہ بھی غزنی سے یہاں آکر آباد ہوئے تھے و سادات کی رو سے اس خاندان کو سید کی پہلے

ترش لکھا گیا۔ میر دوست محمد کے چھ فرزندوں سے چھ نسلی شاخیں جاری ہوئیں۔ (۱) علی محمد
 (۲) محمد فاضل (۳) عسکرم علی (۴) عبد الباقی (۵) محمد مراد (۶) محمد شعیب، اسی خاندان کے انتقال کا ذکر،
 اخوندی اور آودھی بھی کہلاتے ہیں۔

اس خاندان سے کچھ علماء سید جمال الدین کاظمی وراثتاً تمام امتیازی اوقات سے مستف ہیں۔
 اپنی استقامت اور مجاہدانہ شان کے سبب انھیں صف اول کے شہسوار ہیں۔ علامہ کے پردادا خواجہ میر بخش
 صاحب کتب و کرامت بزرگ تھے جن کو خراج گاہ سیالوی سے غزنی خلافت عطا ہوا تھا۔ بعد ازاں ان کے دربار
 واجد زادہ باکرامت صاحبزادگان خواجہ غلام فرید شاہ اور خواجہ غلام نصیر الدین شاہ کے زمانہ میں مسلسل
 بیعت و درود تک پھیلی گئی تھی۔ خواجہ غلام فرید شاہ کے فرزند خواجہ غلام کمال الدین شاہ کاظمی مجاہد شہین
 ہوئے۔ یہی علامہ سید جمال الدین کاظمی کے والد محترم ہیں۔ سید جمال الدین کاظمی ۱۹۶۶ء میں تولد ہوئے۔

۱۰ سال کی عمر میں تمام جدید و قدیم علوم کی تکمیل کی۔ خواجہ قمر الدین سیالوی نے ۱۹۶۶ء میں اپنے دست مبارک
 سے دستار بندی کی اور غرق خلافت سے نوازا۔ صاحبزادہ بیک وقت ایک شیخ طریقت، صاحب سجادہ و متفکر محقق
 اور اسلام کے نڈر سپاہی ہیں۔ انھوں نے چند دفعہ کراچی تفسیر فرما کر اپنے بحر العلوم ہولے کا ثبوت دیا ہے
 یہ سن کیا کہ ملکی طبقوں میں اپنی مالانہ نفیات کی وجہ سے تصنیف و تالیف اور تحقیق کا عمل کی
 تکمیل کے لیے انہیں ایک وسیع کتب خانہ میسر ہے جو لاکھوں روپے کی بیش قیمت اور ادرار قابل کتابوں
 پر مشتمل ہے۔ ۱۹۸۸ء میں انعام دیں کے لیے کراچی سے اسلام آباد تک رنگ مارچ، کی تبادلت ان کی
 زندگی میں در قیام اسلامی نظام کے جدوجہد کی تاریخ میں ایک روشن باب ہے۔

نوٹ:- موجودہ شجرہ کے مطابق حضرت حسین الدین شہیدی امام موسیٰ کاظمؑ کی آٹھویں پشت
 میں تولد ہوئے جبکہ شمس بابا امام موسیٰ کاظمؑ کی چوتھی پشت میں تولد ہوئے اس لیے اول الذکر
 کا مرزا لکھ کر کے یہاں پہچان رہا تحقیق طلب ہے۔ (مؤلف)



اولاد سيد ابراهيم بن امام موسی کاظم اولاد سيد عبدالوهاب شاه مکران (کتابخانه)

میدتہام لہذا ناصر الدین قزلباشی شہید

سید شاه شمس بابا تبریزی خزن نوی

سید شاہ قطب الدین

سعد بن عبد الله

مجلس شورای اسلامی

13

Figure 1

سید محمد علی ایوبی

سلطان محمود شاه

سلطان حسین مرزا

سید اسماعیل شاہ

سید الخیر

سید اسحق شاہ

سعد عبد اللطيف شاه

سید محمد الدین شاہ

مدير عام

سید محمد علی

سید

سید جمال شاہ

میدین شام

سید احمد شاہ

— $\frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} \left(\frac{1}{r} \right) = \frac{1}{r^3} \left(\frac{1}{2} \frac{d^2}{dt^2} \left(\frac{1}{r} \right) \right)$

مجلس الشورى

١١٩

سید عبدالعزیز شاہ

سید گل حسین

میاں محمد شاہ

شاہ شرف حسین

خواجہ غلام محمد قسطنطنیہ شاہ

تقوا جبر غلام قرعہ شاہ

بجہ از غلام مسکین الہی بالہ کرم شہاد

الحمد لله رب العالمين

طی ۱۳۳۳

1870

(مہتمم مدرسہ قرینہ یہ فریہ ماری پور کا اچھی)

(Faint handwritten notes)

المستعمل

خواجہ معین الدین چشتی سنہری

(مشہور نسب ۱۱۱۱ھ)

ہند میں سلسلہ چشتیہ کے بانی خواجہ معین الدین چشتی بھجستان میں تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں والد کا سایہ سر سے اٹھو گیا۔ طلبِ غذا میں سرفرد چلے۔ کلامِ پاک حفظ کیا اور علومِ فہمِ باہری و باطنی حاصل کی۔ سرفرد سے نکل کر عراق کے قصبہ امان چلے اور شیخ عثمان ہارونی سے ترقی و بیعت حاصل کی۔ ڈھائی سال تک مرشد کی خدمت میں رہے اور دس سال تک مرشد کے ساتھ سیاحت کی۔ بارگاہِ رسول سے ہند آنے کی بشارت ہوئی۔ جس وقت اجیر آتے ہوئے لاہور میں ٹھہرے تو حضرت علی ہجویریؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ نے مزار پر چل کر لاہور سے خواجہ صاحبِ مقام آئے لیکن سے وہی گئے۔ پھر اجیر شریف ۱۰۱۰ھ میں تولد ہوا جہاں آخر دم تک قیام فرمایا۔

اجیر کے قیام کے دوران دو شاویاں کیں جن میں سے ایک تو سید و جیدہ الدین مشہور عالمِ اجیر، کی دختر بی بی حسنت تھیں دوسری کسی ہندو راجہ کی لڑکی بی بی امت تھیں جو مشرف بہ اسلام ہوئیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی اولاد میں تین فرقہ حضرت سید فخر الدین حضرت سید خیار الدین ابو سعید اور سید حسام الدین تھے۔ ایک دختر بی بی حافظہ جمال تھیں۔ حضرت خواجہ صاحب نے سید فخر الدین اور بی بی حافظہ جمال کو خلافت بھی دی۔ بی بی حافظہ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں۔ پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ۶۲۳ھ میں ۹۷ سال کی عمر میں واصلِ محنت ہوئے۔ سخیۃ الاولیاء میں عمر ۱۰۵ بتائی گئی ہے۔ اجیر شریف میں مدفون ہیں جہاں مزار مبارک مرجعِ خلافت ہے۔

مجاہد بہت کرتے تھے۔ رات کو کم سوتے، اعتناء کے دنوں سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے کلامِ پاک دن رات میں دوبار ختم کرتے تھے۔ غایتِ کعبہ میں دعا کی تھی کہ قیامت تک خلافت

بلکہ مرآۃ الانساب ص ۱، شہ بنیم صوفیہ ص ۳۷، مکمل کنز الانساب ص ۲۵۷

مکمل کنز الانساب ص ۱۷۷، شہ بنیم صوفیہ ص ۲

پشتیہ کا سلسلہ قائم رہے چنانچہ یہ سلسلہ آج تک قائم ہے فقیرانہ لباس میں رہتے اور صاحب الدہر
 بزرگ تھے۔ ہند کے مریاتے کرام میں خواجہ صاحب کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ رسول اکرم کی
 طرف سے تقب الشائخین کے لقب کی بشارت ملی۔ سماع کا فوق تھا۔ ان کی عقل سماع میں
 ماسویہ مشارک کی بڑی کثرت ہوتی تھی۔

خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی ہے مگر کئی تعانیف ان کے نام سے
 منسوب ہیں مثلاً

(۱) رسالہ در کتب نفس (۲) رسالہ در خیر و بد (۳) حدیث المعارف (۴) کشف الاسرار (۵) دیوان حسین
 (۶) انیس الاولیاء (۷) دیوان الباقین۔

دلیل المعارف میں مقامات سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہر مقام ایک ایک پیغمبر
 سے منسوب ہے مثلاً قرینہ حضرت آدمؑ سے، عبادت حضرت ابراہیمؑ سے، انہ حضرت یسعیؑ سے، رنا حضرت
 ایوبؑ سے، قنات حضرت یعقوبؑ، ہمارہ حضرت یونسؑ، صدق حضرت ابراہیمؑ، فکر حضرت شعیبؑ، استرا دار
 حضرت شعیبؑ، اصلاح حضرت رادوؑ، انعام حضرت لوطؑ، معرفت حضرت خضرؑ، شکر حضرت ابراہیمؑ
 اور محبت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

مشہور خلفاء

غلام بہتیار کاک، خواجہ فخر الدین (فرزند) شیخ حمید الدین ناگوری، شیخ وجیبہ الدین خواجہ
 برہان الدین، شیخ محمد ترک ناویل، خواجہ عبداللہ بیامانی، شیخ مسعود غازی (داعیہ)

حضرت سید شاہ طالب علی شطاری تملپوریؒ

شجرہ نسب

حضرت سید شاہ طالب علی شطاری تملپوری شطاریہ
سلسلہ اہل لقیۃ کے بزرگ تھے۔ وہ نابھنی حسین سید
تھے۔ آپ کی خانقاہ تملپور درجہ گہ میں ہے جہاں آپ
کی ابدی آرام گاہ بھی ہے اور دوسری خانقاہ علامہ الدین
پیر دروہ اور سہڑا میں ہے۔ آپ کے صاحبزادے
سجادہ نشین حضرت سید شاہ علی احمد کا انتقال بریم پور
پاکستان میں ہوا۔ آپ کے وصال کے بعد جانشینی اور
سجادگی آپ کے ثالث فرزند علامہ سید شاہ احمد علی حسین
شطاری کو تفویض ہوئی۔ آپ عالم دین، صوفی اور حکیم
حاذق ہونے کے علاوہ بین الاقوامی شہرت کے عربی
زبان کے ادیب، مہمانی اور شاعر بھی تھے۔ آپ کو عربی
نعت گوئی میں بڑی شہرت ہوئی۔

سید شاہ ارشد علی شطاریؒ

۱۸- کار علی سید ارشد علی حسین شطاری

۱۶- سید احمد علی حسین شطاری

۱۶- سید علی احمد حسین شطاری

۱۵- سید طالب علی حسین شطاری

۱۴- سید محمد الابر شطاری

۱۳- سید محمد نعیم شطاری

۱۲- سید علی شطاری

۱۱- سید عین الدین بیابانی احمد شطاری

۱۰- سید عبدالمعین محمد علی الدین شطاری

۹- سید محمد الخار شطاری

۸- سید علی

۷- سید ابراہیم

۶- امام موسیٰ کاظمؑ

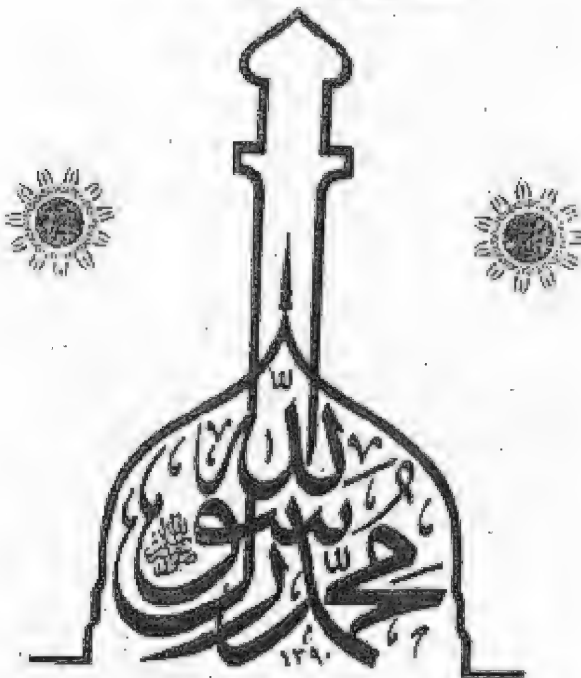
سید صدر الدین شاہ صدر

شجرہ نسب ۱۲۲

اہم گرامی سید صدر الدین اور لقب شاہ صدر تھا۔ والد کا نام سید محمد اور دادا کا نام سید علی بن تھا۔ آپ کا تعلق کانہی سادات سے ہے۔ چوتھی صدی ہجری میں شاہ صدر کے جبراعلیٰ سید علی بنی جو اکابر شیوخ اور اولیاء کبار میں تھے اپنے ایک سورتھارا اور ہزار ہوں کے ساتھ سامرا سے ہجرت کر کے تبلیغ کے لیے زندہ تشریف لائے۔ اور پرگنہ سیستان فتح داد میں چلے تو رستہ نامی پہاڑ کے واسطے میں دیا کہ کن رے ایک چٹخا اور خاموش بستی میں سرکشت پذیر ہوئے۔ یہ گاؤں آگے میں کر سید علی کے نام پر ایک غلوی مشہور ہوا اور ان کی اولاد لکھیاری سادات کہلائی، یہ سادات کا پہلا خانہ تھا جو عازم مندر ہوا لکھیاری سادات اپنی شرافت و نہایت کے اعتبار سے پر سے مندر میں عزت و احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ گیارہویں صدی ہجری کا ایک مستغنی مورخ میرک بنوسف اپنی کتاب "منظر شاہ چکان" میں ۱۲۳۰ھ میں سادات لکھیاری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے "سادات غلوی بسیار صحیح النسب اند" وہ اپنی لڑکیوں کا رشتہ دوسرے سادات میں نہیں کرتے۔ میر علی شیرخان غلوی نے سید علی بن کی سند میں آمد کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ابو ذرؓ کے ماجد و نورانی کا بیٹا آملی نے اسلام قبول کر لیا اور منصور میں جا کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور حافظ قرآن بن کر واپس آیا تو گھر والوں نے شاہی پر مجید کیا انہوں نے انکار کیا تو کسی نے ملنے دیا کہ یہ تو عرب لڑکی سے شاہی کرے گا۔ یہ بات دل میں بیٹھ گئی وہ فوراً چلے گئے۔ ایک دن کسی نے وگھڑاتے سے غلام کے من و حیل کی تعریف کی وہ دہپے آنا رہا آملی بوقت پہنچا اور برہن آباد سے فوراً نکلی گئی۔ شہر کے لیے اس نے بدھا کی۔ وہ سید صاحب عرب پہنچا اور خلیفہ کے دربار میں فریاد کی خلیفہ نے سامع سے سید علی بن عرب مجاہدین کے دستہ کے ساتھ وگھڑاتے باہر کی گشتال کے لیے سندھ بھیجا۔ لیکن دستہ کے پیچھے سے

تہی ہی برہمن آباد کے غضب سے تباہ ہو چکا تھا جس کے کشتہ زات اب بھی موجود ہیں۔ سید علی
جب سندھ پہنچے تو راجہ پشیان ہرگز نائب ہوا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی سید علی سے کر دی جن سے
چار صاحبزادے تولد ہوئے۔

(۱) سید محمد (۲) سید مراد (۳) سید حاجی (۴) سید چنگ۔ شاہ مدد سید علی کے بڑے صاحبزادے
سید محمد کے فرزند ہیں۔ گھیساری سادات سندھ میں ہر جگہ موجود ہیں۔ دوسرے شاہ مدد زیارت گاہ ضلوع
ہے۔ سید محمد شاہ مدد کے فراسد ہی جرمولی کاٹل تھے۔ سید محمد شجاع بھی شاہ مدد کے فراسد تھے
جو نقشبندیہ سلاسل کے نامور بزرگ اور مرنی تھے۔



سید شمس الدین مشہدیؒ

(مشہور نسب ۱۶۹۰ء)

بندگی شاہ برکت اللہ کے مرثیہ اعلیٰ سید شمس الدین مشہدیؒ سے ہندو تشریف لائے۔ اور شیخ شرف الدین پیر مینریؒ سے بیعت ہوئے۔ خدمت الملک کے برابر مخدوم جلیل الدین مینری کی دستبرد سے نکاح کیا جن کے بطن سے سید شاہ منجن کو لد ہوئے جن کی اولاد میں شاہ واجد علی تھے جو سید رستم بن سید شاہ حمید راہگیری کے داماد تھے۔ ان کی اولاد کھراتل پر گئے سوائے ضلع گیا میں آباد ہیں۔ سید شمس الدین مشہدیؒ کے برادر کا اسم گرامی سید صلاح الدین رشید تھا اور ان کے چھوٹے بیٹے بیجاگلپور میں سکونت پذیر ہوئے۔

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ

(شجرہ نسب منسلک)

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ تیغ برہنہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ بہار کے اکابر شائین میں سے تھے۔ یہ سلاسل سہروردیہ کے بزرگ گنہ سے ہیں۔ یہ مخدوم شرف الدین بھلی منیریؒ اور مخدوم قیسم اللہ سفید بازؒ کے حقیقی خالہ زاد بھائی تھے۔ آپ کی ولادت ہمدان میں ۷۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار شہر ہمدان کے سلطان تھے، سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کی۔ کچھ دن مخدوم چرمپوش سلطان رسہ پھر یہ بھی تخت و تاج چھوڑ کر شہر ملتان چلے آئے، مولانا املا اللہ علی غلام الحق چٹوہیؒ ان کے پیرو تھے۔ ان کے اشارہ پر بہار سے دہلی، تشریف لے گئے، آپ کے کمالات و کمالات سے متاثر ہو کر وہاں کا راجہ مسلمان ہو گیا۔

انہی درگاہ بہار شریف میں والد اور والدہ کے ساتھ ہی ان کا مزار ہے۔ ۱۸۸۰ء کی عمر میں ۲۶ صفر ۱۲۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

مخدوم سید احمد چرمپوشؒ کے دو فرزند تھے :-

(۱) سید شاہ سراج الدین احمد

(۲) سید شاہ تاج الدین احمد

شاہ سراج کے ایک فرزند کا نام سید عبد الرحمن تھا۔

سید محمد جوہی پوریؒ

بیشت نمبر	اسماء	سید محمد جوہی پوریؒ
۱۷	سید محمد جوہی پوریؒ	سید محمد جوہی پوریؒ شیخ دانیالؒ کے مرید و خلیفہ تھے سال کی ولادت
۱۶	سید عبداللہ	۸۵۹ھ میں برہنہ میں ہوئی، ۸۸۸ھ میں جوہی پور سے ہجرت کر کے
۱۵	سید عثمان	عظیم آباد آئے پھر چند برہنہ تشریف لے گئے وہاں سے ماہر
۱۴	سید موسیٰ	دہلہ، آگئے۔ بارشاہ غیاث الدین ظہری (سنہ ۹۰۵ھ) آپ کا
۱۳	سید قاسم	مستند تھا۔ ۸۸۸ھ میں جانا پیر (گجرات) میں ڈیرہ سال رہے۔
۱۲	سید نجم الدین	سنہ ۸۹۹ھ میں گجرات سے برہنہ آئے پھر میر گئے۔ بعد سے
۱۱	سید عبداللہ	گجرات گئے۔ ۹۰۵ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ۹۰۹ھ میں ناگ
۱۰	سید یوسف	ہوتے ہوئے حبیبیہ تعمیر فرما سکے۔ ۹۱۵ھ میں قندھار
۹	سید یحییٰ	سے فرار ہوئے۔ ۹۱۵ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔
۸	سید نعمت اللہ	آپ کے صاحبزادہ میراں میر جوہی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔
۷	سید اسماعیل	وہ موضع راج اور فرج کے درمیان مدفون ہوئے۔
۶	امام یحییٰ کاظمؒ	خویشہ، ٹھٹھ کے مشہور شہسوی سادات کے جدِ اعلیٰ سید
۵	امام جعفر صادقؒ	محمد یوسف جھکئی اور سید مبارک شاہ، شیخ دانیال کے مرید
۴	امام باقرؒ	ہر کہ سید محمد جوہی کے سلسلہٴ ارادت میں داخل ہوئے۔
۳	امام زین العابدینؒ	سند کے مشہور محکمات فاندان کوہلہ رحبائی، کاشغورہ طریقت
۲	حضرت امام حسینؒ	بھی سید محمد جوہی سے متا ہے۔
۱	حضرت علیؒ	

شجرہ و تذکرہ

سید شاہ عبدالکریم بلڑی والے

سید شاہ عبدالکریم ستوی، ۲۰ شعبان ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۶ء ہجری
 ۱۰۵۲ھ کو شیار میں ولد ہوئے ان کے جبر اصل سید علی نے ستوی
 شہر آباد کیا تھا جو آج کل شیار شریف کہلاتا ہے۔ چچن ہی
 میں والد صاحب کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ آپ کی پرورش آپ
 کی والدہ اور آپ کے بڑے بھائی سید جلال نے کی۔ سید شاہ
 عبدالکریم نے مخدوم نوح بالائی سے فیضان حاصل کیا۔ اپنے
 پیر مخدوم نوح بالائی کے ارشاد کے مطابق شیار شریف سے
 ہجرت فرما کر بلڑی شریف میں سکونت پذیر ہوئے۔ مخدوم اکرم
 سمیع اور سید یوسف مہدی بکری سے بھی بیت کی اور اپنی
 پوری زندگی ریاضت و مجاہدہ میں گزار دی۔ ساری زندگی حق
 فاقہ اور تکدستی میں بسر کی۔

آپ ۸۸ سال کی عمر میں ۷ ذی قعدہ ۱۱۳۲ھ میں واصل
 ہوئے۔ آپ کے آٹھ فرزند تھے۔

- (۱) سید نثار اول (۲) سید عبدالرحیم شاہ
- (۳) سید جلال شاہ (۴) سید نثار شاہ
- (۵) سید نثار ثانی شاہ (۶) سید دین محمد شاہ
- (۷) سید حسین شاہ (۸) سید عبدالقدوس شاہ

پیش نمبر	اسماء
۲۵	شاہ عبدالکریم بلڑی والے
۲۳	سید لعل محمد
۲۲	سید عبدالوسن حسن شاہ
۲۱	سید ہاشم
۲۰	سید حاجی شاہ
۱۹	سید جلال الدین جبار
۱۸	سید شرف الدین
۱۷	سید کیر علی ثانی
۱۶	سید حیدر ہروی
۱۵	سید میر علی ہراتی
۱۴	سید محمد
۱۳	سید حسین ثالث
۱۲	سید علی ثانی
۱۱	سید یوسف
۱۰	سید حسین ثانی
۹	سید ابراہیم
۸	سید علی
۷	سید حسین
۶	سید جعفر
۵	امام موسیٰ کاظمؑ

سید عبداللطیف بھٹائی سائیں بھٹ شاہ عالم حیدر آباد سندھ

(شجرہ نسب و ولادت)

اس شاندار کے ایک ہنگامہ سید بیسہرات سے ۱۸۵۵ء میں سندھ تشریف لائے اور قصبہ ہارہ میں سکونت اختیار کی اس خاندان کے کچھ افراد بڑی میں آباد ہوئے۔ اسی شاخ میں سید عبدالکریم بڑی والے منگولی شاہ کے پیداوار بڑی والے کہلائے شاہ صاحب کے والد سید حبیب شاہ بہت ہی عابدانہ بزرگ تھے وہ صاحب دھند حال میں تھے اور ہمیشہ اشتغاف میں رہتے تھے۔ شاہ عبداللطیف کی ولادت ۱۲۹۵ھ میں ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ سامان میں اندک زینب عالمگیر بادشاہ تھا۔ جب سید حبیب بڑی چلے آئے تو شاہ لطیف بھی والد کے ساتھ کوٹری میں رہے۔ اندک زینب عالمگیر کا جب انتقال ہوا تو شاہ لطیف اس وقت ۱۸ برس کے تھے۔ ان کے وطن میں اس وقت کلہوڑوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے وہ وقت بھی دیکھا جب نادر شاہ بادشاہ نے ایران سے آکر سندھ کو لڑا۔ نادر شاہ ۱۲۵۲ھ کے آخر میں سندھ آیا اور ۱۱ محرم ۱۲۵۲ھ کو لاہور کا رخ کیا۔ ایران روانہ ہوا اور ۱۲۵۳ھ میں قتل ہوا۔ ان کے سامنے ایک وقت ایسا بھی آیا جب احمد شاہ ابدالی دھندانا ہوا اور قتل کیا اور اس نے سندھ کو کابل کے ماتحت بنایا۔ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی شہر زلفیغ ہشاہ جو سالو ہے جو سندھ کے پچھلے چھ میں نہایت عقیدت و اخلاص کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ ان کی بہت سی کرامات مشہور ہیں۔ ایک مشہور روایت کے مطابق شاہ کی بدولت شاہ بندرہ تحصیل ضلع ٹٹھہ ویران ہو گیا جو ان دنوں اوٹری کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

مقالات الشعراء کے مصنف نے آپ کے محامد و فضائل کا اعتراف کیا ہے۔

”آئین اب اگرچہ آتی یاد آتا علم عالم بہ نام پر لڑے محض قلا دل شان ثبت بودہ، الحق الی بیت

قابل لائق شان شاہ است

پر طفل خفید نامیدہ دبستان

پر کسی پارہ اسرار و حسن

مکہ مکرمہ سورجانی سندھ سندھ کے مقالات الشعراء مترجم پر سام الدین راشدی ۱۹۶۰ء

آپ کا تہی قلعہ سادات کاظمی نے ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ مخدوم عربی دیار کی دختر تھیں۔ آپ ۱۲ سال کی عمر میں ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء میں بھٹ شاہ میں داخلہ ہوئے اور وہیں فرما رہے تھے۔ آپ کا مزار بھٹ شاہ میں مرجع خلائق ہے۔



منقبت (فارسی)

شاه وایف بستانی ساین شاعر و وزیر
 با شوقان را دوست داند و از آن بلا بخوا
 است لطیف و لطیف پید و در دل نشان کرد
 غریب تر کسی که کند آگهی ایمان را
 خفته در پرتو نور و در دشت اسرار عشق
 هفت خزان آن شاعر مستحیاب از نغمه نغمه
 شاعر جنگ و ریاض اولیاء مروت و عدت
 در عالم ناپاک اندر دمیست آسان نیست
 یزدن شاه آید او سیاه و اوقی انقیر
 باب علم معرفت چه واکند در دلبخیر
 ترک گردد تا و مال آن نعمت سلطان فقیر
 انشا گردد و از آنست شیف است اسرار پیر
 مثل پرده میر و بر شمع حق خرد فقیر
 دلیری افضل ترین شیرین سخن مثل دبیر
 نزد اله بر مزار کشت و دیده ام هم غفیر
 بمقتضای آنکه بانی نادر و روشن ضمیر

شاعر و نیشال بزرگ پیر و محمد شاعر
 بعضی باجم نازان یک جهان هستند امیر و رفیق



سید محمد تقیؒ

(شجرہ نسب ۱۴۲)

سید محمد تقیؒ کی ولادت ۱۱۳۵ھ کو درمحل پور سامنی خیر پور میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد سید محمد تقیؒ نے مختلف سلاسل کے بزرگوں سے روحانی ترقی حاصل کیے سلاسل قادریہ میں سید عبدالقادر حسینؒ سے اکناس فیض کی جو شیخ سید صالح شاہ قادری کے مرید تھے۔ سلاسل چشتیہ اور نقشبندیہ میں آپ کی رہبری مخدوم اسمیل وہڑی نے کی۔ آپ کے مرشدان سلاسل میں خواجہ اسماعیل، خواجہ جمال اللہ، شیخ حاجی ایرب، شیخ سعدی لاہوری، شیخ سید آدم بخاری، شیخ دکن الدین گگری، عبدالقدوس گگری، شیخ احمد عبدالمنن رودوی اور شیخ جلال پانی پتی کی توسط سے خواجہ حسین الدین چشتیؒ، خواجہ باقی باللہ خواجہ انگلیؒ، درویش مر، خواجہ محمد ناہد، خواجہ عبد اللہ اسرار، خواجہ عبدالغفور جرجانی خواجہ بیار الدین نقشبندی معروف تھے۔

سید علی گوہر حسینی نے اپنی کتاب خزینۃ العرف (علی، مصرعہ، ۱۰۸۰ھ) پر قریبی سلاسل طریقت کی تفصیل درج کی ہے۔ سید محمد تقیؒ نے فارسیہ چشتیہ اور نقشبندیہ سلاسل کے سرچشموں سے فیضیاب ہو کر سندھ میں عرفان و تصرف کی دولت کو عام کیا اور اپنی پوری زندگی ارشاد و ولایت میں صرف کی وہ سنگی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹ ربیع الثانی ۱۱۹۵ھ میں سید تقیؒ گتہا بلدی کی ایک گٹھڑی سر پر رکھ کر تھے تشریف لیے جا رہے تھے کہ راستہ میں ڈاکوؤں نے اس گٹھڑی کو مال و دولت سمجھ کر آپ کو شہید کر دیا۔ قصیدہ شیخ طیب (خیر لور) میں آپ کا مزار درمخ خلافت ہے۔ سید محمد تقیؒ کے کل اہلخانہ و قرابت تھے جن میں پیر سید محمد راشد و محمد ہاشمی نے علم و فضل و تقویٰ و تقویٰ عرفان اور تصرف کے اعتبار سے غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ آپ ہی کی اولاد میں سندھ کے مشہور پیر پکا راہ پر سکندر شاہ، شاہ سروان ثانی، کشتاب سے زینت آرائے سجادہ و غیر غرض یہ کہ آپ نے فضل و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی اس کی روشنی سربلین سندھ کے پیر چچہ پر ہو گئی۔

ملک خیر و مرغانہ ۱۲۶۳ تا ۱۲۶۴ھ

ترجمہ سید محمد تقیؒ حضرت علیؑ کی جو تیسویں پشت میں آئے ہیں (مرفعت)

پیر سید محمد راشد رضوی دہلوی و سید شاہ مرزا پیر گیارہ

دشہرہ نسب ۱۱۳۱ھ

پیر سید محمد راشد رضوی دہلوی کی ولادت خطائے صہب میں ہوئی۔ علوم و فہم احادیث اور شاہ فیضان
 دہلوی سے حاصل کیے اور اپنے والد سید محمد بقا کے دست پر بیعت ہو کر دعائی تربیت اور فیض حاصل کیا۔ ۱۱۳۶ھ
 میں پیر سید محمد راشد نے ۹۲ سال کی عمر میں یام شہادت لڑائی کیا۔ آپ کی تصانیف میں ۱۱۷ شریعہ اسلام
 اللہ الحسنی (۲) جمیع الجوامع مشہور ہیں۔ آپ کے دہلی کے بعد آپ کے فرزند پیر صہب اللہ شاہ آدل منو
 خلافت پر بیٹھے۔ اس خاندان میں یہ پہلے پیر ہیں جو پیر گیارہ میں صاحب رستاد کے نقب سے مشہور ہوئے
 آپ کے دوسرے بھائی پیر کلین جھٹا اولے دوسری جگہ چلے گئے جو پیر جھٹا کہلائے۔ پیر جھٹا
 کا کتب خانہ آج بھی علی و تائیں غیر معمولی شہرت و عظمت رکھتا ہے۔ ان کے عہد میں سلطنت اسلامیہ
 کا چراغ جھلکا رہا تھا۔ پنجاب پر سکھ چلائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سکھ سناہ پر لپٹا ہوئی
 نظر ملے دیکھ رہے ہیں تو جاؤ کا عزم معزم کر لیا۔ شہید صہب اللہ شاہ کا سلسلہ نسب ۲۲ درجہ پشت
 میں حضرت سید علی اکبر علی عرف گیارہ سے جاتا ہے۔ سناہ کے اوراق میں آپ کے لاکھوں روپیے
 ہوتے ہیں اور تحریر ہوتے ہیں آپ کی ولادت ۱۱۳۱ھ میں پیر جوگ ٹوٹہ خیر پور میں ہوئی۔ ۱۱۹۲ھ میں ۱۲
 سال کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱۹۹ھ میں فریاد ادا کیا اور پھر تحریک قائم کی اور اگر بھول کی
 غلامی سے آزاد ہونے کے لیے دشمنوں سے نیرو آ کر ہونگے اور جہاد کا اعلان کر دیا۔ سرور تھا مومن کا کوئی
 جزو تحریک کا مرکز ساکن تھا۔ پیر صاحب کو خلق ساکن سے گرفتار کر لیا گیا اور ان پر بغض ہتھ بھلا گیا
 اور آپ کو چھائی کی سزا دی گئی۔ اگر بھول نے کوشش کی کہ اگر پیر صاحب معافی مانگ لیں تو
 انہیں رہا کر دیا جائے گا لیکن پیر صاحب کا ایک ہی جواب تھا۔ میں جہنمی سید ہوں اور میری رست
 سے نہیں ہٹتا۔ ۲۰ مارچ ۱۱۹۹ھ کو فر کے وقت سید صہب اللہ شاہ ثانی پیر گیارہ کو چھائی سے
 رہی گئی۔ ان کے سید محمد بھاول کو بہت ہی درد ناک اور اذیت ناک سزائیں دی گئیں۔ ان کی بھولی

تذکرہ سہیلہ سناہ

بکری کو کچھوں میں دکھا گیا ہزار ہا بچے روڑے سے اورد، عورتیں بہو کے اندام سے بیاریوں سے متاثر ہو کر ہلاک ہو گئے۔ یہ کیسب درج ذیل مقامات پر قائم کیے گئے تھے۔ (۱) جرمی (۲) دارہ در (۳) نواب شاہ (۴) بھول (۵) سینہ رور (۶) کچھو (۷) ساگھر (۸) پتھورہ (۹) میر پور خاص (۱۰) سکھ ر (۱۱) حیدر آباد (۱۲) خیر پور جب قادی تحریک کے سرفرش مجاہدوں نے اپنے قائد اور مرشد کی رہائی کے لیے پرنسپل تحریک چلائی اُنہ تعمیرات اٹھالیے تو ان پر ظلم کے پھاڑ توڑے گئے اور مقرر مجاہدوں کے گاہوں کے گاہوں منور ہستی سے مٹا دیے گئے۔ ظلم پر بے پناہ غلام کے بعد آخر کار انگریز اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے لیکن آزادی کے نوازوں کی قربانیوں کے انسانی آج بھی تاریخ میں محفوظ ہیں۔ ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مولانا عبد القدوس بہادر کی کاوشوں سے قائد اعظم کے حکم پر تحریک کو کیسپوں سے آزاد کیا گیا تاکہ وہ انتخاب میں حصہ لے سکیں۔

سید احمد کبیر رفاعی

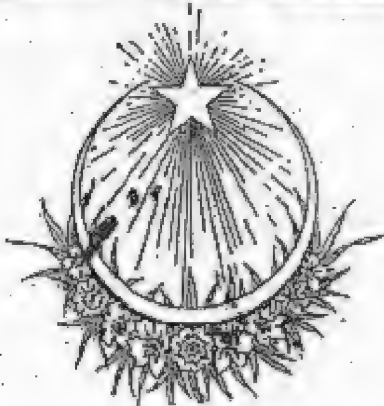
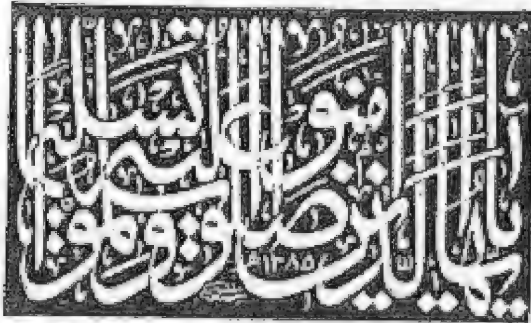
(شجرہ نسب منشا)

سلاسل رفاعیہ کے مورث اعلیٰ سید احمد کبیر رفاعی تھے۔ آپ کا اسم گرامی احمد تھا۔ آپ سید احمد مرید حسن امیر رفاعہ کے سبب رفاعی مشہور ہوئے۔ آپ شافعی کے مسلک کے پابند تھے۔ آپ نسبتاً شبیکہ گیلہ اور نام نہادی کاظمی کی اولاد ہیں اس لیے موسوی کہلاتے۔

سید عبدالرحیم رفاعی کا تعلق ازبک سید صالح الدہلوی تھے شاہانہ اور رنگ زیب سے کرایا آپ کے کتبہ کمال سے اور رنگ زیب بھی آپ کا مستند ہو گیا۔ سید صاحب نے دکن میں ملاباد، اکتھو، کالی کٹہ، کاسٹر اختیار کیا اور سلاسل رفاعیہ کو فروغ دیا سفر میں آپ کے فرزند سید یوسف رفاعی ملک شاہہ دہلوی بن گیا، دکن آ کر اتریش میں آپ کو رنگ سے گورنر ٹاؤن دیکھ کر سلطان بہت مستند ہو گیا اور اپنی بیٹی ان کے عقد میں دے دی۔ آپ نے ملک کا دورہ کیا اور بہت سے غیر مسلموں کو مشرف باسلام کیا۔ سید عبدالرحیم کا انتقال ۱۳۳۰ھ میں ہوا۔ خاتواہ بریا بھانگل میں آپ مدفون ہیں قبل ہی خاتواہ کے بہت سے بزرگ چند تشریف لائے تھے انہیں میں سے سید جمیل الدین رفاعی کے خلفان کے سید احمد الدین رفاعی ۱۳۴۰ھ میں برودہ کے سجادہ نشین تھے آپ نے اپنی دختر کا عقد سید الدین سید الدین رفاعی سے کر دیا اور ان کو سجادہ بنایا ان کے وصال کے بعد سید بدر الدین محمد رفاعی ۱۳۴۵ھ میں برودہ کے سجادہ نشین بنے۔ آپ کے چار صاحبزادگان تولد ہوئے ۱) سید حسام الدین رفاعی (۲) سید زین العابدین رفاعی (۳) سید رضی الدین رفاعی (۴) سید نذر الدین رفاعی اور دختر بھی تھیں۔ سید بدر الدین رفاعی کا وصال ۱۳۶۷ھ میں ہوا۔ آپ کے بعد آپ کے بیٹے فرزند سید حسام الدین رفاعی گدی نشین ہوئے۔ فی الحال ان کے مجھے صاحبزادہ سید کمال الدین رفاعی خاتواہ رفاعیہ ٹوہہ کی سبھاگتی پر غلطہ افروز ہیں۔

جب ہندوستان تقسیم ہوا تو سید رضی الدین (لالہ میاں) رفاعی اپنے چھوٹے بھائی سید نذر الدین کے ہمراہ کراچی تشریف لائے آپ نے تجارت شروع کی اور ساتھ ساتھ سلاسل رفاعیہ کو

بھی فروغ دیا۔ آپ کو پتے جدا جدا سید احمد کبیر نظامی سے حدود پنجت تھی۔ آپ نے پانچ مرتبہ سید احمد کبیر
 نظامی کے دربار مقدس واقع امام عہدہ کی زیارت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں
 ہیں وہ سید جلال الدین نظامی دیار شاہ میاں بدر ۲، سید وزیر علی نظامی ۳۱، سید بدر الدین نظامی ۱۰، سید
 محمد مجید ۱۲، سید شاہ بیگم۔ آپ کا شیرویل ہے۔ سید علی الدین بن سید بدر الدین بن سید نور الدین
 سیف بن سید حسام الدین بن سید بدر الدین محمد بن سید زین العابدین بن سید محمد بن سید علی بن سید یوسف نظامی
 بن سید عبدالرحیم نظامی ۱۱



نواب سید امیر علی موسوی

(داری شہزادہ نسب منہ)

نواب سید امیر علی خان بہادر رئیس ہارہ نواب کرٹھی پٹنہ کا خاندان موسوی، ضوی، انوری اور
زیبکی النسب ہے۔ قاضی سید نوح موسوی اس خاندان کے سرشب اعلیٰ تھے وہ ابتدا میں منصب قضا
پر فائز تھے۔ عہد مظفر میں ابتدا سے ہندو بادہ رہے۔ آپ کی زندگی کا اسم گرامی یہاں کی زیب تھا اور فرزند
کا نام سید ابوبکر شہنشاہ دہلی نے ان کی زندگی کی شانین شان شیخ الشیخ کا لقب دیا جب سے یہ خاندان
شیخ کہلانے لگا۔ بادشاہ کی طرف سے بہار میں خاندان کے لیے چک زیب اور چک ابوبکر کی جاگیر عطا ہوئی
یہ سوانحیات ہارہ قلعہ پٹنہ میں ہیں۔ سید ابوبکر کے فرزند ملا سید شاہ نور محمد تھے جن کے بیٹے سید شیخ
احمد تھے۔ سید شیخ احمد تھے۔ سید شیخ احمد کے وہ صاحبزادے قتلہ ہوئے۔ (۱) شیخ غلام محی الدین
(۲) شیخ عطاء محی الدین، شیخ غلام محی الدین کے فرزند کا نام شیخ محمد رفیع تھا جن کی زندگی بی فیہ بہت
قاضی سید محمد راہ تھیں۔ قاضی سید محمد راہ قاضی حسین الدین کے پوتے تھے جن کو شاہ جہاں بادشاہ نے
بہار کے لیے ہارہ پٹنہ میں ایک موقوفہ قاضی حسین الدین چک، جاگیر میں عطا کیا تھا جو دہان اب تک
شہور ہے۔ مسماۃ فہیدہ کی والدہ کا نام مسماۃ غازیہ تھا جو سید نظام الدین خان خانان کی دختر تھیں۔
خان خانان دیوان محمد معظم کے فرزند تھے۔ دیوان معظم شاہزادہ کامگار کے وزیر مقرر ہوئے تھے۔ شاہزادہ
کامگار بہادر شاہ اول کا بیٹا اور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا پوتا تھا۔ دیوان معظم کو چنگیز لاکھو شلیع
مؤکبر میں ایک لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی گئی تھی۔ دیوان معظم کے بھائی کا نام سید عابدی محمد تھا جو شاہ جہاں
سے امیر تارہ دناوی، انڈراب سید امیر علی مسماۃ ۱۶۸۸ء حقیقت میں کہانی ہیں اور سید الدین احمد ہارہ کی پڑوسی

ملہ تاریخ حسن ملہ

نوش ملہ سید محمد اسلم عالمگیر اورنگ زیب بادشاہ کے عہد میں جنگی ہندو جنگان کے قاضی مقرر ہوئے تھے۔

نوش ملہ سید قلندر غازی عہد ابوبکر میں قرق کے سپہ سالار تھے۔ انہوں نے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔

نوش ملہ سید ابوبکر کی زندگی کی تاریخ شیخ الشیخ لقب دیا گیا جس کے سبب یہ خاندان شیخ کہلا یا اور لقب

بادشاہ کے بیٹے شاہ شجاع کے آئین مقرر ہوئے تھے بعد میں شاہ سلطان کھنیز شاہ شجاع کے
 آئین مقرر ہوئے تھے۔ ویران مظہر کے والد کا نام مرنی سید علی کرمان کے مشہور بزرگ تھے۔ شیخ محمد
 رفیع کے دو بیٹے تھے (۱) شیخ وارث علی (۲) شیخ محب علی (۳) شیخ مسعود (۴) شیخ وارث علی کی بیوی
 تھیں جرنو اب سید امیر علی کی دامادی تھیں۔ مسعود صاحب سید غلام محمد نقوی کی دختر تھیں جرنو سید جلال الدین
 بخاری چانیان گشت کے خازن تھے۔ شیخ وارث علی کے بیٹے کا نام اسد الدین احمد عرف
 شیخ احمد علی تھے جن کے نام پر بیٹے فراب سید امیر علی تھے شیخ احمد علی کی زوجہ کا نام مسعود دھانی تھا جو سید محمد علی کی
 بیوی تھیں۔ سید محمد علی کی بیوی کے نامی سید محمد اسلم ندیدی الواسلی جاجیز کے بیٹے تھے جن کا لقب سیدالاولاد
 سادات میں سے تھا اور جرنو سید احمد جاجیز کی اولاد میں سے تھے۔ واضح ہو کہ سید احمد جاجیز جہاڑی
 سادات پورہ گاؤں کے محدث اصل گروہ سے ہیں۔ فراب سید امیر علی کے پوتا کا شیخ محمد رفیع کے خسر سید
 محمد باہر دھنی کی اولاد بلوچ پور تربت میں آباد ہے۔ تمام اراکین و املاک فراب سید امیر علی کے دادا شیخ
 وارث علی کے نام منتقل ہوئی۔ اگر خیروں کے دور میں بھی جاگیر دار رکھی گئی اور تا حیات امانت دہیہ مقرر ہو۔
 فاروق شاہ نے اس شیخ وارث علی کے بیٹے شیخ احمد علی کے نام سے زمینہ الہی کی سند جاری کردی۔ شیخ احمد علی
 منسل، مراد آباد پولی میں تحصیلدار مقرر ہوئے اور خدمت بطور احسن انجام دینے کے سبب ان کو مرشد دار
 مقرر کیا گیا۔

سید امیر علی کی ولادت تقسیم ہند کے قاضی حسین الدین چک عظیم آباد میں ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء
 میں ہوئی۔ بہت ہی کم عمری میں ضروری علوم کی تکمیل کی۔ اپنی آبائی جائیداد پر انہوں نے تکیہ نہیں کیا بلکہ
 معاش کی جستجو میں رات دن کوشاں رہے۔ ۱۲۵۱ھ میں پٹنہ میں دیوانی عدالت میں وکالت شروع کر دی
 اور بہت جلد عروج حاصل کیا۔ ۱۲۵۳ھ میں ہند کے دار الحکومت کلکتہ پہنچے۔ نعیم الدین حیدر فراب اور وہ کے
 اراکین دولت میں شامل کر دیے گئے۔ بعد ازاں ٹوپی سپرنٹنڈنٹ محکمہ خاں مقرر ہوئے۔ ۱۲۵۴ھ میں دیوانی
 نظامت کلکتہ میں شامل ہوئے۔ ۱۲۵۵ھ میں انگریزوں کے خلاف جنگ آزادی لڑی گئی اس وقت مسٹر
 سیمون پٹنہ کا کسٹنر تھا اور سید امیر علی جج ٹریٹ تھے۔ اس کے بعد کلکتہ میں آزادی مجسٹریٹ مقرر کر دیے گئے۔
 بعد ازاں حکومت بنگال کی کونسل کے رکن کے منصب پر فائز ہوئے۔ لارڈ لارنس نے ۱۲۶۴ھ میں آپ کو
 خان بہادر کا خطاب عطا کیا تھا۔ کچھ دنوں آپ نجی سید کونسل کے رکن بھی رہے۔ ۱۲۶۵ھ میں جرنو

پرگنہ کے آکر یہی جو بڑی مقرر ہوئے ۱۸۹۶ء میں دائرہ لائے ہندو نظریہ پر ہمارے دو بار لگایا میں
 خدمت کے عوض ایک لاکھ روپے خزانہ شاہی سے حبیب خزانہ کے لیے دیکھتے مقرر کیا گیا۔ لڑا اب اس
 اسی کا خطاب بھی مرحمت فرمایا گیا۔ آپ اپنے زمانہ کے ہر لکڑیہ اسے ۱۸۹۵ء کی جنگ آزادی کے
 بعد بیکٹوں میں دلی کو سونے پر چھوڑ دیا گیا اس وقت آپ کو مشترکہ مقرر کیا گیا جس سے سیکرٹریل گئے ہو
 کی جان بچ گئی۔ ان پر جانے والے میں لڑا اب سید لطف علی خاں بھی تھے۔ بعد ازاں سید امیر علی کو
 ”دور بر سلطان“ کا خطاب مرحمت فرما کر معزول لڑا اب واجد علی شاہ کا مشیر مقرر کر دیا گیا۔ سید امیر علی نے
 اپنی کروٹوں کی جائیداد کو گودی رکھ کر لڑا اب واجد علی شاہ کے اختراجات پر سے کیے۔ جب لڑا اب
 سید امیر علی کا انتقال ہوا تو اسے بیٹا دہندہ ہاجڑوں کے پاس گروی تھی ہر طرح آپ کی کئی مہر وں جائیداد
 خزانہ میں تلف ہو گئی۔

لڑا اب سید امیر علی کے تین فرزند تھے (۱) لڑا اب زادہ خان بہادر سید اشرف الدین احمد علی امام
 بارہ کے تری تھے وہ حبیب باغ میں آئے تو انہیں سی آئی اے سے فرازا گیا۔ (۲) لڑا اب زادہ سید افضل الدین
 احمد زمانہ نور شیدی کے مصنف تھے۔ آپ ایک طرف راجپوتوں کے عہد پر مقرر ہے۔ (۳) لڑا اب زادہ
 سید احسن الدین احمد علی انیس بہادر اڑیسہ کے عہد پر مقرر تھے۔ بعد ازاں ایکٹر چوہاں آف راجپوتوں
 بھی رہے۔ فیضیٹ گورنر ہمارے ایک کٹیو کو قتل کی کیفیت کا چارہ لینے والے تھے کہ حرکت قلب بند
 ہو گئی۔ کلکتہ میں سید احسن الدین احمد کا انتقال ہوا اس وقت آپ کلکتہ کے ٹوپی کٹر تھے۔ کھن شہر کی ایک
 شاہزادہ آپ کے نام پر مرسوم ہے۔

سید افضل الدین احمد ہمارے اکیلا شہر کا تھے۔ وہ ۱۸۵۸ء میں آؤد ہوئے۔ کلکتہ میں ان
 کی اور دو غازی اور سری کی تعلیم اچھے احوال میں ہوئی اور انہیں قابل اساتذہ کرام بنے مستحق ہوئے
 کا موقع ملا۔ ان کی انگریزی تعلیم کے لیے انگریز معلم رکھے گئے تھے۔ کلکتہ اس وقت مشرق وسطیٰ تہذیب
 تمدن کا گہوارہ تھا۔ سید افضل الدین احمد کا آنا جانا لڑا اب واجد علی شاہ کے محلات میں بھی تھا۔ شہر
 سلطان کے خاندان کے ساتھ ہی ان کا اٹھنا بیٹھنا تھا۔ لاکھ بھیت بھی نگین مزارع تھی۔ دولت کی
 فراوانی تھی اور آپ لڑا اب زادہ بھی تھے۔ ”فساد خورد بینی“ میں انہوں نے کلکتہ کے مسلم امراء،
 لڑا اب زادوں کی نیکیات کی ساشتی احوال کی بڑی مہارت اور چابکدستی سے حکام کی ہے۔ یہ کتاب

۱۸۹۹ء میں حکومت میں شستگی پڑی جس میں چچن تھی۔ باپ صاحب نے ان کا لگاؤ آخر دم تک رہا۔ بہادر خریف میں آپ کی سسرال تھی اور سیرسٹر قریب سید نعیر الدین حسین ان کے دادا تھے۔ یقیناً وہ میں سید افضل الدین احمد کا انتقال ہوا۔ انشاء پر وادی میں ان کا درجہ کمال ٹپٹی نذیر احمد اور عبد العظیم شہر سے کم نہ تھا۔

سید افضل الدین احمد کے فرزند کا اسم گرامی سید نجم الدین احمد تھا جن کے سات صاحبزادے ہیں۔

۱) سید منہاج الدین احمد ۲) سید سراج الدین احمد ۳) سید بیچ الدین احمد ۴) ایڈیشنل کمشنر کراچی ۵) سید زین الدین احمد ۶) افسر محکمہ خوراک ۷) سید یحییٰ الدین احمد ۸) سید سبطہ الدین احمد ۹) سید حسین الدین احمد ۱۰) سید کریم الدین احمد۔

حکومت پاکستان۔

سید نجم الدین احمد کے دادا کا اسم گرامی افضل حسن تھا جن کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہیں۔ وہ سید قیسہ جمیل کے ہیں۔ پل آ کر گرامی (۶) سید پرویز جمیل (۱۲) خزانہ خاتون۔

سید زین الدین احمد محکمہ خوراک میں افسر تھے ان کے سب سے بڑے صاحبزادے سید عامر تہریز ایک جوانمرد سی ایس پی افسر ہیں۔ وہ پاکستان آؤٹ ڈیپارٹمنٹ میں ڈائریکٹر کے عہدہ پر فائز ہیں وہ بڑے ہی چاق و چوبند اور تیز فہم انسان ہیں۔ وہ بہت ہی درود مند رکھتے ہیں۔ ہر وقت تلاویں کامل کے لیے تیار رہتے ہیں۔ لوگوں کی خدمت ان کی زندگی کا شعار ہے۔ وہ اپنے آباء اجداد کے تمام اوصاف کے مستف ہیں۔ قوم کو ان سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔

وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

اور اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں : القرآن



سید آدم بنوری و سید یوسف بنوری

(مشہور نسب متع)

سید محمد یوسف بنوری کا بی بی تعلق سید آدم بنوری سے ہے جو اہم ربانی مجدد الف ثانی کے صوبہ سے بڑے خلیفہ تھے ان کی جگہ پدائش، نور تھی جو ریاست پٹیا اور میں سرحد کے قریب ایک مشہور قصبہ ہے۔ سکھوں کے دور میں یہ لوگ ہجرت کر کے سرحد میں آباد ہوئے۔ جہاں انھوں نے بانی نے بڑی عزت و تکریم کے ساتھ پذیرائی کی ریاست دیر کے بانی ایسا آغونہ آپ کے خلاف اراوت میں شامل تھے جنہیں دیر کے قبائل نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا بعد ازاں آپ کے خاندان کے کچھ لوگ کاہاٹ اور پشاور میں اقامت پذیر ہوئے۔ مولانا یوسف کے پردادا امیر احمد شاہ بڑے ہی وجاہت و بزرگ تھے انہوں نے پشاور میں ایک محل آباد کیا جو گڑھی میراٹھ شاہ کہلاتا ہے سید یوسف کے والد سید کریم نے ہندوستان کے شہر غانا جوں کی دیانت کی بی بی عبد القادر بیگم کی کے مزار پر چکر کشی کی امیر امان اللہ دال کاہاٹ کے دور میں جہانپور کے کاندھ میں ان کا بڑا بی بی نقسان ہوا۔ مولانا یوسف کی ولادت ۹ دھجہ ۱۲۶۶ھ کو ہوئی والدہ کے انتقال کے بعد ان کی چھ بی بی بی بی مریم نے ان کی پرورش کی جو اراکت دلیہ تھیں۔ حضرت مریم کی طرح ان کے پاس بے سوچ کے میرے آتے تھے۔ سہ ماہی میں پڑھتے ہوئے باوجود حیرت کات کر اپنا کفن تیار کیا تھا لیکن مجھری میں اسی سوت سے مولانا یوسف بنوری کا جبکہ بڑا بڑا ہوا تھا۔ مولانا بنوری کے والد ایک جید عالم تھے انہوں نے مختلف دینی مسائل پر مختصر تحریریں لکھیں کتب تصنیف کیں مثلاً دعا، معجزات، سوا، تفسیر، دیباہ اور علم طب وغیرہ۔ مولانا بنوری کا سلسلہ اراوت اسلام اللہ ہوا جو کئی کے خلیفہ مابین شیخ احمد نجفی بنی مولانا سید حسین احمد مدنی اور مولانا اشرف علی تھانوی سے تھا۔ مولانا کا بڑا بی بی اللہ سے بھی تعلق تھا۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد اللہ بن ابنا حذیر اور دیشی حکومت سعودی عرب سے بھی تعلق تھا۔ شاہ فیصل ان کے بڑے قدر دان تھے۔

سید آدم بنوری کے غلام میں سید احمد شہید کے والد شاہ علم اللہ بنی بی بی لوی کے نور و گوں میں گئے ہیں۔

شعبہ عربی الفنون اسلامیات صفحہ ۲

نوٹ :- اصولی انساب کی رو سے ۱۹ یا ۱۸ سالہ کو کم درج ہوئے ہیں (نوٹ)

باب بیست و نهم در شجره اولاد امام علی رضی الله عنه

سید یحیی	سید جعفر ثانی	سید سلطان علی	سید یحیی
سید حسن	سید رشید الدین	سید مرتضی	سید یحیی
سید سعید	سید حسن	سید برخودار	سید محمد عیون
سید محمود	سید فی الدین	سید یحیی	سید علی
سید علی	سید احمد حسین	سید عبداللہ	سید حسین
سید مرتضی	سید معروف	سید کرام	سید حسین الدین
سید برہان الحق	سید حسن الحق	سید محمد شمسوار	سید یاقر
سید سراج الحق	سید اسحق	سید محمد	قاضی فخر قاضی
سید کمال الدین	سید احمد	سید احمد	قاضی جمال الدین
سید جلال الدین	سید محمد	سید برخودار	قاضی قاسم
سید مہار	سید کمال الدین	سید شمس	قاضی شمس
سید سلیمان شہری	سید احمد حسن	سید حسن الدین	قاضی بدین
سید ابراہیم	خواجہ کمال الدین اوسنی	سید عیسیٰ	قاضی حسین الدین
	خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	سید حسین	قاضی محمد یاقری
	(دہلی)	سید جمال	قاضی یار محمد
		سید زین العابدین	قاضی اکرام
		سید عبد الرحمن	قاضی محمد و اص
		سید حسین اکبر خوی	(لکھنؤ ہند)
		سید غلام یحیی	
		سید غلام اشرف	
		سید تاج الدین	
		سید احمد حسین	
		سید شہد حسین	

شجره اولاد امام علی رضا

سید یعقوب	سید عبدالرشید	سید مصطفی اشهدی	سید یوسف
سید اسحق	سید عبدالحمید	سید سلیمان	سید عبدالطلب
سید یوسف	سید صدر عالم	سید عبدالکریم	سید عبدالرزاق
سید محمد	سید عالم	سید عبدالرحمن جیلانی	سید ابراهیم
سید احمد	سید آخوند	سید تاج الدین	سید نورج
سید سید	سید ابراهیم	سید شهاب الدینی	سید محمد شید
سید برکات	سید احمد	(سید داری شریف آباد)	سید علی الدین
سید عرب اذل	سید علی	سید شاه معروف	سید عبداللہ
سید میر محمد	سید محمد	سید شاہ عارف	سید علی اصغر
سید معین محمد	نبیانی رضیہ	سید نظام جیلانی	سید علی اکبر
سید شمس محمد	خواجہ قطب الدین	سید لعل محمد	سید علی شہیر
سید محمد	مختار کمالی	سید سعد اللہ	سید مبارکہ خٹکری
سید میر	(دہلی)	سید محمد بخار دار	سید خضر الدین
سید مبارک ثانی		سید جمال	سید صالحہ
سید عرب ثانی		سید علی اکبر	سید برکات
سید خلیل		سید ناصر اللہ	سید اختر میر
سید شمس الدین		سید نور علی	سید چاند
سید حسن شہید		سید انور علی	سید زبیا
سید سلیمان		سید محمد عارف سون	سید جان علی
ڈاکٹر شہداء		سید احمد علی	سید معصوم علی
صف ۳۰		حکیم حافظ حسین	سید معصوم علی
		سید عبدالغفور	سید خرمین
		(سید بیاد علی)	سید سید الدین
			سید کریم علی
			سید فضل علی ربوی (مہار شریف)

شجره اولاد مید مبارک (شجره نسب) شجره اولاد مید سلیمان (شجره نسب)

میدزین	مید درالین	مید حسان
مید محمد	مید محمد شیر	مید دوست محمد
مید میر	مید عظیم الدین	مید غلام حیدر
مید ابوالفتح	مید حسین علی	مید محمد واصل
مید عالم	مید دوست علی	مید محمد علی موذن
قاضی عبدالفتاح (ابو)	مید احمد علی	میر واجد حسین
شجره	میر آقبال علی	میر فطیر حسین
شجره اولاد مید زیبا (شجره نسب)	حاجی مید زبیر الدین	مید عبدالمعلم
مید شیخ	بی بی عصیم	مید رحیم الدین
مید عظیم شیر	مید قمر الهدی	(استخوان)
مید ناصر شیر	مید مصباح الهدی	(پیش)
مید جعفر شیر	استاد مؤلف	
مید مسعود شیر	(شعبه نامه و نسب)	
مید بهادر شیر		
مید بهار شیر		
میر افضل شیر (بهار شیر)		



شجره نسب پدری خواجه قطب الدین بختیار کاکی

(بطلان کثر النسب) صفحه ۸۲	(بطلان سرة النسب) صفحه ۶۳	(بطلان بزم صولیه)	(بطلان شجره نسب)
۱۹. خواجه قطب بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی	خواجه بختیار کاکی
۲۰. خواجه کمال الدین او	سید مزی ادشی	سید کمال الدین	سید موسی
۲۱. خواجه سید محمد موسی	سید همدادی	سید مزی ادشی	سید احمد ثانی
۲۲. سید احمد ادشی	سید محمد	سید احمد ادشی	سید کمال الدین
۲۳. سید حسین الدین	سید احمد	سید کمال الدین	سید محمد
۲۴. سید رشید الدین	سید حسن الدین	سید محمد	سید احمد
۲۵. سید رشید الدین	سید معروف	سید رشید الدین	سید اسحق
۲۶. سید حسن معروف	سید احمد	سید حسن الدین	سید احسان الدین
۲۷. سید محمد اسحق	سید رضی الدین	سید رشید الدین	سید معروف
۲۸. سید محمد جواد	سید حسین الدین	سید جعفر ثانی	سید احمد
۲۹. سید علی سجاد	سید رشید الدین	امام علی رضا	سید رضی الدین
۳۰. سید جعفر ثانی	سید جعفر ثانی		سید حسین الدین
۳۱. امام علی رضا	امام علی رضا		سید رشید الدین
			سید جعفر ثانی
			امام علی رضا



شجره نسب مادری خواجہ قطب الدین کاکی

(بمطابق کتب انساب)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

بی بی رضیہ

سید محمود

سید علی

سید احمد

سید ابراہیم

سید آدم

سید عالم

سید محمد عالم

سید عبد الحمید

سید عبد الحمید

سید عبد الرشید

سید حسن

امام علی رضا

(بمطابق
شجرہ مستندہ)

خواجہ بختیار کاکی

بی بی رضیہ

سید محمود

سید علی

سید احمد

سید ابراہیم

سید آدم

سید عالم

سید محمد عالم

سید عبد الحمید

سید عبد الرشید

سید حسن

امام علی رضا



تذکرہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

(شعبہ نسب ۲۶-۶۰۶)

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا پیشی قصبہ ارشد، امداد پور میں تولد ہوئے۔ بختیار الدین اکبر لکھی
اور قطب الدین لقب تھا۔ آپ عربی حاکم میں خواجہ کاکی کے نام سے مشہور ہوئے۔ ڈیڑھ سال کی عمر میں
والد کا انتقال ہو گیا۔ والد کے زیر سایہ تعلیم و تربیت ہوئی۔ ۵۰ برس کی عمر میں مولانا ابو نعیم سے غلامی
علم کے علاوہ اثنی عشر علم کی تعلیم پائی۔ سترہ سال کی عمر میں خواجہ حسین چشتی کے دست مبارک پر بیعت کی اور
خرقہ اختلافت پانچ دن رات میں دو رکعت نماز ادا کرتے اور رات تین ہزار درود شریف کا ورد کرتے تھے۔
آپ سیاست کے لیے نکل نکلتے ہوئے یمن، مصر، قندھار اور بلخ گئے۔ وہاں شیخ شہاب الدین عمر سہروردی
سے فیضیاب ہوئے۔ اسی مجلس میں خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔
دہلی کے سفر میں قلندر جگر شیخ بابا الدین دیکھا کہ قادیان سے ملاقات کی۔ آپ کی ریاضت و مجاہدہ کا یہ علم
تھا کہ اخیر عمر میں بالکل نہ سوتے تھے۔ ہر وقت استغراق و مراقبہ میں ہوتے۔ نماز کے وقت آنکھ کھولتے
تجدید و نوک کے نماز ادا کرتے تھے۔ ہر روز دو ہجرت نام پاک ختم کرتے تھے۔ سورۃ یوسف کی برکت سے
انہوں نے قراؤں پاک حفظ کیا تھا۔ عقلی مسائل میں اس شعر یہ بیان جان انور کے سپرد کر دی۔
سچ گشت گاہیں خیر تسلیم را ہر زمان از غیب جان دیگر است۔
آپ کا سال وفات ۸۰۳ھ ہے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کے جنازہ کی نماز الیہ شخص شہر علیہ کا جس
کے کوئی حرام کاری نہ کی ہو، جس کی ستیغ قضا نہ کی ہو اور جو شہر نماز یا جماعت خیر اولی کے ساتھ ادا کی ہو۔ یہ
شرطیں صرف سلطان التتار کی ذات میں پوری ہوئی تھیں اس لیے اسی نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ آپ کی تعزیت
میں ایک کتاب "فوائد السالکین" آپ سے منسوب ہے جو ملفوظات پر مشتمل ہے جن میں خواجہ بختیار کاکی نے شریعت
کیلئے۔ مشائخ چشتیہ سلوک میں پند و ہیبت شمار کرتے ہیں ان میں ایک کشف و کرات کا ہے۔ اس روایت
کے حامل ہونے پر نالک اپنی ذات کو ظاہر کیا ہے وہ اقبیہ و خات سے محروم رہا تاہم۔ ان کے نزدیک منکر و عارف
کامل تھا اس لیے کہ اس نے اسرا ظاہر کر دیے۔ آپ کے خلفاء میں بابا شکر گنج، شیخ عمرو بیاری، سید محمود
بابینوری، سلطان امیر الدین، مفتی، حمید الدین، آغری، شیخ بلال تبریزی، نظام الدین، دیار شہر رہے۔

شجرہ و تذکرہ سید منہاج راسٹی

پشت نمبر	اسماء گرامی
۱۲	سید منہاج راسٹی
۱۳	سید تاج الدین جیلانی
۱۴	سید عبدالرحمن جیلانی
۱۱	سید عبدالکرم شہیدی
۱۰	سید اسماعیل شہیدی
۹	سید مصطفیٰ شہیدی
۸	سید حسن
۷	امام علی رضاؑ

سید منہاج راسٹی ۱۲۷۲ھ میں پھلواری شریف تشریف لائے اور یہیں متعلقہ مقام پر رہے اور ۱۲۸۵ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔

سید منہاج راسٹی کی دوسری الہیہ سماء نبی آسمت بنت شاذ کلین کربئی کے وطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ مندرجہ ذیل دیباچوں میں پھیل گئی۔

(۱) عشی (۲) بدلیو (۳) مصطفیٰ پور مٹکول۔

یہاں کے مختلف سادات گھرانوں سے ان مرادات میں ان کی عزت بخشنی۔

(۱) کاکو شریف (۲) کرلیتے پر مرلیے (۳) نیرہ

(۴) نیگرو و درگیر (۵) پکڑا (۶) گورگالان

آپ کی اولاد وایجاد میں سید علی اکبر اور سید عبدالعزیز و عزیزات بہت ہی شہرہ ہوتے۔ عزیزت نے سوہیہ میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ کے پیٹ فارم سے اہم خدمات انجام دیں۔

نوٹ:- علم الانساب کی مدد سے شجرہ میں کم از کم دس واسطے کم درج ہوتے ہیں۔ (مٹکول)

علامہ سید شاہ شفیق رضوی عماد پوری

مثل سرائے سے ہو میل کے غافل پر دینے گنج ریلوے اسٹیشن واقع ہے اس کے قریب ہی
عماد پور ایک مروجہ غیر مروجہ ہے۔ جو علامہ سید شاہ حسن مرتضیٰ کے آباؤ اجداد کا مولد و مکن ہے۔ آپ کا
اسم گرامی سید حسن مرتضیٰ ہے اور تخلص شفیق، آپ بہادر کے مرادات و فری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی
ولادت ۱۲۸۹ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید شاہ حسن و شاکا آپ کے دادا جان خان
بہادر سید کا دست علی الزاباؤ کے منہ اعلیٰ تھے۔ آپ کے والد سید حسن رضا کی وفات ۱۳۲۳ھ میں ہوئی۔
اس وقت علامہ شفیق سو فیہا سال کے تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم سید سجاد حسین سے ہوئی۔ طلب کی
کے ہیں حکیم عابد علی کوثر غیر آبادی سے پڑھیں۔ تعلیم و تالیف اور شعر گوئی کا شوق آپ کو شروع ہی
سے تھا۔ ۱۳۵۹ھ میں آپ نے حضرت امیر مینائی گکھڑی کی شاگردی اختیار کی۔ امیر مینائی گکھڑی کی وفات
۱۳۶۹ھ میں ہوئی۔

علامہ شفیق کے تلامذہ میں علامہ سید عباس سرور کا بری بہت مشہور ہیں۔

تصانیف -۱-

ثمر حقیقت (۲) آئینہ پیمبر (۳) تحفہ نیاز و هم (۴) غنیۃ نو بہار و رباعیات (۵) تہذیب
الآفاق (۶) منتخب العروض (۷) تہذیب سخن (۸) عمربین سخن (۹) اسباب سخن (۱۰) مکی حروف (۱۱)
(۱۲) گنجینہ تالیف -

علامہ شفیق رضوی عماد پوری کا وصال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں ہوا۔

بیر شہر عبدالعزیز (عزیریت)

(شجرہ نسب مستقیم)

والد ماجد کا اسم گرامی بیر شہر علیت حسین تھا جو کنواڑے حکیم کے نام سے مشہور تھے۔ وہ آپ کا
 یکم تھے۔ راجہ ہارا راجہ بھی علاج معالجہ کے لیے رجوع ہوتے تھے۔ ایام طفلی ہی میں عبدالعزیز کے
 والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ انہیں حبش شرف الدین کلکتہ والی گورنمنٹ کی ہسپتالی حاصل تھی ان سے
 انہوں نے کسبِ علم و دانش کیا۔ سیدل امام اور سید حسن امام اسی خانان میں پیدا ہوئے۔ پٹنہ کا بیٹا کمال
 میں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ سینٹ کولمبس کالج ہزاری باغ میں بی اے میں داخلہ لیا۔ گورنمنٹ کے
 بھان کے بہنوئی صاحب نے انہیں بیر شہری کے لیے لندن بھیجے کا بند بستی کی۔ شہر عزیز لندن میں
 سات سال مقیم رہے۔ بھڑان لڑی کا بڑا شوق تھا۔ فیض ریلیغ انگریزی لکھتے اور پڑھتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں
 آل انڈیا مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی بنیاد رکھی جس کی صدارت قائد اعظم نے کی۔ ۱۹۳۶ء میں لندن سے
 واپس ہو کر کلکتہ میں پریکٹس شروع کی اور بہت جلد مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۶ء میں اسمبلی میں چنے ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں
 قلم جید آباد اسٹیٹ میں صدر الہام رہے۔ آپ کے جگر کا نام رضوان تھا۔ قائد اعظم پٹنہ میں اسی مکان
 میں قیام فرمایا کرتے تھے۔

سید رحیم الدین استھانوی ایڈیٹر الینچ پٹنہ

(شجرہ نسب مستقیم)

استھانوی سید رحیم الدین استھانوالی کے مشاہیر میں سے تھے وہ الینچ پٹنہ کے ایڈیٹر تھے
 اور اپنے زمانہ کی مشہور شخصیت تھے۔ ان کے صاحبزادہ گلانا تیدا احمد ندی رانم کے رحمت اللہ مآذی
 ہائی اسکول دھاکہ میں استاد تھے۔ جن کے صاحبزادہ سید ابو ظفر علی احمد کا وائس آفیسر ہے۔ کپتی
 آف کراچی رانم کے مشفق کرم فراوان میں سے ہیں سید احمد ندی صاحب کا کراچی میں ۱۹۵۰ء میں انتقال ہوا۔

جیش سید امیر علی و ایس الرحمن ایڈووکیٹ، شرف آباد، کراچی

پشت نمبر	اسلمی گزٹ	سید صادق علی خاں امام علی رضا شہیدی کی اکیسویں پشت میں
۲۷	امام علی رضا شہیدی	شہید میں تولد ہوئے۔ یہی جیش سید امیر علی کے خاڑا کے مورث اعلیٰ تھے۔
۲۸	کی اکیسویں پشت	سید صادق علی خاں کا دور عباس دوم شاہ ایران کا دور تھا۔ سید امیر علی جب
۲۹	میں تولد ہوئے	سلطنت منلیہ از اتھری کا حکم رہا اور شاہ گریلا میش و عشرت میں پڑ گیا تو
۳۰	سید صادق علی	نادر شاہ بادشاہ ایران موقت سے لاشہ اٹھا کر وہاں پر حملہ آور ہوا اور اہل کلاہ
۳۱	نامعلوم	کے ساتھ ساتھ بہاؤی، نادر شاہ کی فوج میں سید صادق علی خاں کے پوتے سید محمد علی
۳۲	سید محمد علی	بھی ایک اہم صہن پر ملائے گئے۔ اور شاہ تو اپنے ایران چلا گیا مگر سید محمد علی
۳۳	سید صادق علی	نے اپنی میں پروردگار اہل اختیار کر لی جب وہی میں حالات ناموافق ہوئے تو ان
۳۴	جیش سید امیر علی	کے فرزند سید صادق علی نے آدھ کے نوایہ و زریں کے دربار میں پناہ لی پھر
۳۵	ایک وقت آگاہ کردہ آدھ سے جنگاں منتقل ہوئے۔	
۳۶	سید صادق علی کا والد	سید صادق علی کے پانچ فرزند تھے ۱) سید وارث علی ۲) سید امداد علی
۳۷	سید قاسم علی	۳) جیش سید امیر علی ۴) سید شامی علی ۵) سید عباس علی۔
۳۸	سید صادق علی کی	سید صادق علی کی دختر سیدہ ترانہ کا تہہ تیغ رحم علی بن شہن کریم علی سے
۳۹	ایس الرحمن ایڈووکیٹ	ہوا جو پھر وہاں ہمارے شریف پرنس کے ہندو والے تھے۔ سید وارث علی کی تدبیر کا نام
۴۰	نسب پور علی	آدھ والی نیگم تھا جو علی ملک کے رہنے والی تھیں۔ سید امیر علی ۱۸۶۹ء میں کھتر
۴۱	ایس الرحمن	کے نزدیک پیش رو میں پیدا ہوئے اور آپ کا سال ولادت ۱۸۶۹ء ہے۔ سید
۴۲	عبد الرحمن	امیر علی ایک شہرہ مندرجہ کی حیثیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انہوں نے
۴۳	شیخ رحم علی	اسامی تاریخ پر مقدمہ کیا جس انھیں جن میں ان کی ایک کتاب "تاریخ ہندوستان"
۴۴	شیخ کریم علی	بہت مشہور ہوئی۔ سید امیر علی نے مسلمانوں کی بہت سی تحفیں کو مستحکم کیا اور

ملہ انجیو ایڈوائف سید امیر علی ازجی اے نیٹس ایڈووکیٹ کراچی

ان کے درجہ مدال ہے وہ برصغیر کے شہس و معروف قانون دان کی حیثیت سے تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مدال
جسٹس کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔

انیس الرحمن وکیل | انیس الرحمن مدنی سن ۱۹۱۹ء کو مرتیہاری میں پیدا ہوئے وہیں سے میٹرک کیا۔ جامعہ
حنانیہ سے انٹر کیا اور مولانا ماسٹر احسن گیلانی کے شاگرد بھی رہے۔ علیگڑھ یونیورسٹی سے بی اے مستغنی ہوئے۔
پٹنہ سے ایم اے ویل این کیا۔ مسلم نیشنل گائڈز مرتیہاری کے سالانہ رہے اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے
مدیر، ترکیب پاکستان کے سرگرم کارکن رہے۔ وہ مختلف معتزہ شاعر اور مضمون نگار ہونے کے علاوہ شہس وکیل
بھی ہیں اس وقت شریف آباد کراچی میں انعامت پذیر ہیں۔ برصغیر بلکے وکیل و طباط شخصیت کے ناکب
ہیں۔ قوم کا دروان کے دل میں بدرجہا قائم ہوئے۔ سید سلیمان ندوی قائد فتن کے درجہ مدال ہیں اورنگی
میں سید سلیمان ندوی محمد علی اسکول بھی چلا رہے ہیں۔ عزیز ملت اسکول اورنگی بھی انہیں کا قائم کردہ ہے۔
آپ پراس کا بدل کے مصنف ہیں۔



وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيمًا

اور اے پیغمبر! یہی (دینِ اسلام ہی) تمہارے پروردگار کا سیدراستہ ہے

(القرآن)



شجرہ و تذکرہ سید فضل علی رہوی بہار شریف

سید فضل علی مرغی بہار شریف، پٹنہ کے ایک عابد زاہد اور
عرفی بزرگ گزرے ہیں، آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید کریم
علی تھا۔

آپ کے چار حقیقی برادر تھے۔

(۱) سید شاہ افضل علی

(۲) سید شاہ جمعیت علی

(۳) سید شاہ معصوم علی

یہ چاروں بھائی مسماۃ بی بی فاطمہ کے بطن سے تولد ہوئے جو سید کریم

علی کی زوجه اولیٰ تھیں۔ سید فضل علی کی شادی مسماۃ بی بی فاطمہ

سے ہوئی جن سے سید ابوالقاسم پیدا ہوئے۔ سید فضل علی حضرت

نعم پاک کا ڈھ سے بیعت تھے۔

سید فضل علی ایک اعلیٰ درجہ کے شاعر تھے۔ انہوں نے شری

ہیرا نمجا اردو میں تحریر کی ہے جس میں چار سرچاسی اشعار ہیں

پیش نمبر	اسم گرامی
۳۳	سید فضل علی
۳۲	سید کریم علی
۳۱	سید سیف الدین
۳۰	سید محمد امین
۲۹	سید محمد مصطفیٰ شاہ
۲۸	سید محسن
۲۷	سید جان
۲۶	سید زینب
۲۵	سید چاند
۲۴	سید احمد میر
۲۳	سید پڑے
۲۲	سید سالار
۲۱	سید خضر الدین
۲۰	سید بہارنگ
۱۹	سید علی شیر
۱۸	سید علی اکبر
۱۷	سید علی امیر
۱۶	سید عبداللہ
۱۵	سید علاء الدین
۱۴	سید محمد شہید
۱۳	سید قوج
۱۲	سید آقا حسین
۱۱	سید عبدالغفار
۱۰	سید عبدالکبیر
۹	سید محمد یوسف
۸	سید امام حسن
۷	سید علی رضا

شجرہ محمد طہ اکمال آبگلوئی

پشت نمبر	اساتے نگاری	کمال آبگلوئی کی ولادت ۱۲۸۵ھ میں آبگلہ میں ہوئی۔ وہ حضرت
۳۵	شیر محمد طہ اکمال آبگلوئی	مینا شہیدی کی اولاد و انہما میں سے تھے۔ شہنازی شہیدی ایران کے
۳۴	نور محمد شہید شاہ عبد الجبار	شہزادہ دار دوست اور شاہی چانس سید ولی کے امام و ضلیب مقرر
۳۳	سید امانت حسین شہیدی	ہوئے۔ ان سے سید کمال محمد نم اور کم ہوشیتیں گزری ہیں۔ لیکن صرف
۳۲	سید شاہ عفتا حسین	۱۶۹۹ء میں گزری و سچ ہوئے ہیں حضرت علی سے مینا شہیدی محمد
۳۱	سید شاہ کریم حسین	۱۲۳۱ء پشیتیں گزری ہیں۔ قاضی سید شاہ رفیق اللہ فیروز شہناز
۳۰	شاہ برہان الدین خری بلوچی	مینا شہیدی کو پرگنہ گیا سر پہار کا عہدہ قضا پیش کیا گیا اور ۵۰۰
۲۹	قاضی بلقی اللہ	بگھڑتین جاگیر میں عطا کی گئی۔
۲۸	مذہب سید شاہ محمود	
۲۷	املا نامیر شاہ محمد مینا خوری شہزاد	

نوٹ: - قدیم ہستی آبگلہ موجود آبادی سے چند گز کے فاصلے پر جانب شمال سرور ماہن کوہ آباد تھی۔
 آثار قدیمہ میں مسجد کا پختہ بنگلہ چوتراہ اور قبرستان آبگلہ کی پہاڑی کے دامن میں اب بھی موجود ہے۔
 قاضی سید رشے قاضی رفیق اللہ کے فراس تھے وہ آبگلہ ہی آسودہ خاک ہیں جو دوسری جہت سے
 مینا شہیدی کے پوتے کے پوتے تھے۔ سید احمد اللہ دمعنف، مسلم شعراء ہمارے پردہ نایر مصاحب علی
 کھر جیلا منٹ پٹہ کے رہنے والے تھے۔ آبگلہ میں ان کی شادی ہوئی تھی اس لیے آبگلہ ہی میں آباد
 ہو گئے تھے۔ حضرت مینا شہیدی زمری کے پوتے قدیم آبگلہ ہی میں آباد ہوئے تھے۔ گویا قدیم آبگلہ ۵۰۰
 سال تک آباد رہا۔ آخر کار گردش ایام نے اسے ویران کر دیا۔

سیر مصاحب علی حضرت آدم مولیٰ کی اولاد میں سے تھے۔

مسلم شعرائے ہمارے جہاں صدقہ

علامہ سید سلیمان ندوی دہلوی

(شجرہ نسب صفحہ ۲۱۷)

ابو حنیفہ اسم گرامی اور عرف سید سلیمان ندوی ۱۸۸۵ء میں دہلی میں تولد ہوئے
 ۱۹۵۳ء میں ارتحال ہوا۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی حکیم سید ابوالحسین صاحب سے دہلی میں
 حاصل کی۔ چند ماہ مدرسہ امدادیہ درجہ گریڈ میں پڑھا۔ ۱۹۰۷ء میں مولوی محمد احسن اسماعیلی کے
 ساتھ دارالعلوم ندوہ گئے۔ اس وقت دارالندوہ کے اراکین مولانا محمد علی مرگسری، شاہ سلیمان چلارادی
 اور مولانا شبلی تھے۔ ۱۹۰۳ء میں جب شبلی نعمانی اس کے ناظم ہوئے تو سید سلیمان ندوی کو اپنی تربیت
 میں لے لیا۔

۱۹۰۷ء میں کھنڈ میں دستار بندی کی تقریب تھی حاضرین مجلس تھے علامہ کا امتحان لینے
 کی غرض سے عربی میں فی البدیہہ تقریر کرنے کی فرمائش کی۔ خواجہ غلام الثقلین نے موضوع تجویز کیا کہ ہند
 میں اشاعت اسلام، سید سلیمان ندوی نے ایسی دلکش اور جامع تقریر کی کہ سارا مجمع عیش عشق کرنے
 لگا۔ مولانا شبلی اس قدر خوش ہوئے کہ اپنا علمہ جبرے مجمع میں ڈال دیا کہ سرچو دیا۔ ۱۹۰۵ء میں
 آپ ندوہ میں استاد مقرر ہوئے، ۱۹۱۰ء میں ”الہلال“ کے ایڈیٹر ہوئے۔ ۱۹۱۶ء میں دکن میں کالج
 کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۵ء میں علامہ شبلی نعمانی کی وفات کے بعد میرٹھ انیس کی تکمیل میں لگ گئے،
 جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ ۱۹۳۳ء میں سر اس مسعود داد کوٹر اقبال کے ساتھ شاہ افغانستان کی
 دعوت پر کابل گئے۔ ۱۹۳۲ء میں مولانا محمد علی کی قیادت میں وفد کے ساتھ یورپ گئے۔ ۱۹۴۹ء میں حج
 کیا۔ ۱۹۵۳ء میں ڈھاکہ تاریخی کانفرنس کی صدارت کی۔

سید صبح حسن رستوی

کسٹروں پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن، کراچی

سید صبح حسن ۱۴ مارچ ۱۹۳۲ء کو عظیم آباد، بہار میں تولد ہوئے۔ آپ نے بی ایس سی کرنے کے بعد مفت میں ایم اے کیا۔ آج کل ریڈیو پاکستان میں کسٹروں کے عہدہ پر فائز ہیں۔ آپ کے کئی ڈرامہ سیریز پاکستان ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہوئے۔ آپ نے ممانات میں بڑا نام پیدا کیا۔ آپ اردو گزٹو کے متعدد قومی روزناموں اور رسالوں میں کام کر رہے ہیں اور معنوں نگار پر سید یو پاکستان کے رسالہ "آہنگ" کے مدیر اعلیٰ بھی رہے۔

سید صبح حسن کی طرز نگارش پر مولف کا مختصر تبصرہ

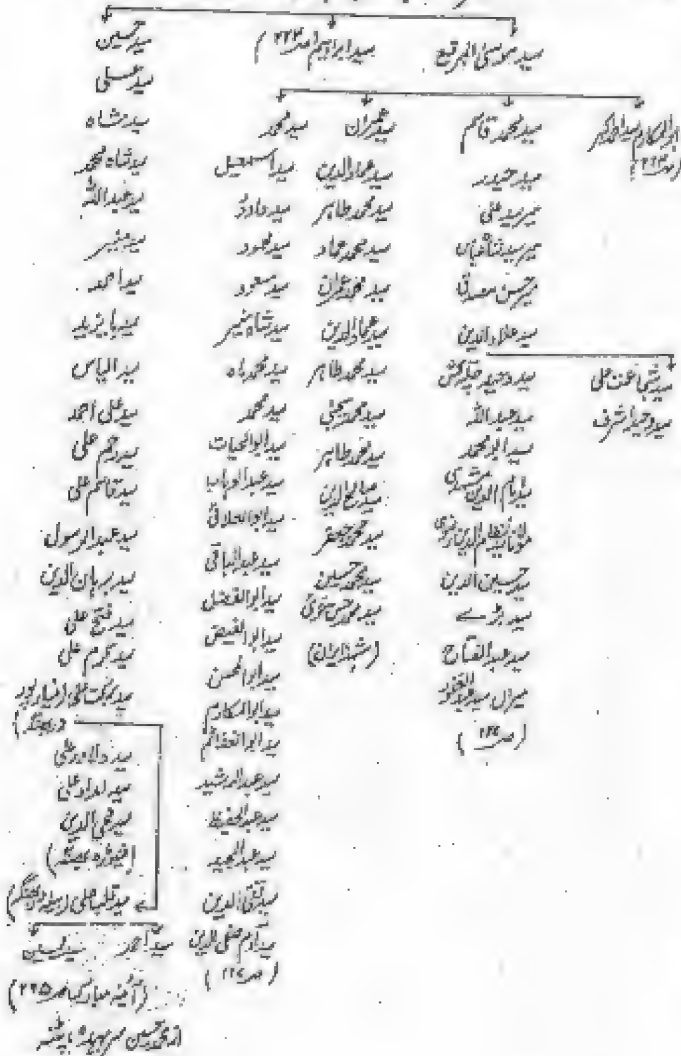
صبح حسن صاحب اردو ادب کے صوبہ اول کے مزاج نگار ہیں۔ شائستگی اور شگفتگی ان کی زبان کا طرہ امتیاز ہے۔ وہ خوبصورت انداز میں معاشرہ کی ان تک تحقیقوں کی عکاسی کرتے ہیں۔ صبح حسن چھپے رستم ہیں ظاہر میں سنبھلے نظر آتے ہیں لیکن باطن میں نہایت شگفتہ مزاج واقع ہوتے ہیں ان کے قلم کی کلاٹ سے کوئی باہر نہیں وہ خوش گروے اور نسب ناموں کے جھولنے پھول بھی کھولتے نظر آتے ہیں مبالغہات اور مبالغہائیں سے انہیں چڑھے طنز کرتے ہوتے ہیں وہ اعتدال اور طرفت

کا دامن خالص نظر آتے ہیں۔ ان کے قلم کی کلاٹ کی کرب نشا طہ انجیز ہی نہیں بلکہ فلسفاتی تاثیر رکھتی ہے۔ انہوں نے مزاج نگاری میں بہت جلد ایک باعزت مقام حاصل کر لیا ہے۔ ان کے نزدیک قلم اور زبان آئینہ

لے نسب نامہ دینے اور سید نجم الحسن دینے سے ۱۹۳۲ء کے نسب نامہ دینے سے

نوٹ: سید غلام محی الدین سید محمد عاشق کے حقیقی بڑا دتھے ہیں ان کی اولاد میں پرنسپل مبین الحق استخوانی اور سید محمد احسن وکیل شامل ہیں۔ (نسب نامہ دینے سے)

پیشہ	نمبر
سید صبح حسن	۲۷
سید محمد حسن	۲۸
حاجی محمد حسن	۲۹
بی بی محمد حسن	۳۰
سید محمد حسن	۳۱
سید محمد حسن	۳۲
سید محمد حسن	۳۳
سید محمد حسن	۳۴
سید محمد حسن	۳۵
سید محمد حسن	۳۶
سید محمد حسن	۳۷
سید محمد حسن	۳۸
سید محمد حسن	۳۹
سید محمد حسن	۴۰
سید محمد حسن	۴۱
سید محمد حسن	۴۲
سید محمد حسن	۴۳
سید محمد حسن	۴۴
سید محمد حسن	۴۵
سید محمد حسن	۴۶
سید محمد حسن	۴۷
سید محمد حسن	۴۸
سید محمد حسن	۴۹
سید محمد حسن	۵۰
سید محمد حسن	۵۱
سید محمد حسن	۵۲
سید محمد حسن	۵۳
سید محمد حسن	۵۴
سید محمد حسن	۵۵
سید محمد حسن	۵۶
سید محمد حسن	۵۷
سید محمد حسن	۵۸
سید محمد حسن	۵۹
سید محمد حسن	۶۰
سید محمد حسن	۶۱
سید محمد حسن	۶۲
سید محمد حسن	۶۳
سید محمد حسن	۶۴
سید محمد حسن	۶۵
سید محمد حسن	۶۶
سید محمد حسن	۶۷
سید محمد حسن	۶۸
سید محمد حسن	۶۹
سید محمد حسن	۷۰
سید محمد حسن	۷۱
سید محمد حسن	۷۲
سید محمد حسن	۷۳
سید محمد حسن	۷۴
سید محمد حسن	۷۵
سید محمد حسن	۷۶
سید محمد حسن	۷۷
سید محمد حسن	۷۸
سید محمد حسن	۷۹
سید محمد حسن	۸۰
سید محمد حسن	۸۱
سید محمد حسن	۸۲
سید محمد حسن	۸۳
سید محمد حسن	۸۴
سید محمد حسن	۸۵
سید محمد حسن	۸۶
سید محمد حسن	۸۷
سید محمد حسن	۸۸
سید محمد حسن	۸۹
سید محمد حسن	۹۰
سید محمد حسن	۹۱
سید محمد حسن	۹۲
سید محمد حسن	۹۳
سید محمد حسن	۹۴
سید محمد حسن	۹۵
سید محمد حسن	۹۶
سید محمد حسن	۹۷
سید محمد حسن	۹۸
سید محمد حسن	۹۹
سید محمد حسن	۱۰۰



شجر نسب اولاد سید ابراہیم بن امام تقی الجواد

سید عبد العزیز
سید یوسف بن الدین
سید حسین حسنک
سید عبد العزیز
سید عبد الرحمن
سید عبد الرزاق
سید شهاب الدین
سید احمد
سید ضیاء الدین
سید محمد
سید اکبر

سید عثمان پیارے
سید حامد چاند
سید جمال الدین
سید محمد اشرف
سید ایل اللہ مبارک
دوران سید محمد جعفر

سید احمد
سید آہ جعفری انکوری
سید محمد
سید یوسف
سید حسن
سید پیارے
سید چاند
سید جمال
(سہسرا بہار)

شاہ حسین
شاہ صاحب عالم
نہرو
سید وارث علی
سید اولاد علی
سید لطف حسین
(خسر و پور نوازہ گیا)

دیوان ابوسعید
سید حسین خیرپوری
(مؤرخ)

اولاد سید حامد چاند

د شبره مفر ۲۲۲

سید حیدر خان وانشد

سید شاه ابراهیم قندو دل

اکاکر، (د تونی ۱۱۹۵ هـ)

سید محمد بان

سید مبارز

سید ابوالحسن

سید سید محمد

سید سید اسلم جعفری

سید غلام جعفر

سید سید علی ابراهیم پیر میان (د سید سید محمد)

سید عزت کریم

سید جعفر علی

سید شاه حسین علی (د یاقین بیگم)

سید احمد بیباد

فضل بیباد

شاه بیباد

سید سید بیباد

سید حسین بیباد

سید ظفر بیباد

سید سید بیباد

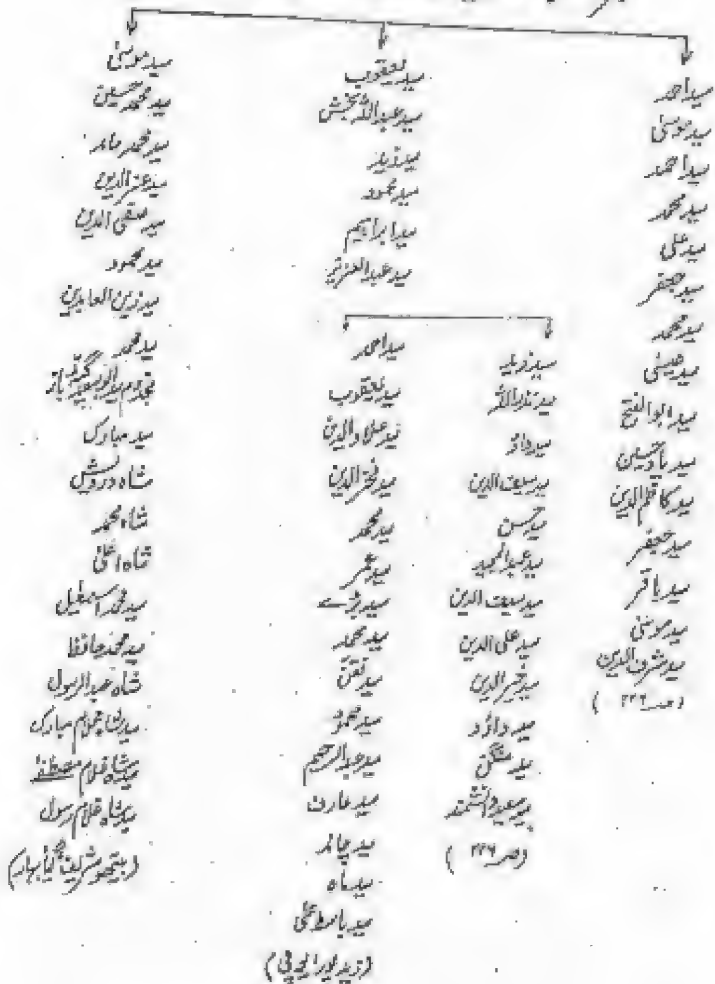
سید حسین بیباد

سید سید بیباد

شجره نسب اوسید الی المکارم سیاحد الخیرین سید علی المیر قح



شجره نسب اولاد سید احمد نقیب بن سید محمد اعرج



تجربہ الہامیہ شرف الدین
(۲۲۵)

ادراک سید سعید دانشمند
(شجرہ نسب ۲۲۵)

سید ابوبکر
سید حفیظ احمد
سید عزیز
سید محمد دوست
سید برہان
سید محمد عباد
سید محمد یار
سید محمد شفیع
سید محمد رفیع
(جملہ کتب و بیانیہ)

سید اشرف دانشمند
سید کمال
سید جمال
سید حفیظ
سید محمد رفیع
سید محمد شفیع
سید محمد یار
سید محمد عباد
سید محمد یار
سید محمد شفیع
سید محمد رفیع
(جملہ کتب و بیانیہ)

وَلَا يَخْشَى الْبَسَ الْإِسْمَاءُ

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ القرآن

شجره نسب اولاد سید اکرم علی ابن

(شجره نسب ص ۲۲۶)

سید ابوالفضل

سید مبارک

سید فتح محمد

سید حبیب الله

سید ابوالفضل (لاهور)

اولاد سید میر علی عبدالغفور

سید عبدالغفور (کهرتیا، پٹنہ)

سید غریب محمد مختار

سید محمد شوق

سید غلام احمد

سید غلام محمد علی

سید فضل حسین

سید محمد حسین

سید محمد الرحمن

سید محمد احمد

سید محمد احمد

سید محمد احمد

سید محمد احمد

اولاد سید فائق

(شجره نسب ص ۲۲۶)

سید خلیل الرحمن

سید بیاضی

سید فضل علی

سید انصاری علی

سید فاضل علی

سید عبدالقادر

(گیا، بہار)

اولاد سید فرید

(شجره نسب ص ۲۲۶)

سید احمد

سید محمد فضل

سید محمد الله

سید محمد احمد

سید خلیل

سید محمد فاروق

سید حمید الدین

سید محمد وارث

سید محمد ابراہیم

سید غلام احمد

سید فضل علی شہید

سید وارث علی

سید نواز علی

سید ذوالحسن

سید خیرت علی

(دیوبند، یوپی)

سید علی حسین

(شجره نسب ص ۲۲۶)

سید محمد حسین

سید علی احمد شہید

سید شاہ حسین

سید عابد حسین

سید حسین علی

سید حسن علی

سید آری رضا

سید جعفر حسین

سید باقر حسین

سید سجاد حسین

سید احمد حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین

سید محمد شاہ حسین



شجرہ و تذکرہ میراں سید حسین خٹکسور شہید و شیخ سید خلیل شیعینوری

خانہ ان میراں سید حسین خٹکسور شہید ایک عرصہ سے بہادری آباد
ہے۔ اس خانہ لادہ میں سید شیخ خلیل شیعینوری شہر گزرتے ہیں۔
میراں سید حسین خٹکسور سید ابو الفرج واسطی مورث اعلیٰ اسادات
بابہ کے ہمیشہ زادہ تھے۔ یہ سلطان شہاب الدین غوری کے بہادر جنگ
تشریف لائے۔ سلطان نے ان کو مفتوحہ علاقہ اجمیر کا عامل متعین کیا لیکن
مفسدان نے ان کو شہید کر دیا۔ ان کی تہذیب و تکوین حضرت خواجہ حسین الدین
چشتی نے کی۔ ان کا مزار بالائے کوہ تارا گڑھ نزد اجمیر شریف مرجع
خائن ہے شہر روایت ہے کہ وہاں اب بھی شب کے وقت نا اطمینان
کی تہمید کی آواز سنائی دیتی ہے ۷۸۸ھ میں میراں سید خٹکسور کی شہادت
ہوئی تھی اور ۱۱۳۲ھ سال کی عمر میں ۷۹۵ھ میں آپ شہادت کے درجہ
پر فائز ہوئے۔ آپ کی اولاد شجرہ فصیح و فہیم و بیاد کے اطراف و جوانب
میں آباد ہیں۔

نمبر	اسماء گزری
۲۸	سید خلیل شیعینوری
۲۷	دوران السید
۲۶	دوران سید جعفر
۲۵	سید ابی اللہ بک گجراتی
۲۴	سید سید محمد اشرف
۲۳	سید جلال دانشمند
۲۲	سید صادق خانہ
۲۱	سید محمد پیارے
۲۰	سید اکبر
۱۹	سید محمد
۱۸	سید قیام الدین
۱۷	سید احمد
۱۶	سید شہاب الدین
۱۵	سید عبدالرزاق
۱۴	سید عبدالرحمن
۱۳	سید عبدالعزیز
۱۲	میراں سید حسین خٹکسور
۱۱	سید برہان الدین
۱۰	سید ابوالخیر
۹	سید ابراہیم
۸	نام توفیق البراد

شجرہ وقذکرہ

سید وحید الدین چکیش

پشت نمبر	اسماء گرامی	پشت نمبر	اسماء گرامی
۱۶	سید وحید الدین چکیش	۲۶	سید قیام الدین
۱۵	سید عمار الدین	۲۵	عالمہ خاتون
۱۴	سید شاہ حسن مصفا	۲۴	سوزنا نسام
۱۳	سید شاہ عباس	۲۳	سید شاہ نذر الدین
۱۲	سیر سید علی	۲۲	میر تاج محل حسین
۱۱	سید شاہ جید	۲۱	میر فضل حسین
۱۰	سید بقاسم	۲۰	سید میر علی
۹	سویا شہرت	۱۹	سید غلام محمدان
۸	امام تقی الجواد	۱۸	سید غلام خدوم
۷	امام علی رضا	۱۷	سید محمد مشرق
۶	امام حسین کاظم	۱۶	سید غریب محمد جی
۵	امام جعفر صادق	۱۵	سید عبد الشکور
۴	امام باقر	۱۴	میرزا عبد الغفور
۳	امام زین العابدین	۱۳	سید عبد الفتاح
۲	امام حسین	۱۲	سید بختے
۱	حضرت علی	۱۱	سید حامد الدین
		۱۰	سید نظام الدین
		۹	سید امام الدین
		۸	سید ابو محمد
		۷	سید عبد اللہ
		۶	سید قیام الدین
		۵	سید نظام الدین
		۴	سید قیام الدین
		۳	سید قیام الدین
		۲	سید قیام الدین
		۱	سید قیام الدین

دختران (۱) نقار النساء (۲) طاہرۃ الزہرہ - مآخذ - کسی نام مرتبہ سید محبوب الحق دنا استغنی

لے سوزنا نسام ۹۹ حیات و ثبات

شاہ ابوالمعالی لاہوری

سید شاہ ابوالمعالی کی ولادت سرگودھا کے شہر میرپور میں یکم ذی الحجہ ۹۹۵ھ میں ہوئی۔ آپ کا پندس شجرہ نسب ۱۲۸ واسطوں سے سید موسیٰ البرق ہے۔
 سید شاہ خیر علی امام ترقی سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد سید رحمت اللہ یا سید حبیب اللہ کا
 اصل نام سید اسد الدین اور شاہ خیر الدین تھا وہ ۱۰۳۵ھ میں دہلی وارد ہوئے
 تھے۔ سید شاہ ابوالمعالی نے اپنے والد ماجد سے کسب علم کیا۔ علوم کی تکمیل کے
 بعد لاہور میں میاں میر سے فیضیاب ہوئے۔ آپ کا کلام میں حامل سخن ہوئے۔
 آپ کا سزا لاہور میں ابوالمعالی روڈ پر مرتبہ خلافت ہے۔ آپ ایک اچھے
 شاعر ہیں تھے۔ فارسی اور عربی زبان میں آپ نے شاعری کی ہے۔ آپ کا
 نقش غرق تھا۔

تصنیفات

- (۱) تحفۃ القادریہ
- (۲) لغات داودی
- (۳) مرفس جال
- (۴) گلستاہ یاثر ازم
- (۵) زمفران ناز
- (۶) بہشت محفل (قلمی نسخہ)

پشت نر

۸	امام ترقی
۹	سید موسیٰ البرق
۱۰	سید محمد
۱۱	سید اسماعیل
۱۲	سید دائد
۱۳	سید محمود
۱۴	سید مسعود
۱۵	سید شاہ خیر
۱۶	سید محمد باہ
۱۷	سید محمد
۱۸	سید ابوالیات
۱۹	سید ابوالباب
۲۰	سید ابوالخلائق
۲۱	سید عبدالباقی
۲۲	سید ابوالفضل
۲۳	سید ابوالنیر
۲۴	سید ابوالحسن
۲۵	سید ابوالکلام
۲۶	سید ابوالقاسم
۲۷	سید عبدالرشید
۲۸	سید عبدالحمید
۲۹	سید عبدالحمید
۳۰	سید تقی الدین
۳۱	سید آدم علی الدین
۳۲	سید ابوالنیر ثانی
۳۳	سید مبارک
۳۴	سید فتح محمد
۳۵	سید حبیب اللہ
۳۶	سید ابوالمعالی لاہوری

سید ابراہیم وسید محبوب رضوی دیوبند یونی ہند

(شجرہ نسب ۱۲۸)

گیا دہری مدی جبری کے اواک میں خاندان سادات کے ایک بزرگ سید محمد ابراہیمؒ تھا اہل اللہ کے مشورہ سے دیوبند کا انتخاب کیا۔ وہاں کی مرکزی حکومت کی طرف سے دیوبند میں قیام کے لیے مسجد اور صلیح خانقاہ تعمیر کرائی گئی اور مدد و معاش کے لیے زمینیں دی گئیں۔ ہندوستان میں سادات و علویہ کا خاندان کچھ غیر آباد اور تہذیب و تمدن میں سرحد میں سرسید احمد خاں بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ساتویں صدی ہجری میں سید ابراہیمؒ کے اجداد میں سید حسینؒ جس سے ترکی وطن کے آئے اور وہاں سے ہندوستان لائے۔ شیخ بہار الدینؒ ذکر یا خدائی سے بیعت ہوئے اور سندھ میں چمکے ہیں۔ آفات گزریں ہوئے وہیں شہداء میں وفات پائی۔ تقریباً ۱۰۰ سال کے بعد شہاب الدینؒ کی ساتویں پشت میں سید محمودؒ درہم سے ہند آئے۔ شیخ محمودؒ کچھ عرصے جو پورہ رہے گئے۔ قطب الدینؒ نے اسے دل سے عقائد حاصل کی۔ ۱۲۸۰ء میں کھنڈ میں وفات پائی۔ سید محمد ابراہیمؒ اپنے دادا سید محمودؒ قلندر سے سلسلہ کاوریہ شطاریہ میں بیعت تھے۔ اور اولیائے کاملین میں شمار کیے جاتے تھے آپ ۱۰ مرتبہ حرمین شریفین میں حاضر ہو کر حج و زیارات سے شرف ہوئے۔ سید محمد ابراہیمؒ شیخ ملا الدین چشتی کے مشورہ کے مطابق دیوبند میں قیام فرمایا تھا جہاں مسجد اور خانقاہ تعمیر کرائی اور خلق خدا کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ سید محمد ابراہیمؒ نے ہ شمالی علاقہ کو وفات پائی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید محمد اسماعیلؒ اور شاہ محمد امینؒ۔ سید احمد شہید بالاکوٹ ۱۲۹۸ء میں جب دیوبند تشریف لائے تو فرمایا یہاں سے علم کی بر آتی ہے۔ وہ جسے کاشفہ اور شہین گو کہہ گایا اس لیے کہ اس کے ہوش و انوار و دیوبند کا قیام تھا۔ میں آید۔ اس خاندان کے شاہیر میں حکیم سید بکت علیؒ صاحب آں حسنؒ مولانا سید محمد میاں اور مولانا سید عابد میاں قابل ذکر ہیں۔

سید احمد خاں

سید احمد خاں کی تاریخ ولادت ۵ ذی القعدہ ۱۲۲۲ھ مطابق ۱۸۰۶ء کو ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد شہنشاہ اکبر کے دور میں عرب سے ہجرت کر کے ہندوستان آئے۔ آپ کے دادا جواد الدار علی گڑھ کے محلہ میں ایک ہزار پیدل اور ۵۰۰ سواروں کے منصب دار تھے۔ آپ کے والد سید محمد تقی خاں بہادر کا بھی شاہ عالم ثانی کے دور میں یہی منصب ہوا۔ آپ ۱۸۳۷ء میں دہلی کے صدر امین کے سر مشقت دار مقرر ہوئے اور ۱۸۵۷ء میں مجبوراً کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ کو حکومت برطانیہ سے خطابات بھی ملے اور آپ رائے کونسل کے ممبر بھی بن گئے۔ آپ کا حب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کا قیام ہے۔ آپ کا خاندان سادات دہلی میں بھیتہ ممتاز رہا۔ آپ کے ۲۸ خواجہ فرید الدین احمد خاں بہادر حکومت برطانیہ کے خاں مستدار شاہ دہلی کے وزیر تھے۔ وہ علوم دینیہ اور ہندوستان کے عالم بھی تھے۔ سید احمد خاں کی تاریخ وفات ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء مطابق ۱۳۱۵ھ ہے۔ آپ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے اعلیٰ میں داخل ہیں۔

۱۰۔ املاک امیریاپ لیاقت پور۔

۱۱۔ آثار العابدین

۱۲۔ سید عابد اور سید محمود دو بیٹے تھے۔ سید محمود کے بیٹے کا نام سید راس مسعود تھا جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی تھے۔

شمار	اسم گرامی
۲۷	سید احمد خاں
۲۸	سید رشید
۲۹	سید محمد بادی
۳۰	سید محمد عیاد
۳۱	سید برہان
۳۲	سید محمد دوست
۳۳	سید عزیز
۳۴	سید حافظ احمد
۳۵	سید ابراہیم
۳۶	سید شرف الدین
۳۷	سید موسیٰ
۳۸	سید یاقوت
۳۹	سید جعفر
۴۰	سید کاظم الدین
۴۱	سید یحییٰ
۴۲	سید محمد
۴۳	سید یحییٰ
۴۴	سید یحییٰ
۴۵	سید محمد
۴۶	سید جعفر
۴۷	سید علی
۴۸	سید محمد
۴۹	سید احمد
۵۰	سید موسیٰ
۵۱	سید احمد
۵۲	سید محمد
۵۳	سید محمد
۵۴	سید محمد
۵۵	سید محمد
۵۶	سید محمد
۵۷	سید محمد
۵۸	سید محمد
۵۹	سید محمد
۶۰	سید محمد
۶۱	سید محمد
۶۲	سید محمد
۶۳	سید محمد
۶۴	سید محمد
۶۵	سید محمد
۶۶	سید محمد
۶۷	سید محمد
۶۸	سید محمد
۶۹	سید محمد
۷۰	سید محمد
۷۱	سید محمد
۷۲	سید محمد
۷۳	سید محمد
۷۴	سید محمد
۷۵	سید محمد
۷۶	سید محمد
۷۷	سید محمد
۷۸	سید محمد
۷۹	سید محمد
۸۰	سید محمد
۸۱	سید محمد
۸۲	سید محمد
۸۳	سید محمد
۸۴	سید محمد
۸۵	سید محمد
۸۶	سید محمد
۸۷	سید محمد
۸۸	سید محمد
۸۹	سید محمد
۹۰	سید محمد
۹۱	سید محمد
۹۲	سید محمد
۹۳	سید محمد
۹۴	سید محمد
۹۵	سید محمد
۹۶	سید محمد
۹۷	سید محمد
۹۸	سید محمد
۹۹	سید محمد
۱۰۰	سید محمد

پیر طریقت سیدہ برہان الدین بقا نقضی دستگیر کرچی

۲۵	سید شاہ سجاد حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۲۴	سید شاہ باقر حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۲۳	سید شاہ جعفر حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۲۲	سید شاہ آمل رضا	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۲۱	سید شاہ حسن علی	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۲۰	سید شاہ حسین علی	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۹	سید شاہ عابد حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۸	سید شاہ زاہد حسین رضوی	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۷	آقا محمد علی رضوی	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۶	آقا احمد علی رضوی	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۵	سید شاہ نواز حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۴	سید بسطن حسین	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۳	سید شاہ احمد	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۲	سید موسیٰ البرقع	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۱	افام تقی الجواد	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۱۰	افام علی رضا	سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۹		سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۸		سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی
۷		سید شاہ محمد شاہ برہان الدین بقا نقضی

تورٹ مارلے شہر میں۔ ۱۲۰ سالہ گرامی کم درج ہوئے ہیں۔

سید بقا صاحب کے خسر صادق حسین بن صفدر حسین معزول بادشاہ اور وہ داجید محل شہاد کے ساتھ کھنڈر سے نکلتے آئے تھے وہ بادشاہ کی فرج میں اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔

ہوئے۔ اور اپنی پت کرنا میں مستقل سکونت پذیر ہوئے۔ یہ محل بادشاہ فرخ سیر کا دور حکومت تھا۔ آٹا محمد علی رضوی چٹھا کیرا اپنی پت گنج سیدان کرنا میں آسودہ ملک ہیں۔ ان کے نام فرزند سید شاہ زاد حسین رضوی پنجاب سے نقل مکان کر کے مرہ بہار پہنچے جہاں وہ شریک لائی علی گئی اور تیار پور ہوئے اور یہیں مرگے ہوئے۔ یہ خاندان کوپڑتوں حکم عظیم آباد میں رہا۔ سید شاہ زاد حسین کی آنکھیں پشت میں علامہ سید شاہ احمد حسین رضوی تولد ہوئے جن کا شمار عظیم آباد کے جید علماء اور متبحر قاضی میں ہوتا ہے۔ علامہ کے ایک فرزند حکیم ملا سید شاہ محمد حسین رضوی پیدا ہوئے جو عظیم آباد کے ذی علم بزرگ اور ماہر طبیب تھے۔ یہی بزرگ بقا نظامی کے والد ماجد تھے۔ بقا صاحب کی سگی بہن رابعہ خاتون پر نسل مبارکہ تیار گزرا کالج گھوڑا باغ ٹبر کا۔

۱۹۶۴ء میں ہوا۔ بقا صاحب کی پیشہ واری کا نام بقیس بیگ ہے جو امام رضا ماسکی منگل تالاب ٹبر کی زوجہ ہیں۔ بقا صاحب کے ہمائی سید ذکرا حسین زکریا کا انتقال شیا براج میں ۱۹۶۶ء میں ہوا۔ نقش بقا ان کا پہلا مجموعہ کلام تھا۔ دوسرا مجموعہ مہائے بقا پرودہ تیار شاہی نے ترتیب دی اور ایک کتاب مکتوب بقا کے نام سے چھپی۔ بقا نظامی سلاسل تصوف میں چارہاں مسلوس سے مستفیض ہیں انہیں نظامی چشتی قادری سہروردی اور نقشبندی سلاسل طریقت سے اجازت و خلافت حاصل ہے۔ وہ برصغیر کے ایک مشہور سنی شاعر، اویب، خطیب، طبیب اور جامع کالات شخصیت کے مالک ہیں۔

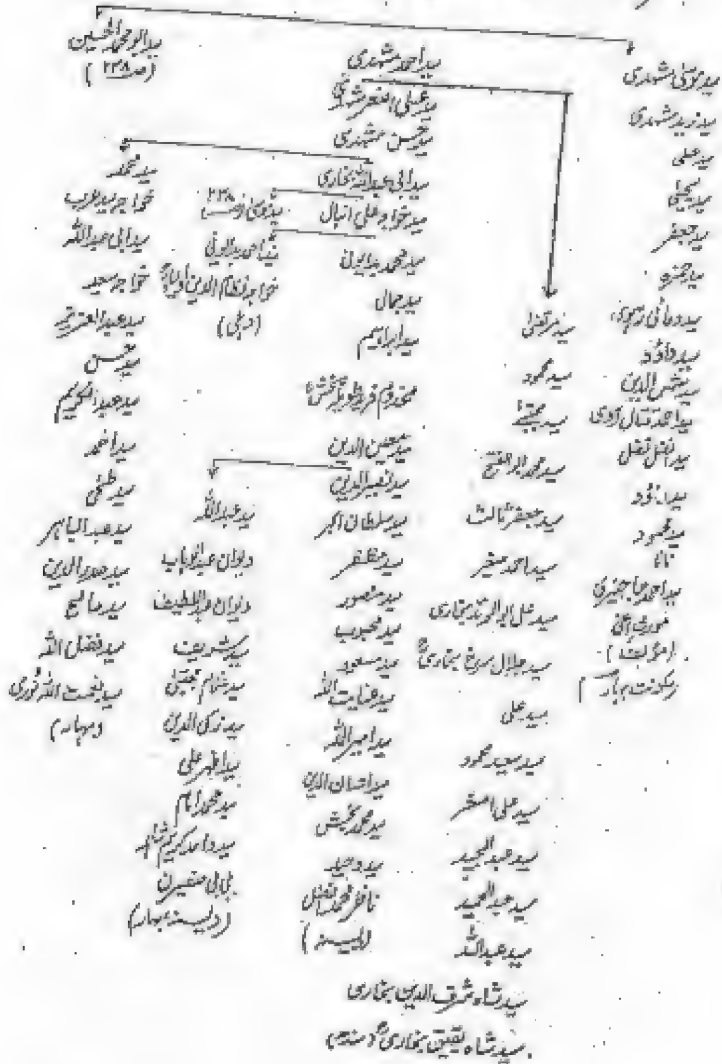
تعلیقات بقا

(۱) نقش بقا (۲) ہم ہائے بقا (۳) مکتوب بقا (۴) مطلوب القلوب (۵) سرگودہ سنگ (۶) انتخاب دیوان یادگار معروف (۷) جوہرات ربانی (۸) باعیاات بقا (۹) لولئے حمد (۱۰) انوار بندگی (۱۱) غازی سے ترجمہ

شہر چتر پل (مجموعہ لغت شریف)
عجم دار (مجموعہ غزلیات)
چشم واک (مجموعہ مقالات)



شجره نسب اولاد سید ابو عبد الله علی اکبر بن سیدی شاهر (ص ۲۳۵)



اولاد سيد موسى

(شجره نسب ۲۳)

سيد عبدالرحمن

سيد عبدالله

خواجہ ابو محمد

خواجہ عز بن

سيد كمال الدين

سيد عبدالرشيد

مقدم سيد احمد

مولانا سيد دولت

سيد فضل الله

سيد حسن

سيد عبد الباق

سيد محمود

سيد نعمت الله

سيد شير الله

سيد متب الله

سيد شبيب فخرى

سيد غلام مير

سيد كمال الدين

حاتم بن عبد الله

(سيد نادر كاهنار)

اولاد سيد ابو محمد الحسين

(شجره نسب ۲۴)

سيد محمد

سيد ابو جعفر ابراهيم

سيد ابو نصر مسعود

سيد ابو حسن محمد

سيد ابو نصر يوسف

سيد قطب ابو دوحه

سيد خواجہ منصور

سيد شمس ثانی

سيد محمد حسان

سيد جليل الرحمن

سيد برهان الدين

خواجہ اسد الله بخاری

سيد عبد الله حشقي

سيد قطب الدين

سيد اوج محمد خانی

سيد غلام علی

سيد ناصر محمد دکنی

سيد متب ابو الامام جعفر

سيد رضا الدين عبد العلي

سيد عبد الحسي (۲۴)

سيد جلال حيدر

(شجره نسب ۲۵)

۲۳- سيدان جهان شمس

۲۴- سيد احمد مير

۲۵- سيد علاء الدين بخاری

۲۶- سيد علي ابو المنيه بخاری

۲۷- سيد احمد مير

۲۸- سيد جعفر ثالث

۲۹- سيد محمد ابو الفتح

۳۰- سيد جغتو

۳۱- سيد محمود

۳۲- سيد رستم

۳۳- سيد احمد ابو يوسف

۳۴- سيد علي عبد الله علي اكبر

۳۵- سيد علي اصغر رستم

۳۶- سيد جغتو ثانی

۳۷- سيد جغتو



اولاد سید عبدالحی
(شجرہ نسب ۲۸)

اولاد سید تاج محمد متقانی
(شجرہ نسب ۲۳)

سید عبد الصمد	سید عبد القوی	سید شاہ فیض اللہ
سید عبد الغنی	سید عبد اللہ	سید محمد صالح
سید زکریا عبد الشکور	سید احمد اللہ	سید حسن حسین
سید عبد الوہابی	سید حمید الدین	سید نور الدین بکچوری
سید اسد اللہ ربانی	سید سر علی	سید شجاعت حسین
سید عبدالولی	سید احمد علی	سید واجد حسین
سید عارف عبد العزیز	سید ارقی شاہ	سید محمد قاسم
سید شعیب عارف علی	(دیوڑھری)	سید محمد شمس فاضل شمس
سید یار حسین		شیخ پروا مونگیر
سید احمد حسین		(مردن سید ابرار شاہ)
سید ابوالاعلیٰ مودودی		سید آمنہ خاتون
(لاہور)		زہرا بیگم خاتون
		حسین دینا
		(استاد مولف)



إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي مِثْقَالِ ذَرَّةٍ

بلاشبہم نے اتارا اس قرآن کو شب قدر میں (القرآن)



سادات بخاری و طبری (بخارا و طبرستان) شجره سید جماعت علی شاه (پنجاب)

مخدوم جهانگیر گشت	۹- امام نقی	۲۱- سید محمد باقر علی
سید ناصر محمود	۱۰- جعفر شافعی	۲۲- سید محمد شاه
سید فضل الله	۱۱- امیر علی	۲۳- حاجی شاه
سید عبدالحمید بخاری	۱۲- سید اسماعیل	۲۴- قیس الله
سید احمد عبدالقادر دادی شریف	۱۳- سید یحیی	۲۵- استاد شاه
سید محمود	۱۴- سید یارون	۲۶- تلال شاه
سید فتح	۱۵- سید عمر	۲۷- ابراهیم شاه
سید جهان	۱۶- ابو الکلام نوری	۲۸- یار شاه
سید احمد	۱۷- سید اسحاق	۲۹- جهان شاه
سید لطیف	۱۸- سید محمد شاه	۳۰- سید یحیی محمد شاه
سید نجیب	۱۹- سید ابراهیم	۳۱- محمود شاه
سید حامد	۲۰- سید محمد کی (محمدری)	۳۲- سید علی شاه
سید نورنگ	۲۱- عبدالعزیز مختار	۳۳- سید رفیع شاه
	۲۲- سلطان شاه	۳۴- ملک شاه
	۲۳- شمس نظر شاه	۳۵- روشن شاه
سید شیر شاه	۲۴- سید محمد شاه	۳۶- سید محمد شاه
محمد چراغ شاه	۲۵- مصطفی ارشد شاه	۳۷- سید میر شاه
سید گل شاه	۲۶- نویدار شاه	۳۸- احمد شاه
	۲۷- شمس الدین شاه	۳۹- نوری کریم شاه
	۲۸- سید جماعت علی	۴۰- سید شاه
	۲۹- محمد الله	۴۱- سید جماعت علی شاه
	۳۰- جعفر شاه	(سالار مجسم ۱۲۲۳)
		(سادات نقوی شیراز طبرستان و پنجاب)
پروین خانم سید		
عبدالرحمن سید		
(مستف سالار مجسم)		
سید سالار مجسم صفای، سید سالار مجسم ۱۲۲۳، سادات نقوی شیراز طبرستان و پنجاب -		

شجره نسب اولاد سید محمد بن سید ابراهیم بن سید علی شافعی

(شجره نسب اولاد سید ابوالدین محمد بن سید علی شافعی (ص ۲۳۲))

سید محمد رضا	سید ذکی الدین بزرگ	سید ابراهیم و جلیل الدین
سید محمد سفیان	سید شاه نظام الدین	سید کبیر الدین
سید محمد رضا	سید ذکی الدین ثانی	سید حسن قطب بخاری
سید ابوالحسن	سید شاه محسن قناری	شهاب عبداللہ قطب
سید محمد بن علی بن علی	سید محمد حافظ	سید شاه راجہ
سید محمد معتمد الدین	سید علی بن علی	دیوان ابراہیم بخاری
سید سراج الدین	سید ابان الدین	دیوان فضل بخاری
سید عبدالحمید	سید محمد	سید محمد قطب
سید عبدالعزیز	سید فرید	سید محمد تقی
سید حبیب الدین	سید ولی اللہ	سید محمد تقی
سید محمد بن علی	سید عبداللہ	سید عبداللہ
سید عبدالفتاح شافعی	سید فہیم اللہ	سید احمد علی
سید شاہ عبدالغفار	سید احمد اللہ	سید امیر علی
سید شاہ محمد اولیاء	سید امیر علی	سید طاہر علی
سید شاہ محمد درویش	سید حبیب حسین	سید محمد تقی
سید محمد شاہ	سید داود حسین	سید اباسین
سید شاہ مردان علی	سید عبدالحمید	سید محمد قطب
سید شاہ محمد علی (دکا)	سید عبدالقدوس	سید ابوالعباس
سید شاہ امیر اکبر	سید عبدالودود	سید منظور عباس
سید شاہ انیس حسین (دہار)	(سید ابان بن سید اباسین)	سید محمود عباس شافعی
(مصنف کتاب شریعت)		سید سید محمد
شاہ محمد شافعی		(سید ابان بن سید اباسین)

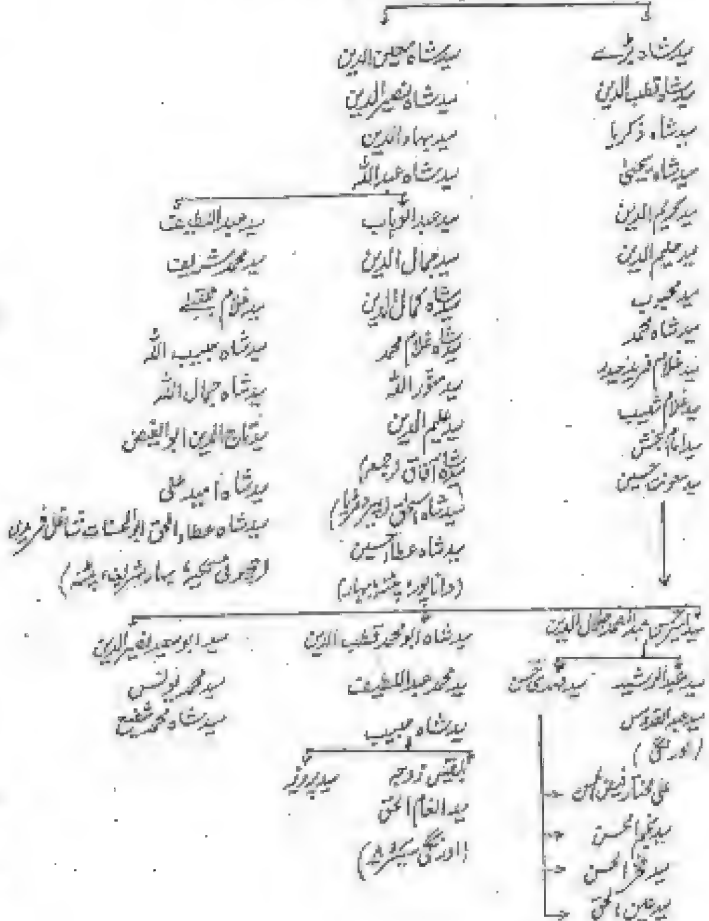
(نثار کاگز از سید شاہ غفور الرحمن محمد کاگری ص ۱۱۰۳)

اولادید جلال حیدر جہانیاں جہاں گشت
(شجرہ نسب ص ۱۳۳)



اولاد مخدوم سید فرید طویلیہ بخش

(شجرہ نسب ۱۲۴۰ھ)



حضرت نظام الدین اولیا، محبوب الہیؒ

(شہرہ نسب ص ۱۳۲)

اسم گرامی محمد القاب محبوب الہی، نظام الدین اولیاؒ تھے۔ ان کے داماد سید علی اور نانا سید عرب ام چھو تھے۔ شیخ نظام الدین کا طائفان بھٹا سے ہجرت کر کے ہندو کیا اس کے بعد بالوین میں سکونت پذیر ہوا۔ اسی شہر میں ماہ صفر ۶۳۳ھ میں محبوب الہیؒ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ عیب وہ ۵ سال کے برسے نوریتیم ہو گئے۔ ان کی والدہ بڑی عابدہ اور زیادہ تھیں۔ ان کی ابتدائی تعلیم بالوین میں ہوئی۔ مولانا غلام الدین اسماعیل سے بقیہ تعلیم حاصل کی۔ مولانا شمس الدین سے حریری کا درس لیا۔ مولانا کمال الدین ناناہ سے شائق الافراد کا درس لیا۔ اپنے مرشد بابا گنج شکرؒ کے عارف العارف چھٹی نظام الدین اولیاؒ مگر بابا گنج شکرؒ سے ملاقات کا شوق بیدار ہوا۔ چنانچہ بابا کی زیارت کو ابراہیم پٹنچے تو باہانے ان کو یہ کچھ کہہ کر یہ شعر پڑھا۔

لے آتش فراقت و لہا کباب کدہ سیلاب امتیازت جانا خراب کردہ

اور اسی وقت کلاہ چارتر کی سر سے آکر کر اپنے مرشد کے سر پر رکھ دی۔ نظام الدین اولیاؒ مرشد کی صحبت میں ۶۵۵ھ سے ۶۵۶ھ تک رہے اور فیضیاب ہوئے۔ دو دن تربیت و اور شیخ جمال الدین ہنسویؒ کی ایک ہنی سیالہ میں ساتھ کھاتے تھے۔ فیض تبرکات حاصل کر کے محبوب الہیؒ دہلی واپس آ گئے۔ عیب بابا گنج شکرؒ کا دھال ہوا تو اپنے مرشد حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا حکم کردہ عمارت تہ مولانا بدر الدین اسماعیل کی معرفت ملا۔ غلام الدین مبارک بھی بابا گنج شکرؒ کے مرید تھے۔ امیر خسروؒ کے نانا حماد الملک اور والد امیر سیف الدین لاچین بھی حضرت محبوب الہیؒ کے معلقہ کرامات میں تھے۔ امیر خسروؒ پر غم، مرشد کی تربیت کا اثر ہوا۔ ۴۰ سال تک عالم الدہر رہے۔ امیر خسروؒ ایک بے بدل شاعر اور ادیب تھے مگر اپنی شاعری کے کلمات کو محض اپنے مرشد کے عیب دہن کی ہرکت نیاں کرتے تھے۔ وفات سے ۴۰ روز قبل کاناپٹیا بالکل ترک کر دیا تھا اور بارہ اسکھوں سے آنسو جاری

رہے وفات سے کچھ قبل بڑھن مری سے مختلف چیزیں خفہ کر دکھائیں اور حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو
بافریہ گئے شکر کو وفات کیا براہِ مسئلہ خرقہٴ تیسیر اور عصا حرا لے گیا اس کے بعد بیچ کی غار پر ہی اور جب
آفتاب طوط ہوا تھا آدھ آفتاب دین مستور ہو گیا۔ تاریخ وفات چار شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۷۲۵ھ ہے
مزار پر لڑا دہلی میں مرجع خلافت ہے۔ روزِ مبارک کی عمارت مصلیٰ کے عین مقابلہ میں قرار دیا
مہرِ محمد میں گرامی۔

حضرت محبوب الہی کی تعینات حسب ذیل ہیں:-

(۱) قراءۃ القرآن (۲) افضل القراء (۳) راحت العین (۴) سیر الاولیاء، اولی الذکر خواجہ حسن بھٹک
نے مرتب کیا ہے۔ قراءۃ القرآن کے زمانہ میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ امیر خسروؒ نے بھی اپنے مرشد کے
ملفوظات افضل القراء کے نام سے مرتب کیے ہیں۔ مگر اس کو زیادہ مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔
پرنس میرزیم میں فارسی ملفوظات میں حضرت محبوب الہیؒ کے ملفوظات میں ایک کتاب راحت العین
بھی ہے جس میں اس کے ایک ماسلام مرید نے ۷۸۹ تا ۷۹۰ھ تک کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ خواجہ
مید محمد مبارک امیر خرو نے بھی سیر الاولیاء میں خواجگانِ پشت کے حالات اور محبوب الہیؒ کے ملفوظات
درج کیے ہیں۔

خلقاء | حضرت محبوب الہیؒ کے خلقاء کی فہرست بڑی طویل ہے۔ بعض مشہور و معروف خلقاء کے
اسم گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (۲) حضرت امیر خسروؒ دہلی (۳) شیخ قطب الدین نود
وہل (۴) شیخ حسام الدین ملانی دیباک پٹن (۵) شیخ برہان الدین غریب (دیباک پٹن) (۶) شیخ
حسام الدین سوختہ (ساہیوال) (۷) شیخ اخئی سراج الدین (مالہ، بنگال) (۸) خواجہ شمس الدین
دیباک (ظفر آباد) (۹) شیخ شرف الدین بولہ شاہ قلندر دہلی پت (۱۰) حضرت شیخ نقیب الدین
(ظفر آباد) (۱۱) خواجہ برہنہ سالار (جین)



مخدوم سید شاہ جلال الدین حید جہانیاں جہاں گشت

(شیخو نسب ۲۳)

آپ کا اسم گرامی سید حسین جلال الدین اور لقب جہانیاں جہاں گشت ہے۔ آپ کی ولادت ۸۴۷ شعبان ۸۷۵ مطابق ۱۹ جزی ۱۳۸۵ بروز جمعرات عین شہر برات کو مقام اوج شریف ہوئی۔ آپ کا دس سال ۸۷۵ سال کی عمر میں ۸۷۵ بروز عبدالغنی ہوا اور آپ اوج شریف ملتان میں مدفون ہوئے جہاں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سلطان میرا محمد کبیر بخاریؒ اور چچا سید محمد بخاریؒ سے علوم نظامی و باطنی میں کمال حاصل کیا۔ آپ کا مطالعہ بہت حد تک اور وسیع تھا۔ وہ عالم متبحر، حافظ قرآن اور ماہر علم الکلام تھے۔ آپ شریعہ کلام باخلاق اور اوصاف حید کے ایک تھے۔ سلطان محمد تغلق نے انہیں شیخ الاسلام مقرر کیا اور ۸۸۰ھ کا تقاریر آپ کے تصرف میں دیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کا قصد کیا اور سات سال تک مکہ معظمہ و مدینہ منورہ میں گزارے جہاں آپ نے شیخ عبداللہ یافعیؒ اور عبداللہ مطریؒ سے فیض حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ عالم اسلام کی سیاحت کو روانہ ہوئے۔ آپ یمن، عدن، دمشق، لبنان، بصرہ، کوفہ، کربلا، نجف اشرف، شیراز، تبریز، طبرستان، خراسان، سمرقند، گاندھارا، بکریں اور غزنی کی سیاحت کرتے ہوئے اپنے وطن اوج شریف ملتان لوٹے۔ جہانیاں جہاں گشت ۸۹۰ھ بروز گول سینہ خٹک خان حاصل کیا۔

- (۱) میرا محمد کبیر سہروردیؒ (۲) توام الدین خلیفہ کن افینؒ (۳) کن الدین ابو الفتحؒ
- (۴) شیخ محمد عبداللہ یافعیؒ (۵) شیخ عزیز عبداللہ مطریؒ (۶) شیخ شرف الدین محمود شاہؒ (۷) شیخ نجم الدین کبریؒ (۸) سید محمد بخاریؒ (۹) نظام الدین اولیاءؒ (۱۰) قطب الدین نورؒ (۱۱) نصیر الدین چوارؒ
- (۱۲) یوسفؒ (۱۳) قطب عدن فقیر لیلانؒ (۱۴) ابو اسحق گاندھاریؒ (۱۵) امام الدینؒ (۱۶) حید حسینؒ
- (۱۷) سید محمد کبیر رماحیؒ (۱۸) نجم الدین مصنفانیؒ (۱۹) حضرت خضر علیہ السلامؒ (۲۰) احمد الدین حبیبیؒ
- (۲۱) شیخ نور الدینؒ

سلہ جہانیاں جہاں گشت مکہ

چہانیاں جہاں گشت کے ملفوظات و تصنیفات

۱۔ ترجمہ قرآن (فارسی، ۲)، ترجمہ رسالہ منجیہ (فارسی، ۳)، اولعین صوفیہ (ہندوستانی)،
 ۵۔ جامع العلوم (۶)، سراج الہدایہ (۷)، مقرر نامہ (۸)، شواہد جلالی (۹)، ہواہ جلالی
 ۱۰۔ اعمال و اشغال قرآن (۱۱)، ذمہ المؤمنین (۱۲)، منظر جلالی (۱۳)، سنا تپ متعدد چہانیاں۔
 حضرت محمدؐ کے تین صاحبزادے تو لکھ ہوئے (۱۴)، سید محمد (۱۵)، سید عبداللہ بناری (۱۶)، سید
 ناصر الدین محمد (۱۷)، دختر بنو سید شرف الدین مشہدی سے منسوب ہوئیں۔ سید محمد بناریؒ دکن چلے گئے۔
 سید عبداللہؒ دہلی میں آباد ہو گئے۔ سب سے بڑے بیٹے ناصر الدین محمدؒ اودھ شریف میں رہے۔ آپ
 کثیر الاولاد تھے۔ صاحبزادوں کی تعداد میں اختلاف ہے۔ بعض نے ۲۶ بعض نے ۲۷ نام لکھے ہیں۔
 دراصل یہی وہ فرزند ہیں جن کی اولاد درمیر کے ہر گشتہ میں آباد ہیں۔

۲۔ جامعہ صوفیہ کے کرام | شیخ شرف الدین یحییٰ امینیؒ پیاری، سید شرف جہانگیر سنائیؒ اور
 شیخ علاء الدین لاہوریؒ

۳۔ جامعہ شہانہ دہلی | علاء الدین خلی، شباب الدین خلی، قطب الدین مبارک، ناصر الدین خسرو
 خیانت الدین قلق، محمد قلق اور فیروز شاہ قلق۔

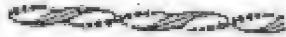
۴۔ خلفاء | اشرف جہانگیر سنائیؒ، سید صدر الدین راجہ قتالؒ، دیر لد، سید علم الدین ترمذیؒ، سید شرف شہیدؒ
 ابو تاج اللہ بھٹیؒ، سید محمود شیرازیؒ، سید سکندر بن مسعودؒ، سید علاء الدین یحییٰ سید حسینؒ، سید شرف الدین
 سادیؒ اور مولانا عطاء اللہؒ

۵۔ اقوال جہاں گشت | ائمہ و مدینہ کے بعد ہندو پاک کی زمین عنقوت والی ہے۔ حضرت آدمؑ کا قدم
 پہلے پہلی ہند کی سرزمین کو چھوا۔ شہر ہندوستان اکثر تھکتے ہیں۔ یہاں بدال دنیا وہ پائے جاتے ہیں۔
 ہزاروں کا رخ بھی ہندو پاک کی طرف ہے۔ محل کے بغیر نسب بے کار ہے۔

۶۔ چارہ تین ساری مدتوں سے داخل ہیں: ۱۔ حضرت خواجہ ۲۔ حضرت مریمؑ ۳۔ حضرت
 عائشہؓ ۴۔ حضرت فاطمہؓ حضرت عائشہؓ کی فضیلت علم و اجتہاد کی بنا پر ہے۔

چہانیاں جہاں گشت انہی فقیر الہیہ قادری ص ۱۵۶

- ۴۔ مجھ میں سنا کر وہ ہے۔ اس سے نکل کر تپا ہی عمر اور وقتِ معاش پیدا ہوتا ہے۔
- ۵۔ مخدوم نے راجہ جوتال سے فرمایا کہ تپاں راجے آساں خراجہ میں تپاں راجہ بہم نقیر۔
- ۶۔ لکھا تھا ہے چو آغا کہاں یہ جزا دو کا ہے جو پہلے پہل مونس اللہ لکھ باطل چہ در میں خود
- عبداللہ شطاریؒ کے ساتھ سفر میں بولا گیا ہے مطلب ہے ”سچے عرفان“ کی کمی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



سید صدر الدین راجہ (رحمن) قاتل

(شجرہ نسب مندرجہ ذیل)

سید صدر الدین راجہ قاتل خدمت جہانیاں جہاں گشت کے چوتھے برادر تھے۔ اپنے والد بزرگوار سے مرید ہو کر برادر بزرگ سے فرقہ خلافت پایا اور ان کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ راجہ قاتل کو سید و شکار کا بہت شوق تھا۔ ۸۴۶ھ مطابق ۱۴۲۳ء میں وفات پا کر اورچ شریف میں مدفون ہوئے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ ۱: سید جمال خواجہ (۲) شیخ روح اللہ (۳) سید عبدالعزیز (۴) سید ابوالحسن۔ سید ابوالحسن کا انتقال ۸۵۹ھ مطابق ۱۴۴۶ء کو ہوا۔

خدمت راجہ قاتل نے سید فضل الدین بخاریؒ میں سید ناصر الدین محمود بخاریؒ کو اپنا سجادہ بنالیا۔ **خلفاء** خدمت فضل الدین اکبر الدین اسماعیلؒ، برہان الدین قطب عالمؒ، شیخ علاء الدین شاہ داؤد قرطبیؒ، خدمت عبدالرزاق اسماعیل قرطبیؒ، خدمت جہاں شاہؒ، شیخ سارنگتؒ۔

تصنیف ارباب کا مجموعہ بحیرات راجہ قاتلؒ

نوٹ ماکٹر رفیعہ سلطانہ نے اپنی کتاب میں "اردو نثر آغا ز اور ترقی" صفحہ ۱۹۵ میں صدر الدین راجہ قاتلؒ برادر جہانیاں جہاں گشت "اردو سید یوسف حسین راجہ قاتلؒ کی ایک شخصیت سمجھ لیا ہے۔ اور جہاں گشت کے چھائی صدر الدین راجہ قاتلؒ کو خواجہ بندہ نو از گیسو دانا کا والد بتایا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ صدر الدین راجہ قاتلؒ ان کے والد نہیں تھے بلکہ سید یوسف حسین راجہ قاتلؒ خواجہ بندہ نو از گیسو دانا کے والد بندہ نو از تھے۔

سید محمد حسین شیرازی پیر مراد مکی سندھ

پشت نمبر	اساتذہ کرام	سید محمد حسین شیرازی پیر مراد مکی سندھ
۲۵	سید محمد حسین شیرازی پیر مراد	ہارز الدین بن مظفر الدین کے عہد میں شیراز سے مندرجہ وار ہوئے سلطان
۲۳	سید احمد	کا عبد حکومت ۱۳۴۵ء تا ۱۳۶۵ء تھا۔ پیر مراد کی ولادت ۱۳۸۵ء میں
۲۲	سید محمد شیرازی	ہوئی اور وفات ۱۳۹۶ء میں سلطان ۱۳۸۵ء میں ہوئی۔ آپ کا مزار ٹھٹھہ شہر
۲۱	سید محمد	کے شہر قبرستان مکی میں مرجع خلافت ہے۔ سید علی کمال شیرازی پیر مراد
۲۰	سید محمد گلی بکری	کے حقیقی برادر تھے اور ان کے مرید بھی۔ ان کی ولادت ۱۳۹۵ء میں اور
۱۹	سید محمد شجاع احمد	وفات ۱۳۹۶ء میں ہوئی، پیر مراد کی سکونت ٹھٹھہ شہر میں تھی ان کے
۱۸	سید بابا حسین اور	در بیٹے تھے (۱) سید شاہ محمد کمال شیرازی ۱۲۰۲ء سید شاہ جمال شیرازی، سید
۱۷	سید قاسم منور	شاہ محمد جمال شیرازی کی ولادت ۱۳۰۳ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۰۳ء
۱۶	سید افضل زید	میں ہوئی۔ مزار مکی میں ہے۔ سید علی شیرازی ثانی سید شاہ جمال شیرازی کے
۱۵	سید محمد اکرم محمد ثناء	فرزند تھے ان کی ولادت ۱۳۰۳ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۰۳ء میں ہوئی۔
۱۴	شاہ محمد شریف حمزہ	
۱۳	شاہ محمد اشرف الدین	
۱۲	شاہ جعیل ناصر	
۱۱	سید شاہ اسماعیل	
۱۰	سید علی امیر	
۹	سید علی جعفر ثانی	
۸	سید امام محمد علی نقی	

سید شاہ یقینؒ بخاری

(شجرہ نسب صفحہ ۲۴۵)

تحفۃ الکرام سے مصنف میر علی شیر کانی اور تحفۃ الطاہرین کے مصنف شیخ محمد اعظم شمشیری سے
مطالعین آپ کا اسم گرامی سید شاہ یقینؒ بخاری تھا۔

”سید یقینؒ کی سالک و خدا آگاہ و عارف باشندہ نور و کمالات اُن جبرگوار و لب یار و بے شمار ایام
امراض یک چڑ بڑاوت دی ملازمت ہی نمایندہ از ہر قسم کہ مرض باشند نجات ہی یابند گزند ایہ آستانہ
اُن چہ یقین است کہ در اہل کمالہ“ ”ہیکراہ آپ محمد آسودہ است“

(تحفۃ الطاہرین صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴)

”سید یقینؒ ہند کے معروف شہنشاہی دربار و درگاہ امام شمس گروی مدون درگاہ شمس ہند کے
حاجات و سرگزشت و ملاقات و ملاقات خدا و کمالات است“ (تحفۃ الکرام صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴)
حضرت سید شاہ یقینؒ بخاریؒ کا نام اور چہرہ جمال سے ہر کوئی شہر و دیہات میں حریف و رقیب
واقع ہے ہر لاؤریں سے ہر کوئی شہر میں ہے۔ تکیہ شہر کے مطالعین آپ کی ولادت با سعادت ۱۲۳۵ھ میں
ہزارامیں ہوئی۔ آپ اپنے جد اعلیٰ حضرت سید جمال الدین سرخ بخاریؒ (متوفی ۱۲۹۱ھ) کی اٹھویں
پشت میں تولد ہوئے۔ سید شاہ یقینؒ بخاریؒ ماں کی طرف سے حسنی سید ہیں اور والد کی طرف سے
حسینی سید۔ آپ دونوں طرف سے عجیب الطرفین سید ہیں۔ حضرت سید جمال الدین سرخ بخاریؒ نے
پہلی شاہی سلطان چنگیز خاں کی بیٹہ سے کی تھی جن کے اہل سے کرنی اور لاؤ نہیں ہوئی۔ دوسری شاہی
سید قاسم شاہ بخاریؒ کی دختر یک اختر ممتاز خاں سے کی جن سے وہ فرزند تزلزل ہوئے ایک سید
علی وہ سوسے سید جعفر، سید جمال الدین سرخ بخاریؒ کا بیٹا شریف اُسے کے بعد وہ دونوں فرزندوں کو
ہزارامیں بھیج دیا لیکن کچھ عرصہ کے بعد سید علی بخاریؒ دوبارہ واپس ہند گئے۔

سید شاہ یقینؒ کے والد سید شریف الدین بخاریؒ کے ۷ فرزند تھے :

۱۔ حاجان خان خانان ۱۲۵۰ھ تا ۱۲۹۰ھ، تحفۃ الکرام میں ۱۵۷ تا ۱۶۱ تاریخ و تاریخ مشہور سید شاہ یقینؒ ۱۲۴۱ھ

۱۱) سید عبداللہ بن شاہ (۲) شاہ برکی (۳) شاہ اسماعیل (۴) شاہ سیلمان (۵) شاہ مراد (۶) سید علی
 کسروی (۷) سید شاہ یقین بخارشاہ ان کی ایک دختر بھی تھیں جن کو بی بی شیک خاتون کہتے تھے جب
 شاہ یقین کی عمر شریف سات سال کی ہوئی تو والد ماجد کا سلسلہ میں انتقال ہو گیا۔ چھ ماہ بعد والدہ
 بھی فوت ہو گئیں۔ وفات کے وقت والد نے اپنے فرزند شاہ اسماعیل اور شاہ سیلمان کو وصیت کی کہ شاہ
 یقین کی گویری وفات کے بعد زندہ بھی رہنا۔ والد کی وفات کے بعد آپ کے دادا سید عبداللہ نے آپ
 کی تعلیم و تربیت کی۔ وصیت کے مطابق آپ کے بھائیوں نے آپ کو مریدوں کے ایک قافلہ کے ساتھ
 سفر پر روانہ کر دیا۔ اس قافلہ میں آپ کے والد کے خاص عقیدت مند سید محمد محمود شاہ شیرازی بھی تھے۔
 اس زمانہ میں سیاحت ہی کے ذریعہ روحانی تعلیم ہوتی تھی۔ سب سے پہلے یہ قافلہ نجف اشرف پہنچا
 وہاں شاہ نے حضرت علیؑ کے مقبرہ کی زیارت کی اور فریضہ و رات حاصل کر کے کربلائے معلیٰ پر چڑھ گئی
 کی۔ بعد ازاں شاہ نے شیخ عبداللہ دہلویؒ کے مزار پر حاضری دی۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے بیت المقدس
 جا پہنچے اور حضرت اسحاقؒ اور حضرت یوسفؒ کے مزارات پر چڑھ گئی کہ کے روحانی تربیت حاصل کی۔ پھر مغل
 پورچہ کو حضرت ابراہیمؒ اور حضرت اسماعیلؒ کے مزارات پر حاضری دی۔ راج کی سعادت حاصل کی کہ کے بعد
 مدینہ منورہ پر حاضری دی جہاں آپ کو حضور پاکؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ اسی شہر میں ان کی ملاقات خواجہ
 خضرؒ سے ہوئی جو بہترین لباس میں لباس تھے انہوں نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوتا ہے کہ تمہیں ہندوستان بھیج دوں۔
 چند ماہ کی مسافت کے بعد شاہ یقینؒ ۸۵۵ھ میں ہندوستان آئے۔ سات سال کی عمر میں سفر پر نکلے ہوئے
 تھے دس سال کے بعد سترہ سال کی عمر میں یہ سیاحت مجددی تربیت حاصل کرنے کے بعد اپنے بڑے
 بھائی سید عبداللہ کے پاس واپس گوارا آئے۔ آپ نقشبندی اور قادری سلاسل طریقت میں بیعت تھے۔
 یہ سیاحت کے عادی ہو چکے تھے۔ مکمل کے قبرستان میں چڑھ گئی کی بعد ازاں حضرت سید علی ہجویریؒ
 داماد گنج بخش کے مزار پر لاہور میں تین سال تک چڑھ گئے۔ ۸۵۵ھ میں واپس آئے تو عمر شریف
 ہی چکے تھے۔ اب ان سے کرامات کا صدور ہونے لگا جس کی طرف ایک فکر دیکھ لیتے وہ شگاہا جاتا۔
 ایک حدیث کے مطابق سید شاہ یقینؒ کی شادی سید محمد محمود شاہ شیرازی کی ایک دختر شیک اختر سے
 ہوئی تھی والدہ اعظم القربا جو چارویں سال ۸۵۵ھ میں ناز عشاء آپ کا رسم نکاح ادا ہوا تھا میں
 ایک قرعہ گول کی صورت میں شہنشاہ یقینؒ کے پاس آئی اور فرمایا کہ نے لگی کہ داکڑوں نے میرے

بچے کو بغل بنالیا۔ شاہ سائیں خدا کے لیے میرے بیٹے کو بچائیں فوراً آپ اسی حالت میں صبرا
 بانے اس صورت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ ڈاکوؤں کو علم تھا کہ وہ عورت شاہ فیتیح ہی کے پاس جانے لگی
 چنانچہ شاہ یحییٰ نے پہنچے ہی ڈاکوؤں نے قہر لیا دیا اور سرت سے جدا کر دیا۔ سرت سے جدا ہوتے ہی
 گدوں سے کھڑک شہادت کی آزمائش آئے لگیں۔ ڈاکو سائیں کی بیکراست دیکھ کر تائب ہوئے بلکہ سارا
 گاؤں مسلمان ہو گیا۔ جہاں شادی کا رسم ادا ہوا تھا اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا مقبرہ غلام
 شاہ کھڑوہ نے تعمیر کرایا تھا۔ مزار کی دیکھ بھال آپ کے خلیفہ فقیر معمولی دکن کرتے تھے۔

شاہ بندر کا پس منظر اگر لڑکی دعائی نواز اس قبل ایک خلیفہ قدیم ریاست مگھڑی کے قائم تھے یہی
 وہ عظیم مرقع ہے جسے "باب القصور" بھی کہا جاتا ہے۔ امام تصوف حضرت شیخ یسیر بڑی بڑی کے استاد
 حضرت شیخ ابراہیم سندھی کا مرقع بھی مگھڑی سے تھا۔ مگھڑی کے بزرگ رستوں میں شاہ فیتیح بنانا
 کا اسم مگھڑی سرفہرست ہے جن کا ذکر تحفۃ الکرام تحفۃ الظاہرین تحفۃ السالکین اور دیار شہید
 وغیرہ میں موجود ہے۔

تواریخ اوت کے ساتھ ساتھ یہاں کے سلاطین علاقوں میں کتنے ہی انقلابات آئے۔ سب سے پہلے
 ۵۱۶ ق م میں ایران کا بادشاہ دارا حملہ آور ہوا اس علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ سکندر اعظم بھی اس علاقہ
 میں آیا تھا۔ اس علاقے میں غری بھی آئے۔ یہاں یونانیوں کے بعد سلف غزنویوں کی حکومت رہی۔
 بادشاہ مدنی یحییٰ میں مسلمانوں کے مد میں مگھڑی کا ایک آزاد ریاست تھی جو موجودہ مگھڑی بندر کا اچھا
 اور شاہ بندر پر مشتمل تھی۔ تواریخ میں مگھڑی کی سرکشی کا ذکر بار بار آیا ہے۔ یہ برصغیر کی قدیم ریاست
 تھی جسے غلام شاہ کھڑوہ نے سربند میں شامل کر لیا تھا۔ اسی علاقہ میں ۱۶۵۵ء میں اورنگزیب
 عالمگیر نے اورنگ آباد تعمیر کی تھی جسے تاریخ میں مگھڑی بندہ بھی کہتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق شاہ علیقلی
 جٹانی بھی مگھڑی میں سربند تعمیر کئے تھے۔ اورنگ آباد شاہ عالم کا قریب ۱۱۷۵ء میں سلطان
 ۱۵۵۸ء میں اورنگ آباد میں غلام شاہ کھڑوہ بھی رہائش پذیر تھا جو آج کل دیران ہو چکا ہے۔ شاہ بندہ
 میں ایک مقبرہ واقع ہے تعمیر کرایا گیا تھا جس کے کتبہات آج تک موجود ہیں ۱۷۵۵ء میں شاہ بندہ
 ایک اہم بندرگاہ تھا۔ یہاں انگریزوں نے کوششیں بھی کیں ۱۷۵۵ء میں دیران ہو گئیں۔

جغرافیہ | موجودہ ضلع کو دیہاتے سندھ و حصار میں تقسیم کرتا ہے۔ دائیں طرف کے حصہ میں ٹھٹھارہ سیر پر سا کہ ہے اور بائیں طرف سبباول سب ڈسٹرکٹ میرپور ٹھٹھارہ جاتی، شاہ بند اور کارہ چھان تک میلوں پر مشتمل ہے۔ شاہ بند علاقہ کے شمال میں قلعہ جاتی اور دیہاتے سندھ ہے اور جنوب میں بکھرہ عرب۔ اس علاقہ کا طول و عرض ۲۰ میل اور ۲۵ میل ہے۔ شاہ بند کا رقبہ ۱۴۹۵۶۸۲ مربع میل ہے قلعہ کے ساحل علاقہ کو مقامی زبان میں کچھ بھل کہتے ہیں۔ اسی علاقہ میں سامرندہ بھی ہے۔ آج کل یہ علاقہ سیم و قسور کا شکار ہے۔ ۱۹۶۲ء تک قلعہ کا ہیڈ کوارٹر شاہ بند تھا جب دیہاتے سندھ نے رخ بدلا کر رفتہ رفتہ یہ شہر دیران پور گیا اور ۱۹۶۲ء میں ہیڈ کوارٹر ٹرک ڈپو منتقل کر دیا گیا جس کی آبادی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق صرف ۱۲۸ افراد پر مشتمل ہے۔ وقت گزرتا رہا اس علاقہ میں خاطر خواہ ترقی نہ ہو سکی۔ اس علاقہ میں جالی ایسٹن، سیر، شیدی اور کھٹی قیاس آباد ہیں اس علاقہ کا مشہور تہارتی مرکز چوٹڑ جالی ہے۔ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے مطابق شاہ بند کی آبادی ۹۶۷۷۵ نفوس پر مشتمل ہے۔

آفاتِ مادی | آفاتِ مادی اور طبعی تبدیلیوں کے سبب اس علاقہ کی آبادی کم ہے۔ ۱۹۵۱ء میں سامرندہ میں زبردست طغیانی آئی تھی اور ۵ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو زبردست زلزلہ آیا تھا۔ آب و ہوا | علاقہ کی آب و ہوا موافق ہے اور یہاں ۷ درجے تک بارش ہوتی ہے۔

پیداوار | اس علاقہ کی خاص پیداوار چاول، تہی کے بیج، سیر، گنا اور کیلا ہے۔ آواہی کے قبل یہاں کی پیداوار شاہ بند کے فلیوڈ یا سیر بھی جاتی تھی۔ اس وقت کراچی یہاں کی فصلوں کا خاص مرکز ہے یہاں کا گنا نہ صرف تر ضلع شکر گل بھی بجاتا ہے اور کیلا ملک کے دور دراز علاقوں میں بھیجا جاتا ہے۔

تعلیم | اس علاقہ میں ۶۰ پرائمری اسکول، ایک مل اسکول، ۲۰ ہائی اسکول اور ایک گرلز اسکول قائم ہیں جن میں ۱۳۹۸ طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

صنعت | برطانوی عہد حکومت میں شاہ بند قلعہ شہر کا مرکز تھا۔ ۱۹۶۲ء میں ۶۰ ہزار ٹکنی شہرہ بھی بھیجا گیا تھا۔ ۱۹۸۹ء کے زبردست زلزلہ میں یہ شہر گاہ تباہ ہو گیا۔

نوٹ: (۱) علامہ عبدالحلیم لاہوری بھی شاہ بند میں مقیم تھے۔

(۲) آدم خان بروجہ اسٹنٹ، ممتاز کار میرپور سا کہ کی روایت کے مطابق لڑائی کی روناہ کی رو سے اورنگ زیب عالمگیر کے بعد میں اورنگ زیب دین شاہ بند کی حیثیت ایک شیعہ کی تھی اور میرپور کا گورنر بھی اس کی تحصیل تھی۔

اولیاء و مشائخ | شاہ بندہ پیشہ سے اولیاء و مشائخ کو مسکن بنا ہے۔ حاجی ابراہیم سید فتح علی شاہ گدی
سید محمد شاہ بن سید راجن شاہ، اشرف شاہ ککویاری، جلال ککشی، بیانی، محاور عثمان عباسی یہاں کے
مشہور اولیاء و گوروں سے ہیں۔

موتے مبارک | شاہ بندہ کو ہر شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت محمد علی اللہ علیہ وسلم کا مقدس سر کے مبارک
پہاں محفوظ ہے، ہر سال عید الفتح کے دن اس کی عام زیارت ہوتی ہے۔ شاہ ابراہیم غوث پروردگار
کے کرتوتے تھے۔

علامہ و شاہ سیر | شاہ بندہ کے اخوند خاں زادہ میں علامہ عبد اللہ اسحاق مشہور عالم و فقیہ تھے۔ مرئی فتح
علی زندہ و زندہ خلافت تو کہ جس کے دورِ حال تھے۔ سید شکر اللہ قاضی شاہ بندہ کے قاضی تھے حاجی
محمد مشہور طبیب تھے۔



سید شاہ علاء الدین تجاری شطاری بڑی بلیا تو گنیر بہار (شجرہ نسب ۱۲۲)

حضرت سید شاہ علاء الدین بھاری شطاری بڑی سید شاہ شمس الدین بھاری ^{۱۲۵۵ھ} ۱۲۵۵ھ مطابق ۱۲۵۵ء
میں تولد ہوئے اور روضہ بڑی بلیا ضلع موگیر بہار میں رہائش اختیار کی۔ سید شاہ علاء الدین بھاری ایام طفلی
ہی میں والدہ ماجدہ کے ساتھ راضیہ سے عزم ہو گئے۔ پھر وہاں سید شاہ فرید الدین بھاری نے آپ کی پرورش
و پرورش کی۔ علوم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد ^{۱۲۹۰ھ} ۱۲۹۰ء میں دکن کرتیر باد کے
ہندو آمد ہوئے۔ سیو سیاحت فرماتے ہوئے موضع بڑی بلیا میں آجسے تیسہ قدم تکمیل کے برابر سے اسٹیشن
کے متصل قریب شکر کے بالکل کنارے آباد ہے۔ سلطان علاء الدین خلجی کی تعمیر کردہ ایک مسجد ^{۱۲۹۱ھ} ۱۲۹۱ء
مطابق ۱۲۹۱ء کے کھنڈرات اب تک دیکھنے میں آتے ہیں۔ جہاں حروف میں کندہ کیا ہوا سنگ سیاہ پر
اس مسجد کا کتبہ وہاں محفوظ ہے۔

مخدوم علاء الدین بھاری نے حضرت ذوالکف شطاری سے بیعت، اجازت و خلافت حاصل
کی تھی اور وہ حضرت عبد اللہ شطاری کے مرید و بھائے مرسل عقیدت تھے۔ شطاریہ مسلک کا اجماع و ستان
میں انہیں کے ذریعہ ہوا ہے۔ مخدوم علاء الدین بھاری بڑی بلیا میں دفن ہیں جہاں ان کا مزار مرصع
مخلائ ہے۔

سلطہ حالات: نہ کہ حضرت سید شاہ علاء الدین بھاری شطاری از محمد شمس شطاری ^{۱۲۹۱ھ} ۱۲۹۱ء مطابق ۱۲۹۱ء
مسلک بزم شمالی تذکرہ شوالائے شمالی یہاں ارشاد الہی ^{۱۲۹۱ھ} ۱۲۹۱ء مطابق ۱۲۹۱ء

حضرت سید شاہ سیح الدین بخاریؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۲۵۳)

سید شاہ سیح الدین حسن بخاری شطاری کی ولادت باسعادت ۱۱۱۳ھ مطابق سن ۱۷۰۱ء میں ہوئی۔ چائے پیدائش وارد چائے مدفن موضع بڑی دلیا بگ سرگسبہ۔ حضرت حسن بخاری بڑے ہی محترم خاندان کے چشمہ و چراغ تھے اور خدمت علماء الدین کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ اپنے وقت کے راسخ العقیدہ متقی تھے۔ سلسلہ رشد و ہدایت و شریعت جاری رکھا۔ خانقاہ کے مدارف کے لیے شاپان دہلی کی جانب سے بڑی بڑی چانداریاں ان کے اجداد کو ملتی ہوئی تھیں۔ ان کی طرح انہیں بھی چانداریاں حاصل تھیں۔ سبکیں کا سلسلہ تسلیم و تسلاب بھی اسی تانہ ان میں چل رہا ہے۔ موجودہ سہارہ خانقاہ دلیا بگ سید شاہ متیار المتح کی بخاری کا حلی ہی میں انتقال ہوا ہے۔ آپ اردو فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہتے تھے فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اردو اشعار کا ایک گلدستہ یہ شکل مخطوط حضرت حسن کی خانقاہ عالم شاہ میں اب بھی محفوظ ہے۔ آپ نے ۸۹ سال کی عمر میں ۱۱۹۳ھ مطابق ۱۷۷۹ء میں وصال فرمایا مزار دلیا میں موجود خلائق ہے۔

نہایت کلام حسن بخاری

وطن ممدی ہے دلیا پیرا	مردان شعلہ الدین کا طریقہ
جلال الہی حیدر کے سر فروز	بخاری بن بخاری سلسلہ
علاء الدین کے ہیں چہرہ نشین	علاء الدین علیم الدین سے دیکھیں



سید وارث علی شاہ دیوہ شریف یوپی

(شجرہ نسب و تاریخ)

سید وارث علی شاہ سلاسل وراثت کے مرشد اعلیٰ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۴۵ھ / ۱۸۳۰ء میں ہوئی اور وفات ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۵ء میں ہوئی۔ شاہ صاحب ائمہ القیام تھے اور سادات اہل بیت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ دیوہ شریف میں گوردہ ہوئے اور وہیں مدفون ہیں۔ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا اور چودہ سال کی عمر میں سجادہ نشین ہو گئے۔ پہلے حج کی سعادت کے لیے ہی زندگی بھر کے لیے احرام ہی کو اپنا لباس بنا لیا۔ زندگی بھر قریش خاںک پر سوسے۔ جہاں گشت تھے ترکہ کے سلطان عبدالحمید دیوہ پست کے شہزادہ بہادر اور دیگر حکمران وقت آپ کے عہدیت مذاہر حلقہ بگوش تھے۔ کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور دست سوال دراز نہیں کیا۔ طوطی لاکھ غیر مسلم آپ کے دست مبارک پر شریف ہوا سلام چڑھے۔ آپ کا پیغام محبت تھا۔ دیوہ شریف میں آپ کا مقبرہ درجہ خلافت ہے۔ ترکہ کے سفر کے دوران آپ شاہی باغ پنیپور اور فرس پر کھل بچھا کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے سلطان عبدالحمید اور آٹھ لاکھ ان سے سوال و جواب۔ سلطان نے حدیث شریفہ چرا۔ اور کل میں شاہ صاحب کا شانین استقبال کیا۔

سید شاہین سرکار پنگر لوٹنڈو باگو بدین

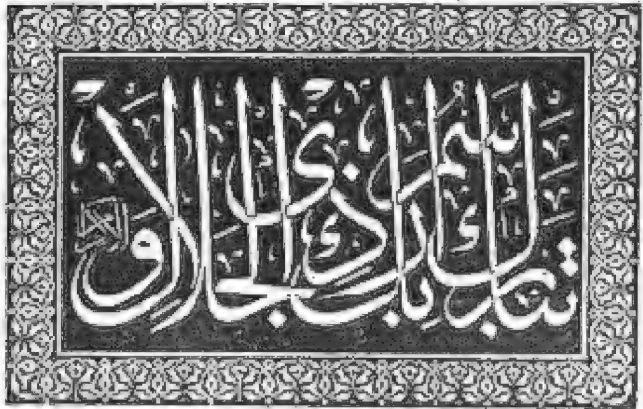
(شجرہ نسب و تاریخ)

آپ کی وفات ۱۳۴۹ھ / ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ کے آباؤ اجداد گارہ سے سندھ وادہ ہوئے۔ سید شاہ فاروقی بازوی مصنفہ و مجری ہیں۔ سندھ شریف لائے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں سید شاہ جن وصال کے مالک تھے خوبصورت لباسوں کے شوقین اور میلان اور ساندھو کی محفل میں شریک ہونے والے انسان تھے۔ آپ پرانے جھنڈو گودام کے رہنے والے تھے جو آپ کی جدو جہد سے ویران ہوا۔ پہلے عشق عیازی میں گرفتار ہوئے بعد ازاں عشق حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی۔ آخر عمر میں پنگر لوٹنڈو آکر رہے یہاں کے باشندوں نے ان کی آرزو بگت کی۔ آپ نے پنگر لوٹنڈو کے لیے دعا کی جس کی برکت سے آج پنگر لوٹنڈو

ملک تذکرہ اولیائے سندھ ص ۱۵۹

خوشحال ہے۔ اور ترقی کا مادہ پر گامزن ہے۔ آپ کے بے شمار کرامات ہیں آپ کا مزار ہر شہر
سے تین میل کے فاصلہ پر ٹنڈو پاکر میں ضلع بدین میں تیرات کوادھاس وجام ہے۔ درگاہ پر ہر روز
مقامی ساتھ لے کر جاتا ہے اور صدقہ کرتا ہے۔

شجرہ نسب | سید شمس شاہ بخاری بن سید گل شاہ تالی بن سید قربان علی شاہ بن سید علی بخش شاہ بن
سید گل شاہ بخاری۔



نواب صدیق حسن قاری سید رشید الحسن بنوری ٹاؤن کراچی

(شجرہ نسب ص ۲۲۲)

نواب سید صدیق حسن کا خاندان سادات حسینی قنوی ہے۔ سید تاج الدین کے قبل سب علماء اور اختیار قوم تھے۔ اور سید تاج الدین سے لے کر علی انور جنگ بن اعلیٰ الشیخ ابوالہریرہ دولت و ثروت ہرگز غلام سید اولاد حسن قنوی سید احمد شہید کے اجل فاضل میں سے تھے اور بڑے عالم دین تھے۔ قریب صدیق حسن بڑے مفسر محدث و فقیہ اور عالم دین تھے اور بھرپور کے حامی ریاست بھی تھے۔ ۱۳۳۸ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو بریل میں تولد ہوئے۔ ابتدائی دود تدریس میں گزرا۔ علوم سرمدیہ متدیہ الدینی خالص آرزو سے پڑھے۔ تفسیر وحدیث وغیرہ شیخ عبدالحق بن قنصل الشہرہندی، شاہ یعقوب دہلوی اور تاجی حسین انصاری سے پڑھے۔ پہلی شادی لمشی جمال الدین مدارالہام ریاست بھرپور کو دختر سے ہوئی جس سے قریب نور الحسن خاں طیب اور قریب علی حسن خاں طاہر تولد ہوئے۔ قریب سید نور الحسن کا کالج میر حیدر علی بن مراد علی کی دو دختروں سے بچے بعد دیگر سے ہوا۔ نواب نور الحسن صاحب توفیق گزیرے۔ وہ شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کے خلفاء میں سے تھے۔ ۸ مرم ۱۳۴۲ھ کو کنٹر میں وفات پائی۔ ان کے دو فرزند تھے (۱) سید ظہور الحسن اور قریب نجم الحسن جو جنوری ۱۹۶۷ء کو فوت ہوئے انہیں کے صاحبزادے قاری سید رشید الحسن خطیب جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی ہیں۔ قاری صاحب نے حیدرآباد دکن سے بی اے کیا۔ مولانا قنصل الشہرہندی مولانا محمد علی مرگھیری باقی نفعۃ العلماء کنٹر سے شکوہ ترمذی ہائیں ماہر اور بھارتی شریفیہ کی تعلیم حاصل کی۔ نفعہ یں استاد تجربہ مقرر ہوئے مولانا عبدالحق علیا بھادوی سے ادب کی کتابیں پڑھیں۔ قاری صاحب کا عقد مولانا سید ابوالحسن ندوی کی بی بی سید وصالہ بنت سید محی القلی سے ہوا جن سے چار فرزند اور دو دختر ہیں۔ (۱) سید صدیق حسن طیب ۱۲۷۰ھ ۱۹۵۲ء میں یوسف حسن طاہر (۲) سید شہید حسن تاسم (۳) سید مظل حسن -

مولانا سید شاہ احمد جمال عابد حسین بخاری رامپوری

شوق نسب پوری

فیہم احوال گرامی

۲۷	سید محمد طاہر	مولانا سید احمد جمال عابد حسین بخاری کا آبائی سلسلہ طریقت قادریہ نقشبندیہ مجددیہ ہے۔ آپ کے جد امجد سید احمد شاہ بخاری کے مریدان مکہ معظمہ مدینہ منورہ بمبئی سعید آباد بانس بلی، سرار آباد رامپور میں پھیلے ہوئے تھے۔ آپ کے والد محترم
۲۸	سید احمد جمال عابد حسین	مفتا بخاری نقیبہ محبت سیف فضل علی شاہ عرف سید چندہ میاں صاحب کے مریدان
۲۹	سید فضل علی شاہ	نایابہ تران کے اپنے وطن رامپور ہی میں کثرت سے آباستغ۔ جن میں اکثر شہرہ
۳۰	سید احمد شاہ بخاری	معروف ہوئے تھے۔ اسی گروے میں آپ ابتدا سے تیس سال تک اپنے وطن رامپور
۳۱	سید جمال	میں اپنے والد ماجد کے ساتھ مخالفت سے فیضیاب ہو کر سعادت سے سرفراز ہوئے۔
۳۲	سید جعفر شاہ	آپ نے علوم مروجہ شافعی فارسی عربی صرف و نحو اصول فقہ منطق حدیث
۳۳	سید کمال	تفسیر و طب طبیعات اور فلسفہ فنیوس و رک حاصل کیا۔ ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۰۴ء
۳۴	سید محمد شاہ	میں مدرسہ خلیفہ گزشتہ میں مولانا حکیم خان خانقاہ سید برکات احمد میرنگری سے چھ
۳۵	سید شاہ احمد	سال تک فقہ علوم کا درس لیتے رہے اور ان کے درس میں شامل ہو کر مدرسہ
۳۶	سید عبدغنی	خلیفہ کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد والد صاحب نے ۱۳۳۰ھ مطابق
۳۷	سید عبدالباق	۱۹۱۰ء بروز شنبہ علماء فقہاء مشائخ کبار اور محدثین و افاضیوں اور دیگر
۳۸	سید عبدالحی	معززین شہر اور خاص طور پر سید قطب شاہ سمادہ نشین کی موجودگی میں ان
۳۹	سید عبدالحکیم	کے جد امجد کے عرس کے موقع پر تمام جلسہ میں اپنے دست مبارک سے دستبرداری
۴۰	سید شاہ تادوق	فرمانی اور قائم مقام مار فرمایا جس کا سلسلہ متفقہ جاری ہے۔ آپ کے فرزند
۴۱	سید علی الدین سعید	۱۴۰۰ھ گرامی سید محمد طاہر ہے جو جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی میں قیام پذیر ہیں ان
۴۲	سید جمال گشت	زادہ شہرہ میں ۱۹۰۸ھ مطابق ۱۳۲۷ء سید محمد شعیب (۲۰) سید شاہ احمد (۲۱) سید کمال
۴۳	سید محمد شعیب	کے گروے سے رہ گئے ہیں۔

سے نقلی نسخہ مشافہ

شجرہ نسب سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

(شجرہ نسب ۱۲۴۱ تا ۱۲۵۱ھ)

سید ابوالاعلیٰ مودودی دہلی کے ایک معزز گھرانے کے چشم چراغ تھے۔ ان کے خاندان میں نامور صوفیائے کرام گذرے ہیں، چند میں سلاسلِ پشتیہ کے شیخ الشیخ خزانہ قلعہ الدین مودودی پشی (دکنی ۱۷۲۷ھ) اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ مولانا مودودی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید احمد بن مودودی تھا۔ وہ پیشہ کے لحاظ سے وکیل تھے۔ مولانا کی ولادت ۱۲۵۱ھ ستمبر ۲۰ء کو اورنگ آباد دکن، میں ہوئی۔ اورنگ آباد ہی سے ۱۳ سال کی عمر میں مولوی کا انتقال پاس کیا لیڈر نان موٹی کارخ کیا اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۳ء مولانا میدانِ صحافت میں سرگرم عمل رہے۔ پرنسپل تاج رحیلپور، مسلم دہلی، اخباروں میں صحافت کی ۱۹۲۵ء میں اجمعیہ کے مدیر مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۲ء سے دم آخر تک مترجمان القرآنؒ لکھتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں علامہ آبال کی دعوت پر پنجاب آ گئے وادالسلام دیشخان کوٹ کے مرکز میں اصلاحی کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۱ء میں جماعتِ اسلامی کی بنیاد رکھی جس کے وہ پہلے امیر منتخب ہوئے۔ تقسیمِ ہند کے بعد مولانا لاہور منتقل ہوئے اور نئے دہلی کے قریب بعد چہد میں مصروف رہے۔ اتانہ دین کے لیے انھیں محنت کرتے رہے۔ شبِ روز تعینات و تالیف میں بھی مصروف رہے۔ مولانا نے ۱۲ ستمبر ۱۹۷۹ء کو فیصلہ دیا کہ میں ولادت پائی۔ وہ اچھروہاہر میں اپنے مکان کے احاطہ میں مدفون ہوئے۔ مولانا ہر جہت شہنشاہ تھے۔ وہ بیک وقت مفسرِ قرآن، محدث، اعلیٰ محقق، دیوبند، مدرسہ، مفسرِ اسلام، مسلم مبلغِ اسلام، مصلحِ وقت اور مجتہد عصر تھے۔ یوں تو مولانا کی کل تصنیفات ۱۶۵۰ جہیں جن میں ۹۸ مشہور ہیں جن میں سے بعض کتابیں ۱۵۰ زبانوں میں ترجمہ کی گئیں جن کی عالمِ اسلام میں دھوم مچ گئی۔ ۱۹ کتابوں کے

ملک روزنامہ جہانت گرامی مودودی نمبر ۱۳۲۱ء

نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت	نمبر شمار	نام کتاب	سال طباعت
۱	الروضة اور انوار	۱۱ ۶۱۹۶۳	۱۱	رسالہ دینیات	۶۱۹۳۲
۲	دکن کی سیاسی تحریک	۱۲ ۶۱۹۶۴	۱۲	سلاجقہ	۶۱۹۵۳
۳	اسلامی قانون	۱۳ ۶۱۹۶۵	۱۳	سورہ	۶۱۹۵۸
۴	اسلامی ریاست	۱۴ ۶۱۹۶۶	۱۴	تفہیم القرآن جلد ۱	۶۱۹۵۹
۵	انجیل و اسلام	۱۵ ۶۱۹۶۷	۱۵	تفہیمات سیرت	۶۱۹۶۱
۶	غزوات و جنگیں	۱۶ ۶۱۹۶۸	۱۶	تحریک آزادی ہندوستان	۶۱۹۶۰
۷	خطبات	۱۷ ۶۱۹۶۹	۱۷	تجدید احیائے دین	۶۱۹۵۴
۸	مسلمان اور جدید سیاسی فکر	۱۸ ۶۱۹۷۰	۱۸	ترجمان القرآن	۶۱۹۶۸
۹	پروہ	۱۹ ۶۱۹۷۱	۱۹	تفتیات	۶۱۹۳۹
۱۰	رسائل و رسائل	۶۱۹۷۲			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي هدانا لهذا

الذي كنا لنهتدي لہ

۱۲۷

شجره نسب سید ابوالاعلیٰ مودودی

اساتے گرامی	وفات	زادات	اساتے گرامی	وفات	زادات	سرفتی
۱- سید ابوالاعلیٰ مودودی	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۲- سید تقی علی احمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۳- مولوی احمد علی	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۱- سید الدین محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۴- سید الشیخ ابوالفتح	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۸- سید محمد بن محمد ابوالفتح	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۵- سید الشیخ عبدالرشید	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۷- سید قطب الدین محمد بن محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۶- سید العارف عبدالغفر	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۶- سید محمد بن محمد بن محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۷- سید سید محمد بن محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۵- سید ابوالحسن محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۸- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۴- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۹- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۰- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۲- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۱- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۱- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۲- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۰- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۳- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۹- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۴- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۸- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۵- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۷- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۶- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۶- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۷- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۵- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۸- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۴- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۱۹- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۳- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۲۰- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۲- سید ابوالفتح محمد	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳
۲۱- سید الشیخ عبدالکرم	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱- حضرت علی	۱۳۰۳	۱۳۰۳	۱۳۰۳

مولانا عبد السلام نیازی استاد مولانا سودودی

مولانا عبد السلام سودودی نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سید احمد حسن اور مولانا الیاس کاندھلوی جیانی مقلینی جماعت کے والد محترم سے حاصل کی۔ مولانا نے عربی، فلسفہ و منطق، علم الکلام وغیرہ کی تعلیم اپنے بزرگ بزرگ مولانا ابوالخیر سودودی کے ساتھ مولانا عبد السلام نیازی سے حاصل کی جو اس دور کے بزرگوں سمجھے جاتے تھے۔ مولانا عبد السلام نیازی مرحوم و مغیرہ کو اپنے ان شیگردان رشید پر ثناء تھی۔ مولانا نیازی ہند کے صوبہ سبکی برار سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی مولانا عبد السبحان اور دادا عبدالوہاب قادری سلاسل کے مرید و فیض تھے۔ مولانا عبد السلام نیازی مولانا فضل حق خیر آبادی کے قلم سے تھے۔ ہر سال کی عربی میٹھ کے واسطے خیر الدار میں داخل ہونے کے بعد قرآن حفظ کیا۔ خاندانی تعلیم مولانا خیر محمد اور شاہ محمد عظیم سے حاصل کی۔ بعد ازاں دینی میں مولانا دیوبند کاشانی سے علم حاصل کیا۔ پھر دینی مولانا عبد الحق سے درس لیا جو ان کے تانکے شاگرد تھے۔ پھر اپنے ماں مولانا عبد الحق خیر آبادی سے ۱۰ سال تک تحصیل علم کرتے رہے۔ دینی داپس اگر سکیم محمود خاں دروازہ کیم اچل دلی سے طب کا علم حاصل کیا۔ سرانجام کو فارسی پڑھائی اور ان سے انگریزی سیکھی۔ ڈاکٹر پریس سے فرانسیسی اور جرمن زبانیں سیکھی اور ان کو عربی پڑھائی۔ پشت، بھگت، بہاراج سے سنسکرت زبان سیکھی۔ تقریباً ۱۰ برس زیادہ قرائن لیل اور لکھ سکتے تھے۔ آٹھ ہجری کے ہزاروں سال پڑائے کتبوں کا ترجمہ کیا۔ ایک دفعہ متوکل شاہ معذبہ پر اپنے وقت کے بزرگ تھے مولانا نیازی کو دہلی لے جا کر شاہ نظام حسن کی خدمت میں پیش کیا۔ مولانا نیازی نے ان کے دست حق پرست کی اور سات سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ مولانا نیازی کے دست مبارک پر ۳۹۰ ہزار غیر مسلم مشرق و اسلام ہوئے مولانا نیازی نہ صرف بزرگوں کے بلکہ عامان اختیار سے بھی بلند مقام رکھتے تھے مولانا عبد السلام نیازی کی وفات حضرت آیات ۱۹۶۶ء میں دہلی میں ہوئی۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ آل انڈیا میونسپلکٹی کے مطابق ان کے جنازہ میں تقریباً ۱۲ لاکھ آدمی شریک ہوئے تھے۔ جس سے ان کی ہرگز تعزیری کا پتہ چلتا

علامہ سید محمد ہاشم فاضل شمسی

حیدر آباد سندھ، آبائی وطن

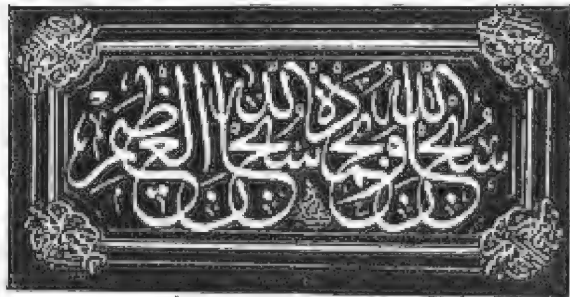
شجرہ نسب بہار

(شجرہ نسب ص ۲۳۱)

آپ شہر حیدر آباد سندھ کے تعلق تھے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۷ء کو قلعہ چاند پور، پٹنہ صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی سید محمد ہاشم تھا اور آپ کے جد امجد سید شاہ واجد حسین تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب سید احمد دوحشتی سے قلم ہے۔ آپ کے تہذیبی سید اسعد اللہ شاہ کچھ لکھنؤ، کچھ کٹن، کچھ بھکرے نقلی مکانی کر کے دورہ لکھنؤ میں ٹھہرے۔ پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ حاجی سید نور الدین علی کہ مرید بہار کے مبلغ سرنگر کے موضع شیخ پور میں مع اہل و عیال سکونت پذیر ہوئے۔ حاجی سید نور الدین علی آئی اے بی اے سندھ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ نے مرزا ہاشم کو ۱۲ سال کی عمر میں موضع کا مصلیٰ پٹنہ پڑایا اور تعلیم و تربیت کے لیے اپنے چچا مرزا ناریہ معین الدین کے حوالہ کیا۔ گیارہ سال کی مدت میں تمام متوجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر لی اسی دوران آپ نے پٹنہ یونیورسٹی سے گریجویشن کیا۔ کچھ دنوں تک آپ مدرسہ اسلامیہ سنگھ آباد گیا پھر ادین عربیہ اور حدیث کا مدرسہ دیتے رہے۔ ۱۲۹۲ھ میں مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں تفسیر و حدیث کے مدرس رہے۔ ۱۲۹۴ھ میں خدائش اور نیشنل لائبریری پٹنہ میں ریسنر لکچرر کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۲۹۴ھ تا ۱۲۹۵ھ دوران الیشیا ایک سرکاری ٹیکس میں بھی اسی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۲۹۵ھ میں علامہ شمسی موضع کا قلعہ پٹنہ سے ہجرت کر کے حیدر آباد سندھ میں داخل ہوئے اسی سال آپ نے سید رباب الدین پور غیشل لائبریری و میوزیم کی بنیاد ڈالی۔ ۱۲۹۶ھ تک اس سے شکستہ رہے۔ دینیان مدت میں حکومت نے آپ کو جامعہ اسلامیہ حیدر آباد میں شیخ التوفیق مقرر کیا۔ پھر اس کے بعد حکومت سندھ نے اہلکار کر کے واپس لائبریری میں ڈال دیا۔ علامہ شمسی ستمبر ۱۲۹۹ھ میں اپنی وفات پر لاہور سے منکدرش ہوئے۔ ۱۲۹۹ھ میں گورنر سندھ نے آپ کو سندھ یونیورسٹی لاہور اور میٹرک لکچرر نامزد کیا۔ ۱۳۰۰ھ میں علامہ شمسی ریٹائر ہوئے پاکستانی حیدر آباد سے بھی شکستہ رہے جہاں آپ نے مدرسہ قرآن کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۱۳۰۱ھ میں مدرسہ دارالعلوم احسن البکرات حیدر آباد میں مفتی اعظم سندھ

علامہ مفتی فیض عثمان بیکانی کی پیکش پر آپ شیخ الحدیث کے منصب پر چار سال تک فائز رہے۔ آپ کا دورِ عمر
قرآنِ آسمانی و کتبِ اقدسِ مسطورہ کی ہر اک کتاب و گزراں کی تفسیر و تفسیرِ آپ کے ہاتھ پر مشرف ہوا اسلام ہو گا۔ آپ
سے عاشقِ رسول، حق گو اور عالمِ باعمل تھے۔ علیہ السلیٰ ٹیڑٹ آف اسلام ایک اسٹڈنٹ الرکن اسلامی کراچی سے
آخر دم تک۔ والدین سے آپ ۱۲ کتابوں کے مصنف تھے۔ یکم محرم ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۷۷ء کو
طوبیٰ علالت کے بعد خالقِ مہینقی سے ملائے۔



اولاد سید امام حسن عسکری

سید علی بکر	سید علی هنر	سید امام محمد شهیدی	سید اسماعیل
سید محمد جراح	سید احمد اختر	سید عبد الرحیم شاه	سید ابوالحسن
سید عبد الله	سید محمد علی	سید امیر علی شاه	سید داود
سید حسین محمد تقی	سید محمد صفی	سید جلال بناری گنج العلوم	سید احمد
سید حسین مقبول	سید امین الدین	سید ناصر خسرو	فرخ الدین
سید بلال	سید علی راجه	سید حسام الدین	سید مسعود
سید محمودی	سید احمد الله	سید احمد شاه	شاه سیزده
سید فخر الدین	سید محمد راجه	سید محمد شاه	ابو محمد باهره فتح پور
سید عبد الله	سید امین الدین	سید جعفر شاه	محمد امین
سید حسین بکر	سید شریف محمد شاه	سید عثمان شاه	سید طایق
سید حسین محبوب	سید شاه صاف حسین	سید اسحق شاه	سید اخون
سید کمال الدین	(گنجش آقایی)	سید محمود شاه	شاه شریف
سید برهان الدین	سید احمد الله شیر محمد	سید حمید شاه	فغیر الدین
سید جلال الدین	سید عبدالقادر عالم الدین	سید شهاب تراب	کریم الدین
خواجہ عبد الله بناری	سید علی الما بیک	سید احمد وقتی	سید شریف
خواجہ مبارک الدین نقشبندی	سید شمس الدین	سید احمد راق	سید مسعود
دختره اولاد و ملوک	سید عبد الله کلاهی	سید احمد بیغم	جان محمد
	سید عبد الفتاح	سید احمد نور بیغم	محمد میر
	سید اشرف علی (دور)	سید قمر علی شاه	دین محمد
	(دور) محمود بیگی	سید علی بکر شاه	عزیزت الله
		(پیر باقری برنیر)	سید نور علی

سید شاه نظام الدین
(مساوات شهیدی گنج محمد کلاهی)
(سلطان محمد ۱۲۳۲-۱۲۳۳)

اولاد سید علی اکبر شاہ پیر بابا ترندی بونیر سوات

(شعبہ ۲۵)

سید مصطفیٰ پیر بابا ذکر شجاعی خاستان سے نقل مکانی کی اور ملتان ناٹھروہ ہزارہ (پیر بابا) آئے۔
سید حبیب پیر بابا

میاں سید عبداللہ
میاں سید قاسم
میاں سید حسن
سید عبدالرباب
سید مسرور شاہ

اولاد خواجہ بہار الدین نعمت پوری

(شعبہ ۲۶)

خواجہ سید علامہ الدین	پیر سید امام شاہ	پیر سید جلال شاہ
خواجہ سید عماد الدین	سید ابوالحسن شاہ	امام الحرم
خواجہ سید کمال الدین	میاں خواجہ نور	نامعلوم
خواجہ سید تعمیر الدین	میاں قدیر شاہ	سید ذریف شاہ بابا ششی
خواجہ سید جمال احمد	میاں مرسل شاہ	سید حسن اکابر شاہ ششی
خواجہ محی الدین (سپاہ)	سید شیریں شاہ	سید داد شاہ ششی
خواجہ عبدالقادر	سید باد شاہ	سید لائیں شاہ ششی
خواجہ سید علی	سید عبدالباق شاہ	ڈاکٹر سید حسن شاہ ششی
سید حیدر شاہ	(علامہ ناٹھروہ)	(پیشخان کالونی ڈکراچی)
سید بہار الدین		
سید محمد تاج الدین ادریاس		
(مدفن ناٹھروہ)		

خوف: علامہ سید جمال الدین انصاری پیر بابا بونیر سید علی ترندی کی اولاد تھے۔

سید جمال الدین افغانی

(شہرہ لب ص)

سید السادات مرزا جمال نقشب پاشی پیر چشم قربا است (دہقان)
 آپ شہر محدث سید علی قزوینی (ایام انیس) کی اولاد میں تھے اس لیے نام کے ساتھ حسینی لکھنا
 باعثِ فخر سمجھے تھے۔ آپ ۱۲۵۴ھ مطابق ۱۸۳۹ء میں افغانستان میں کشر کے علاقہ اسد آباد میں ولد ہوئے۔
 ماضی ہرگز گزرنے مسامحت سے ہمیشہ افغانیوں کو خصوصی عقیدت رہی ہے آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک
 سید محمد مصطفیٰ تھا۔ آپ کی تعلیم زیادہ تر افغانستان عراق اسد ایران میں ہوئی۔ آپ نے اپنے وقت کے
 جلیل القدر علماء سے عربی و فارسی زبانیں سیکھیں۔ آپ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء میں سترو سال کی عمر میں
 ہندوستان پہنچے یہاں ایک سال روک کر آپ نے انگریزی زبان سیکھی ۱۲۶۴ھ میں حج کی سعادت حاصل
 کرنے کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ واپس پر آپ امیر افغانستان کے شیر بنے۔ بعد ازاں وہ مصر میں
 امداد لے گئے۔ پھر میں اپنے شاگرد شیخ عبدہ مصری کے ساتھ مکہ مکرمہ و صلاۃ العروۃ الوثقیٰ جاری کیا۔
 پیرانہ شاہ ایران کی دعوت پر ایران گئے۔ اسی سال و ملا وطن ہو کر تہذیبی بنے۔ بالآخر ۱۲۸۲ھ
 مطابق ۱۸۶۶ء میں اسی شہر میں منہ کے سرطان کے سبب آپ کا انتقال ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ ایک
 فرانسیسی یہودی ڈاکٹر نے آپ کو قتل کے وقت آپ کو زہر دے دیا قاتلات کے وقت آپ کی عمر ساٹھ
 سال کی تھی۔ آپ نے مسلمانوں کی عظیم خدمت انجام دی اور ساری عمر تکلیف میں گزار دی ان کی دو
 تصانیف "العروۃ الوثقیٰ" اور "تمتۃ البیان فی تاریخ الافغان" زیادہ مشہور ہوئیں۔ وہ مسلمانوں کے عالمی
 سیاسی رہنما تھے۔ ان کی زندگی اور جدوجہد کا مقصد عالمی اسلامی اتحاد تھا۔ مقصد کے حصول کے لیے
 نہایت کوشاں رہے۔ بارہا قیدیں سہو تیں برداشت کیں۔ شاہ قاجار ایرانی نے آپ کو قید میں
 رکھا پھر یمن میں دیکر چاک کرنے کا حکم دے دیا لیکن وہ قید خانہ سے بچ کر نکل گئے۔

بابا تاج الدین اولیاءؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۲۷۶)

حضرت بابا سید تاج الدین تاج الاولیاء مقام کاشی دار جب ۱۲۷۵ھ بروز دوشنبہ مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۶۱ء کو ناگپور میں تولد ہوئے۔ بابا صاحب والدین کے اگوتے فرزند تھے جب ایک سال کے ہوئے تو والدین کو ارکا رنگوں میں انتقال ہو گیا۔ جب چھ سال کے ہوئے تو والد صاحب نے مدرسہ میں داخل کرایا۔ پانچ تیرہ سال کی عمر تک آپ نے عربی، فارسی، اردو اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ مدرسہ ہی میں علم لسانی کا اظہار ہونے لگا۔ آپ بے حد کم گو اور مسلم الطبع اور دم دل تھے۔ اکثر تہائی میں ملا نارووم اور حافظ شیرازی کے اشعار گنگنا کرتے تھے حافظ کا ایک شعر ملاحظہ ہو۔

سہ سے خیر صفت بسوز آتش اندر کہ بزدلی سا کی بیت خانہ باشر و موسم آزادی کن

کم بستی ہی میں عبارت دریافت میں وقت صرف ہونے لگا جب عمر شریف ۱۸ سال ہوئی تو انہوں نے بھی آرائی پیش یعنی فریاد کی ملازمت اختیار کر لی۔ آپ تقویر پر ہشتیہ اور نظامیر سلاسل سے بیت تھے۔ آپ کو اسی نسبت بھی حاصل تھی۔ دوران فری ملازمت آپ ریاست اور جاہلو سے خالی نہیں رہے۔ چھ سال تک ملازمت کی پھر ملازمت ترک کر دی۔ اب آپ پر جذب وستی کا غلبہ رہنے لگا۔ اور گزرات کے مدرسہ بھی ہونے لگے۔ ایسا کئے ہوئے تھے کہ یقین کیا کرتے۔ بابا صاحب تربیت باطنی کرتے تھے اور تزکیہ نفس پر زور دیتے تھے حضرت نے رزق حلال کی خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے اور رزق سوال و راز کرتے سے سستی سے منع فرمایا۔ ۲۶ محرم ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۶ اگست ۱۹۲۵ء میں آپ کا وصال ہوا۔

مزار شریف ناگپور میں مرجع خلافت ہے۔

منقبت

لے تاج الدین تاج رسکار اولیاء آری تھی این علی سہر دار اولیاء
 وارث توفی لے سرفیاد سرار اولیاء سر تاج عالی مرتبت سلالہ اولیاء
 داخل شدی در شہر دل بادیدہ گوار غر شا نصیب یار شہر یار اولیاء
 می خواہم دعا کئے خیر قرآنے تاج اولیاء دست دعا داتا درود یار اولیاء
 آرزو دارم توفی سن ویدے در خراب آں مدد کئے نسیب یار اولیاء

صدر حوالے تجم غم بیداشت باہی

ہست تاجدار ناگزیر رسکار اولیاء

(مؤلف)

وَأَنذَرْتُكُمْ لِيُخْلِقَ خُلُقًا

اور اے پیغمبر ﷺ، آپ کے اخلاق بڑے عالی ہیں (قرآن)



باب قتلند و اولیاء

سید حسن آخری محمد عظیم بریاء

قلندہ بابا ۱۸۹۹ء میں قندھار سے خارجہ شہر لڑی، ہند میں پیدا ہوئے۔ قیام علی گڑھ میں آپ کا میلان دوشیزا کی طرف ہو گیا۔ اسی دوران آپ اپنے ۱۲۰ سالہ والدین بااثر اللہ علیہ السلام کی نگاہ سے پاس ناچنے شروع ہوئے۔ آپ کی روحانی تربیت ہوئی۔ یہ سلسلہ ۹ سال تک ملا۔ قندھار میں آپ کے بھائی و بھانجوں کی شہادت کے دوران کی صلاحت اور ترقیب کا کام کیا۔ کراچی میں متعلق حکومت پیدا ہوئے۔ جوانی انبار میں سب ایڈیٹر رہے۔ سالہا سال وہیں کام کیا۔ بابا صاحب ۱۹۵۹ء میں سلسلہ مہرورد کے بزرگ ابو الفیض قندھار ملی مہروردی سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ گیارہ سالہ طریقت کے خلیفہ تھے۔ آپ سلسلہ عظیم کے شریف اعلیٰ ہیں۔ زور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ ۲۷ صفر ۱۳۹۹ء کو آپ کا وصال ہوا۔ مرزا کراچی میں مرجع خلافت ہے۔

نوٹ: سیدنا امام حسن عسکریؑ ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔

سید حسن آخری محمد عظیم بریاء ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی۔

دو دنوں سالوں کا فرق ۲۷۵ھ - ۱۱۳۹ھ (۱۱۳۹ھ) سال اگر کیا پست کی اوسط عمر ۲۳ سال فرض کر لیا جائے تو امام حسن عسکریؑ سے بابا قلندہ تک ۳۰ ÷ ۱۱۳۹ھ ۲۷۵ھ کل ۲۷۵ھ پستیں بنتی ہیں جبکہ نسب امامزادہ شریف پندرہ یا سترہ واسطے دکھائے گئے ہیں۔ گویا میں یا میں پستیں کم تحریر کی گئی ہیں جو کہ تحقیق طلب ہے۔ (مصنف)

نمبر شمار	اساتذہ گرامی
	نسب پوری
۱۵	سید محمد عظیم بریاء
۱۴	سید حسین مہدی
	سید علی الدین شریف
	محمد حسین مہدی
۱۳	سید جمال الدین قندھار
۱۲	حسین مہدی
	مکی الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری
	نسب مادی
۱۷	قلندہ بابا
۱۶	لیلی سید
۱۵	عبداللہ
۱۴	حسن مہدی
	سراج الدین
۱۳	حسن مہدی
	صدر الدین
	حسن مہدی
۱۲	جلال الدین
	فضل مہدی
۱۱	عبداللہ عرب
۱۰	امام حسن عسکری

باب ۱۲ سادات واسطی جاجیہی

واسطی | خراسان کے دامنِ کرد میں ایک پُر فضا مقام واسطی واقع تھا جو آج کل واسطی محسنی کہلاتا ہے۔ شہر واسطی میں کٹر اور عرب قبائل آباد تھے۔ یہ شہر بغداد اور بصرہ کے وسط میں واقع تھا اس لیے یہ واسطی موسوم ہو گیا۔ کسی زمانہ میں یہ شہر شاہی لشکر کے لیے سرکاری قیام گاہ ہوا کرتا تھا۔ اس مقام پر مظافے بغداد اور آلِ سلجوق نے بڑی بڑی جنگیں لڑی ہیں۔ چونکہ واسطی عراق اور عرب کے درمیان واقع ہے اس لیے ایک طرف عراق پر فضا ہے تو دوسری طرف لطیف ہواؤں کے جھرمکے درخت الدفنا میں موشین نکلتے ہیں کہ واسطی پُر فضا مقام ہے اور سردی خیز علاقہ بھی۔ سید ابو الفرج اسی شہر میں مقیم تھے اس لیے وہ اور ان کی اولاد واسطی کہلائے۔ اولاد سید ابو الفرج اولیاء کاملین میں سے تھے اور صاحبانِ تصنیف و تالیف تھے۔ اس لیے زمانہ ہجری میں مکر و فضیل میں ممتاز رہے۔ یہ لوگ ہند میں راز ہونے کے بعد سلطنتِ دہلی میں صاحب اختیار رہے اور حکمران قضا سے سرفراز کئے گئے۔ ساداتِ بابہ واسطی سیدِ قلم بھی تھے۔ اسی خاندان سے میں سید احمد گیسو راز کا پنی اولیاء اللہ گذرے ہیں۔ سید حامد الدین ثانی شہر میں ان پور بعدِ صلاحین اور صاحب اختیار تھے۔ حاجی افضل جگر ای عالم باعمل اور متقی ہو گئے تھے۔ یہ سادات کے سارے سادات واسطی تھے۔ ہندوستان میں حضرت ابو الفرج واسطی کی اولاد کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد ان کی کوکب بڑی تعداد پنجاب، یوپی، بہار اور حیدر آباد دکن سے پاکستان ہجرت کر گئی۔ سچ تو یہ ہے کہ سادات واسطی کی داستان ہجرتوں کی داستان ہے۔ جاجیہی | حکومت کے حکم اور تعدی سے مجبور ہو کر حضرت زیدؑ نے فرود چ کیا تھا یہ ظلم و جبر تھا کہ پشپور اور بے شمار سادات قتل کر دیے گئے یہاں تک کہ سادات کا مینا دو بھر ہو گیا کہ تمام سادات گرشہ لائے گئے تھے جس کو جہاں پناہ نہ ہو چپ گئے اور اپنا سب و سب خفیہ رکھا کہ حجاب شاہی کے شمار نہ ہو جائیں۔

انفرن سادات کے بہت سارے خاندان کسپری میں انکسین ونگلی کے شکار ہو گئے۔ وہ
 نزدیک معاشر کی تلاش میں ادرست ادرست گرداں رہے۔ ان کے لیے دنیا تنگ کر دی گئی اس وقت
 کے عالم میں انکسین نے ہندو پر حملہ کیا تو یہی کسپری لہری ہو گئی۔ سادات میں کی طرف کوئی نہ گئے
 جیل ادرت کے مقام پر پہنچے ہوشیار رہ کر کے درمیان واقع ہے۔ وہاں زندگی کے کچھ آثار نظر آتے۔
 سادات وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ اس قریب کا نام جاجیر تھا۔ سادات کی ایک جماعت ہندوؤں کی تلاش
 میں اس قریب کو چھوڑ کر شہر ہندوؤں کے مسافعات میں آباد ہو گئی۔ چکرور جاجیر سے آئے تھے انہوں نے ان
 قلعہ کا نام بھی جاجیر ہی رکھا۔ چکرور اس جگہ ہر شخص کا گزراؤ مشکل تھا اس لیے وہاں سے کچھ لوگ کراہ
 کر گئے اور واسطی آباد ہو گئے اور زیادہ تر مینروائیں چلے گئے۔ انفرن سادات واسطی کا مرکز ہیں وہیں
 ہندو، جاجیر اور واسطی رہا ہے۔

حضرت زید شہیدؒ حضرت امام حسینؑ کے فرزند امام زین العابدینؑ سے ہو کر کر بلا میں زندہ بچے تھے جن سے
 سادات عیینہ فاطمی کی نسل جاری ہوئی حضرت زین العابدینؑ کے گیارہ فرزند تھے (۱) علی اصغر امام اقرہ
 (۲) محمد اصغر (۳) عبدالرحمن (۴) حسین اکبر (۵) حضرت زید شہیدؒ (۶) حسین اصغر (۷) حسین اصغر (۸) عبداللہ
 (۹) سلیمان (۱۰) حسین اکبر (۱۱) محمد الحارث۔

واقعہ ہو کہ فاطمہ بنت امام حسینؑ کا عقد امام زین العابدینؑ سے ہوا اور آپ کے بطن سے امام باقرؑ
 کی ولادت ہوئی حضرت زید شہیدؒ کی مادہ گزائی کا نام حدیث تھا محمد بن مسلمین مشہور کی زینت والی تھیں ہندوؤں
 ابو عبیدہ ثقفی نے انہیں قس ہزار درہم میں خرید لیا اور حضرت زین العابدینؑ کو یہ کہہ کر دیا۔ ان کے بطن سے
 حضرت زید شہیدؒ پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو العیین ہے اور میں ولادت حضرت محمد ہے۔ شیخ متیہ فرماتے
 ہیں کہ امام باقرؑ کے بعد حضرت زید شہیدؒ اپنے کئی چچائیوں میں افضل تھے حضرت زید شہیدؒ کی مادہ گزائی کے
 بارے میں عباد بن حسنؒ کی والدہ جناب فاطمہ کا قول ہے کہ زید کی ماں عذیرہ کنوے کے والی بیروں میں
 بہترین بیوی تھیں۔ جناب حور کے بطن سے زید و حور علی اور زید بن قرقہ ہوئے۔ آپ کا سلسلہ نسب زید بن
 علی بن حسین بن حضرت علیؑ بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ہے۔

علاء الدین ادرست نے کٹر انکار میں لکھا ہے کہ :

”ایک دن صبح کو امام زین العابدینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ رات میں نے جناب رسالتؐ کو خواب میں دیکھا حضرت میرا اتھو پڑ کر پشت میں لے گئے اور ایک حرم کا میسرہ ساتھ لے گیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یا علی جب ادلاؤ نرسیتہ پیدا ہو تو اس کا نام زید رکھنا“

چونکہ امام زین العابدینؑ کو حضرت زید شہیدؑ کی بشارت ہو چکی تھی جبکہ زید پیدا ہوئے تو امام نے قرآن مجید سے نکل دیکھی اور اس فرزند کا نام زید رکھا۔

حضرت زیدؑ کو ارشاد ہے ایسی ہی خصوصیت عطا فرمائی جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئی جیسا کہ علامہ عید مائتھراؤن لکھتے ہیں کہ :

”میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صحیح ہے یعنی حضرت زیدؑ کی والدہ منہدیؑ رہنے والی تھیں اور جیسا کہ کہتے ہیں کہ ان کی دادی شہر بانوؑ دائی فارسی یزدجرد کی بیٹی تھیں تو اس کا مطلب گریبانہ ہر کہ ان میں عربی، ترشہ، ہاشمی، فاطمی، علوی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ایرانی اور ہندوستانی صفات بھی نمودار طور پر منتقل ہوئیں۔ شاید یہی زمانہ میں اس قسم کی مروجہ خصوصیات کسی فرد واحد میں بھی نہ ہوتی ہوں“۔
(حضرت امام الزینہؑ کی سیاسی زندگی ص ۱۲۸)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب الذرائعی فی ابناۃ اسراۃ میں حضرتؑ سے نقل کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک مروانؒ نے آپؑ کو طلب کیا اور کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ تم عمری خلافت رکھتے ہو حالانکہ تم اس کے اہل نہیں کیونکہ تم کیز زلو سے ہو“ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت اسمعیلؑ کی ماں بھی کیز تھیں لیکن ان کے صلب سے خیر البشر پیدا ہوئے۔ یہ سن کر ہشام لا جواب ہو کر ساگ بگولہ ہو گیا۔ حضرت زیدؑ دوبارہ سے نکل کر کوثر روانہ ہوئے۔ کوثر کے باشندوں کی بڑی تعداد امویوں کے ظلم کا نشانہ بنی ہوئی تھی لہذا اہل کوثر اموی حکمرانوں کے ظلم و استبداد سے نفرت حاصل کرنے کے لیے کسی رہبر کے متلاشی تھے۔ حضرت زیدؑ شہیدؑ کی اس اتفاقی آمد پر کوثر والوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ اہل کوثر کی اس کیفیت کو مولانا مودودی صاحبؒ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ :

”ایک مدت کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خاندان علیؑ کا ایک ممتاز فرد کوثر آیا تھا۔ یہ شہر حبشہ سے شہان علیؑ کا گڑھ تھا اس لیے حضرت کے آنے سے یک جہت علوی تحریک میں جان چڑھی اور اس گڑھ سے ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ ویسے بھی عراق کے باشندے ساہا سال سے بنی امیہ کے ظلم و ستم

تھے سب سے بڑے گنگ آجکے تھے اور اٹھنے کے لیے سہارا چاہتے تھے۔ علوی خاندان کے ایک صالح عالم نقیبہ شہیدیت کا سہارا جانا انہیں نصیبت محسوس ہوا، (خلافت، ملکیت و ملاقات ۲۶۷)

حضرت زید شہید نے کوئٹہ پہنچ کر ۱۳۳۸ھ میں غصہ کیا۔ چند روز گزار کر نبیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیت کی تھی مگر قرآن کے وقت صرف ۳۰ آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ مگر نبیوں نے اپنی جاتی خصلت و دنیا داری اور بے وفائی و غداری کا مظاہرہ آپ کے ساتھ بھی دیکھا کیا جبکہ آپ کے جد نام حسینؑ کے ساتھ کیا تھا۔

یوسف بن عمر شقی بارہ ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے حکم سے آپ کے مقابلے پر آیا۔ تین شاندار روز لڑائی ہوتی رہی۔ یوسف کی فرج کے مدد پر آدمی کام آئے لیکن حضرت زید شہید کے قتل لشکر سے صرف ۶۰ آدمی کام آئے۔ تاہم یوسف کے غلام راشد نے ایک تیر مارا جو حضرت زید کی پیشانی پر دو لون ابروؤں کے درمیان لگا اور آپ گھوڑے سے گر کر شہید ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۴۲ سال تھی آپ کے لشکر میں نے آپ کی قتل مبارک کو پرشیدہ دھن کر دیا۔ یوسف نے منادی کرانے کہ جو شخص زید شہید کی قبر کا پتہ دینگا اسی کو ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔ ایک حبشی سندھی غلام جو دھن کے وقت مر رہا تھا اس نے آپ کی قبر کا پتہ بتا دیا۔ یوسف نے قتل کر قبر سے نکلو اگر میرا اقدس گورہ دار کے ہشام کے پاس بھیجا اور تین اظہر کو مار پھینکا دیا۔ چار سال تک آپ اظہر صلیب پر لٹا کر دیا۔ ہشام ہشام مر گیا تو یوسف شقی نے زید بن زید کے حکم سے جبہ مبارک کو آٹا کر چلا دیا اور خاک کر دیا۔ ثلث میں ڈال دیا۔ جس جگہ جبہ مبارک چلا گیا تھا وہاں اب ایک تہ بتا دیا گیا ہے جہاں ایک چھوٹی سی بستی آباد ہو گئی ہے زید کہتے ہیں۔

جب جناب زید شہادت پر فائز ہو چکے تو آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچی گئی تھیں۔ ان میں سب سے چھوٹے صاحبزادے عیسیٰ البرکعی کا سن اسی وقت صرف ایک سال کا تھا۔ تین صاحبزادے آپ کے قید کر دیئے گئے تھے انہیں بھی آپ کی طرح صلیب کرنے کا حکم جاری کیا گیا تھا مگر قدرت کہ کچھ اور ہی متکرم تھا۔ وار و قریہ خانہ کران کی حالت پر درہم آیا آدمی رات کران کو چھوڑ دیا۔ یہ غریب مساکین رات ہی رات کو فر سے روانہ ہوئے۔ پھر سچے اور سنی اتیر کے آخری حکمران ملک روپوش رہے۔

حضرت زید شہید کی شہیدیت | سفید رنگ بزرگ چشم، پیوستہ ابرو، طاقت، انہوہ و ریش، کشادہ سینہ، بین بلند، سیاہ سر پہنے سرویش، آپ کے مدون عارض حضرت علیؑ سے شائبہ تھے۔ آپ بہت بڑے ذہنی ظلم تھے اور نہایت فصیح و بلیغ، جب کوئی سوال کرتا تو جواب میں تعجیل نہ فرماتے اور ہر کلمہ کا جواب الگ الگ دیتے۔ یہاں تک کہ حجت تمام فرمادیتے تھے۔ آپ نہایت قسقی پرہیز گار اور جری و سختی تھے۔

یحییٰ بن زید شہید | عمدة الطالب میں مرقوم ہے کہ حضرت زید کی اولاد میں چار فرزند تھے جن کے نام (۱) یحییٰ (۲) حسین (۳) عیسیٰ البرمکی (۴) محمد ہیں۔ ان میں سے یحییٰ نے ولید بن یزید بن ہارون کے ابتدائی دور حکومت میں بنی امیہ کے مظالم کے خلاف خروج کیا اور شہید ہوئے۔

جسٹس امیر علی اپنی کتاب میں رقم کرتے ہیں کہ:

علاء بن یحییٰ کا شمار فوجیان میں ایک جنگ سے دوسری جنگ سرگرداں چھپتے پھرتے رہے۔ آخر کار یہ سوچ کر کہ بزدلوں کی طرح مرنے سے بہتر ہے کہ بہادری کی طرح تمنا رہا تھا کہ لیے میدان جنگ میں جان دی جائے۔ انہوں نے علم چاہا و لڑنے کی اور اعراس نامی گاؤں میں رشتے ہوئے جان دی اور وہیں دفن ہوئے۔ ان کی قبر بہت مشہور ہے اور آج تک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ قتل ہونے سے پہلے یحییٰ نے کئی لڑائیاں لڑیں۔ ایک تیر سے جوان کی کنپٹی میں اگر پیوست ہر گز تھا ان کی اہمیت واقع ہوتی ۛ

حضرت زید شہید کی نسل آپ کے تین فرزندان (۱) عیسیٰ البرمکی (۲) حسین (۳) محمد کے ذریعہ گشتہ ہائے عالم میں پھیلی اور زیدی کہلاتی۔ حضرت یحییٰ کی شہادت عالم شباب میں ہوئی اس لیے آپ کی نسل کا کسی کو علم نہیں بعض لوگوں نے ان کی اولاد کے بارے میں لکھا ہے لیکن وغیرہ معتبر ہے۔ ان کے برادر زید عیسیٰ کی کنیت البرمکی تھی اس لیے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی۔

عیسیٰ البرمکی | آپ کا اسم گرامی واصل صاب ہے لیکن بنی امیہ کے خوف سے آپ نے اپنا نام عیسیٰ رکھا تھا۔ کنیت البرمکی تھی۔ اکثر شیعہ کا شمار کرتے تھے اس لیے مرقم اشباہ کہلاتے یعنی شیعہ کے بچوں کو دیتے کرنے والا۔ نام القاب کے ساتھ آپ "سید الاولیاء عمدة الفضائل محمد عیسیٰ البرمکی مرقم" اشباہ کہلاتے تھے۔ حضرت زید شہید کی شہادت کے وقت آپ کی عمر صرف ایک سال تھی آپ کو آپ کے سامان ابراہیم قتل بن عبداللہ الموصی نے پرورش کیا آپ نے اپنے ماموں کے ہوا و منصور کے ہوا و

اور دوسرے عباسی بادشاہ پرفروغ کشتی بھی کی لیکن قسمت نے ساتھ نہیں دیا۔ مدینہ کی سکونت ترک کر کے ہندی عباسی کے وقت تک بصرہ میں پریشہ رہے۔ شیخ نقیب تاج الدین نے لکھا ہے کہ آپ آخر وقت میں کربلا میں ستانی کا کام کرتے تھے اس لیے امام ہاشمی کو لائے۔ عیسیٰ الہی بھی لائے۔ ۲۶ سال کی عمر پر ۱۶۵ھ میں بصرہ میں انتقال کیا۔ حسن بن صالح نے آپ کی نادر جنازہ پٹھانی احمد آپ کو پریشہ دفن کر دیا۔ و شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہیں:

سدا جب درگوں کی آنکھیں سروانی ہیں میں حرف سے جاگتا رہتا ہوں اور ایک ٹوکریٹے بھی خند نہیں آتی ہے۔

(۲) اہل ظلم مجھے جلا وطن کر دیا حالانکہ سر لائے آخرت کی یاد کے سرا کرئی تصور نہیں۔
(۳) میں خدا پر ایمان لایا ہوں اور یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے لہذا میرے لیے ان کے پاس شریعت شر ہے۔

(۴) وہ بات کہتا ہوں جو خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ میرا دل غلو میں نہیں ہو جاگتا رہتا ہوں۔
(۵) جس کی دونوں جڑیں ٹوٹ گئی ہیں اور وہ اس بادیہ بیانی کی شکایت کرتا ہے جس سے ترو کی ٹیکیاں روگردانی کرتی ہوں۔

وہاں میں وطن سے دور رہتا ہوں اور خوف میں زندگی بسر کرتا ہوں ایسا خوف جیسے آدمی جلا وطنی سے خوف کھاتا ہے۔

وہاں ایسے شخص کے لیے موت ہیں راحت ہے اور موت تو ہر شخص کی گردن میں پٹی ہوئی ہے۔ عیسیٰ الہی بھی لائے چار فرزند چھوڑے (۱) حسین فسادہ (۲) محمد (۳) قریب (۴) احمد متقی حسین فسادہ کا حال کسی نے نہیں لکھا نہ یہ لے شلم میں سکونت اختیار کی۔ احمد متقی اپنے وقت کے بہت بڑے عالم مذاہد گن سے ہیں۔ علم فقر میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ چوتھی تعانیف آپ نے چھوڑی۔ بارہن رشید نے آپ کو قید کر لیا اور لائی کے بعد آپ نے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں ۱۶۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

محمد بن عیسیٰ بن زید شہید | آپ کی اولاد کثیر تھی ہر اطراف و جوانب میں پھیل گئی۔ آپ نے اپنے

والد بزرگوار کی طرح بصرہ میں پریشہ زندگی گزار دی اور وہی انتقال ہوا۔ مدینہ میں آپ کے ایک صاحبزادہ سید علی تھے جو عراق چلے گئے اور مدینہ کی عراقی کہلائے۔ سید علی عراقی سے سید تہذیب تک سب عراقی ہی میں رہے۔ مگر نیک کے فرزند سید یحییٰ نے عراق کی سکونت ترک کر کے فنگ کے مقام پر غیر میں سکونت اختیار کی۔ سید یحییٰ کے فرزند سید حسین غیر سے اپنے آبائی وطن مدینہ چلے آئے اور ان کے فرزند سید واؤد بھی مدینہ میں ہی رہے۔ سید واؤد کے صاحبزادے سید ابوالفرج واسطی غافلان مکنہ کے مظالم سے تنگ آکر اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہا اور عراق کے شہر واسطہ میں سکونت اختیار کی اور واسطی شہر ہوئے۔ آپ واسطہ میں نہایت خوشحالی اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ اور ہمہ فراست و تدبیر اند سیاست میں شہرہ آفاق تھے۔ اسیر کو فرار نہیں بصرہ آپ سے بہت ملکی میں مشورہ لیا کرتے تھے اور آپ کے تدبیر سے برابر مستفید ہوا کرتے تھے۔ مگر کچھ دنوں کے بعد سیاست کے معاملہ میں امیر عراق سے شکر رنجی ہو گئے اسی لیے آپ نے حفظ جان و مال کے خیال سے واسطہ کو خیر باد کہا۔ آپ اپنے چاروں صاحبزادوں کو ہمراہ لے کر بنی اہل و عیال غزنی تشریف لائے۔ غزنی میں عمود غزنوی سلطان نے پذیرائی کی اور انہیں ہمراہ لے کر بہت مسرت کرنے کی غرض سے ہندو اور ہواہر پنجاب فتح کرنے کے بعد سلطان عمود غزنی لوٹ گیا اور اپنے ہمراہ سید ابوالفرج واسطی کو بھی لے گیا۔ آپ کے چاروں فرزند سر ہند کے قریب کلاں قلعہ میں اپنی اپنی جاگیر میں فروکش ہوئے اور ان کی اولاد ۱۸۰ سال تک پنجاب میں سکونت پذیر رہی بعد ازاں ہند کے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوئے۔ سید ابوالفرج غزنی سے واسطہ لوٹے جہاں ۳۷۷ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔

مسادات کا سندھ کے تعلق | ادا حضرت غلامرنت ایس بن جعفر مرتضیٰ حضرت علی کی ساتویں زوجہ تھیں جو ائمہ ولد تھیں حضرت غلامرسل حبشیہ سندھ کے رہنے والی تھیں اور بنی حنفیہ کی کنیز تھیں جن کے بطن سے چھ بچے پیدا ہوئے جو بڑے شجاع اور بہادری تھے۔ کہنا ہے مسکلی بن حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد بنی امیہ کے خلاف خودی کیا۔ جنگیں لڑیں۔ ان کی غول آشام تلواریں تھے چار دانگ عالم میں علوی شجاعت کی دھاک بٹھا دی جن کے کارنامے تاریخ کے اداسی میں پیشہ محفوظ رہیں گے۔

۲۰) یزید جو ملک فارس کا آخری بادشاہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ غلیظہ دم کے بعد میں ایران فتح ہوا اور حضرت شہر بانہ بنت یزید جو گرفتار ہر کہ مدینہ آئیں تو حضرت سلمان فارسیؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے اس عندیہ کا اظہار کیا تھا کہ حضرت شہر بانہ کو چونکہ فرشتہ والی عادلہ کے خاندان کی شہزادی ہیں اس لیے انہیں کسی شہزادے کو پیش کیا جائے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے خندہ پیشانی کے ساتھ قبول کیا اور ان کا نکاح حضرت امام حسینؓ سے کر دیا۔ یزید جوہ کی ملک سندھ کی رہنے والی تھیں چنانچہ امام بہت جلد فرطتے ہیں کہ:

”یزید جوہ آخر ملک فارس کی بیٹی سلاکتہ بن کو سندھ بھی کہتے ہیں حضرت امام زین العابدینؓ کی والدہ محترمہ تھیں۔ شرف بہ اسلام ہونے کے بعد جن کا لقب ”شہر بانہ“ ہوا۔“

۲۱) حضرت زید شہیدؓ کی مادہ گرائی کا نام حریرہ تھا جو سرزمین سندھ کی رہنے والی تھیں جنہیں گرفتار بن ابو عبیدہ ثقفی نے تیس ہزار دھم میں خریدا اور حضرت زین العابدینؓ کو مکر کر دیا جن سے حضرت زید شہیدؓ کو لے کر چلے۔

۲۲) حضرت زید شہیدؓ کے فرزند احمد کو نام ولد کے بطن سے تولد ہوئے امام ولد بھی سندھ کی رہنے والی تھیں یعنی مکہ ان کی شہزادی تھیں۔

گویا اس طرح حضرت زید شہیدؓ کی دادی والدہ اور زوجہ خیموں کا تعلق سندھ کی سرزمین سے تھا اس لیے سادات زیدی واسطی جاچیزی کا سندھ سے مادری رشتہ ہے۔
اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ:-

۱) حضرت علیؓ بن ابی طالبؓ کی ساتویں زوجہ حضرت خولہ صدیقہؓ سندھ کی رہنے والی تھیں (والدہ محترمہ زین العابدینؓ کو اکبر) بن حضرت علیؓ

۲) حضرت امام حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالبؓ کی زوجہ حضرت شہر بانہؓ نور سلاکتہ صدیقہ تھیں۔
والدہ محترمہ حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ

۳) حضرت امام زین العابدینؓ بن امام حسینؓ کی زوجہ حریرہ بھی سندھ سے تھیں۔
والدہ محترمہ حضرت زید شہیدؓ بن امام زین العابدینؓ

۴) سادات الانساب ص ۱۵۴: والدہ ساداتہ نور زینہؓ ساداتہ نور زینہؓ نور زینہؓ

(۴) حضرت فخر شہیدؒ بن امام زین العابدینؑ کی نوجوانی میں بھی سندھ تھیں۔

(والدہ حضرت زینبؓ فرید شہیدہ)

اس طرح ثابت ہو کر زیدی سادات کا سندھ سے بہت ہی قدیم اور گہرا رشتہ ہی نہیں سندھ کی سرزمین سے ماوردی نسبت ہے۔

باقی شہر کے رئیس کریم بخش نظامانی کی سندھی تصنیف ”کیسے کی کتاب“ سے اقتباسات سندھ و ایران کے قدیم روابط کے سلسلے میں اہم کوئی کی تاریخ ایران کو مستند روایت کے طور پر لکھیں حیثیت حاصل ہے۔ جس کے مطابق سندھ و ایران کے تعلقات پر ہم گو کہ زمانہ سے ہی قائم رہے ہیں جن کا ذکر اردو کی کئی شاہنامہ میں ملتا ہے مثلاً

مگر نامہ ”مششگل“ اندھندوان

کہ اردو شہیدہ وارانے دودان

قرشاحی و مششگل ”نگہبان ہند

چرا باد خواہی و چہس و ز سندھ

اسی تاریخ میں اہم کوئی مقام ملتا ہے کہ چند سندھ کے بادشاہ ”مششگل“ کے پرہیزگار سے گہرے مراسم تھے جو ریشرواں عادل کے دود میں بھی قائم رہے۔ اسی زمانہ میں ہند سندھ کی مشہور و قدیم کتاب ”کلیلا و دمنہ“ کا ترجمہ فارسی زبان میں ہوا تھا۔ بلکہ عرب و عجم کے درمیان جنگ و جہال میں بھی سندھ نے ہمیشہ ایران کا ساتھ دیا تھا جن میں کاظمیہ، قادیسیہ، جہولام و فتح ملان قابل ذکر ہیں۔ دو سادہ سفارتی تعلق کے پیش نظر ایران کے بادشاہ کا اکثر و بیشتر سندھ اگر سرور و شکار سے ملنے اور ہونے کی ریت بہت پرانی تھی چنانچہ ساسانی خاندان کا آخری بادشاہ ”یزدگرد“ بھی یہاں جراتے ہوئے اس کی دود میں سندھ میں راجہ ”میدھ“ کی دعوت پر اس کا مہمان بنا تھا۔ اسے سندھ کے سرسبز علاقوں اور تفریح گاہوں کی سیر کرائی گئی تھی۔ سیر و تفریح میں ملان کے دیباچے دین کی سیر کا پرگرام بھی شامل تھا۔ بادشاہ کو باقی شہر میں سندھ کے مشہور بہادر سپہ سالار اور سرداران فوج اور سپہ سالاروں سے بھی ملاقات کرائی گئی تھی۔ اسی سفر کے دوران یزدگرد نے ملان میں شادی کی تھی اور شاہ نے ملکہ کا نام ”ماہ ملتا“

سے لکھی کتاب ”ہر زبان سندھی اور رئیس کریم بخش نظامانی (دکن) ۱۹۵۷ء کا ۷۶

رکھا تھا جس کے نام پر یہ شہر آج بھی آتی کہلاتا ہے۔ "راجپوتانہ" کے نام کے آثار قدیمہ نورانی شہر کے نزدیک گنجنی مکر کے واسطے کہوڑے کے بڑے قبرستان میں آج بھی موجود ہے۔ اس قدیم اکوڑی کے آثار آتی شہر کے بائیں جانب اب بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

”اچھا! اس کے بطن سے یزید گرو“ کہ دو دفتر تولد ہوئیں جن کے نام کہ انوار اور شہر بانو تھے جو فتح واکوں میں گزرتے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ کے پاس ملاں گئیں اور امام حسینؑ فرمایا اور امام حسینؑ کی وجہ سے ہیں آئیں۔ اس طرح قاتل شہر کہ شہر لڑائی کی نامہاں ہونے کا فخر حاصل ہوا۔ یہ بڑے سندھ میں مدفون مائلی شہر کہ حاصل ہے۔ ایک روایت کے مطابق میدان کہ بلایں حضرت امام حسینؑ فرمایا جسے جنگ سے قبل منہ خیز تین شریعتیں پیش کی تھیں:-

- (۱) مجھے چڑیہ کے پاس جانے دو تاکہ میں روز بروز سوالی و جواب کر سکوں۔
 (۲) مجھے راستہ دے دو تاکہ میں اپنے بچوں اور مستورات کو واپس مدینہ بھیج دوں۔
 (۳) اگر تمہیں حرب میں میرا پناہ نہیں تو مجھے منہ کا سفر اختیار کرنے دو۔
- مستغرق روایتیں |** (۱) ایک روایت کے مطابق ابو طلحہ کا یہ خاندان بنی ذوالنضر کی اہل اسلام ہے۔
 (۲) روایت حماد بن عمار سے فیضیہ کہ انیس روایتیں، محمد حنفیہ میں (۱)

اولاد سید حسین تبار نقیب

سید یحیی از حسن

سید ابوالحسن فارس

سید علی

سید حسین

سید حسن

سید حسن زاهد

سید رحمت الله

سید احمد

۱۵ سید علی

سید ابوبکر

۱۶ سید شاه شاد طوسی

سید احمد طاهری

۱۷ سید اسد الله

سید مختار

۱۸ سید عمران

سید جعفر زیدی

سید حسین طوسی

سید فاضل

سید یوسف

سید قائم دلی (زادگان)

سید حسن

سید حسن

سید مصطفی

سید احمد

سید مجتبی

سید زین العابدین

سید احمد

(سید زین العابدین)

سید محمد حسن وردی

سید کن الدین

(سید احمد)

سید حمزه

(سید احمد از نوار الساعات)

سید ممتاز

(از سید محمد حسین زیدی)

سید نظام الدین بنگالی

(سید احمد)

اولاد سید محمد بنده نواز گیسو دراز

(تبریز سنه ۱۲۸۸)

سید محمد اکبر حسینی

سید محمد امیر حسینی

سید شاه جعفر

سید شاه صوفی

سید شاه عبداللہ

سید شاه اسد الله

سید شاه حفیظ الله

سید گل محمد

سید عبدالنور

سید محمد صالح

سید محمد سلیم

سید محمد شاه

سید حکیم سید احمد شاه

سید برکت علی شاه

سید مختار علی

سید محمد سلیم

سید زاهد حسین زیدی

(سید احمد از نوار الساعات)

(سید احمد از نوار الساعات)

سید ابو الفراس

(شجرہ نسب ۱۹)

جس وقت سید ابو الفراس واسطی کے چاروں صاحبزادے سید نجم الدین بن سید عمر الدین
سید ابو الفضائل سید داؤد اور سید ابو الفراس ہندوستان میں پنجاب کے مشرقی حدود پر آباد ہوئے تو غیر الدین
بن نجم الدین موضع تھن پور سید ابو الفضائل موضع چھت بندہ سید داؤد کوٹلی اور سید ابو الفراس موضع
جھاجینر میں سکون گزری ہوئے۔ آج کل یہ قربات بہار میں پٹنہ کے مقبرات ہیں۔ تقریباً ۱۸۰۰ برس بعد
جب ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کا آغاز ہوا تو اولاد سید ابو الفراس واسطی ہند کے مختلف حصوں میں
منتقل ہوئے۔ سید ابو الفراس کے پوتے سید علی باگہ بن سید محمد سنگ سادات جھاجینر ہی میں رہے۔
سید علی باگہ کے فرزند سید محمد نے جھاجینر سے نقل مکانی کی اور قریب ہی موضع دھرسوں ضلع گورکھ پور
مشرقی پنجاب میں سکونت پذیر ہوئے چار پشت تک یعنی سید بد الدین بن سید عمر الدین بن سید ابو الفراس ہلیم
بن سید حداد بن سید محمد سنگ یہ خانوادہ دہلی و پٹنہ سید بد الدین بن سید عمر الدین نے نقل مکانی کی مان
کے ایک ہزار سید شخص اور ان کا خاندان دھرسوں ہی میں رہا۔ بعد میں یہ لوگ سادات نواز پور کہلائے
سید بد الدین کے دو فرزند تھے (۱) سید احمد جھاجینری (۲) سید محمد احمد جھاجینری سید احمد جھاجینری
ان کے برادر بزرگ سید محمد جھاجینری کے تھے جو میں اعتقاد الدین بن بختیار خلی کے عہد میں سادات
بارہ کی فوج کے ساتھ سید ابراہیم ملک ہیا اور شاہ نور ہزار اختیار کاکی کی سرکردگی میں بہار وارد
ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد سلطان دہلی کی طرف سے جاگیرات میں چودہ مراعات عطا ہوئے جہاں
وہ اور ان کی اولاد آباد ہوئی جسے بارہ گیاں کہتے ہیں جن میں سے بیشتر سادات جھاجینری پر مشتمل
ہیں یہ مراعات صوبہ بہار کے ضلع نرگپور میں واقع ہیں۔ سید احمد جھاجینری کا مزار موضع ندیا والی نزد
کلھی سرائے ضلع نرگپور میں پیر پٹاری پر موضع خلانن ہے۔

دو غازیان ہجرتیں

(۱) بیید علی مسعود بن بیید ابوالفراس بن بیید ابوالفرج واسطی

سید سعد جنہیں سید علی مسعود بھی کہا جاتا ہے سید ابو العزیز اس کے بیٹے اور سید ابو العزیز کے واسطے سے پڑتے تھے۔ راجہ رائے نے پتھر کو راجہ راست پر لانے کے لیے سلطان شہاب الدین کے ساتھ میں مسعود کو راجہ کے دربار میں بھیجا۔ آپس کے ہر ایک گل تین ہزار دو سو سونوں کا لشکر تھا جب یہ بڑا جنگ جابر کے دربار پہنچا اور لشکر کا آواز کی تو آپ نے پہلے اپنا صاحب و نسب بتایا اور آئے کا قصد بیان کیا۔ دروایان حکام آپ نے سلطان کا نام پورے لشکر و آداب کے ساتھ دیا کیونکہ اس سے قبل جب رکن الدین حمزہ ماجہ کے دربار میں گئے تو اس نے سلطان کی شان میں ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ یہ حال آپ کی لشکر من کو راجہ جتے اپنے میسرے میں بھیج کر مشورہ کے مطابق سید الاشفاق کو آواز کش میں بلا لیا گیا جس میں الشہاب العزت نے آپ کو کامیاب و کامرانی سے بھگتا دیا۔ ان کرامات سے متاثر ہو کر راجہ نے لشکر کشی کی کہ سید الاشفاق کسی آئندہ کا انہار فرمائیں اور کوئی شے طلب فرمائیں۔ آپ نے راجہ کے اہل راجہ پر غرور کرکٹ (غرض) کی راست جہاں کے حاد کے زیر نگین بھی طلب فرمائیں۔ راجہ نے اپنی مسدوری ظاہر کرتے ہوئے تیار دی ریاست کی پیش کش کی لیکن سید الاشفاق نے مسرور کر دیا اہل راجہ چاہا ناچار قلعہ غرور کرکٹ (غرض) کے دینے پر رضامند ہو گیا۔ لیکن جب سید مسعود اپنے لشکر کے ہمراہ راجہ کے قریب پہنچے تو رائے کا دار از مناعت کی طرف سے کثیر فوج نے کے مقابلہ کے لیے نکلا۔ غریزہ جنگ بولن اسلامی لشکر فتحیاب ہوا۔

ایک سال بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنی فوج کو انہ سرزمین تبت و سہ کر ۷۸۸ھ
میں تارتان کی درہری جنگ لڑی اور اپنی سابقہ ہزیمت کا بدلہ لے چکا دیا۔

تقسیم سے قبل غزیر کی حیثیت ایک قصبہ کی تھی جو نظامت شیخ زاد علی ریاست ہے پر کے تحت تھا۔ لیکن عہد تدریس میں زمر ایک خود مختار ریاست کی حیثیت رکھتا تھا۔ سید علی مسعود نے

ذکر فرج کے کہ ماہاں دین اسلام کی تبلیغ و ترویج پر تھیں توجہ دی۔ آج بھی مسودہ غازی کا مزار مرجع فخر ہے۔

سید خان غازی و دیگر غازیان (۱)

سید خان غازی سید احمد جاجیزی کی اٹھریں پشت میں پیدا ہوئے۔ شجرہ یوں ہے۔

”سید خان غازی بن سید الدوا بن سید شاہ متھن بن سید خداوند سید شاہ محمد بن سید شاہ

محمد بن سید مہتمم پہل بن سید حمید باگہ بن سید احمد جاجیزی“

سید احمد جاجیزی کے برادر بزرگ سید محمد جاجیزی حضرت سید قطب الدین بہتیار لکھنوی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید احمد جاجیزی کے پر پوتا سید شاہ محمد و حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کے مرید اور خلیفہ تھے۔ سید شاہ محمد کے فرزند سید شاہ محمد بیک کے قتلدار تھے۔ سید احمد جاجیزی کے چچا سید شمس دہلوی و مرید، برادر سید بد الدین کی پانچویں پشت میں سید نور الدین و مرید اعلیٰ سادات نواز پور، پیدا ہوئے جو اپنے وقت کے صاحب سیف و قلم بزرگ تھے اور بارہا انگیزی میں قندہ عزت رکھتے تھے۔ محمد انگیزی میں تباہ خان ٹھہر کا مربوب و مقرب رہا تو اس نے سید نور الدین اپنے مربوب کا میر بخشی یعنی سپہ سالار بنایا۔

سید خان غازی ۷۴۱ھ میں سالار لشکر تھے ان کے کارناموں کا ذکر ملاحظہ ہو اگر بزرگوار ۱۵۷۵ء سپہ سالار ام ۱۳ تا ۱۶۳ (سید خان غازی محمد انگیزی میں اسرار نوہزاری میں سے تھے۔ اور وہ باری اسرار میں ان کا شمار کثیراں تھا۔ ۹۹۷ھ مطابق ۱۵۸۹ء میں جہانیاں مان سنگھ مربوب و بارہا اور شاہی سپہ سالار تھا۔ سید خان کو تورات کے باعث شہنشاہ اکبر نے غازی، کا خطاب حضرت فرمایا۔ سید خان غازی اور سید راجہ علی خان کو اکبر بادشاہ نے سادات باہر کی خدمت کے ساتھ راجہ مان سنگھ کی آمد کے لیے مامور کیا۔ راجہ مان سنگھ نے سید خان غازی کو افسر فرج متورک کے جنگ کے لیے روانہ کیا۔ سید خان غازی نے قصبہ سورج گڑھ و موگیہ کو فتح کیا اور باغی محمد خان اور دیگر افغانوں کو

۱۔ جہم قریہ ۲۔ سہ بزم صریہ ۳۔ سہ ماہ سالار ۴۔ سہ درخت اصفہان۔

۵۔ سادات نواز پور ۶۔ لقب الزاریخ ازمنشی عبدالرشید گڑھ ٹھہری۔

۷۔ تاریخ سن ۹۲۱ھ۔

بہار کے حدود میں قتل کیا اس کے بعد خطہ امرتسر کو اپنے تصرف میں لایا تاکہ گجرات کے زمیندار راجہ سنگھ
 سنگھ اور راجہ نور مل گجرات کو شکست دے کر مطیع کیا بلکہ تمام باغی زمینداروں کو بچا گجرات کے گھاتوں
 کے حدود میں مطیع کیا۔ سلطنت خواریزم جنگ اور جدوجہد کے بعد اڑیسہ، چائینگام، سوار گاؤں، غموتیار
 اور فتح آباد کو اپنے دوسرے دلائیں لیا۔ راجہ گجرات کے ہمراہ گراؤنڈ ڈیوانہ پر رہے اور جنگ و جدال
 میں نام پیدا کیا۔ گجرات اکثر متعلق ہوئی میں راجپوت راجہ گجرات کے ساتھ سخت محو کہ پیش آیا اور بدست
 خواریزمی ہوئی جس میں میدان غازی فتویا ہوئے۔ گجرات نے کچھ شہزادوں کو بھیج دیا اور امرتسر کے درمیان
 واقع ہے جو زبان نرو خٹائی ہے۔ بادشاہ اکبر نے گجرات اور امرتسر کے علاوہ مع دیگر مضافات جاگیر
 میں عطا کیا جو آج سادات کا آب گیاں کہلاتا ہے۔ میدان غازی میں بھی شنگن ہوئے اور دفن ہیں۔
 اس حال وہ علاقہ اسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ آئین اکبری اور اکبر نامہ مضافات اکبری میں میدان
 غازی کے کھانا مے مضافات کے ساتھ مرقوم ہیں۔ میدان غازی کا ستر راسہ تھیں تالاب کے سامنے
 واقع ہے۔ آج تک ان کے قبریں و برکات اور کلمات جاری و ساری ہیں۔ مزار اکیں دیکھ بھال ان
 کے بیشتر راز گان کے درستی جو موضع اڑسا لہ میں شنگن تھے جن کے مزارات بھی وہیں واقع ہیں ان
 کے فرزند سید سلوی درویش کامل تھے اور سلطنت کا ملازمت لالہ نہ کرتے تھے۔ میدان غازی نے
 سید یازید سید عبدالحی اور دیگر زمینداروں کو اس نے سلطنت میں داخل کیا تھا۔ سید یازید یا سراسر
 سید یازید یا سید یازید تھے گجرات میں راجہوں کے حکام پر جب بغاوت ہوئی تو اس ہم کو سر کرنے کے لیے
 انہیں قیادت کیا گیا جنہوں نے سخت محو کر کے بعد شاہی تسلط قائم کیا۔ سید ابو العالی کو ناظم ہمار مقرر
 کیا گیا۔ راجہ بیت جنگ، شمشیر خان افغانی بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ سید یازید یا سید عبدالحی
 نے اکبر اور چاہنگر کے عہد میں بڑے بڑے کارنامے انجام دیے اور ایک نامی حاصل کی۔ میرزا ملک
 اور ان کے بہادر میر علی اکبر میر شریف میر محمد میر احمد میر تقی سید جمال میں، میر ظاہر سید یازید نام
 میر نظام الدین، سید ابو الحسن، میر عبد الرحمن، میر درویش، میر یازید، میر ابو اسحق، میر گلانی، میر راجہ، میر
 محمد قاسم، میر محمد سید راجہ غلط، میر اکبر کے دور میں افواج شاہی میں عہدہ اپنے جلیل پر فائز تھے۔
 شاہ جہاں اور ملک زیب، عالمگیر اور شاہ عالم سلاطین تیموری کے عہد میں سادات منظر ہمار افواج شاہی
 فوج تھے۔ سید محمد اسلم جگہ جگہ فوج تھے۔

میں عہدہ اپنے جلیل اور عہدہ فتنہ پر فائز رہے۔ انہیں جاگیریں اور عطا کیا گئیں۔

سید احمد جاجیر جی کا سراپا | گندی رنگت، چہرہ کٹانی، بڑی بڑی روشن آنکھیں ابھڑے ہوئے۔ ولز قامت، داڑھی بڑی، بال گھنے قدر سے تراشیدہ، زلفیں بڑی، سینہ کشادہ، ناک کھڑی اور ہتھی مائل سر اور داڑھی کے بال سیاہی مائل، پیشانی چوڑی اور فراخ، گوش مبارک دراز صورت سے دکاوت اور بردباری ہریدہ چہرہ سے رعب و دبدبہ مترشح، متناسب الاعضاء، خوش پوشش لباس، مسخی جہری اور متاد شخصیت۔

شجرہ سادات واسطی پر تبصرہ | یہ ایک رائج حقیقت ہے کہ جو سادات واسطی سید الوفاق واسطی کی اولاد ہیں ان تک ان سب کا شجرہ نسب ایک ہی ہونا چاہیے۔ اس حقیقت سے انحراف ممکن نہیں۔ ہجرت کے واقعہ کو ۱۲۱۰ سال گزر چکے ہیں اور حضرت جی سے آج تک اڑتالیسویں پشت و ہجرت میں پہنچی ہے۔ پشتوں کا حساب لگاتے سے پہلے پشتوں کے سالوں کا تعین از بس محسوس ہے۔ آج کے دور جدید میں نسل انسانی ۲۵ سال کی سمجھی جاتی ہے جبکہ دو قدیم میں ایک نسل ۲۶ سال کی شمار کرتے تھے۔ آئیے انسانی نسل کی اوسط عمر نکال کر آج کی اڑتالیسویں پشت ثابت کریں۔

۲۵ اور ۲۶ کو جمع کر دیجئے اور حاصل جمع کو ۲ سے تقسیم کر دیں۔ (۲۵ + ۲۶) ÷ ۲ = ۲۵.۵
انسانی کی اوسط عمر ۲۵ بنتی ہے۔ چونکہ سال ہذا ۱۲۱۰ ہجری ہے لہذا ۱۲۱۰ کو ۲ سے تقسیم کر دیجیے
اس طرح خارج قسمت ۶۰۵ بنتا ہے گویا سید نسیم حسن فرزند راقم سینتالیسویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو
شجرہ نسب راقم صغیرہ اور ہماری نواسی سیدہ رابعہ عمر ۶۵ سالہ گویا اڑتالیسویں پشت میں ہے چونکہ ہجرت کے واقعہ کے بعد آج تک کم درمیش ڈیڑھ ہزار سال گزر چکے ہیں اس لئے پشتوں کا حساب اوسط سالوں میں شمار کرنا ہی مناسب ہے۔

استاذ ذمہ اور تحقیق کی کوتاہیوں کے سبب حقائق پر مدبروں کے حجابات حائل ہیں ان حالات میں شجرہ نسب کا رتبہ کرنا ایک دشوار ترین کام ہے جبکہ جوئے شیر لانے سے کہ نہیں اس کام کے لیے اتھک محنت اور لگن کی ضرورت ہے اور اس کام کی تکمیل اللہ کی توفیق اور بزرگان دین کی توجہات سے ہی ممکن ہے۔ ناچیز کو انہی تمام مزاہل سے گزرننا پڑا ہے۔ الحمد للہ! اس حقیقت پر کسی بھی شخص سے یہ مشکل کام انجام کو پہنچا۔

بیشتر شجرہ نامے نسب تضادات سے خالی نہیں جس کی وضاحت الگ الگ ہی مناسب

ہے۔ اکثر شجروں میں متعدد نام رہ گئے ہیں۔ چونکہ عرب کے دستور کے مطابق اصل نام کے ساتھ ساتھ القاب اور کنیتیں بھی لکھی جاتی تھیں اس لئے ناموں میں غلط فہمیاں بھی پیدا ہوئی مثلاً سید محمد یعنی سوتہ اشبال کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور راد کا اسم گرامی بھی محمد تھا اس لئے یہ توں سے سید محمد یعنی ابو یحییٰ کی اولاد کہ ان کے بھائی یحییٰ کا اولاد تصور کیا ہے۔ شجرۃ النساب میں اس طرح کی غلطیاں عام ہیں۔ دوسری مثال لیجئے۔

سید محمد علی ابو یحییٰ بن حضرت زبیر شہید کا اسم گرامی یعنی القاب و کنیت اس طرح ہے
 مدعیہ ابوالفضل سید محمد علی ابو یحییٰ سوتہ اشبال سید روشن علی مصنف سید ابن ریح نے
 غلطی کی کہ بنا پر ابوالفضل کو پیر بنایا اور سید محمد علی کو فرزند تصور کیا۔ تیسری مثال سید محمد علی بن زید
 شہید کو امام ہاشمی بھی کہا گیا ہے۔ سورج گرہن کا سبب بتانے میں کنیت کی غلطی کی بنا پر انہیں
 امام ہاشمی کے بجائے امام اشکی کاھ دیا گیا ہے۔ غرضیکہ شجرۃ النساب کی ترتیب میں اس طرح
 کی غلطیاں عام ہیں جو سہواً سرزد ہوتی ہیں۔

سید روشن علی مصنف "سید القاریج" نے حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی تک پہنچانے
 پر تین گزرائی ہیں جو درست معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ سید ابوالفرج واسطی متوفی ۵۸۵ھ
 اگر ۴۴۲ کو ۲۰ پر تقسیم کر دیا جائے تو اوسط حساب کی روش سے بھی پندرہ نشستیں بنتی ہیں۔
 بہر حال بیشتر سادات بارہ کے شجروں میں حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی تک اٹھارہ نشستیں
 ہی درج ہیں۔ ملاحظہ ہو شجرۃ نسب سید غلام علی آزاد بلگرامی مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ سید
 روشن علی سے طریقہ سوال قبل علامہ عبدالجلیل بلگرامی نے لرخ سیر بادشاہ کے دربار میں

۱۱۲۵ھ میں اپنا منکوم شجرہ ناری زبان میں پیش کیا تھا ملاحظہ ہو۔ (ماثر الکلام صفحہ ۲۵۹)
 اس کے قتل کی رو سے بھی حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی تک اٹھارہ نشستیں نکالیں
 گئی ہیں۔ علامہ عبدالجلیل کا شجرہ سب سے قدیم شجرہ ہے جس کو اساسی حیثیت حاصل ہے۔ مزید
 بڑا سادات بارہ کی تمام شاخوں نے اس شجرہ کی پیروی کی ہے۔ سادات حاجریہ و ہمدانی
 چونکہ سادات بارہ کی چوتھی شاخ سے نسبى تعلق رکھتے ہیں اس لئے چاروں شاخوں کا شجرہ
 نسب سید ابوالفرج واسطی تک لازماً ایک ہی ہونا چاہیے البتہ کچھ ناموں میں اختلاف پائے

ضرور پایا جاتا ہے جس کی وضاحت اچھے صفحوں پر کی جائے گی۔ اگر حضرت علیؑ سے سید ابوالفرج واسطی کا
 نمبر اشارہ پتہ نہیں تسلیم کر لیا جائے تو سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی سے سید احمد
 جاجیزی نمبر ۹ پتہ نہیں بنتی میں لیکن بارہ گیاں، مزید کے شجرہ میں دونوں کے درمیان ۷ کے
 بجائے صرف تین نام یعنی سید مسعود، سید ابوالفتح ابراہیم اور سید بدر الدین درج کئے گئے ہیں جبکہ
 سید ابوالفرج واسطی اور سید احمد جاجیزی کے درمیان ۲۹ سال کا فرق ہے۔

سید ابوالفرج واسطی کا سال وفات ۳۴۷ھ ہے اور سید احمد جاجیزی کی بہار میں آمد کا
 سال ۳۴۷ھ ہے۔ دونوں کا فرق ۳۴۷ - ۳۴۲ = ۵ سال۔ اگر ۲۹ کو ۲ پر تقسیم کیا جائے تو
 درمیان میں ۱۴ پتہ بنتی ہیں جبکہ تاریخ حسن میں صرف ۱۲ پتہ ہیں جو مرید غلط معلوم ہوا
 ہے۔ جو لوگ سادات جاجیزی سے تعلق رکھتے ہیں ان کا شجرہ کسی دوسرے جاجیزی نسبتاً
 سے ضرور ملنا چاہیے۔ یہی نام سادات لوا ز پورہ کے شجرے میں ملتے ہیں تاکہ پتہ قوی کا
 حساب درست ہو اور شجرہ مکمل ہو۔ واضح ہو کہ سادات لوا ز پورہ بھی سید مسعود بن سید ابوالفراس
 کی اولاد میں اور سادات جاجیزی میں یہ اسمائے گرامی یہ ہیں:-

(۱) سید علی باگھ بن سید مسعود بن سید ابوالفراس

(۲) سید محمد بن سید علی باگھ بن سید مسعود

(۳) سید محمد بن سید محمد بن سید علی باگھ

(۴) سید ابوالفتح ابراہیم بن سید محمد بن سید محمد

(۵) سید بدر الدین بن ابراہیم بن سید محمد

(۶) سید بدر الدین سید عبداللہ بن سید ابوالفتح ابراہیم

سادات لوا ز پورہ کے شجرے میں تاریخ حسن کے مطابق تینویں درمیانی اساسی نام

ہوئے ہیں (۱) سید مسعود (۲) سید ابوالفتح ابراہیم (۳) سید بدر الدین۔

سید عبداللہ کے دو فرزند تھے (۱) سید شیخ (۲) سید بدر الدین

سید شیخ کا نزار دھرسوں ضلع نارنول یا گوردھراؤں متصل سرہند ریاست علیا لہ مشرق

پنجاب میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سید بدر الدین نے دھرسوں سے لعل رکھا کی ملاحظہ ہو

علاء الدین عبد الجلیل غلام علی بکری مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ					
ہذا اسمائے گرامی ہذا اسمائے گرامی ہذا اسمائے گرامی ہذا اسمائے گرامی ہذا اسمائے گرامی ہذا اسمائے گرامی					
۱	حضرت علیؑ	۱	حضرت علیؑ	۱	حضرت علیؑ
۲	امام حسینؑ	۲	امام حسینؑ	۲	امام حسینؑ
۳	امام زین	۳	امام زین	۳	امام زین
۴	زید شہید	۴	زید شہید	۴	زید شہید
۵	سید عیسیٰ البرکینی	۵	سید عیسیٰ البرکینی	۵	سید عیسیٰ البرکینی
۶	سید محمد	۶	سید محمد	۶	سید محمد
۷	سید علی	۷	سید علی	۷	سید علی
۸	سید حسین	۸	سید حسین	۸	سید حسین
۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی	۹	سید علی عراقی
۱۰	سید حسین عراقی	۱۰	سید حسین عراقی	۱۰	سید حسین عراقی
۱۱	سید علی	۱۱	سید علی	۱۱	سید علی
۱۲	سید زید شانی	۱۲	سید زید شانی	۱۲	سید زید شانی
۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر	۱۳	سید عمر
۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید ثالث	۱۴	سید زید ثالث
۱۵	سید عیسیٰ	۱۵	سید عیسیٰ	۱۵	سید عیسیٰ
۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین	۱۶	سید حسین
۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد	۱۷	سید داؤد
۱۸	سید ابو الفرج و علی	۱۸	سید ابو الفرج و علی	۱۸	سید ابو الفرج و علی
۱۹	سید ابو العزاس	۱۹	سید ابو العزاس	۱۹	سید ابو العزاس
۲۰	سید محمد	۲۰	سید محمد	۲۰	سید محمد
۲۱	سید علی باگتہ	۲۱	سید علی باگتہ	۲۱	سید علی باگتہ
۲۲	سید محمد	۲۲	سید محمد	۲۲	سید محمد
۲۳	سید داؤد	۲۳	سید داؤد	۲۳	سید داؤد
۲۴	سید ابو الفرج و علی	۲۴	سید ابو الفرج و علی	۲۴	سید ابو الفرج و علی
۲۵	سید ابو العزاس	۲۵	سید ابو العزاس	۲۵	سید ابو العزاس
۲۶	سید محمد	۲۶	سید محمد	۲۶	سید محمد
۲۷	سید علی باگتہ	۲۷	سید علی باگتہ	۲۷	سید علی باگتہ
۲۸	سید محمد	۲۸	سید محمد	۲۸	سید محمد
۲۹	سید داؤد	۲۹	سید داؤد	۲۹	سید داؤد
۳۰	سید ابو الفرج و علی	۳۰	سید ابو الفرج و علی	۳۰	سید ابو الفرج و علی
۳۱	سید ابو العزاس	۳۱	سید ابو العزاس	۳۱	سید ابو العزاس
۳۲	سید محمد	۳۲	سید محمد	۳۲	سید محمد
۳۳	سید علی باگتہ	۳۳	سید علی باگتہ	۳۳	سید علی باگتہ
۳۴	سید محمد	۳۴	سید محمد	۳۴	سید محمد
۳۵	سید داؤد	۳۵	سید داؤد	۳۵	سید داؤد
۳۶	سید ابو الفرج و علی	۳۶	سید ابو الفرج و علی	۳۶	سید ابو الفرج و علی
۳۷	سید ابو العزاس	۳۷	سید ابو العزاس	۳۷	سید ابو العزاس
۳۸	سید محمد	۳۸	سید محمد	۳۸	سید محمد
۳۹	سید علی باگتہ	۳۹	سید علی باگتہ	۳۹	سید علی باگتہ
۴۰	سید محمد	۴۰	سید محمد	۴۰	سید محمد
۴۱	سید داؤد	۴۱	سید داؤد	۴۱	سید داؤد
۴۲	سید ابو الفرج و علی	۴۲	سید ابو الفرج و علی	۴۲	سید ابو الفرج و علی
۴۳	سید ابو العزاس	۴۳	سید ابو العزاس	۴۳	سید ابو العزاس
۴۴	سید محمد	۴۴	سید محمد	۴۴	سید محمد
۴۵	سید علی باگتہ	۴۵	سید علی باگتہ	۴۵	سید علی باگتہ
۴۶	سید محمد	۴۶	سید محمد	۴۶	سید محمد
۴۷	سید داؤد	۴۷	سید داؤد	۴۷	سید داؤد
۴۸	سید ابو الفرج و علی	۴۸	سید ابو الفرج و علی	۴۸	سید ابو الفرج و علی
۴۹	سید ابو العزاس	۴۹	سید ابو العزاس	۴۹	سید ابو العزاس
۵۰	سید محمد	۵۰	سید محمد	۵۰	سید محمد

علاء الدین عبد الجلیل غلام علی بکری مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ مہاراجہ

محزون الانساب صفحہ ۱۰۰ پر ترجمہ کریم الدین احمد سید راوی بہار ہمدان سید احمد جاجیزی اور سید محمود جاجیزی سادات بانہ کی فرج کے ساتھ ۱۱۵۹ھ میں عازم بہار ہوئے۔ بہار فتح ہونے کے بعد چودہ مواضع تک گزرا۔ پھر کے لئے جاکر میں شاہ دہلی کی طرف سے عطا ہوئے جہاں ان کا اولاد زیادہ تر موجود ہے آباد ہیں۔

شجرہ نسب علامہ سید مظفر احسن گیلانی زیدی واسطی

یہ پہلا شجرہ نسب میرے پیش نظر ہے۔ علامہ سید مظفر احسن گیلانی زیدی واسطی جاجیزی ہیں ان کی وفات ۱۱۵۹ھ مطابق ۱۷۵۶ء میں ہوئی یہ حضرت علی کی بیٹا بیسوی پشت میں تھے۔ ان کے فرزند چچا بیسوی پشت میں اور پوتے حسینا بیسوی پشت میں آئے ہیں۔ میری ناقص رائے میں یہ شجرہ بالکل مکمل ہے یعنی سارے اسمائے گرامی موجود ہیں اس لئے اس شجرہ کو خالی کہا جاتا ہے۔ محقق حضرات کو دعوت تحقیق دی جاتی ہے تاکہ اس شجرہ کے ممکنہ حسن و قبح سے لوگ واقف ہوں اور مکمل غلطی یا سہو کی درستگی یا اس کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

مٹا شجرہ نسب نارنگیہ بطائی تاریخ حسن و ما

اس شجرہ میں حضرت علی سے سید ابوالفرح واسطی تک چھ اور سید ابوالفرح سے سید احمد جاجیزی تک ۱۲ اسمائے گرامی درج ہوئے۔ یہ وہ گئے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۲	سید عمر
۶	۱۳	سید زید ثالث

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۱	سید علی باگھ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صدایہ
۱۰	۲۵	سید عبداللہ

۲۲ شجرہ نسب صفیر بگرامی از پر فیض ظفر اوگانوی ۲۱

یہ شجرہ بھی ہر طرح مکمل اور مصدقہ ہے مرنے ایک نام درج ہونے سے رہ گئی ہے تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	پشت نمبر	اسم گرامی
۱	۶	سید محمد حیدری

۲۱ تاریخ حسن صفیر ۸۷ صفیر بگرامی صفیر

۲۲ شجرہ نسب سید مصباح الہدیٰ دیسوی برطانیق نسب نامہ ولایت

اس شجرہ میں ایک نام پشت نمبر ۹ پر سید علی عراقی کو سید علی ابابکر درج کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کسی نے نہیں لکھا۔

اس شجرہ میں بھی اور شجروں کی طرح کچھ اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسن عراقی
۲	۱۱	سید علی
۳	۱۲	سید نذیر ثانی
۴	۲۱	سید علی باگھ
۵	۲۲	سید محمد
۶	۲۳	سید صدایہ

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۷	۲۲	سید ابراہیم
۸	۲۵	سید عزالدین
۹	۲۶	سید عبداللہ

۵ شجرہ نسب مخدوم پیر سید شاہ محمد حیدر انگریزی مطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹
یہ شجرہ نسب مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو نسب تکمیل میں ہیں۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۷	سید علی
۲	۸	سید حسین

نوٹ: یہ دونوں نام متنازعہ فیہ ہیں

سید کریم الدین احمد علی حسینی جوہری میرادی بہاری اچھی کتاب مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹ تا ۱۱۱ پر رقم طراز ہیں کہ نسب نامہ سید غلام علی آزاد بنگالی اور یہ نسب نامہ راجپوتوں میں بہار دونوں ایک ہی ہیں اس لئے کہ دونوں سلسلے سید ابوالقرح واسطی کے اولاد کے ہیں صرف دونوں نسب ناموں میں دونوں کا فرق ہے یعنی سید علی اور سید حسین۔ میر غلام علی آزاد بنگالی کے نسب نامہ میں یہ دونوں نام نام نہ ہیں اور دوسرے میں کم شاید یہ کتابت کا غلطی کے نتیجے میں یہ منظوم شجرہ علامہ عبدالحلیم بنگالی صفحہ ۱۹۵

علامہ سید عبدالحلیم بنگالی سادات بارہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جاجیزئی سید ہیں۔ ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر بادشاہ کے دربار میں اپنا نسبی منظوم شجرہ فارسی زبان میں پیش کیا ملاحظہ ہو (ماثر الکرام صفحہ ۲۵۹)

یہ شجرہ تمام موجودہ شعروں میں سب سے زیادہ قدیم ہے۔ اس شجرہ کو سادات بارہ کی تمام شاخوں نے تصدیق تسلیم کیا ہے۔

۵ شجرہ نسب سید غلام علی آزاد بنگالی مطابق مخزن الانساب صفحہ ۱۰۹
یہ شجرہ حضرت علیؑ سے سید ابوالقرح واسطی تک مکمل ہے۔

۸ شجرۂ نسب سادات واسطی لکھنؤ بمطابق تاریخ حسن صفحہ ۸۷ تا ۸۸
 یہ شجرہ بھی مکمل ہے صرف دو اسمائے گرامی درج ہونے سے وہ گئے ہیں کی تفصیل
 حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۱۰	سید حسین عراقی
۲	۱۱	سید علی

۹ شجرۂ نسب بمطابق نسبت سادات نواز پورا از سید ارقضی حسین زیدی
 یہ شجرہ نسب مکمل ہے صرف دو نام درج ہونے سے وہ گئے ہیں

۱۱ سید زید ثالث پشت ۱۱ اور (۲) سید حسین پشت ۱۱

۱۰ شجرۂ نسب مخدوم محسن علی بمطابق کتبخانا سب صفحہ ۲۲
 اس شجرہ نسب میں بارہ اسمائے گرامی درج ہونے سے وہ گئے ہیں تفصیل
 حسب ذیل ہے۔

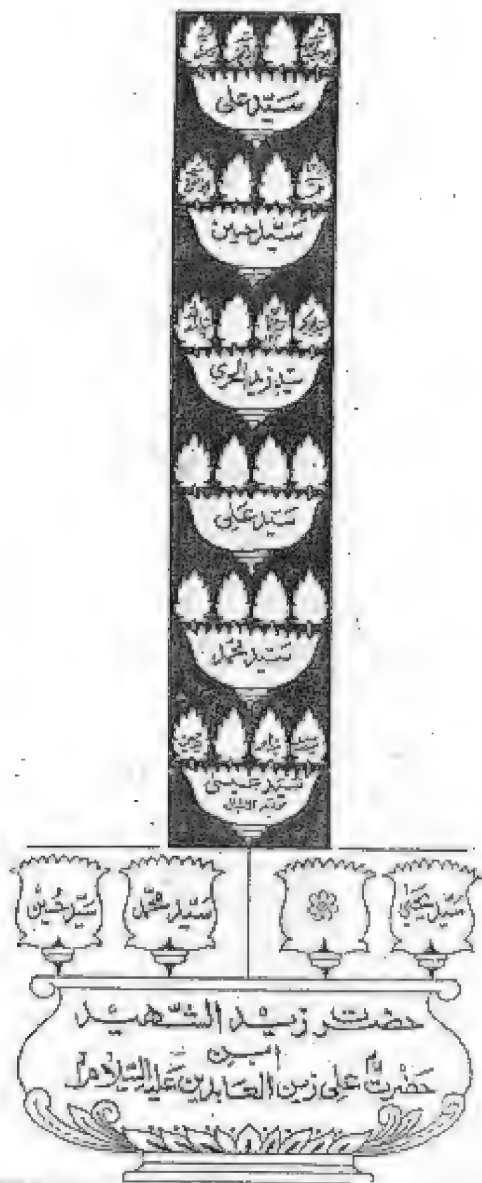
نمبر شمار	پشت نمبر	اسمائے گرامی
۱	۸	سید حسین
۲	۹	سید علی عراقی
۳	۱۰	سید حسین عراقی
۴	۱۱	سید علی
۵	۱۳	سید عمر
۶	۲۰	سید مسعود
۷	۲۱	سید علی باگہ
۸	۲۲	سید محمد
۹	۲۳	سید صلاح

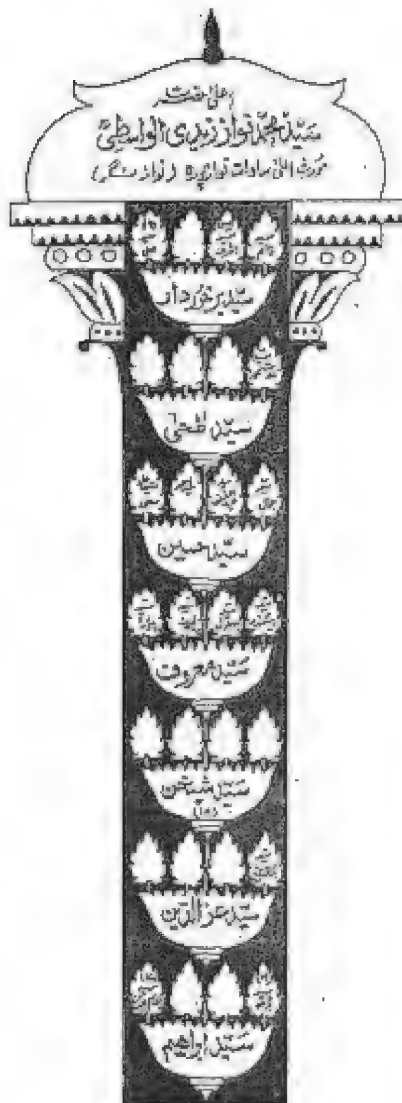
خبر شمار	پشت نمبر	اسلمے گرامی
۱۰	۲۵	سید عبدالدین
۱۱	۲۶	سید عبدالدین
۱۲	۲۷	سید احمد باجوڑی

ایک غلطی کا ازالہ | واضح ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے بیٹے اور سید ابوالفراس واسطی کے پوتے تھے۔ سادات قوازیہ صفحہ ۲۱۸ کے نسب ناموں میں بھی سلسلہ بیان کیا گیا ہے۔ سادات باہرہ و مظفر نگر کے سید روشن علی نے بھی سید مسعود کو سید ابوالفراس کا فرزند تحریر کیا ہے لیکن ڈاکٹر سید صفدر حسین نے سید روشن علی کی تصنیف سید اناراج کے آخر میں اپنا تہمید شامل کیا ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے سید مسعود کا سلسلہ اس طرح بیان کیا ہے۔ سید مسعود بن اسماعیل بن سید حسین بن ابوالفراس ثانی بن سید ابوالفراس۔ ظاہر ہے کہ وہ سادات جن کا سلسلہ نسب کسی بھی فرزند کے توسل سے سید مسعود کا پوتا ہے ان کے سلسلے میں ترتیب قابل قبول نہیں اس لئے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نسب سلسلے کا لفظ تحریر نہیں کیا جو حادث ضروری تھا۔ سید صفدر حسین نے سہو یا بالادنا سادات بلگرامی کے نسب نامہ میں سید مسعود کو شامل کر کے غلطی کی ہے کہوں کہ ابوالفراس ثانی سید مسعود کے بھائی تھے پر داد انہیں۔ آزاد بلگرامی کے بیان کے مطابق سید ابوالفراس کے فرزند سید ابوالفراس ثانی اور ان کے فرزند سید حسین سادات بلگرام کے اجداد میں ہیں۔ مزید برآں سید محمد صفری مورث اعلیٰ سادات بلگرام کو سید مسعود کے پیشدرگاہ کا فرزند تحریر کیا ہے۔ ہر حال یہ امر صحت ہے کہ سید مسعود سید ابوالفراس کے فرزند تھے اس سلسلہ میں لانا ڈاکٹر سید صفدر حسین سے سہو ہوا ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ میری تحقیق یہ ہے کہ سید محمد صفری مورث اعلیٰ سادات بلگرامی سید ابوالفراس واسطی کی پانچویں پشت میں ہیں ملاحظہ ہو شجرۃ نسب صفحہ ۲۲۱ از پروفیسر ظفر اویسی کا نوں جب کہ ڈاکٹر سید صفدر حسین نے اپنے تہمید میں سید محمد صفری کو سید ابوالفراس واسطی کی ساتویں پشت میں درج کیا ہے جو حرف و ناموں کے غلط انداز کے نتیجہ ہوا یعنی سید اسماعیل اور سید مسعود۔

پروقیہ غفرار کا نوی نے اپنی تصنیف "صغیر بگلامی" میں "محرر شجرہ نسب میں سید
اسماعیل اور سید کا محمود کے نام درج نہیں کیے ہیں ملاحظہ ہو شجرہ صغیر بگلامی صفحہ ۱۱۲ اور صفحہ ۱۱۳
کو ابو الفرج ثاقبی کا پرانا تحریر کیا ہے جو درست ہے اسی طرح سید مدثر بن علی مصنف سید التاریخ
اور سید الرضی حسین مصنف مساوات نواز پر صفحہ ۴۲۲ میں سید محمد صفحہ ۱۱۲ کو سید ابو الفرج ثاقبی کا پرانا
تحریر کیا ہے ملاحظہ ہو شجرہ ۴۲۲ "سید محمد صفحہ ۱۱۲ (فاتح بگلام حسین واسطی بن سید علی
بن سید حسین بن ابو الفرج ثاقبی بن سید ابو الفرج اس)

۱۔ مصنف سید التاریخ محمد مساوات نواز پر صفحہ ۵۹ میں سیدان تاریخ صفحہ ۱۸ "مآثر اکرام صفحہ ۱۱۔
۲۔ صغیر بگلامی صفحہ ۲۸ تا ۳۸ شجرہ مساوات نواز پر صفحہ ۴۲۲





سید محمد صفری حسینی واسطی بالگرامی

(شجرہ نسب ۲۸۵)

سید محمد صفری نے سلطان التمش کے عہد میں بالگرام فتح کیا جس کی تفصیل انہوں نے اس طرح بیان کی ہے: ۶۱۹ھ میں سلطان التمش کے عہد میں سلطانوں کے ہاتھوں بالگرام فتح ہوا، سید محمد صفری حسین سادات باہر کے ہم جہتھے سلطان محمد غزنوی کے ساتھ سید ابو الفزاس واسطی میں اپنے بیٹوں سید ابو الفزاس سید ابو الفزاس آل سید داؤد کے ہندو اور برٹے اور بادشاہ ہند سے بارہ گانوں جاگیر میں عطا ہوئے۔ باہر انہیں کرامات کے بخور کا لقب ہے۔ سید ابو الفزاس کی اولاد سادات باہر اور سید ابو الفزاس کی اولاد سادات جاجیشری اور سادات بالگرامی کہلاتی۔ سید ابو الفزاس کی چوتھی پشت میں سید محمد صفری پیدا ہوئے۔ ان کے دادا شاہی منصب دار تھے۔ اپنے وقت میں بالگرام پہنچے۔ بالگرام کے ہندو اداان کے سدیان متعلقہ ہوئے۔ بعد میں سید محمد صفری نے قراج کشی کی آخر کار راہبر مار گیا اور بالگرام فتح ہوا۔ سید محمد صفری نے سلطان کے نام سے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور ایک مسجد تعمیر کی انہوں نے باہر سے اپنے لہل و نیال کو لایا اور اہل حرفہ اور شاگرد پیشہ جو ان کے ساتھ بالگرام میں مکنت پذیر ہوئے۔ یہاں ان کے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ سید محمد سالار کی اولاد نے محلہ سید داؤد آباد کیا جس سے آٹھ قبائل ہوئے اور چند محلے آباد ہوئے۔ یہ گنڈہ بالگرام کی زمین داری ان کی اولاد کو ملی۔ جن میں سید اعظم الدین اور زین الدین حسن خاں وغیرہ تھے۔ دوسرے سید محمد کے قبیلہ سے تھے جو تیرہ سو برس پہلے اس قبیلہ کے لوگ بادشاہ دکن ہندو بادشاہی اور صاحب سیف و قلم تھے جن میں علامہ عبد الجلیل بالگرامی اور علامہ علی آباد بالگرامی زیادہ مشہور ہوئے۔ پروفیسر لغز اور گانوی کے آباد وادان اس قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ ثواب سید آل الحسن خاں بھی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جس قبیلہ کو آٹھ گنڈہ زوار منیع شاہ آباد آکر کے رہنے والے تھے۔ سید محمد صفری کی اولاد آج بھی صفرائی کہلاتی ہے۔ سید محمد صفری ۶۵۵ھ میں وفات پا گئے اور بالگرام بھی میں دفن ہوئے۔

نوٹ: ۱۔ بہار کے وزیر تقسیم سید محمد و جتو قبیلے سے تعلق رکھتے تھے وہ ۱۸۴۵ء میں تقسیم ہند کے کچھ قبل پورنہ ضلع اسکول، بہار میں مسکن کے لیے تشریف لائے تھے جہاں راقم طالب علم تھا۔ (مؤلف)

مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی

درختہ نسب

سلطان محمد غزنوی سید ابو الفرج واسطی اور ان کے فرزند ان سید ابو الفراس سید ابو الفضا ئل اور سید ابو الدگر ہر اہل کے غرض سے روانہ ہوا اور ہندوستان وارد ہو کر پنجاب فتح کیا۔ واپسی کے وقت سید ابو الفرج واسطی کے ساتھ لے گیا اور ان کے فرزندوں کو پنجاب میں مسرت ہوا اور جاجیز کی جاگیر عطا کیں جہاں سید ابو الفرج واسطی کی اولاد ۱۸ سال تک سکونت پذیر رہی پھر حیدر آباد میں بادشاہت قائم ہوئی یہ لوگ مشرقی ہند کی طرف منتقل ہوئے۔ انہیں بارہ برائعات کے مجموعہ کو باہد کہتے ہیں یہ لوگ سادات باہد کے نام سے مشہور ہوئے۔ خاص کر سید ابو الفضا ئل کی اولاد سادات باہد کے نام سے موسوم ہوئی اور سید ابو الفراس کی اولاد سادات جاجیز کی کہلائی۔ سید ابو الفراس کی چوتھی پشت میں سید محمد مصطفیٰ فاتح بلگرام توکد ہوئے ان کے دادا سید حسن منصب دار شاہی تھے بلگرام کے ہندوؤں کے ساتھ ان کا ناقصہ ہوا جس میں سید محمد مصطفیٰ کا بیاب ہوئے اور فاتح بلگرام کہلائے۔ ان کے دو صاحبزادے تھے سید سالار اور سید محمد عمر سالار کی اولاد نے محلہ سید واڑہ بلگرام آباد کیا ان سے آٹھ قبائل آباد ہوئے جن سے چند محلے اور آباد ہوئے انہیں میں سید اعظم الدین اور نبیل الدین حسن خاں ہیں دوسرے فرزند سید عمر سے ایک قبیلہ بھتو دیہر تیرہ ہوا۔ ان قبیلہ کے لوگ صاحب منصب اور صاحب علم و فضل ہوتے انہیں میں علامہ عبد الجلیل اور مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی ہیں۔ صغیر بلگرامی کے آبا و اجداد بھی اسی قبیلے میں ہیں۔ اسی خطہ سرزمین کے خزان الہند مولانا سید غلام علی واسطی آزاد بلگرامی تھے۔ آپ ۱۱۶۹ھ مطابق ۱۷۶۳ء میں زائد ہوئے۔ شعر و شاعری کا اندق شروع سے تھا آپ کے والد کا نام سید محمد قزو تھا اور آپ علامہ عبد الجلیل بلگرامی کے نواسہ تھے۔ حج سے شرف بہرہ ۱۲۰۸ سال حیدر آباد میں گزار دینے مشہور و معروف ادیب و شاعر تھے۔ ان کا فقیرہ قصیدہ عربی زبان میں بہت مشہور ہوا۔

لے ۱۶۱۲ البیہ بظہاری شریف مارچ ۱۹۶۵ء ۲۵ء

شاہد حسن نے حسان الفہد کا خطاب عطا کیا۔ بے شمار کتابوں کے مصنف ہیں۔ سن ۱۳۸۳ء تک ہے۔
(غزل)

دل از خیال پرستے شہرِ سماں در بقل
ایں شیشہ باشد دیدنِ دامنِ چرخِ بقل
روز قیامت ہر کسے درد مستگیر ہائے
من نیز ماضی شوم تصویرِ جاناں در بقل
شہرِ کویاں دیدہ ام خواندہ و می خواند
جائے کتاب آئندہ عقل و دیباہ در بقل
آزاد با ایر و دل آرد اگر وہ دین
پر شیشہ شمری و کدہ سر و خزان در بقل

وَأَنذَرْتُكُمْ لِيُخْلِقَ عَظِيمًا

اور اے پیغمبرِ مکی! تم کو عظیم کی طرف سے ڈیٹاؤں کے اخلاق بڑے عالی ہیں (القرآن)



سید شاہ برکت اللہ

د شیعہ نسب ۲۹۴

میر سید شاہ برکت اللہ کے جدِ اعلیٰ سید علی عراقی حکومت کے مظالم سے تنگ آکر مدینہ سے عراق کے شہر واسطہ وارد ہوئے آج کل یہ شہر حسینہ کہلاتا ہے ان کی اولاد میں سید ابوالفتح واسطی اپنے چار فرزندوں کو ساتھ لے کر سلطان محمود غزنوی کے عہد میں غزنی آئے بعد ازاں افواج محمد غزنوی کے ساتھ ہم پر چند مستان آئے اور چاروں فرزند مشرقی پنجاب میں آباد ہو گئے۔ سید ابوالفتح اس نے قرہ باہر میں سکونت اختیار کی صاحب امیر انارک کے مطابق یہ خاندان اپنی مستورات کے ساتھ عازم ہند ہوئے تھے اور ان کے خاندانہ میں اور ان کی طرح نو مسلموں کی آمیزش نہیں ہوئی تھی آج تک انہوں نے اپنی بیات و نہایت بدحواسی قائم رکھی ہے سید ابوالفتح کے پوتے سید حسین تھے جن کے پوتے سید محمد غفران نے شاہ التمش کے حکم سے سری منگر چٹھہ میں لشکر کشی کی اور فتح حاصل کرنے کے لیے اس کا نام بلگرام رکھا گیا۔ سلطان نے یہ علاقہ ان کو جاگیر میں عطا کر دی سید محمد مغربی بلگرامی کی اولاد میں میر سید عبدالواحد بلگرامی معتمد بہمن سرائی صاحب کمال گڑھ سے ہیں ان کے بڑے فرزند علامہ میر سید عبد الجلیل بلگرامی نے ضلع گڑھ میں بلگرام سے امرہ قلعہ مکانی کی۔ علامہ فارسی زبان کے شہرہ معروف شاعر تھے۔ انہوں نے فارسی زبان میں سادات باہد کا منظوم شجرہ فرخ سیراؤ شاہ کے دربار میں پیش کیا تھا جسے تدبیر اور مستند شجرہ سمجھا جاتا ہے۔ علامہ کے بیٹے فرزند میر بادشاہ تھے جن کے بڑے فرزند سید شاہ برکت اللہ کی ولادت ۲۶ جمادی الثانی ۱۰۹۵ھ کو ہوئی ۱۰۹۶ھ سے انہوں نے علوم میں مستقل سکونت اختیار کر لی مدعوں برکت اللہ کا عقد سید مدود کی دختر بی بی دانہ سے ہوا جن کی بیٹی سے دو فرزند ترکہ ہوئے (۱) سید شاہ آل محمد (۲) سید شاہ فہات، شاہ شاہ آل محمد کے بڑے فرزند سید شاہ حمزہ تھے اور سید شاہ حمزہ کے بڑے فرزند سید شاہ آل احمد دلیپے میاں تھے جن کا عقد سید فضل ناصر دختر میر سید غلام علی آزاد بلگرامی سے ہوا تھا۔

سلطہ چار افواج از سید شاہ برکت اللہ ص ۲۹۴

شاہ برکت اللہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے ان کا وصال ۱۱۳۲ھ مطابق ۱۷۱۹ء کو ہوا
 میرا ہوا۔ نواب مرخان بخش منٹھ چنگ دانی فرخ آباد نے شاہ برکت اللہ کو منہ تعمیر کرایا تھا۔
تصانیف رسالہ چار انواع و رسالہ سوال و جواب سوکرت ہندی، دیوان عشق و مہم پر کاش و ہندی حکام کا بھی
 ترجیح بند شہزی برائیں عشق و مہمیت نامہ و برائیں مفاہیر و برائیں باطن رسالہ شکر و غیرہ۔
خلیفہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی شاہ برکت اللہ کے خاندان کے سجادہ نشین سید آل رسول احمد ریاض
 علیہ السلام تھے۔ اعلیٰ حضرت کو سلسلہ نقادین کی خلافت و اجازت انہیں سے ملے۔



الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا
 وَكُنَّا لَهُ مُشْكِرِينَ



سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں برکاتی مارہر شریف یونی

(شیخ نسب مقام)

۴۳	سید شاہ ابوالحسن احمد نوری	خانان برکاتی کا آغاز مارہر شریف میں آٹھ سے تقریباً چار سو سال قبل شاہ
۴۲	سید شاہ غفور حسن	میں بادشاہ ہوا جس کے عہد میں راجہ صاحب ملار میر سید شاہ عبداللہ خلیف اکبر میر
۴۱	سید شاہ آں گل لوی	سید عبدالواحد گیلانی یہاں سکونت پذیر ہوئے۔ اس خاندان میں سید شاہ آں گل احمد
۴۰	سید شاہ آں گل شہر	اچھے میاں صاحب ولادت کشف و کرامت گزرتے ہیں۔ سید شاہ آں گل برکات
۳۹	سید شاہ غزو	شہر سے میاں اچھے میاں کے چھوٹے بھائی تھے۔ سید شاہ آں گل برکات کے فرزند
۳۸	سید آں گل محمد	سید شاہ آں گل رحمتی رحیم صاحب مارہر شریف میں ترکہ ہوئے تھے جن کے فرزند
۳۷	سید شاہ برکت اللہ	اکبر کا اسم گرامی سید شاہ غفور حسن تھا اور جن کی ولادت ۱۲۲۹ھ میں ہوئی تھی
۳۶	میر سید اکرم حسن	یہی سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں برکاتی کے والد ماجد تھے شاہ احمد نوری کی
۳۵	ملار میر سید عبداللہ گل	ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ نے دو عقد کئے لیکن اولہ سے ہے خلافت و حلیت
۳۴	میر سید عبدالواحد گل	جدا محمد سے ملی تھی۔ اساتذہ کرام میں مولانا نور احمد بدایونی مولانا محمد سعید بدایونی
۳۳	سید ابراہیم	مولانا عبدالقادر بدایونی مولانا افضل رسول بدایونی اور مولانا محمد حسن مری گڑھی
۳۲	سید قطب الدین	شہر میں آپ کا وصال گیارہ صیبت ۱۳۲۲ھ میں مارہر میں ہوا۔ وہ سید شاہ
۳۱	سید ماہر	برکت اللہ کے پوتوں میں دفن ہوئے۔ آپ کی تصانیف و تالیفات میں چند رسائل
۳۰	سید بلخا	تھیں عقاید و آداب مریدانہ و ادبیات و کلام و اشغال و اعطانی فقہ میں ہیں۔
۲۹	سید کمال	سراج العارف کا اور ترجمہ بعد میں ہوا۔ آپ شعر بھی کہتے تھے اور شخص
۲۸	سید قاسم	سید احمد نوری فرماتے تھے۔
۲۷	سید حسین	
۲۶	سید نصیر	
۲۵	سید حسین	
۲۴	سید عمر	
۲۳	سید صفی	
۲۲	سید علی	
۲۱	سید حسین	
۲۰	سید الفرج ثانی	
۱۹	سید الفرج	
۱۸	سید الفرج واصلی	

ملہ آداب السالکین سید شاہ آں گل احمد میاں صاحب رحمتی فرمایا کہ سید شاہ ابوالحسن احمد نوری صاحب کا

سید مصباح الہدیٰ دہلوی

(شجرہ نسب ص ۳۲)

اصل نام - سید مصباح الہدیٰ

ادبی نام - مصباح دہلوی

والد کا نام - الحاج سید محمد الہدیٰ مکمل (مستوفی پور)

جائے پیدائش - دہلی ضلع ٹنڈہ (نالدہ) صوبہ بہار ہندوستان

تاریخ پیدائش - ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۲ء

تعلیم - ۱۹۳۲ء میں کنگ ایڈورڈ انجمنش ڈی اسکول مستوفی پور ضلع درہمگہ سے چٹنہ پورٹی
کامیونک کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔ ۱۹۳۳ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئی ایس سی
سیکنڈ ڈویژن میں اور ۱۹۳۴ء میں اسی یونیورسٹی سے بی ایس سی سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا۔
ملازمین بریلی اور ٹنڈہ میں سرکاری ملازمت کی۔ کلکتہ، بہار شریف اور ڈھاکہ میں اسکولوں
میں ٹیچر کی حیثیت سے کام کیا۔ کراچی، راولپنڈی اور اسلام آباد میں پریس انفارمیشن ڈپارٹمنٹ
حکومت پاکستان میں تقریباً ۱۹ سال تک ملازمت کی اور دسمبر ۱۹۵۳ء میں ڈپٹی پرنسپل انفارمیشن
آفیسر کی حیثیت سے ریٹائر ہوئے۔

ادبی سرگرمیاں - ۱۹۴۶ء میں آناردی کے بعد کلکتہ سے ایک ماہنامہ "آفاق" جاری کیا جس کے
چیف ایڈیٹر رہے۔ ۱۹۴۹ء میں کلکتہ سے میرے افسانوں کا مجموعہ "نام" گہ گدی" شائع ہوا۔ ۱۹۵۰ء
میں رحمت اللہ مائل ڈی اسکول ڈھاکہ سے ماہنامہ "شاہین" شائع ہونے لگا تو اس کے ایڈیٹر بن گئے
یورڈ کے ممبر رہے۔ کلکتہ، ڈھاکہ، کراچی اور راولپنڈی میں متعدد ادبی محفلوں میں شریک ہوتے
رہے۔ اردو اور انگریزی میں افسانے اور مضامین شائع ہونے کی تفصیل آگے درج ہے۔

اردو اور انگریزی میں علامہ سید سلیمان ندوی پر مضامین

- ۱۔ علامہ سید سلیمان ندوی - روزنامہ مشرق، لاہور، ۲۲۔ نومبر ۱۹۶۲ء
- ۲۔ سلیمان ندوی، دستورین، پینڈیچہ مسور (انگریزی) روزنامہ ڈان، کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۶۳ء
- ۳۔ علامہ سید سلیمان ندوی..... روزنامہ حریت، کراچی ۲۳۔ نومبر ۱۹۶۴ء
- ۴۔ علامہ سید سلیمان ندوی..... روزنامہ حقوق، کوئٹہ، یکم دسمبر ۱۹۶۴ء
- ۵۔ علامہ اقبال ایڈسلیمان ندوی (انگریزی) روزنامہ دُڑان، ۹ نومبر ۱۹۸۳ء
- ۶۔ اقبال ایڈسلیمان ندوی پینڈکامن آؤنگکیٹو (انگریزی) روزنامہ سونگ نیوز کراچی ۹ نومبر ۱۹۸۴ء
- ۷۔ علامہ سید سلیمان ندوی اور مولانا محمد علی..... روزنامہ تجارت، کراچی ۲۱۔ دسمبر ۱۹۸۵ء
- ۸۔ علامہ سلیمان ندوی..... روزنامہ سازنگ نیوز کراچی ۲۲۔ نومبر ۱۹۸۱ء
- ۹۔ علامہ سلیمان ندوی (انگریزی)..... روزنامہ بلوچستان ٹائمز، کوئٹہ، ۳۰۔ نومبر ۱۹۸۱ء
- ۱۰۔ علامہ اقبال اور سید سلیمان ندوی..... ماہنامہ سیارہ، لاہور اقبال فیروز پوری مارچ ۱۹۶۸ء
- ۱۱۔ مجلہ دیننا الیوسی ایشن ۱۹۸۵ء
- ۱۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی اور علامہ سید سلیمان ندوی... مجلہ دیننا الیوسی ایشن کراچی جولائی ۱۹۸۵ء

انگریزی میں افسانے اور مضامین

- ۱۔ ایسے چیزدار بزرگس (تھمرا افسانہ)..... البشیر بیگم بیگم آف پاکستان کراچی ۲۴۔ اگست ۱۹۵۴ء
- ۲۔ پروگرس آف اسلامک پروڈیوس..... ویکی اسٹوڈنٹس ڈانس کراچی ۴۱۔ مارچ ۱۹۵۸ء
- ۳۔ دی گریٹ پیجیج (تھمرا کہانی)..... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۳۔ مارچ ۱۹۵۸ء
- ۴۔ ایگر کچلر سیتس..... روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ، فروری ۱۹۶۰ء
- ۵۔ تھم سیتس ان پاکستان..... روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور ۱۸۔ مئی ۱۹۶۰ء
- ۶۔ تھم سیتس ان پاکستان..... روزنامہ ٹائر آف کراچی، ۳۰۔ جنوری ۱۹۶۰ء

- ۱۰۔ ایچ بی جی اے ایس۔۔۔۔۔ روزنامہ سہیل اینڈ ٹری گزٹ لاہور یکم فروری ۱۹۶۰ء
- ۸۔ دی موڈرن بیکلر (مزاہیر) ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ستمبر ۱۹۵۹ء
- ۹۔ مولانا محمد علی۔۔۔۔۔ روزنامہ ٹائمز آف کراچی ۵ جنوری ۱۹۶۰ء
- ۱۰۔ اسپیکر لیڈر میراے اسٹریٹیشن فورٹنی ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۸ نومبر ۱۹۵۹ء
- ۱۱۔ مارلوسیان۔۔۔۔۔ ہفتہ وار سنڈے پوسٹ کراچی ۱۶ اگست ۱۹۵۹ء
- ۱۲۔ ولانی قائد اعظم۔۔۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایکسپریس کراچی ۲۵ دسمبر ۱۹۶۲ء
- ۱۳۔ ڈیو لیٹننٹ آف ریٹیر ایرائیڈ ڈی ان پاکستان۔۔۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۴۔ سر سید احمد خان۔۔۔۔۔ روزنامہ مارنگ نیوز کراچی ۲۷ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۵۔ امیر خسرو۔۔۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور ۳۱ اکتوبر ۱۹۶۶ء
- ۱۶۔ فیروز منیل پروڈکٹس ان دی فیلڈ آف ایجوکیشن روزنامہ ایسٹرن ایکسپریس کراچی ۱۶ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۷۔ مولانا الطاف حسین حالی۔۔۔۔۔ روزنامہ پاکستان ٹائمز، راولپنڈی، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء
- ۱۸۔ مولانا حالی۔۔۔۔۔ روزنامہ پنجاب ٹائمز، کوئٹہ، یکم جنوری ۱۹۸۴ء
- ۱۹۔ موڈرن ٹریڈنگ آف سیریز (مزاہیر) روزنامہ "دی سلسلہ" اسلام آباد ۲۸ اگست ۱۹۸۱ء
- ۲۰۔ ایچ بی جی اے ایس۔۔۔۔۔ روزنامہ پروڈکشن ان پاکستان۔۔۔۔۔ روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۸ دسمبر ۱۹۶۳ء
- ۲۱۔ الوب مینی فیسٹو لے سکن لائنٹ۔۔۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایکسپریس کراچی ۲ فروری ۱۹۶۵ء
- ۲۲۔۔۔۔۔ روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۷ فروری ۱۹۶۵ء
- ۲۳۔ فردی ٹورسٹ۔۔۔۔۔ روزنامہ کیہان انٹر نیشنل، تہران-۲۰ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۲۴۔ سر سید دی سیریز۔۔۔۔۔ روزنامہ یونیٹی، چٹاگانگ ۲۲ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۲۵۔ ڈیو لیٹننٹ آف ٹوریزم۔۔۔۔۔ روزنامہ مارنگ نیوز کراچی ۱۵ اپریل ۱۹۶۵ء
- ۲۶۔۔۔۔۔ روزنامہ مارنگ نیوز، ٹھاکہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۵ء
- ۲۷۔۔۔۔۔ روزنامہ ایسٹرن ایکسپریس، چٹاگانگ ۲۰ اپریل ۱۹۶۵ء
- ۲۸۔ سائیکس کلائیڈ ان پاکستان۔۔۔۔۔ روزنامہ خیبر میل، پشاور ۲۳ مئی ۱۹۶۵ء
- ۲۹۔ فیملی۔۔۔۔۔ پریزنٹ اینڈ فیوچر۔۔۔۔۔ روزنامہ انڈین ٹائمز حیدرآباد ۱۰ جون ۱۹۶۵ء

- ۳۰۔ فیصلی... پریزٹ ایڈیوچر... روزنامہ ایسٹرن ایجرائز چٹاگانگ ۱۹ جون ۱۹۶۶ء
 ۳۱۔ ڈیویڈ پیٹنٹ آف ریڈیو اینڈ ٹیلی ویژن پاکستان... روزنامہ سائمن ٹائمز حیدرآباد ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء
 ۳۲۔ روزنامہ پرنٹ، چٹاگانگ ۲۴ مارچ ۱۹۶۶ء

اردو میں افسانے اور افسانچے

- ۱۔ عین سوچ ماہنامہ شیر کراچی... ماہنامہ "ذوالقرنین" بہاولپور
- ۲۔ ایک افسانہ (انگریزی سے ترجمہ) روزنامہ عصر حیدرآباد، ۱۹۴۵ء۔ ستمبر
- ۳۔ نیویارک کے چوسے (انگریزی سے ترجمہ) ماہنامہ پیام تعلیم وطن، نومبر دسمبر ۱۹۳۸ء
- ۴۔ افسانچے... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ مارچ ۱۹۵۱ء
- ۵۔ راہ میرے چیلے... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ ۳ مارچ ۱۹۶۳ء
- ۶۔ آپریشن کے بعد... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۸ اپریل ۱۹۶۲ء
- ۷۔ قزاق بازی... ماہنامہ مشیر، کراچی، اپریل ۱۹۵۵ء
- ۸۔ ٹوٹن کا بندل... ماہنامہ سوداگر، کراچی، نومبر ۱۹۶۰ء
- ۹۔ حرفِ شہادت... ماہنامہ سوداگر، کراچی، ستمبر ۱۹۶۷ء
- ۱۰۔ ناقابل شکست... ماہنامہ کون، گنیا (ہندوستان) ۱۹۵۶ء
- ۱۱۔ قریں و قریح... ماہنامہ کون، گنیا (ہندوستان) ۱۹۵۶ء
- ۱۲۔ بھائی جان... ماہنامہ کائنات، لاہور، جون ۱۹۴۹ء
- ۱۳۔ ہف ٹکٹ... ماہنامہ سنیارہ، لاہور
- ۱۴۔ نقب زن... ماہنامہ بتول، لاہور
- ۱۵۔ دو عاز... " " " " " "
- ۱۶۔ انوکھی قربانی... " " " " " "
- ۱۷۔ افسانچے... ماہنامہ شاہین، ڈھاکہ خاص نمبر ۱۹۵۱ء

اردو میں مضامین

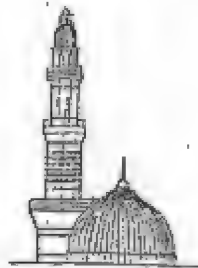
- ۱۔ بینائی کھو جانے پر (علی کی ایک نظم کا ترجمہ) ہفت روزہ ہلال، نکلتے ۲۰ اگست ۱۹۳۹ء
- ۲۔ اردو مشرقی پاکستان میں..... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، قیصر نمبر ۱۹۵۰ء
- ۳۔ کراچی کی کہانی..... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ، یکم مارچ ۱۹۵۶ء
- ۴۔ بید کی مار آپ کی راستے میں..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۴ جون ۱۹۶۱ء
- ۵۔ اسے جی خیر..... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ ۱۷ مارچ ۱۹۶۳ء
- ۶۔ کائنات کی کہانی..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ نومبر، دسمبر ۱۹۶۳ء
- ۷۔ حقیقی جمہوریت..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۱۸ نومبر ۱۹۶۳ء
- ۸۔ ترقی (آزاد نظم)..... روزنامہ پاکستان، ڈھاکہ ۸۔ اپریل ۱۹۶۳ء
- ۹۔ سرسید کا مکتب فکر اور اس کی خدمات... ہفت روزہ کشمیر راولپنڈی، ۲۳ مارچ ۱۹۶۵ء
- ۱۰۔ جمہوریہ مالی..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اپریل، ۱۹۶۵ء
- ۱۱۔ علامہ اقبال نے یہودی خطرے کو بد وقت پہنچا دیا تھا۔ روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۴ مئی ۱۹۶۶ء
- ۱۲۔ علامہ اقبال اور واقعہ شہادت..... ماہنامہ سوداگر، کراچی۔ اشاعت خاص ۱۹۶۷ء
- ۱۳۔ سوشلزم اقبال کی نظر میں..... روزنامہ کوہستان، راولپنڈی ۷ مئی ۱۹۶۸ء
- ۱۴۔ کیا اردو ناول کی ترویج ممکن ہے..... روزنامہ مشرق لاہور۔ ۳ ستمبر ۱۹۶۹ء
- ۱۵۔ میرا ڈیڈ ٹنگ ووم..... روزنامہ جنگ، راولپنڈی ۲۰ اگست ۱۹۸۱ء
- ۱۶۔ مسیحیت، یہودیوں کی نظر میں..... روزنامہ نوائے وقت لاہور راولپنڈی ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۰ء
- ۱۷۔ راست یانہی..... روزنامہ مشرقی پاکستان لاہور ۱۶ نومبر ۱۹۷۱ء روزنامہ امروز لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء روزنامہ وفات، راولپنڈی۔
- ۱۸۔ بیماروں کی عیادت..... روزنامہ جہارت، کراچی ۳۱ دسمبر ۱۹۷۷ء روزنامہ امروز لاہور ۵ جنوری ۱۹۷۸ء
- ۱۹۔ خون کا عطیہ..... روزنامہ مشرقی پاکستان لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۷۸ء روزنامہ جہارت کراچی ۱۱ جنوری ۱۹۷۸ء روزنامہ حریت، کراچی ۱۱ جنوری ۱۹۸۳ء

۲۰. وقت کی قدر و قیمت... روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۲۵۔ مارچ ۱۹۸۷ء
 ۲۱. صفائی... روزنامہ جنگ کراچی، ۷ جنوری ۱۹۸۳ء وفاق ۶ جنوری ۱۹۸۳ء مشرق ۱۹ جنوری ۱۹۸۳ء
 ۲۲. سید صالح الدین عبدالرحمن... مجلہ ویسٹہ ایسوسی ایشن، کراچی، جولائی ۱۹۸۸ء

شعری مجموعوں پر تبصرے

۱. "سپایان" از غلش کلکتری مطبوعہ اسلام آباد تبصرہ مجلہ ۱۹۸۳ء (۲) خواب کی ریت از غلش کلکتری
 ۲. "مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۳ء" (۳) لغزوں کا مجموعہ از صابر کاشغری مطبوعہ اسلام آباد ۱۹۸۳ء
 ۳. "دل کی کتاب" از حسین عظیم آبادی کراچی ۱۹۸۱ء (۵) اخبار ماہ از اختر ماہ پوری، کراچی ۱۹۸۶ء
 ۴. "نور چراغ از نصیر آرزو مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء" (۶) حسین عظیم آبادی کی "دل کی کتاب" ماہنامہ نیارہ لاہور اشاعت خاص ۱۹۸۵ء۔

مندرجہ بالا کے علاوہ ان کے کئی مضامین اور افسانے ہندوستان و پاکستان کے اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے ہیں جن کا ریکارڈ محفوظ نہیں کیا جاسکا۔ ماہنامہ شمع، دہلی۔ ماہنامہ آریہ دوت، دہلی۔ ہفت روزہ خبر دار، بمبئی۔ ماہنامہ ادیب، مالٹیکاؤں۔ ماہنامہ نظام تعلیم، سیالکوٹ۔ ماہنامہ شیر جنگ خیال، راولپنڈی۔ ہفت روزہ مسلم، ڈھاکہ اور ماہنامہ تعمیر انسانیت لاہور میں ان کے مضامین اور افسانے شائع ہوئے۔ مزید برآں متعدد اردو اور انگریزی اخبارات میں خطوط بنام ایڈیٹر شائع ہوئے جن کی فہرست طویل ہے۔



اولاد سید معز الدین بن سید علی شیر جاجنیری

د شیر و سوره ۱۲۲۶

سید معز الدین

سید عام الدین انسی ججاری
سید عرب الدین حسین دکنی

سید معز الدین انسی ججاری

سید اخوند میر

سید علاء الدین

سید محمد اولیا

سید قطب الدین ادینا بیکری

سید مسعود

سید عالم

سید قاسم

سید شاه قطب الدین معطله اپوری

سید حسن قنید

سید وحید الدین یونس

سید محمد حسن

سید مظفر علی

سید شاه سیدی علی

دختر
زوج مظفر الحق
(شاه بیقریب نواده گیار)

دختر
زوج مظفر الحق

سید شاه اشرف علی زوج ابلی بخش

سنت میر حسین بخش

(قریبی النسب)

سید محمد واجد

شاه ابوالیمات نواده خسرو پور گیار

سید محمد سعید

سید وحی احمد

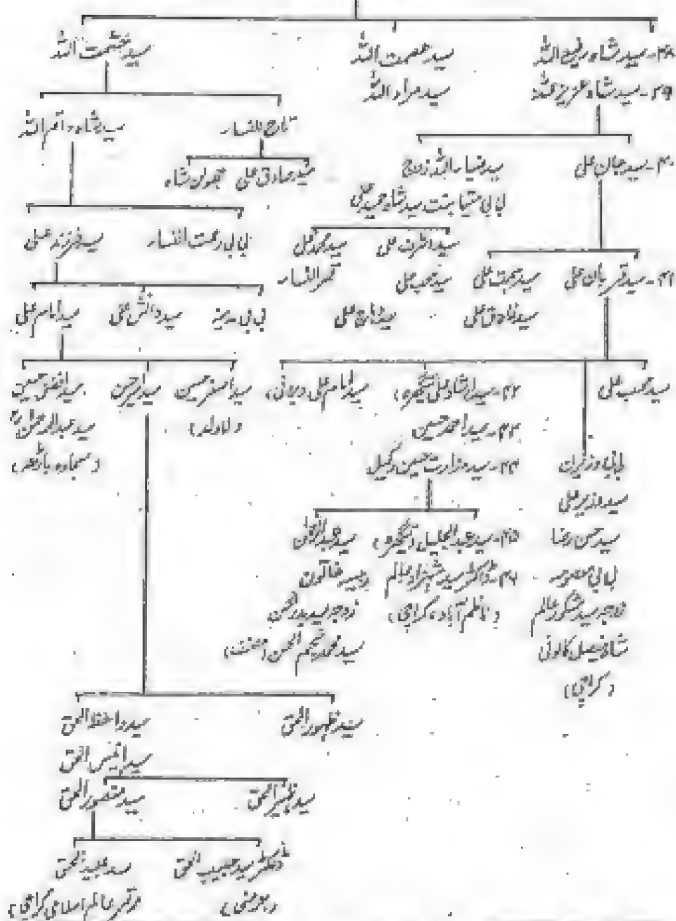
شاه حسین علی

تاسم سپاده

سید ولایت علی اعلائی

(مسعود آباد، کراچی)

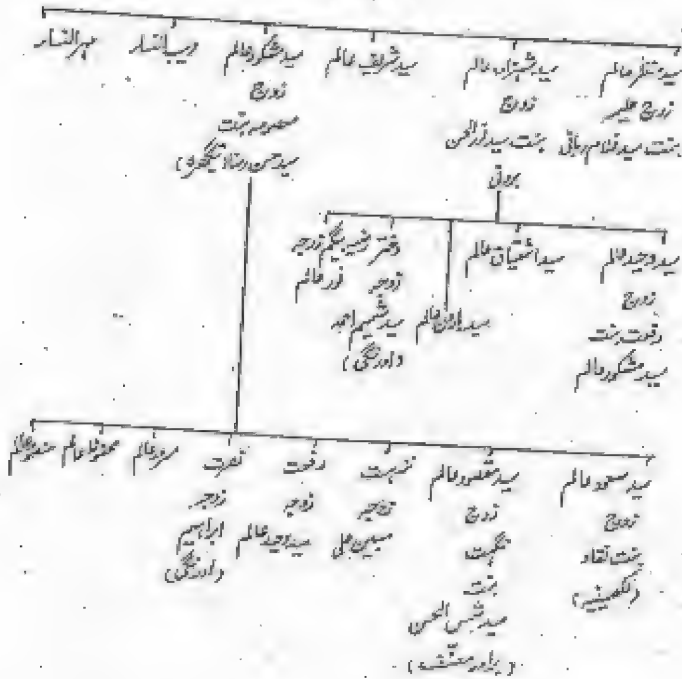
۲۷۔ یہ سب سے اعلیٰ مقام ہے



شجرہ ثقلی نسخہ سادات جانشیری، بارہ، پٹنہ، کمرہ نمبر ۱۱۱۱۱، ۱۹۷۱ء

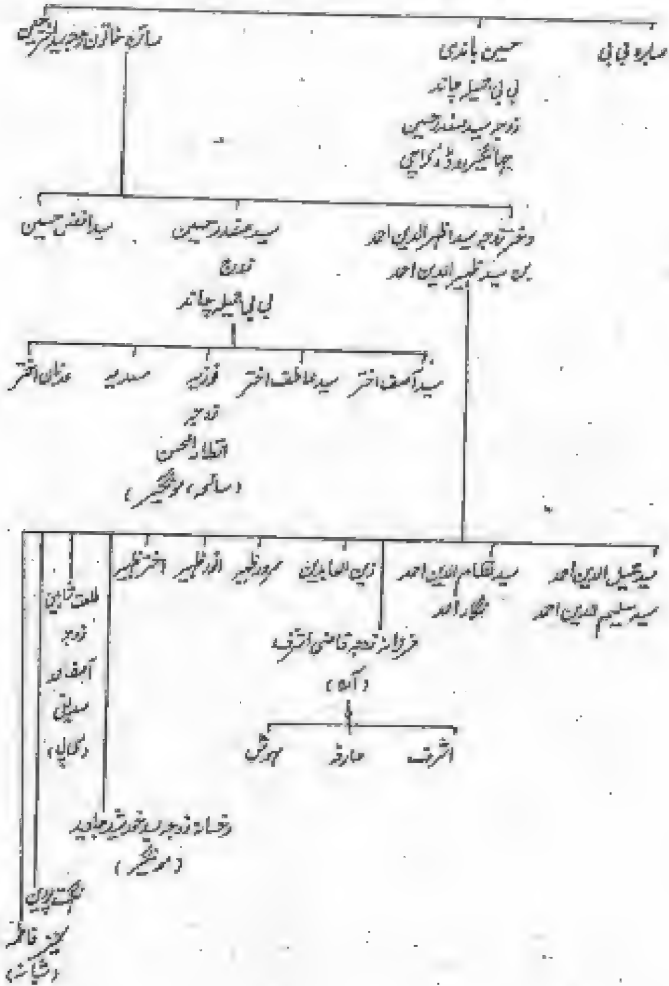
اولاد سید عبد الجلیل بن سید وزارت حسین مختار (تیکڑ)

دسمبر ۱۹۲۲ء



خوش: سید احمد علی کے چوتھے اور ایک بیٹی تھی۔ سید وزارت حسین و سید وزارت حسین سید مختار

اولاد بی بی سلمی بنت شاه قیام الدین میر یحیی گیلانی، بیار



شجره نسب اولاد سید شاه جمال الدین بن سید احمد حاج خیر می

دمعوره ۲۴

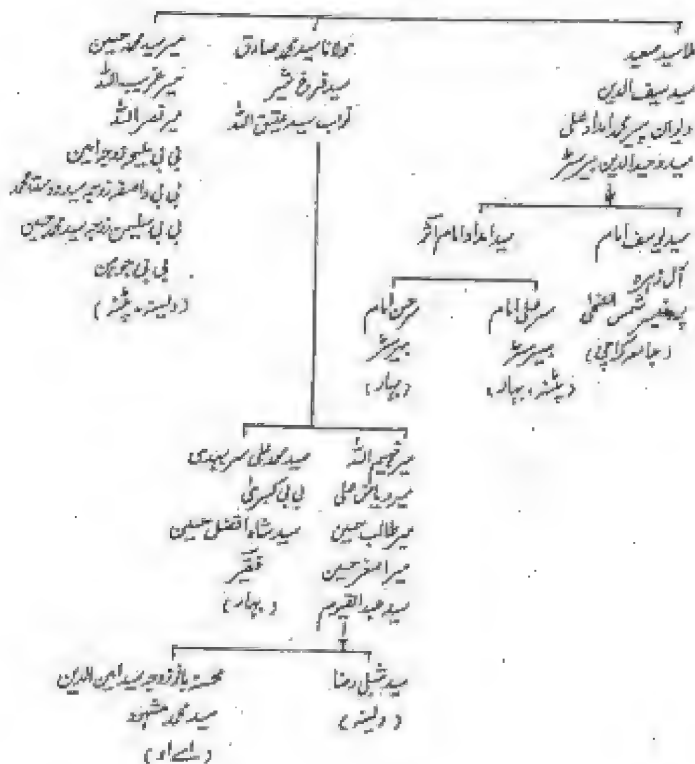
۲۹- سید حسن الدین	۲۹- سید علی	سید عبدالسلام
۳۰- سید ذریک	۳۰- سید حیدر جان	قاسمی سید عبدالغنی
۳۱- سید بزرگ	۳۱- سید محمد	قاسمی سید عزت الدین
۳۲- سید روشن	۳۲- سید علی اصغر	(مدرس شامی مدرس علی)
۳۳- سید یحیی	۳۳- سید محمد علی	دختر
۳۴- سید معرفت	۳۴- سید علیر الدین	سید عبدالباقی
۳۵- سید چاند	۳۵- سید ابوالخیر	دختر
۳۶- سید باشم	۳۶- میر شمس الدین	قاسمی سید امام علی
۳۷- سید قطب الدین	۳۷- میر سید حسن	قاسمی محمد اکبر نانی
۳۸- سید محمود	۳۸- سید خداوند	
۳۹- سید مایهرو	۳۹- سید احمد ثانی (دمعوره ۲۴)	

سید شاه محمد حکیم

سید الله بخش

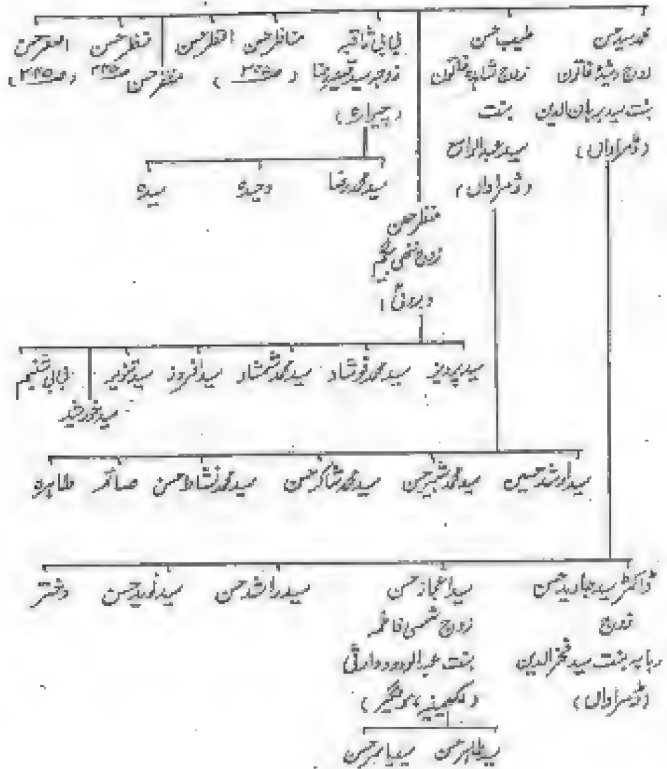
۴۰- سید عظیم بخش	۴۰- سید محمد بخش	سید عظیم بخش
۴۱- سید احمد بخش	۴۱- سید احمد بخش	سید احمد بخش
۴۲- سید الفت حسین	۴۲- سید عظمت الله	سید عزیز الله
۴۳- سید ابو الحسن	۴۳- سید وارثی	سید شکر الله
۴۴- سید محمد شاکر (روان)	۴۴- علامه سید تقی حسین (کراچی)	سید محمد حسین
۴۵- محمد سید حسن	۴۵- سید محمد بخش	سید احمد بخش
۴۶- جہانگیر بدو	۴۶- (موجود)	سید محمد یوسف
(کراچی)		سید عبدالغنی پیرانی
		(اندر برساتی کراچی)

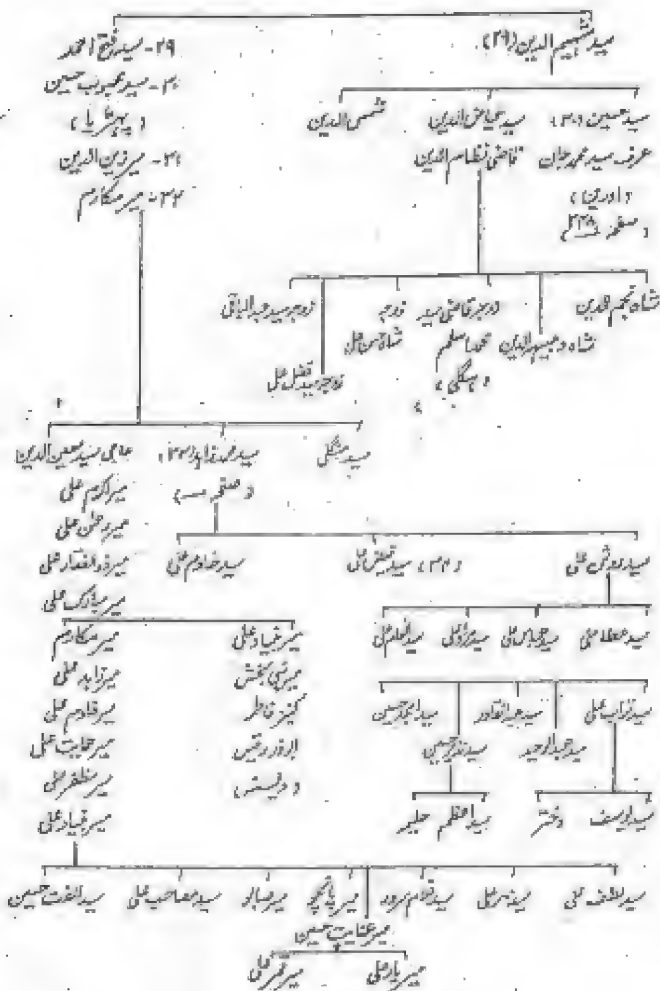
(1) 1994



اولاد سید محمد عثمان

در شهر ۱۲۴۳





شجرہ تذکرہ مخدوم شیخ غریب اللہ حسین دھکڑ پوش ولی بی مہسوا

پشت خبر اسلمے گامی

مخدوم سید غریب اللہ حسین	۳۲
مخدوم سید حسام الدین جعفر کا	۳۱
سید فیض اللہ	۳۰
سید محرز الدین	۲۹
سید علی شیر باجوڑی	۲۸
سید احمد بابائری	۲۷

مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکڑ پوش مخدوم
 علماء الدین علاء الحق پندوی کے مرید و خلیفہ تھے۔ فرامانی
 تعلیم و قرینیت کے بعد سلاسل مہرور میں خزانہ کائنات
 ماسی نیل۔ مخدوم دھکڑ پوش شیر شریف سے پورے بارہ
 ریناج پور و بنگال منتقل ہوئے۔ انہوں نے شدید بات
 کے لئے ہمیں ادنیٰ بول بنگال، تاج پور پورے اپنا بار
 کو اپنا مستقر بنایا اور ترویج اسلام کی بہت سی نالائقی
 تعمیر کر دیں۔ ان کا دشمنوں سے بنگال میں اسلام پھیلا۔
 ان کے عہد میں بنگال کا ہندو راجہ گیش بڑا عالم و بار تھا۔
 اس نے مخدوم سید حسین دھکڑ پوش کے فرزند اجنہ مخدوم
 حسین کو شہید کر دیا۔ مخدوم سید اشرف جہانگیر ستائے
 مخدوم دھکڑ پوش کو تعزیتی خط لکھ کر تعزیت کی اور گہرے
 رنج و الم کا اظہار کیا۔ آپ کا بڑا رنماج پور پورے بار میں
 مرجع خلافت ہے۔ آپ سلاسل طریقت میں سلسلہ ضیہ
 کے بانی تھے۔ شیر شریف کے تواج میں مرثیہ دھکڑ پوش
 آج بھی موجود ہے۔ آپ کے فاضل و سید سید ہرے کے
 سبب آپ کا قرآنی بیار کے تمام سادات اہل بیت
 سے عرصہ قدیم سے ہے۔

دامیان پور صفحہ ۳۱ تذکرہ صوفیہ نے بنگال صفحہ ۱۶۱

بی بی معصومہ بنت مخدوم سید حام الدین ہاشمی جھاری

سید جہاالدین برتس	جب سید قطیب شاہ بادشاہ گورڈ (بنگالہ) نے وفات پائی
عابدہ زوجہ ہر حسن زید	تو ان کی جگہ ان کا فرارہ سید حسین شاہ بن احمد شاہ ابدال تخت نشین
زیرہ زوجہ شاہ سہو دین صفی	ہوا۔ گردش زمانہ سے تحت و تاج چھوڑ کر تربت میں وارد ہوئے
سید احمد شاہ ابدال	اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے جب لوگوں نے ہجوم کیا
سید علی ابدال	تو تحت و تاج اپنے بیٹے سید علی ابدال کے حوالے کر دیا۔ سید علی
سید حسین شاہ	ابدال بادشاہ گورڈ (بنگالہ) کا عقد بی بی معصومہ سے ہوا جن کے بطن
جعفری النسب	سے سید احمد شاہ ابدال تولد ہوئے۔ سید حسین شاہ بن سید احمد شاہ
سادات اہل بیت	کا سزارہ ہر درگاہ مظفر پور شہر میں مرجع خلافت ہے۔

نوٹ: ۱۔ سید احمد شاہ ابدال کا عقد بی بی مریم بنت مخدوم صفی سے ہوا جن سے سید قطب
سید یحییٰ اور سید محمد تولد ہوئے۔

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹوکی میرنگری

مولانا سید برکات احمد ٹوکی میرنگری کے والد ماجد کا اسم گرامی سید
دائم علی تھا جو میرنگری دیار کے باشندہ تھے اور سادات مجاہزی سے
تعلق رکھتے تھے اور سید احمد مجاہزی کے بیٹے سید حمید باگہ کی اولاد
میں تھے۔ حکیم سید دائم علی نے علامہ مظہر الحسن گیلانی کے دادا حکیم
سید محمد حسن سے درس لیا تھا پھر تلاشی معاش میں ریاست ٹونک
تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے علم طب میں ایک مقام سید گیارک
شامی طبیب بنے ان کے بعد ان کے نامور فرزند مولانا حکیم سید برکات
احمد بھی ریاست ٹونک میں شامی طبیب مقرر ہوئے۔ مولانا حکیم سید
برکات احمد اپنے نام کے آخر میں میرنگری یہاں سے ٹوکی لکھا کرتے تھے۔
سنہ ۱۹۱۹ء میں مولانا نے ٹونک میں مدرسہ خلیفہ قائم کیا تھا جہاں وہ خود درس
دیا کرتے تھے۔ وہ مدرسہ ابن ہماز کا مشہور معروف مدرسہ تھا۔

مولانا برکات احمد کے فرزند کا نام حکیم سید محمد احمد تھا جن کے دو فرزند
فی الوقت کراچی میں غنی القائم ہیں :-

(۱) مولانا حکیم سید محمد احمد برکات، لیڈر آباد کراچی

(۲) سید محمد احمد برکات مجددی صاحبزادہ، کراچی میونسپل ٹرانسپورٹ

آپ بچوں کے معروف ارباب ہیں۔

پیشہ	اسم گرامی
۳۶	حکیم سید محمد احمد برکات
۳۵	حکیم سید محمد احمد برکات
۳۴	مولانا حکیم سید برکات احمد
۳۳	سید دائم علی
۳۲	میر افضل علی
۳۱	میر ناصر علی
۳۰	میر اعلیٰ علی
۲۹	سید فیروز
۲۸	سید سکندر
۲۷	سید احمد علی
۲۶	سید سلوک
۲۵	سید خان غازی
۲۴	سید اشاداد
۲۳	سید شاہ مخمیں
۲۲	سید خداداد
۲۱	سید محمد اقبال ریکٹر
۲۰	سید شاہ محمود
۱۹	سید قائم محمدی
۱۸	سید شاہ خضر حیدر باگہ
۱۷	سید احمد مجاہزی

علامہ مناظر احسن گیلانیؒ

(شجرہ نسب صفحہ ۲۲۷)

مولانا مناظر احسن گیلانی کے آباؤ اجداد موضع مانہ شیخپورہ ضلع مونگیر، صوبہ بہار کے رہنے والے تھے جو سادات قریدی اور اسطیٰ کی بارہ بستیوں میں سے ایک ہے۔ یہ بارہ مواضعات بارہ گاؤں کہلاتے ہیں جہاں سید احمد جاجیزی کی اولاد آباد ہیں۔ سید احمد جاجیزی کا نزار موضع ندیاواں میں واقع ہے جو کبھی سرائے ضلع مونگیر میں ہے۔

مولانا مناظر احسن گیلانی کا آبائی پیشہ کاشت کاری اور زمینداری تھا۔ مولانا گیلانی کے پردادا میر شجاعت علی کا پہلی شادی موضع جوارہ نزد شیخپورہ ضلع مونگیر میں ہوئی۔ دوسری شادی موضع گیلانی ضلع پٹنہ میں بنی کی قبروں سے ہوئی۔ اسی طرح میر شجاعت علی گیلانی کے باپ سے ہو گئے۔ صدیوں قبل موضع گیلانی بورھوں کا علاقہ تھا۔ اب تک وہاں ایک بڑا تالاب اور ایک بورھ مسجد کی تاریخی عمارت بورھوں کی یاد دلاتی ہے۔ اس گاؤں کا قدیم نام گودند پور تھا۔ سید ندیم الدین گیلانی اپنے فرزند سید شہاب الدین اور پوتے سید منہاج الدین کے ہمراہ دہلی وارد ہوئے اور دہلی ہی میں مدفون ہوئے۔ سید شہاب الدین مخدوم شرف الدین کی بی بی سینی کے ہمراہ اپنے بیٹے سید منہاج الدین کے ساتھ بہار آئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ بہار شریف گیلانی سے ۱۲ میل پر ہے۔ والد کی رحلت کے بعد سید منہاج الدین کا دل اچھا ہوا اور وہ وہاں سے منتقل ہو کر گودند پور آئے جہاں انہیں بارشاہ وقت کی طرف سے جاگیر ملی جو تکہ دہ گیلان (بقیہ)

سید منہاج الدین کا عقد ڈرہاراں میں خواجہ اعظم (برادر خود خواجہ لاہوری لاہور) کا دفتر
 ایک اختر بی بی خدیجہ سے ہوا۔ اس طرح سید منہاج الدین کا تعلق مریض ڈرہاراں سے براہ راست ہوا۔
 دونوں خواجہ برادران کے مزارات مریض ڈرہاراں کے قریب ہیں۔ دونوں بہت ہی مشہور بزرگ گذرے
 تھے۔ اب بھی ان کے مزارات پر چراغاں ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے ایک شخص محمد عمر بن سید صاحب
 بن سید کریم علی بن سید محب اللہ بن سید تقیم بن سید محمد شریف بن سید محمد شاہ بن سید بدیع الدین بن سید
 منہاج الدین پیر گیلانی ٹوٹ آئے۔ یہ مقیم قیدی اراکلی موضع کساری کے رہنے والے تھے۔
 ۱۱۵۰ھ مطابق ۱۷۳۷ء میں یہ مقیم گیلانی میں آباد ہو گئے۔ اس طرح یہ بستی قیدی و اراکلی سادات
 کرام کا وطن بنی جن کی دومری شاخ گیلانی میں آباد ہے۔ یہ شفاعت علی تک یہ خاندان مانہ
 میں رہا۔ یہ شفاعت کے محل ثانی سے مولانا محمد احسن اور مولوی محمد حسن وکیل تولد ہوئے۔ مولانا
 محمد احسن کا عقد گیلانی میں بی بی آمنہ بنت امام بخش بن تقیم اللہ بن یہ مقیم سے ہوا جن سے مولانا
 احسن کے تین فرزند تولد ہوئے۔ سید ابوالنصر، سید ابوالخیر، سید ابوالقادر لاہور فوت ہوئے۔ سید ابوالنصر
 حافظ، عالم اور حکیم تھے یہ بھی لاہور فوت ہوئے۔ حافظ ابوالخیر کے تین فرزند تولد ہوئے۔ مولانا
 راقی احسن گیلانی، سید مکام احسن اور سید ظہیر احسن۔ ان کے علاوہ سید ابوالخیر کے تین دفینے
 بی بی آمنہ بی بی صفیہ، اجروہ، ام لائی کا عقد مظاہر حسین ساکن کٹنی کول سے ہوا۔ بی بی صفیہ کا عقد
 مولانا العف اللہ بن مولانا محمد علی مونگیر سے ہوا جو مولانا نازت اللہ رحمانی کے بڑے بھائی تھے۔
 بی بی اجروہ کا عقد گیلانی ہی میں مولانا محمد العزیز سے ہوا جو اچھے شاعر اور قاری تھے۔ ابیہ خان
 بہادر کا خطاب ملا تھا اور وہ آئندہ بن جسر شریف بھی تھے۔ گیلانی سے منتقل ہو کر صاحب گنج میں
 آباد ہو گئے۔ چال وہ ۱۰ سال تک مسجد میں عزت نشین رہ کر وفات پا گئے۔
 مولانا ناظر احسن گیلانی ۱۱۸۰ء میں اپنی نانہال مرضیہ استخوان پٹنہ میں تولد ہوئے
 مولانا کا تارکھی نام "ابوالنصر" رکھا گیا تھا جس سے سن ولادت ۱۱۸۰ھ مناسبت ہے جبکہ تاریخ بارہ
 ٹکائی میں ۱۱۸۰ھ لکھا گیا ہے۔ مولانا کا تاریخ وفات ۵۔ جون ۱۲۵۰ھ ہے۔ آپ کے چچا ابوالنصر
 نے آپ کا تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔ وہ خود حکیم اور عالم تھے اور منطق و فلسفہ میں اپنے والد
 مولانا محمد احسن کے نقش قدم پر گامزن تھے۔ اس وقت مولانا محمد احسن کا سترہ برس ہندوستان

میں مشہور تھا۔ اس مدرسہ میں بہار اور ہندوستان کے علاوہ سرحد اور کابل تک کے طلباء
 کی ایک اچھی تعداد مولانا سے تلامذہ کے لئے آئی۔ ہزارہ کے مولانا عبداللہ نے تو گیلانی تہی
 میں توطن اختیار کیا اس طرح اس گاؤں میں رشد و ہدایت، درس و تدریس اور تصنیف و تالیف
 کا نصف صدی تک غلغلہ رہا۔ مولوی الانصر نے اسی ماحول میں مولانا گیلانی کو عربی فارسی منطق
 فلسفہ اور حدیث کی تعلیم دوائی۔ اسی زمانہ میں مولانا محمد احسن کے ایک شاگرد حکیم داؤد علی ریاست
 ٹونک میں سرکاری طبیب تھے۔ انہوں نے منطق اور فلسفہ کے لئے ایک مدرسہ بھی کھولا
 تھا۔ ان کے فرزند حکیم برکات نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیئے۔ اس وقت منطق اور فلسفہ
 میں پورے ہندوستان میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ مولانا گیلانی کی تعلیم و تربیت کے لئے
 اپنے تئیں جو مولانا برکات احمد کے پاس راجپوتانہ کی ریاست ٹونک میں بھیجا۔ اس وقت
 مولانا گیلانی کی عمر ۱۳ برس کی تھی۔ ۷ سال تک ٹونک میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ علم حدیث
 کی تکمیل کے لئے مولانا عازم دیوبند ہوئے اور مولانا انور شاہ کاشمیری اور مولانا محمود الحسن
 شیخ الہند کے تلامذہ میں رہے۔ شیخ الہند نے مولانا کو اپنا مرید کیا اور دو سالے "القاسم" اور
 "الرشید" دیوبند کی ادارت ان کے سپرد کی اور پچھلے ۳۰ روپے ماہوار تنخواہ مقرر کر دی۔ ایک سال
 تک مولانا دو تول رسالوں کی ادارت سنبھالتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے ایک کتاب
 "ابو ذر غفاری" لکھی جس کو دیکھ کر مولانا اشرف علی تھانوی نے یقین گوئی کی کہ یہ صنعت
 محقق ہو گا۔ پھر دوسری کتاب کائنات و زمان لکھی۔ ایک سال کے بعد مولانا دیوبند سے
 وطن واپس آئے اور مونگیری میں مولانا محمد علی مونگیری کے زیر سایہ ایک رسالہ جاری کرنے
 کی نگاہ دو میں لگے۔ لیکن سرمایہ فراہم نہ ہو سکا۔ اسی دوران میں گلپورہ اور پٹیالہ
 میں دو خط و تبلیغ میں مصروف رہے۔ ایک دن ایک مجمع میں ایک ہندو مولانا کی تقریر
 سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ آخر کار دوبارہ دیوبند جا کر "القاسم" اور "الرشید" کی
 ادارت سنبھالی جس کے عوض ۵۰ روپے تنخواہ ملتی۔ حیدرآباد میں استغاثوں کے
 میمنہ الدین بیرٹر مولانا کے عزیز تھے۔ وہاں قیام کے دوران ان کی ملاقات تفسیر
 قرآن مولانا حامد الدین فراہی پر تپیل مدرسہ نظامیہ سے ہوئی جن کی وساطت سے

۱۹۲۷ء میں مولانا گیلانی عثمانیہ اور روسی میں دینیات کے لکچرر مقرر ہو گئے۔ ۲۸ سال کے بعد
 صدیقی صاحب کی سبکدوشی پر مولانا صدر شعبہ دینیات مقرر ہوئے اور آخر کار ۱۵ اپریل
 ۱۹۳۹ء کو سبکدوش ہوئے۔ مولانا کی وفات پر مولانا فیضی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مولانا کا عقد
 بی بی آمنہ بنت سید محمد زکریا دار وفات سے ۱۹۱۷ء میں ہوا جن سے ایک فرزند سید محمد الدین اور ایک
 دختر قلد ہوئی۔ سید محمد الدین حکومت ہماچل میں پی ایس اے ایس کے عہدہ پر فائز ہو کر ۱۹۵۷ء
 میں وفات پائی۔ دختر کا عقد صلاح الدین بن سکرم احسن سے ہوا۔ مولانا ایک جامع شخصیت
 تھے وہ مدیر اور پروفیسر رہے اور ۲۵ سے زائد کتابوں میں تصنیف کیں۔ آخری دنوں میں قصرت
 سے لگنا شروع کیا تھا۔ مولانا کی زندگی ہمیشہ فقیرانہ رہی۔ مولانا کے چھوٹے بھائی مظہر احسن جامع
 عثمانیہ میں ریڈر تھے۔ مولانا ایک اچھے شاعر بھی تھے۔ چند تصانیف - تدوین قرآن، تدوین حدیث
 مقالات احسانی، اسلامی معاشیات، نظام تعلیم و تربیت، سوانح قاسمی، امام ابوحنیفہ کی سیاسی
 زندگی - ظہور نور وغیرہ۔



موتگیر

موتگیر جو چوٹی گندھارو تھلا میں واقع ہے۔ نسل اورسانی اعتبار سے یہ وسیع و عریض خطہ ہے
 بہار کے انتہائی حسین و شہسوار خیز اور موسم خیز علاقے ہیں۔ بھرچور کا علاقہ آن، بھیسو، غلڑی پور
 اور نیلا سے جو چند تک پھیلا ہوا ہے۔ برصغیر میں کبیر پور اس بھرچوری زبان کا ایک عظیم شاعر گزرا
 ہے جسے ہندی زبان کا بابا آدم کہتے ہیں اور ماہرین لسانیات بھرچوری زبان کو ہندی زبان کی
 ماں کہتے ہیں۔ گندھار کا علاقہ دنیا کی تاریخ میں عظیم انسان ہے اسی علاقہ میں پائل پتر و پندہ واقع
 ہے جو مدیوں تک برصغیر پاک و ہند کا دار الحکومت رہا۔ یہ بیشتر علم و عرفان کا سرچشمہ اور گہوارہ بھی
 رہا ہے۔

مثلاً کا علاقہ رامائن کی ہیروئن سیتا کی وجہ سے بھی مشہور ہے۔ دایک نے میں پیش کر
 داتن کی تالیف کی تھی۔ یہ بیارمن و جال میں پانا جراب نہیں لکھا ہے۔ یہاں کے رہن زانوں اور رہن
 زادیوں کے حسن و لطافتی حسن کا نام دیا جاتا ہے۔ چھپتی رنگ کی طرح ان کا حسن و مکتبہ جیسی لیے
 تر حضرت امیر خسرو بھی یہاں کے حسن سے متاثر ہو کر اس کی تعریف میں مطلب لسان نظر آتے ہیں چنانچہ
 وہ کہتے ہیں میں نے کبھی نہایت راجب حسن دیکھے تھے؛ گنتہ کہ وہیں ادا بہمنی اور لعل جڑتے چھٹے
 اسی دیار میں تھلا زبان کا ایک عظیم شاعر و دیا پتی بھی گزر رہے ہیں کی روحانی شاعری ہمیں
 زبان کے شاعر پتر کی یاد دلاتی ہے اور جو دنیا کی زبانوں میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

موتگیر کا خط اپنے متعلق علاقوں سے متاثر ہے اور مختلف تہذیبوں کے ستھروں سے میراب
 ہوتا رہا ہے اور پراپرانی ریشتری اور موسم خیزی میں اضافہ کر رہا ہے۔ زبان میرا مقام نے جب انگریزوں
 نے جنگ کی شافی تو اس نے نظامت، جنگار کا دارالخلافت شدہ آباد سے موتگیر منتقل کر دیا اور موتگیر
 شہر کا اپنا دارالقام قرار دیا۔ چنانچہ موتگیر کے قلعہ سے اس نے انگریزوں سے نجات حاصل کرنے کی
 جدوجہد کر دی جن کے نتیجے میں دو جنگیں لڑی گئیں اور کابکسر کی جنگ میں ۱۷۷۳ء میں زبان
 نے ہر شہرہ کو کامی اختر کا میری لبر مراد ۱۷۷۴ء تا ۱۷۷۵ء کے شہرہ سادات شہزاد ملا احمد الرشید شہزی

میرزا قاسم انگریزوں سے جس طرح بچا رہتے ہوئے مارا گیا۔ یہ قمر علی میرزا قاسم کی قریبی بہت ہزارہی
منصب پر فائز تھے وہ بھی اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ میرزا قمر علی سادات چاجینی سے تعلق رکھتے تھے جو
سید شاہ برہان الدین بن سید احمد چاجینی دہلوی کے شاگرد تھے، ان کی گیارہویں پشت میں تولد ہوئے
تھے۔ تاریخی سے پرستیا ہے کہ قمر علی میرزا قاسم ہمدانی شجرہ کی رو سے زیدی النسب تھے۔

سادات متعلیٰ سفر میں رہے ہیں۔ ہندوستان ہمارا دھرم و کیش و ہمارا کھنڈر و بلی، لاہور، مرشد آباد
پٹنہ، کشمیر، بھکر، سکھ، ٹھٹھہ اور قتان وہ کہاں ہمیں گئے اور کہاں نہیں پہنچے سارا کہ ارض این کاوٹن
سچان کا اپنا ملک اور ان کا اپنا گھر۔



شمس العلماء علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی مولانا گری

(شجرہ نسب صفحہ ۲۶۷)

علامہ سید محمد نذیر حسین دہلوی دہلی میں مولانا شاہ محمد اسلمی کے مستفید ہوئے مولانا شاہ محمد اسلمی شاہ عبدالعزیز مجدد دہلوی کے نواسہ تھے اسی لئے آپ کو بھی میاں صاحب کہا جانے لگا جس کو سید نذیر حسین نے پسند فرمایا۔ مولانا میں میاں صاحب حج کو تشریف لے گئے۔ حج کے دوران دو مرتبہ ملائکہ کے ملائے آپ سے حدیث کی سند لی اسی موقع پر آپ کو شیخ المصنف کا خطاب ملا بعد ازاں حکومت انگلستان نے بھی آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا۔

وطن | صوبہ بہار کا مشہور سرسبز شاداب اور بزم خیر مطلقہ منجیر آپ کا وطن ہے جو پٹنہ سے پرب پرب پھیل پور کے قریب کچھ فاصلے پر ہے۔ کوٹھن اور رانچی سے آٹھ گنگا کے جنوبی کنارے واقع ہے۔ یہ علاقہ بانس کی پیداوار کے لئے بہت مشہور ہے۔ منجیر نے آبنوس اشیاء کی صنعت اور ہندو سائے میں پڑانا نام پیدا کیا ہے۔ منجیر شہر لب دریا نے گنگا پٹنہ سے سو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس ضلع کا ایک قصبہ سورج گڑھ دریا کے کنارے جنوبی ساحل پر واقع ہے۔ یہ قصبہ منجیر شہر سے ۲۰ میل مغرب اور پٹنہ سے ۸۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ سادات بنی ناطقہ کی سکونت مدت مدید سے یہاں چلی آتی ہے یہی میاں صاحب کا وطن ہے۔

سلطان قطب الدین ایک کے عہد میں اور دین کے ہندو را جہ نے گنگا و کشی کے جرم پر چند مسلمانوں کو شہید کر دیا جب یہ قہر سلطان تک پہنچی تو مولانا فوراً در حضرت بختیار کاکی کی سرکردگی میں سائے تبار کا لشکر اور دین کی جانب روانہ ہوا۔ سائے سادات عظام کو ایک ایک ہزار فوج پر انصراف کروا دیا گیا۔ انہیں رسالہ داروں میں میاں صاحب کے جہاد علی سید شاہ احمد جاجپوری اور

ان کے برادر بزرگ سید شاہ محمود جاجیزی بھی تھے۔ راجا اندر دہل شکست کھا کر فرار ہو گیا۔
 نتیجہ کے بعد دروزی سادات ہلاوت نے اسی علاقہ کو سکونت کے لئے پسند فرمایا لہذا موضع ایک تھا
 اور دہوی کو مرکز بنایا۔ سید احمد جاجیزی (مدفون ندیا داں نزد مکھی سرانے منیجر کے باپ) پنج
 فرزند تھے (۱) سید شاہ علی خیر جاجیزی (۲) سید شاہ خضر حیدر باگھ (مدفون بجنہ) (۳) سید شاہ
 جمال الدین (مدفون جھوارہ) (۴) سید شاہ برہان الدین (مدفون سانو پر گنڈیلا) (۵) منیجر کے
 منیجر (۵) سید شاہ محمد ایوسف دولہ (مدفون موضع چوٹر سانے ضلع گجرات)۔ ایک فرزند تو
 ایکساری میں رہے۔ ایک دہلی چلے گئے۔ دوسرے بارہ گیلان میں اقامت اختیار کرکے اور ایک دریا
 گنگا کے پار شمال میں موضع سانو میں آباد ہو گئے۔ سید احمد جاجیزی کی اولاد میں سے کچھ لوگ
 بلیتھوا چلے گئے۔ کوئی اہلہ جابسا۔ کوئی علی شکر میں مسکن ہوا اور کوئی سولہ شکر و سورج گڑھ کو اپنا
 مسکن بنایا۔ یہاں صاحب کے والد سید جواد علی مکھی پشتون سے موضع بلیتھوا میں رہتے تھے جن
 کے تین حقیقی بھائی (۱) سید چندو (۲) سید عیدو (۳) سید یک علی تھے لیکن کھٹے پٹھن میں سید
 جواد علی ہی قابل تھے اور قاری دانی میں ممتاز تھے۔

ولادت | میاں صاحب کی ولادت ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ مولوی سید سجاد حسین اور مولوی نول
 حسین علامہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ میاں صاحب کا بڑی ہمشیرہ کا شادی بلیتھوا میں ہوئی
 تھی۔ علامہ سید نذیر حسین دہلوی دار میاں اور زانہال دروزی طرف سے حسین قزوی علی الماسطی
 اور نجیب الطریقین سید تھے۔ میاں صاحب کا خاندان ظلم و قتل، دولت و وجاہت میں ممتاز
 رہا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد عہد غلگیری میں منصب و تصانیف و امور رہے ہیں۔ سادات
 جاجیزی نہایت معزز، مشہور اور محترم رہے ہیں۔ سید بایرید سے عہدہ قضا کا سلسلہ شروع
 ہوتا ہے جہاں قاضی سید حبیب الدین، قاضی سید جمال، قاضی سید عبداللہ اور قاضی سید غلام
 محمد میں سدرہ شاہی دہلی، محمد اعظم، قاضی سالم، قاضی سید امام علی، قاضی سید محمد اکبر قازی شہور
 ہیں۔ اکبر قازی کے نواسہ سید عتیق ظاہر رحمہ اللہ آج کل اسی عہدہ پر عہدہ پر مشرک ہیں۔

جب میاں صاحب سترو سال کے ہوئے تو تعلیم کی تکمیل کے لئے اندازلی کو ساتھ
 لے کر ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۱ء میں بلیتھوا سے عظیم آباد چلے آئے جو اس زمانہ میں بہادر کا درجہ عظیم

سمجھا جاتا ہے وہاں سے وہ صادق پور پہنچے اور شاہ محمد حسین کے مکان پر ٹھہرے جہاں جاگیر کا
نظم ہو گیا۔ میاں صاحب نے وہاں چھ ماہ رہ کر ترجمہ قرآن اور مشکوٰۃ پڑھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب
سید احمد بریلوی، مولانا اسماعیلی شہید علی کے ارادہ سے بریلی سے روانہ ہوئے اور الہ آباد اور اتر پردہ
بنارس، غازی پور اور دانا پور جاتے ہوئے عظیم آباد پہنچے۔ راہ میں ہر جگہ یہ قافلہ بندہ روز
بک گول گھر کے سامنے ٹھہرا تھا جہاں سید احمد بریلوی نے میدان میں جہد کی غار پڑھا اور تھکا
اور دعا بھی فرمایا تھا جس میں میاں صاحب شریک تھے۔ سید احمد شہید کا قافلہ بندہ لوگ کشتی
سورج گڑھ، مونگیر، مینا پور اور مرشد آباد ہوتے ہوئے لکھنؤ روانہ ہو گیا۔ سورج گڑھ میں بھی
یہ قافلہ بندہ دفن کیا گیا تھا جہاں سادات سورج گڑھ نے ان کی دعوت کی تھی اور اس سے
لاپسی پر بھی یہ قافلہ سورج گڑھ میں ٹھہرا تھا۔ یہ واقعہ ۱۲۳۵ھ کا ہے۔ اسی سال میاں صاحب
دہلی روانہ ہوئے، راہ میں غازی پور میں قیام کیا اور مولانا احمد علی چڑیا کوٹ سے درس لیا پھر
الہ آباد روانہ ہوئے جہاں آٹھ ماہ تک علمائے الہ آباد سے صرف و نحو اور ہدایہ کا درس
لیتے رہے۔ فتح پور جوتے ہوئے کانپور پہنچ کر موضع خواجہ پھول، سکندہ میں قیام کیا۔ آخر کوکپ
۱۲۳۷ھ یعنی ۲۰ جنوری ۱۸۲۵ء کو دہلی پہنچے۔ دہلی پہنچ کر بنیال کشرہ کی مسجد اور جنگ آباد میں
ٹھہرے جو عالیشان مسجد تھی یہیں میاں صاحب نے اپنی تعلیم مکمل کی۔

اولاد | مولانا شریف حسین میاں صاحب کے اکلوتے فرزند تھے جنہوں نے ۵۷ سال کی عمر
پاکستان میں وفات پائی۔ مولانا سید شریف حسین کے دو بیٹے تھے (۱) سید عبدالسلام (۲) سید
فرمان حسن اور چند بیٹیاں۔

تصنیفات | میاں صاحب کی تصنیفات کی صحیح تعداد کوئی نہیں بتا سکتا ہے۔ وفات سے
۲۷ سال قبل فرمایا تھا کہ اگر میرے کلام قلم کی تقدیر رکھی جائے تو چار ناولی عالمگیری کے برابر
ہوں گی۔ میاں صاحب کی تصنیفات میں ۵۷ کتابیں مشہور ہیں۔

شاگردان | دنیا کے تمام اسلامی ملک میں آپ کے شاگرد موجود تھے ان ہزاروں شاگردوں میں چند
شاگردانِ کرام ہیں (۱) مولوی عبدالمجید شرر (۲) عبدالحق غازی بن ولایت علی صاحب پوری ساہووان
جنگ (۳) اصیل (صوات) جنہیں خانہ جیل خانہ میں انگریزوں نے پھانسی دی۔

سرسید علی امام بیرسٹر، بہار

(شجرہ نسب مختصر)

پشت نام	اسماء
۳۵	سرسید علی امام لا
۳۴	سید امداد امام آگر
۳۳	سید وحید الدین بیرسٹر
۳۲	دوران شاہ بیرسٹر امداد علی
۳۱	سید سعید الدین
۳۰	علامہ سید سعید
۲۹	سید احمد
۲۸	سید خداداد
۲۷	سید حسن
۲۶	سید شمس الدین
۲۵	سید ابراہیم خیر
۲۴	سید عظیم الدین
۲۳	سید محمد علی
۲۲	سید علی اصغر
۲۱	سید محمد
۲۰	سید حیدر جان
۱۹	سید علی جمال بن سید
۱۸	سید جمال الدین
۱۷	سید احمد جاجیزلی
	شجرہ مختصر

سرسید علی امام بہار کے شہر سادات زیدی واسطی جاجیزلی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۲۱ سال کی عمر میں بیرسٹری پاس کیا۔ سائلہ میں واسطی کے ہندوستان کا انتخاب ممبر قانون کی حیثیت سے کیا۔ ۱۹۰۷ء میں پٹنہ ہائی کورٹ میں جج مقرر ہوئے۔ جون ۱۹۱۱ء میں ملکیت آصفیہ دکن کے صدر اعظم مقرر ہوئے۔ ۱۹۱۲ء میں ایک آفسیشن کے پبلر ایلاس میں ہند کی نمائندگی کی۔ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں مسلم تاق ہند کے نمائندہ وفد میں سر سلطان محمد شاہ آغا خان سوم کی قیادت میں واسطی کے سسٹے جس میں سرسید علی امام جاجیزلی تھے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۶ء میں قرابہ مسلم اللہ خاں کی قیام گاہ ڈھاکہ شاہ باغ کے ایلاس میں سر علی امام شریک معاون تھے۔ ان کا شمار آن ایڈیا مسلم لیگ کے بانیوں میں ہوتا ہے۔ ۱۹۱۷ء ایلاس پٹنہ میں اس کے سربراہی منصب پر تھے۔ ۱۹۱۸ء میں اس کے صدر علی امام نے کی۔ ان کا وہ خطبہ صدارت بہت اچھا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں کانپور کی مسجد کا قضاہ انجی منعت شافعی سے مل گیا۔ علامہ اقبال ان سے بہت متاثر تھے۔ دوسری گولہ پزیر کانفرنس کے دینی پر علامہ اقبال اور سر علی امام ایک ہی دماغ پر ہم سفر تھے۔ ان کو یہ شمار اشدباراد تھے۔ ان کے والد سید امداد امام ان کے ہم نام تھے۔ ان کے بچے شاعر تھے۔ ایک بار سر علی امام لاہور تشریف لائے تو علامہ نے یہ شعر کہے:

نچھدا ورتی امت تیرا بشر آکا
مسافر امیر کہ ہوا اس سفر آکا

علامہ اقبال نے سر علی امام کی عقیدت میں ایک شاعری کہی اور اس پر فری کا

انتساب ان کے نام کیا۔

(پیش کش محفوز سرسید علی امام از علامہ اقبالؒ)

امام سید ابوالقاسم	عشق سوال تو مرا آدم شد	فردہ کشت و آفتاب انبار کرد
دودمانت فخر اشراف عرب	عالم کیف و کم عالم شد	فرقت از حد و دیو عطار کرد
سلطنت را دیدہ افروز آمدی	حرکت اعصاب گردول دیدہ ام	خامس از بہت فکر بدید
عقل کل ماحکمت آموز آمدی	درد گہ دردہ خون دیدہ ام	رازدانی تہرہ پردہ مرا نکند
آشتی سے معنی بیگانہ	بہر انسان چشم من شب بیاگر بست	قطرہ تا ہم پایہ دریا شود
جلوہ شمع مرا پروا نہ	تا دیدیم پردہ اصرار ز نیست	ندہ از باغیدگی صحران شود
سرخ نگرم گشتن را دیدہ است	اندولن کار گاہ و مکنت	نذر آشوب سیراز از من پذیر
از ریاضت نہدی گل چیدہ است	بر کشیدم ستر تقویم حیات	گریہ بے اختیار از من پذیر
از نقش مستقیم انگارہ	شکستہ دریاغ با آغ آوازہ اش	
ناقصہ نہ تا کہے ناکارہ	آتش دہلا سرود سادہ اش	

۱۲۴- شمار یک حسن صفحہ ۱۲۴

نوش ۱۱۱ تا ۱۱۲ کا کوئین سید سلطان امام آفر کے پرکارا کو سرائی ام کل درج ہوا ہے دیکھئے صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۷ کا کہ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ
 (۱۲) سرسید اللہ امام ہندوستان کے آقا و پیغمبر مسلمان نام تمام عالم کے ہے اس کا کسی دگر ہندوستان کو مانع نہ ہو اور کتبہ
 (۱۳) یا رب عالم یقین یا ششم شاہ برحق خیر حب عالم ہندو کو خود میں سر علی امام کا پھلان ہوا یہ اعزاز بھی کسی دوسرے ہندوستان
 کو نصیب نہ ہوا آج بھی خود وہ دہشتا ہمارے میں مدیر ہے آتشیں پر یاد گاہ کتنی لگی ہوئی ہے۔

سرسید علی امام بیرسٹر کے نسبتاً امر پر تبصرہ

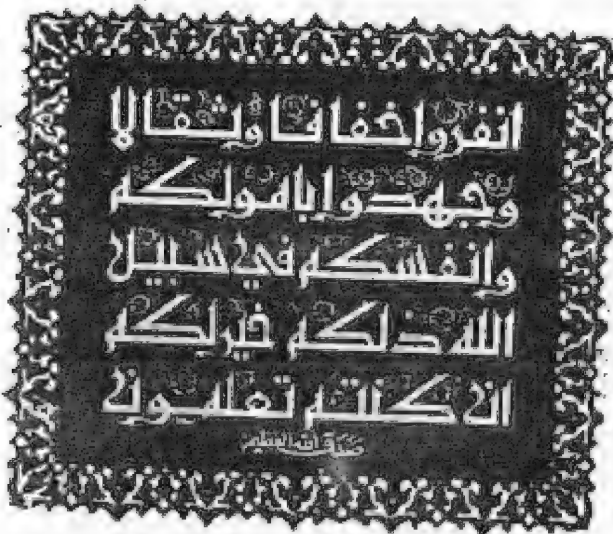
- (۱) سر علی امام کو مؤلف مخزن الانساب نے صفحہ ۱۰ پر اولاد سید جمال الدین بن سید ابوالفضل بن ابوالفرج واسطی درج کیا ہے جبکہ سید ابوالفضل کے سید جمال الدین نامی کسی فرزند کا نام کسی بھی انساب کی کتاب میں درج نہیں ہے۔
- (۲) مؤلف مخزن الانساب نے سر علی امام کو حضرت علی کی بیٹی سوسہ پشت میں درج کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۲۵ ہے تفصیل ملاحظہ ہو۔

سرسید علی امام کا انتقال بیوی صدی عیسوی کے دوسرے عشرے میں ہوا (یعنی مثلاً) اس وقت میں تقریباً ۵۷۰-۱۹۲۰ء = ۱۳۵۰ھ تھا۔ ۱۳۵۰ کو ۳۰ پر تقسیم کر دیکھئے (اوسط عمر ۳۰ بنہ ۳۵ سن وفات) = ۲۵۔ اس طرح ثابت ہوا کہ سر علی امام کا پشت ۲۵ ہے یا کہ ان کے معاصر شاہسیر زیدی میں علامہ مناظر الحسن کیلانی کا پشت بھی ۲۵ ہے (ملاحظہ ہو مجموعہ صفحہ ۲۲۸)

(۳) سید ابوالفضل بن سید ابوالفرج واسطی کی اولاد بہار میں بہت کم پائی جاتی ہے۔ بہار میں زیدی النسب یا جہزی سادات و دھصول میں تقسیم ہیں۔ ایک سلسلہ نگاری ہے جو زیادہ تر تادمہ کو ماتمہ ، شاہ آباد میں آباد رہی جو سید ابوالفرج ثانی بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی کی اولاد میں جبکہ سادات جہزی سید مسعود بن سید ابوالفراس بن سید ابوالفرج واسطی کی اولاد میں ہیں اس کے علاوہ دو دروں میں مسک کا بھی فرق ہے۔ ان کے مورث اعلیٰ سید محمود جہزی اور سید احمد جہزی ہیں۔ سید محمود جہزی کی اولاد زیادہ تر داہجگیر اور مسیان میں ہے جبکہ چھوٹے بھائی سید احمد جہزی کی اولاد زیادہ تر مواضعات بارہ گانوں میں دریائے گنگا کے دونوں جانب مونگیر میں آباد ہیں۔ انساب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ سید احمد جہزی کے پانچ فرزندوں

میں شیعہ فرزند سید شاہ جمال الدین میں جن کا سزا کو کو ہمارے پرمعنی ملائی ہے۔ انہیں کا اولاد
 اخراجات و جواب میں آ رہا ہے۔ یہی سید جمال الدین سر علی امام کے مورث اعلیٰ میں جن کا ذکر مخزن لائبر
 صفحہ ۱۰ پر ہے۔

(۳) صاحب مخزن نے سید جمال الدین کو پشت منہ پر روک کیا ہے جبکہ ان کا پشت ۱۹
 ہے ملاحظہ ہو شیخو مرید علی امام صفحہ ۲۳۶



سر سید سلطان احمد میر ستر بہار

اسماء

پشتا

سر سید سلطان احمد

سر سید سلطان احمد کی ولادت ۲۴ مئی ۱۸۸۶ء میں موضع
پالی ضلع گجیا، بہار میں ہوئی۔ گجیا ضلع اسکول سے انگریزوں کی
اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ بعد ازاں کلکتہ پریسیڈنسی کالج میں
داخلہ لیا۔ ۱۹۰۷ء میں لندن سے بیسٹری کا امتحان پاس کر کے
وطن واپس لوٹے۔ اس کے بعد دس سال تک کلکتہ ہائی کورٹ
میں قانون کی پریکٹس کرتے رہے۔ جب پینس میں ہائی کورٹ قائم
ہوا تو ۱۹۱۵ء میں پینس ہائی کورٹ میں سرکاری وکیل مقرر ہوئے۔
۱۹۱۷ء میں ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ قیام کلکتہ کے دوران
مسلم لیگ کے جوائنٹ سیکریٹری بھی رہے۔ آغا خان نے انہیں
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کا مجلس عاملہ کارکن بھی بنایا۔ ۱۹۲۷ء
میں پینس یونیورسٹی کے دانش چانسلر بنائے گئے۔ ۱۹۳۲ء میں
حکومت برطانیہ نے انہیں "ناٹھ" جوڑ کا خطاب مرحمت
فرمایا۔ لندن کے گول میٹر کانفرنس میں امتیازی حیثیت میں
شریک ہوئے۔ ۱۹۳۷ء میں دانش راستہ ہند سے سر سید سلطان احمد
کو مجلس عاملہ کا مایا آئی مشیر مقرر کیا۔

سید قمرات علی

سید اکبر علی

سید دھرم

میر تقیم

سید فیروز

سید سکندر

سید احمد علی

سید سلوٹی

سید خان قاضی

سید اللہ داد

سید شاہ متھن

سید خداوند

سید شاہ محمد

سید شاہ محمود

سید حامد بھوی

سید حفیظ حیدر باگ

سید احمد جانی

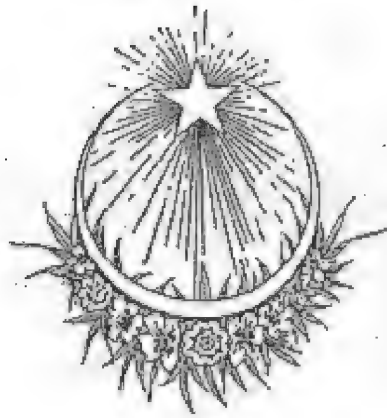
سر سید سلطان احمد میر ستر بہار کے سادات زیدی
الواسطی جاجیزی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مشاہیر بہار میں ان کا شمار کیا جاتا ہے۔ اسی
خاندان سے سر علی امام اور مر حسن امام، ان کے ہم عصر ہیں، بلکہ ہم جد ہیں۔ سر علی امام سید احمد
جاجیزی کے سنبھلے فرزند سید شاہ جمال الدین کی اولاد میں جبکہ سر سید سلطان احمد سید احمد
جاجیزی کے سنبھلے بیٹے سید حفیظ حیدر باگ کی اولاد میں۔

لے ماہنامہ مدبریم مئی ۱۹۷۷ء صفحہ ۴۷

۱۱۔ شریں جیسے فرام غالب وہ آرٹ ان اردو پریشری ۱۹۵۵ء میں طبع کر کے شائع ہوئی جس کا پیشین لفظ آیا ہے اردو مولوی عبدالحق نے لکھا۔

۱۲۔ ہنٹر پریشری جیسے فرام غالب۔

۱۳۔ دی کال آف دی ہل دی گلب ورا کا انگریزی میں مکتوم ترجمہ، جس کا پیشین لفظ پروفیٹر واکسٹر ایسا میری شکیل نے لکھا ہے کہ شف الحقائق کے مصنف ذاب سید الماس اثر شاہید کے پرانا نسخہ۔ ذاب نعیر الدین حسین ان کے خالرتھے۔



پروفیسر شمس الضحیٰ، جامعہ کراچی

والد کا نام سید محمد تقی جو مظفر پور میں رہیں تھے۔ شمس الضحیٰ کے
نانا کا نام نواب سید یوسف امام تھا جو سید امداد امام اثر کے
چچوٹے بھائی تھے۔ کرائے پر سرائے کے باشندہ تھے۔
شمس الضحیٰ ۱۹۱۷ء میں مظفر پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۳۷ء سے
کراچی میں سکونت پذیر رہے۔ سید محمد تقی کا راستہ جبرائیل
مخدوم شاہ شعیب شیخپور کی سے ہے۔ سید محمد تقی کے والد کا کزن
ناظر حسین موضع پٹھانہ نزد اسلام پور ٹیٹہ میں آجے۔ پروفیسر
شمس الضحیٰ کی والدہ سیدہ آل زہرہ نواب سید یوسف امام
کا چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ پروفیسر صاحب کی ابتدائی تعلیم
مظفر پور میں ہوئی۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے بی اے آنرز کیا اور
۱۹۴۶ء میں جغرافیہ میں ایم اے کیا۔ ۱۹۴۷ء میں پاکستان آئے
اور ۱۹۵۰ء تک گورنمنٹ کالج کوئٹہ میں پروفیسر رہے۔ پھر
آرڈو کالج کراچی سے وابستہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں جامعہ کراچی
میں جغرافیہ کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۱ء سے جامعہ کراچی
کے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے
عہدہ پر فائز رہے۔ انہوں نے انگریزی ادب میں آنرز کیا ہے
عربی کے گریجویٹ میں فارسی زبان سے بھی شغف رکھتے
ہیں۔ ترک زبان سے بھی واقف ہیں۔ ان کے اساتذہ کرام
میں سید خورشید حسن، پروفیسر حکیم الرحمن اور پروفیسر اختر اور

پشت نبر اساتذہ گرامی

شمس الضحیٰ

آل زہرہ زہرہ سید محمد تقی

سید یوسف امام

سید وحید الدین

سید امداد علی

سید سعید الدین

علامہ سعید

سید احمد

سید خداوند

سید حسن

سید شمس الدین

سید ابوالخیر

سید عظیم الدین

سید محمد علی

سید علی احقر

سید محمد

سید حیدر جان

سید علی

سید شاہ جمال الدین

سید احمد صاحب چیمڑی

۳۶

۳۵

۳۴

۳۳

۳۲

۳۱

۳۰

۲۹

۲۸

۲۷

۲۶

۲۵

۲۴

۲۳

۲۲

۲۱

۲۰

۱۹

۱۸

۱۷

مسلم سرائے بہار جلد دوم صفحہ ۷۷، تاریخ حسن صفحہ ۱۰، تحقیق الامام صفحہ ۸۲ اور ۸۳، نینا صفحہ ۸

بہت مشہور ہیں۔ پاکستان کے مشہور معروف شعرا نے کلام میں شمار ہوتا ہے۔
 انہوں نے انگریزی میں بھی شاعری کی ہے اور سونیٹ لکھا ہے۔ آپ کے دو چھوٹے
 بھائی ہیں۔ سید سکری، امام پاکستان اٹاک انرجی کمیشن میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور سید
 نجم الدین بی ایس سی علیگ گرامر اسکول کراچی میں پھر ہیں اور اچھے غزل گو شاعر ہیں۔

قرط سید یوسف امام کے ۵ فرزند اور ۷ دختر تھیں۔ ان کے ایک داماد سید انیس الحسنین
 رئیس نگر فرشتہ تھے جن کے چھوٹے برادر میر سید محمد حسن تھے جن کی فرامی کے بیٹے شیخ دامن علی
 اے جی پی آر میں ملازم ہیں۔

علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی

شجرہ نسب پدید

- | | |
|---------------------------------|---|
| ۳۶- حکیم سید محمود احمد برکاتی | علامہ حکیم سید محمود احمد برکاتی ۱۹۲۶ء میں تولد ہوئے |
| ۳۵- حکیم سید محمد احمد | ابتدائی تعلیم اپنے دادا حکیم سید برکات احمد کے نام گروہ |
| ۳۴- حکیم سید برکات احمد | دارالعلوم تعلیمہ ٹونک میں حاصل کی اس کے بعد اجیر خٹ |
| ۳۳- سید دائم علی | میں دارالعلوم معینہ عثمانیہ سے تفسیر، حدیث، فقہ، |
| ۳۲- میر افضل علی | منطق اور فلسفہ تعلیم کالج، دہلی میں عربی زبان میں |
| ۳۱- میر ناصر علی | طب پڑھی اور فاضل الطب والیبراست کی سند حاصل کی۔ |
| ۳۰- میر واصل علی | ۱۹۵۷ء سے حکیم صاحب کا مطب مرجع خلافت ہے۔ |
| ۲۹- سید فرید | آپ نے کئی علمی و تحقیقی کتابیں تصنیف کیں جن میں |
| ۲۸- سید سکندر | بہ شاہ ولی اللہ امدان کا خاندان، فاضل حق خیر آبادی |
| ۲۷- سید احمد علی | اور حسن ستاد، سیرت فریدیہ، الودیع الجود و حسن الخلق |
| ۲۶- سید شاہ سلوٹی | اور نشان راہ، قابل ذکر ہیں۔ اتالی العزیز فی البیان |
| ۲۵- سید حقان غازی | مستمر نشان پر حکیم سید برکات احمد کی شہر آفاق کتاب |
| ۲۴- سید اللہ داد | ہے جس کے متعلق علامہ اقبال نے لکھا تھا کہ میرا کلمہ |
| ۲۳- سید شاہ منجم | سبقاً سبقاً پڑھ رہا ہوں، ڈاکٹر سراج حسن کی فرمائش |
| ۲۲- سید شاہ خداوند | پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے حوالہ پیش |
| ۲۱- سید شاہ محمد دقلمدار بک | اقبال آئیڈی شائع کر چکے ہیں۔ "حیات برکات احمد" |
| ۲۰- سید شاہ محمود (فیضیائی جیل) | "حیات شاہ محمد اسماعیل دہری" اور "شاہدات فرنگ" |
| ۱۹- سید حاتم بہری | زیر تصنیف ہیں۔ |
| ۱۸- سید شاہ حمزہ جیل | |
| ۱۷- سید احمد ہاشمی | |

سے کتابچہ شائع کردہ مجلس العلماء، کراچی، تاریخ حسن و

ساداتِ سانچہ

”کہو ہم کے نظر آتے ہیں دلمان مرگ سے — تو نہ صبا چل کے دیکھ بیا بان مرگ سے“
 ”ساحم کے دیاروں میں چمن زار سماں دیکھ — اور دو دیار گنگ میں ایک اور جہاں دیکھ“
 سانچہ پر گنتہ بیاض مثلِ مرگبیر (موجودہ ملتان ریگ سرائے) کا یہ گاؤں مرگبیر شہر سے تقریباً دس کھو
 میل کے فاصلہ پر دریائے گنگا کے شمالی ساحل پر واقع ہے۔ اس کا قدیم نام سانبیر ہے جو راجپوت پکوانوں
 کا مرکز اور گہوارہ رہا ہے۔ واقع ہو کر پکوان ہنار میں راجپوتوں کی ایک جنگجو اور بہادری قوم ہے۔ نواب
 علی وردی خاں حکمران چنگال و دیار کے عہد میں یہاں ایک جنگ لڑی گئی تھی جس میں سرکش پکوان
 کا قلع قمع کیا گیا تھا۔ پھر بھی یہ ہمیشہ مسلمانوں کے لیے دروہ سر بنے رہے۔ تاریخی حوالوں سے پتہ چلتا
 ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں موضع سانچہ ساداتِ حاجی بنی سے آباد ہوا۔ اس سلسلے کے
 ایک بزرگ سید شاہ برہان الدین جو سید احمد حاجی بنی کے چوتھے فرزند تھے یہاں آکر آباد ہوئے۔
 جن کا مزار موضع سانچہ میں واقع ہے۔ چاروں طرف حزار کے پختہ دیواریں ہیں جہاں کچھ پرانے درخت
 ہیں انہیں درختوں کے درمیان پختہ صحن میں دو قریں ہیں جو سید شاہ برہان الدین اور ان کے فرزند
 سید شاہ باگھ کی ہیں۔ یہ قریں تقریباً چھ سو سال پرانی ہیں اور درمیان میں اٹھارہ پشتیں گز چکی ہیں
 اس لیے بہت کم لوگوں کو اس کا صحیح علم ہے۔ دریائے گنگا کے شمالی ساحل سے لے کر دریائے کوئی
 تک کا علاقہ شاہانِ خلیفہ کی طرف سے انہیں جاگیر میں ملا تھا جس پر شراج معاف تھی اس لیے یہ جاگیر
 ساقی کہلاتی تھی۔ سید شاہ باگھ کے فرزند اور سید احمد حاجی بنی کے پوتے سید شاہ محمد رولس کی پنجویں
 پشت میں سید شاہ مقبول تولد ہوئے جن کے دو بیٹے مشہور ہوئے۔ (۱) سید شاہ معین الدین عرف حاجی
 (۲) سید شاہ علی الدین، سید شاہ معین الدین کا مزار راقم الحروف کے گاؤں احمد گنج میں اب
 مرگ واقع ہے۔ موجودہ سانچہ کے تینوں موانعفات (۱) پہاؤ دی (۲) احمد گنج (۳) محمد گنج میں
 انہیں کی اولاد کثرت سے آباد ہیں۔ چھٹے سانچہ کا نام برہان الدین مگر تھا جو امتداد زمانہ سے
 خود بخود یہ پچیسویں راقم الحروف کو ایک باغیچہ کی فنانہ کے بعد لوگوں کے ساتھ لیاٹ اور فائز علی معارف حاصل
 ہوئی تھی۔

جگہ کو بہاؤ دی کہا جانے لگا۔ جب آبادی بڑھی تو دو گاؤں کا اضافہ ہوا۔ میدا احمد جاجیزی کے نام کی مناسبت سے ایک گاؤں احمد گنج اور ان کے بڑے بھائی سید محمود جاجیزی کے نام پر دوسرا گاؤں محمود گنج کہا جانے لگا۔ سید شاہ مقبول کے دوسرے بیٹے سید شاہ محی الدین اپنی جاگیر اور اراضی کی دیکھ بھال کے سبب دریائے گنگا کے جنوبی ساحل پر سکونت پذیر ہوئے۔ ان کی اولاد مولانا مسعود گنگوہی ہمدی، آبگل، باڑا اور دریا پور وغیرہ مضافات میں سکونت پذیر ہے۔ لیکن گنگا شکست کے بعد جب دریائے گنگا نے اپنا رخ بدلاتو ان میں سے بیشتر دریا کے شمالی علاقہ میں آگے آباد ہوئے ان کی اولاد آجکل موضع ٹینگھوہ، پکٹھول، برنی، یارو، استھو، چک امید پور، جنہوہلیا اور کھنیز وغیرہ میں آباد ہیں۔ ان کے اس طرف نقل مکانی کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی تھا کہ ان کے محدث اعلیٰ سید شاہ بہاؤ الدین گنگا کے اس پار موضع ساتویں آسودہ خاک تھے۔

ساتھو شرک | یہ شرک جی ٹی روڈ سے ملتی ہے اور آمد و رفت کے لیے بہت اہم شاہراہ ہے۔ واقعہ الحروف نے اپنے بچپن کے دور میں جگہ جگہ عظیم درم کے اواخر میں اس شرک کے ذریعہ امریکی و برطانوی ٹینک بمبار فرمی دستوں کو گزرتے دیکھا ہے۔ یہ دریائے گنگا کے سیلاب کو روکنے کے لیے بنکا بھی کام کرتی ہے اس لیے اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی شرک کے کنارے ساتھو، کھنیز، یلیا، قصبہ بیکر سرائے، برنی، یارو، پھلویا، ٹینگھوہ، جنہوہ وغیرہ مضافات اور شہر آباد ہیں۔ یہی شرک آگے شہر مظفر پور اور درہنگ کے حدود میں داخل ہوتی ہے جو تربہت کو خلی جاتی ہے۔ لیکن جب سے نیشنل ہائی وے یعنی آسام روڈ بنایا اس کی اہمیت صرف مقامی ہر کر رہ گئی ہے۔

۱۲) چرا اگا بھول کی تلاش | دہری بڑی وجہ نقل مکانی کی معاشی تھی۔ اپنی بھینسوں اور مریشیوں کی چراگاہوں کی تلاش میں وہ اس طرف آئے اور وہاں کے کنارے سرسبز شاو آب علاقے کو متوجہ ہوئے۔ یہاں وہ بہت زیادہ خضر چکس، بھول، کچھڑا، ٹھکری، پوس، پھلریا، بھری، لیا اور حیدر میں آباد ہو گئے۔

سید شاہ برہان الدین کے دوسرے ناموں میں سید جلال الدین خاں دہری، جہاری اسی طرف رہے۔ وہ برصغیر اکھڑی کے مورشاہی تھے اور بادشاہ فیروز شاہ تغلق کے عہد میں قریح میں بچی ہزاری منصب پر فائز تھے ان کے میری النسب سادات حیدر واسطی جاجیزری ہونے کا ذکر تاریخ حسن شاہ نامہ فیروز شاہی اور تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے۔

حیدر بلین کے سادات

۱۶) سادات عظام کھنجر، سادات جاجیز، سادات بیاض، سادات صبح النسب اور ذاتی کلاںات کے لحاظ سے بے شمار ویتدار اور متقی تھے۔ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۲)

سادات جاجیز

عظام الدین غلی کے عہد میں سادات جاجیز کی اولاد و احفاد کلاںات کے اعلیٰ مراتب رکھتے تھے۔ مرثیہ نے ان پرنگان دیں و دولت کو دیکھا ہے اور ان کے مکات و احفاد کی زندگی، سرواڑی، بھڑکیا، نیکی اور بے پناہ شرمیل کا پیشہ خرم شاہ کیا ہے۔ اگر میں ان سادات عظام کے اصناف اور شریوں کے متعلق کچھ لکھنے کا ارادہ کروں تو مجھے متعدد جلدیں لکھنی پڑیں گی۔ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۵)

فیروز شاہ کی اولاد بیت سے صحبت

”تمام سادات کوئی زندگی ملی گئی ہے اور وہ بادشاہ کی درازی عمر کے لیے دعا میں مشغول ہیں۔ فیروز شاہ اہل بیت کے ساتھ غور اور محبت میں دنیا کے دوسرے بادشاہوں سے سبقت لے گیا ہے اور اس کا یہ غور اور محبت انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے۔“ (تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۷)

”میر سید جلال الدین خاں دہری بعد سلطان فیروز شاہ تغلق پر منصب بچی ہزاری و شہت الکتاب تاریخ اور معروف جلال الدین خاں نور شاہ و اعلیٰ رگزار شہت۔“

سلطہ فیما بعد دینہ ص ۱۹۷ تاریخ حسن ص ۱۹۶، ص ۱۹۲، تاریخ فیروز شاہی ص ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰

ترجمہ اکثر سادات حکام اہل کادان کو صرف خان کھایا گیا ہے۔ میر سید جلال الدین خاں دروہی بہاری
سلطان فرید شاہ تغلق کے عہد میں ہندوستانی منصب پر فائز تھے لیکن اکثر عہدوں نے ان کو صرف جلال الدین
خان لکھا ہے اور اصل حقیقت کو چھوڑ دیا ہے۔ تاریخ حسن مظاہر

میر سید شاہ جلال الدین کی اولاد اسی اطراف میں پھیلی پھولی اور پھیلی۔ ان کی چھٹی پشت میں
موضع اوکھدی میں میاں نصر الدین گڑ سے ہیں جن کے نامور فرزند سید شاہ نواز الدین پایہ کے بزرگ
گڑ سے ہیں۔ ان کا مزار موضع اوکھدی میں ہے جہاں نزاری کا جہم رہتا ہے۔ اس مزار کی موت شہزادہ
عظیم الشان کے عہد میں ہوئی تھی بادشاہ مرلی شاہ نے اس میں بربنگال سے کوٹ کر مہلی کی جانب روانہ
ہوا تھا کہ بزرگی کا شہرہ سن کر اوکھدی میں آستانہ پر حاضر ہوا اور طالب دعا ہوا۔ سید شاہ نواز الدین نے
بادشاہ کو شریعت پیش کیا اور دعائیں دیں۔ اسی خانہ اسے میں میر کریم علی خاں کی شہید جنگ چلواری کا مزار
اور سید عطاء علی تولد ہوئے جس کے مزارات اوکھدی اور مراواں موانعات کے اطراف جہانپ میں موجود
ہیں۔ میر کریم علی کے سو سال بعد مولف کے مرنے سے نوادش علی تولد ہوئے جسکی شادی موضع ساحوہ (موجودہ)
میں سید وارث علی کی بیوی سے ہوئی۔ اس طرح یہ خاندان موضع ساحوہ میں پانچ پشتوں تک آباد رہا۔
اوکھدی کا یہ خاندان بزرگوں کا خاندان کہلاتا ہے۔ اسی نسل کے آخری کوئی سید شاہ شمس الحسن الجبین
بزرگ ہیں جو مولف کے حقیقی چھٹے جانی ہیں جو بڑی شہرت سے علم و عرفان کی بنا لیں ملے
کر رہے ہیں جب سے ان کو اپنے بزرگوں کا فیضان ملا ہے یہ فیض عام شب و روز جاری ہے۔
اور یہ آستانہ سادات ساحوہ کے در سے بے شمار لوگ فیضیاب ہو کر روحانی اور جسمانی امراض سے
صحت یاب ہو رہے ہیں۔ بہر شب بعد اور ہر تیسویں تاریخ کی شب حلقہ درس اور لکھ کا اقامہ
اہتمام ہوتا ہے۔ آپ کا آستانہ اورنگی سیکٹر میں ہے جہاں تھوڑا اور غاؤں کے لیے لوگوں
کا کھانا بندھا رہتا ہے۔

سید شاہ شمس الحسن الجبین میر آستانہ سادات ساحوہ ۱۹۳۹ء میں موضع ساحوہ واقعہ گنگوہا پورہ

ملہ تاریخ بارہ گیاں ۱۳۵۷ء ملہ تاریخ بارہ گیاں ۱۳۵۷ء ملہ سالہ سادہ اور ملہ عام اڑوٹا

نیریشہ ۱۳۵۷ء ملہ تاریخ بارہ گیاں ۱۳۵۷ء ملہ تاریخ بارہ گیاں ۱۳۵۷ء

ملہ کپور تھیسہ پٹری آف بہار اور کٹرہ جس عسکری وقایم الدین احمد جلد دوم و جلد اول، ۲۲۵ء

بگڑ کر لے کر گریز بہار میں تو لے جاتے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید عبدالحسن تھا جو حبیب الرحمن
 حسین سید تھے۔ وہ محکمہ لیس میں ملازم تھے۔ ۱۹۴۵ء میں وہ سرکاری ملازمت سے رٹنا کاراز طرد
 ہو کر بدوش ہو گئے۔ کراچی میں دسمبر ۱۹۴۵ء میں ان کا وصال ہوا اور انہوں نے حبیب سید آباد کے قبرستان
 میں مدفون ہو گئے۔ مرحوم مدفون سے عاشق اہل بیت تھے۔ شہید کربلا کا ذکر کرتے ہی، ان کی ہچکیاں
 بندھ جاتی تھیں۔ بنگال کے شہر کلکتہ میں رہائش کے دوران ان کی ملاقاتیں اپنے وقت کے شاہرہ شہ
 قائد اعظم، ابراہیم آزاد، ابراہیم چندرپاس اور لارڈ دہلوی سے بالمشافہ ہوتی اور ان سے گفتگو کا بھی موقع
 ملا جس کا ذکر وہ بڑے غریب آغاز میں کیا کرتے تھے۔

سید شاہ شمس الرحمن حبیب ٹیڈہ سال کے ہوتے تو والد ماجد محترم ہی ملاقات کے بعد رحلت کر
 گئے۔ اس لیے ان کی نانی مرنے سے سارے خاکن نے ان کی پرورش کی دس سال کی عمر میں اپنے نانا
 سید عبدالرحمن ٹیڈہ کی پالی لینے میں سچے چرچہ و زینہ سیشن کدھ میں ملازم تھے۔ ۱۹۵۵ء میں ان
 کے نانا جان کا حالت سقم میں انتقال ہو گیا تو وہ تول بجائی بے بہانا ہو کر پاکستان ہجرت کر گئے۔ ٹیڈہ کا
 بیٹہ کراچی بڑی محنت و مشقت کرنی پڑی۔ ہمارے وطن اور ناسامد حالات کا دیوانہ وار مقابلہ کیا اور انہیں
 ہر طرح کی مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ ٹیڈہ کا اپنے بڑے بھائی سے دنیاوی تعلیم حاصل کی۔
 جب میٹرک پاس کر چکے تو قائد اعظم کالج ٹیڈہ کو میں داخل کیا تاکہ دنیاوی تعلیم مکمل ہو سکے اسی اثناء میں
 ان کی شادی سید نور جہاں بنت سید عبداللہ سے ہوئی۔ ایک سال کے بعد ان کو محکمہ ٹیلیفون میں
 سرکاری ملازمت مل گئی۔ اسی دوران وہ تصرف کی طرف مائل ہو گئے۔ عبادت و ریاضت اور اوارادہ
 و وظائف کی تربیت ان کا تہجد کی خوشی نے کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ بزرگوں دین کی ترغیبات بھی ہر نے
 لگی اور روحانی فیض ملنے لگا۔ ان کی روحانی تربیت سید شائق احمد نعیمی اور سید شاہ برہان الدین
 بیت نظامی نے کی اور چاروں مساعلیٰ ولایت کی خلافت و اہانت سے نوازے گئے۔ پھر تاجیہ سلسلہ سے
 منسلک ہو گئے۔

(شجره نسب پیری سید محمد شمس الرحمن حسینی) (شجره نسب پیری سید محمد شمس الرحمن حسینی)

[illegible]

سید شاہ معین الدین عرف حاجی داوا

(شجرہ نسب)

سید شاہ معین الدین عرف حاجی داوا راجہ احمد جامینزی سید ابوالفرح واسطی کی نویں پشت میں گیارہویں صدی ہجری کے اواخر میں تولد ہوئے تھے اور سید احمد جامینزی سید ابوالفرح واسطی کی نویں پشت میں اور سید ابوالفرح واسطی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اٹھارہویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔ سید شاہ معین الدین کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید شاہ مقبول تھا۔ آپ کے شاہی مدرسہ وہی میں تعلیم مکمل کی جہاں مثل شہنشاہ شاہجہاں کا بیٹا شاہ شجاع آپ کا ہم سین تھا۔ اسی مدرسہ میں آپ کے قرابت دار اور رشتہ دار مولانا گئے قاضی سید محمد انبی اپنے والد ماجد قاضی سید عیادت الدین کی وفات (۹۰۹ھ) کے بعد مدرسہ مقرر ہوئے تھے۔ آپ جیہ عالم اور صاحب کسب و کار بات بزرگ تھے۔ آپ کے زادی میں سائنس کی شہرت و دور رس ملک پہنچی ہوئی تھی۔ سامعین میں آپ کا آستانہ تماچیں کے تحت دارالفرار و دارالکین قائم تھے اور وہی مدرسہ بھی قائم تھا۔ دور رس سے زائرین آستانہ پجانیزی دیا کرتے تھے۔ پچانوچہ شہر و روایت ہے کہ جہان نری کے دریاں خانہ جنگی کے دوران شاہ شجاع کو گریہ و گداز میں آکر شہر اتراؤں کے انالین شیخ سلطان کھسینزی بھی، بمراتب تھے۔ اسی دوران وہی سے ایک مکتبہ مولد ہوا جس کی کچھ عبادت پڑھی نہ جا سکی چونکہ ان دنوں سید شاہ معین الدین کے علم و فضل کا عام پیر چلا تھا اس لیے شاہ شجاع نے شیخ سلطان کی ترغیب پر ان سے شرف ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا پچانوچہ شاہی بھروسے پر شہزادہ عالم ساروہوا جب آستانہ میں باریابی ہوئی تو شہزادے نے سید شاہ معین الدین کو پہچان لیا اس لیے کہ شہزادہ وہی شاہی مدرسہ میں اللہ کا ہم سین رہ چکا تھا پچانوچہ شہزادہ نے

۹۰۵ھ میں ۹۰۶ھ کے لیے بادشاہ نے ۹۰۵ھ کے کسی نامور شاہ سلطان عادل کے حکم سے حیات کی ولادت ہوئی

فوت شدہ مزار پیر سامعین میں دریا کے کنارے واقع تھا۔ دریا کے کنارے کے سبب جب مزار دیا برد ہونے لگا تو جہاں نامالے غراب ہیں پلایت فرمائی کہ مجھے یہاں سے منتقل کر پچانوچہ سامعین کے تمام مرد و عورتوں نے ان کو کش مبارک کر مریض احمد گنج میں دفن کیا جہاں ہر سال ان کا عرس ہوتا ہے۔ (موت)

دیانت کی "محبوبین الدین ہستی؟" سے پہلے جواب میں مابقی داد اے کہا۔ یہ مکان میرا محبوب میرا زبان
 زود عام ہے۔ یہ سوال شہزادہ نے چند روز ساہو میں تیا م کیا اللہ عمو کی ناز شاہ معین الدین کی امامت
 میں ادا کی پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔



مولانا سید محمد سحیحی ندوی

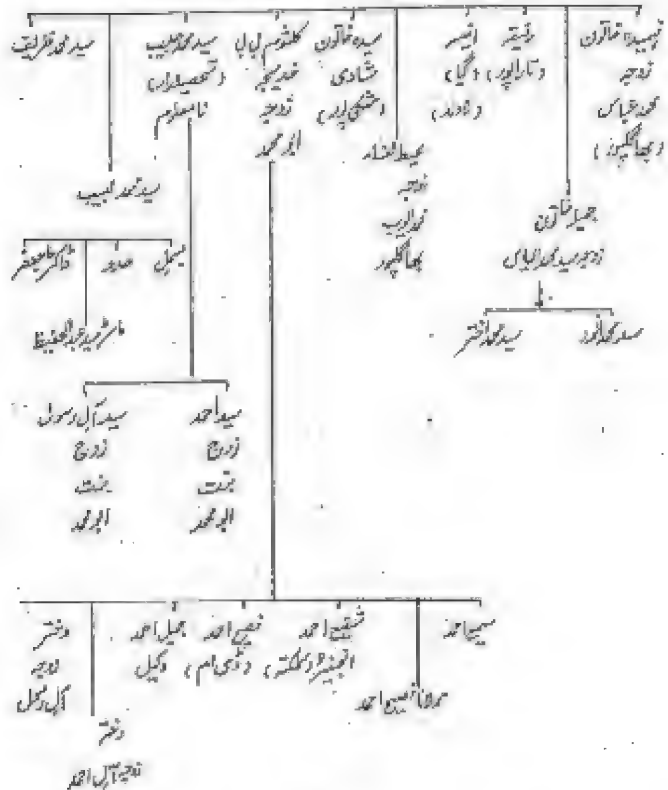
سیدناہ معین الدین کی دسویں پشت میں مولانا سید محمد سحیحی ندوی عرف چشتی بابا کو لکھنؤ کے
 جن کے والد کا اسم گرامی سید محمد قاضی تھا جو اپنے گاؤں کے سرآوردہ شخصیت تھے۔ مولانا سحیحی کے
 دادا سید کریم الدین عرف گدڑی میاں ولد سید کبیر الدین اپنے وقت کے بڑے بااثر زمیندار تھے۔ مولانا
 سید محمد سحیحی کو پچیس ہی میں اپنے والدین کی پہلا ہی بیٹی کی سادات حاصل ہوئی تھی۔ مولانا مدنیہ العطاء
 لکھنؤ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ان کا عقد مولانا سید محمد علی مرگبری کی پوتی بی بی عائشہ سے ہوا۔ مولانا سحیحی
 ندوی اپنے وقت کے بڑے عابد و زاہد ہیں۔ اللہ نے ان کو علم و فضل سے بھی نوازا ہے۔ وہ اپنے غلامانہ
 علم و جاہلیت کے واسطے ہیں۔ آپ نے کئی کتابیں بھی تصنیف کی ہیں۔ آپ شاہ فیصل کی دعوت پر برصغیر
 عالم اسلامی کے جلسہ میں شرکت کی فرض سے سکتہ الکرمت شریف سے گئے تھے جہاں آپ کی بڑی چٹائی
 ہوئی۔

سید محمد کے سادات کا سماشی دار و مدار اپنی چاچا و مہائیات پر تھا۔ ان کے تبار و زمینیں
 اولادوں میں بٹی رہیں۔ کچھ لوگ متمول رہے اور کچھ لوگ غنوک الحال ہو گئے۔ انگریزوں کی دو سو سالہ
 غلامی نے ان کی کمر توڑ کر رکھ دی لیکن عرب کے تمدن کو سینے سے لگا لے رکھا۔ اپنے خبیث لطیفی
 حبیبی سید ہونے کا شرف آخر تک قائم رکھا۔ یہاں کے لوگ بڑے بی رحمے سارے اور مادہ لوح
 پرست ہیں چنانچہ سامعہ کے اطراف میں ان کے متعلق یہ عام مقولہ بہت مشہور ہے :
 ساجو کے پیر گدڑے میں انار۔۔۔ جسا گہو پرستہ پیر صیر بیگار



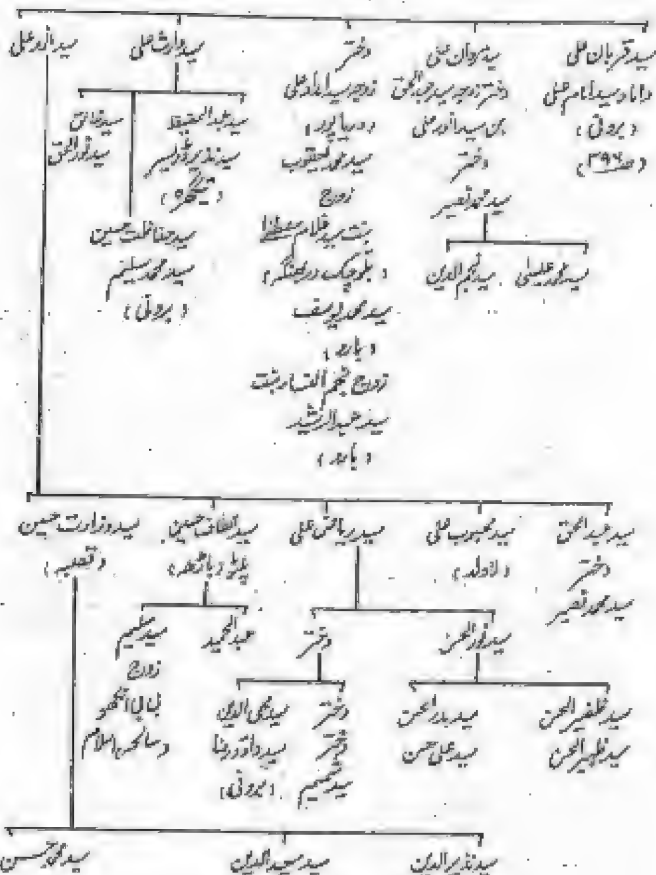
اولاد سید دانش علی بن سید آصف علی (احمد گنج)

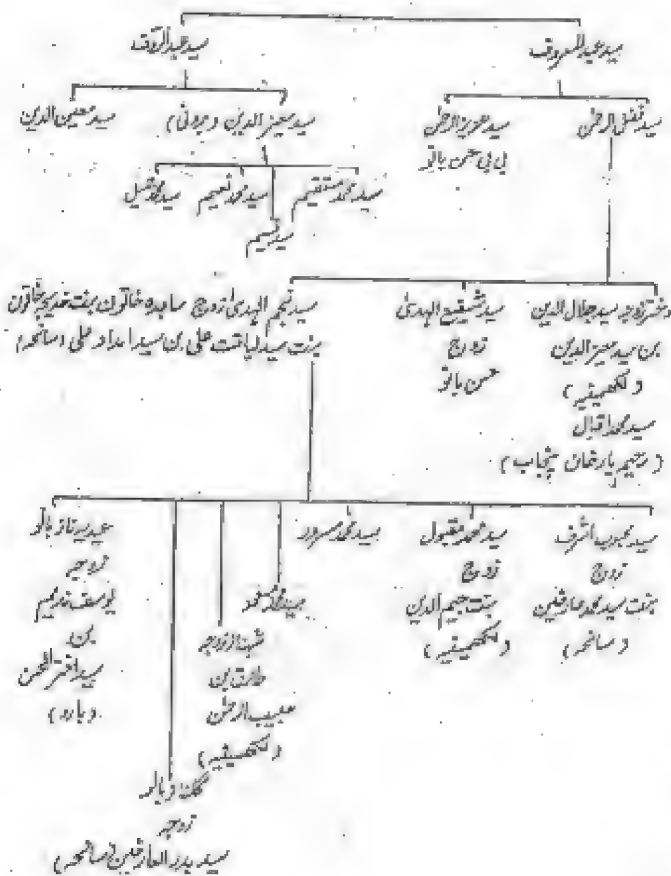
سید واقف الحق عرف (وامدادار) (۱۲۸۴)



شجره اولاد سید بدر علی بن سید فضل حق

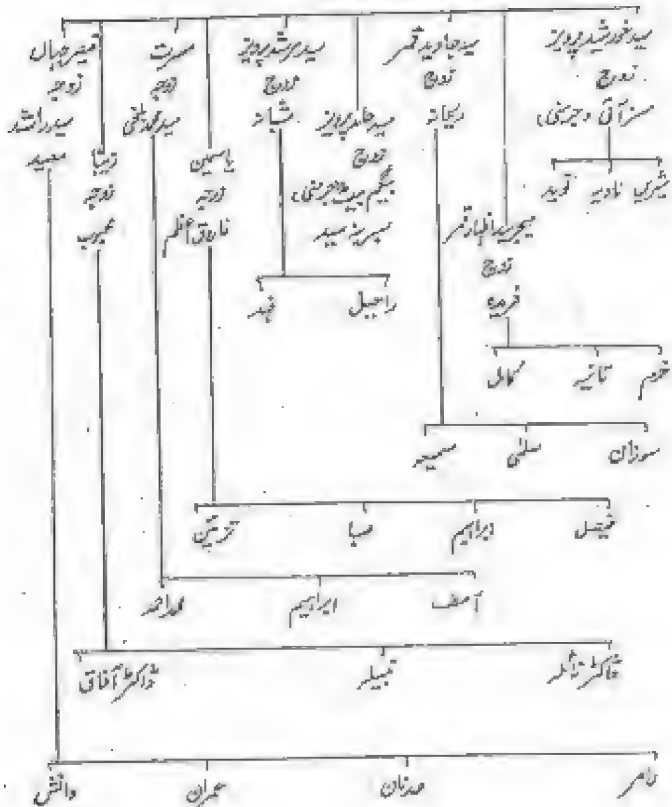
(مصر ۱۲۵۵)





اولاد سید محمد فرید بن سید عبدالرشید (بارہ)

1944



سادات بیگھر سید وزارت حسین بیگھر

(شجرہ نسب ص ۳۱)

سید ارشاد علی سید خان غازی کی ساتویں پشت میں تولد ہوئے۔ سید خان غازی کے دو اولاد
ساجزادگان سید شاہ سلطان اور سید شاہ فقیر اللہ جاجیزئی شامی ملازمت کو نالست فرماتے تھے اسی
لیے انہوں نے اپنی خانقائی جاگیروں کی دیکھ بھال کو شامی ملازمت پر ترجیح دی اور ساتھ ساتھ عبادت
و ریاضت اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں اپنی زندگی صرف کر دی یہاں پر دو اولاد بھائیوں کے آستانوں
سے صدیوں تک دو حافی فیض جاری رہا۔

سید شاہ فقیر اللہ جاجیزئی اپنی جاگیر کی دیکھ بھال کے سلسلے میں مرض بالہ طبع پٹنہ میں محنت
پذیر ہوئے۔ سید شاہ فقیر اللہ جاجیزئی کی ساتویں پشت میں سید عبدالرحمن جاجیزئی تقریباً ۱۰ سال قبل
بالہ میں سادات جاجیزئی کے سجادہ نشین تھے۔ انہیں دونوں سید ارشاد علی بھی اپنے غلام
زادوں کے ساتھ اپنی مجلسوں کو لے کر چاگام کی تلاش میں اور اٹکے اور موضع حسینہ میں آباد ہو گئے۔
انہیں کسر پڑے سید وزارت حسین ممتاز تھے جو پیدا تو حسینہ میں ہوئے لیکن مستقل طور پر ڈیالالپور
(بیگھر) میں آباد ہو گئے۔ ان کی شادی سید قمران علی کی دختر سے ہوئی جو سید امام علی کے والد تھے۔
یہ سب لوگ نسباً سادات حسین فیضی الواسطی جاجیزئی ہیں۔ سید وزارت حسین بیگھے تحصیل
میں وکالت کیا کرتے تھے۔ ان کی اپنی زمینداری تھی اور باغات تھے۔ وہ بڑے متول اور خوش باش انسان
تھے۔ وہ بڑے جری، بہادر اور تیز فہم آدمی تھے۔ کئی بار ہندو زمینداروں سے عداوتیں برپاں ہوئی، تنہا
ہندوؤں میں گھر گئے لیکن اپنی خانقائی غیر متول بہادری اور شجاعت اور تیز فہمی کے سبب ہندوؤں
کے زور سے صاف بچ کر نکل آئے ان کی دو بیویوں سے چار ساجزادے تھے۔

سید وزارت حسین ممتاز کے سب سے چھوٹے ساجزادے سید قلام ربان کی شادی قزاق آبادی
میدہ حمید انار پشت میدہ تاج علیوں میں داماد علی (سامہ) سے ہوئی۔ جن سے میدہ خدیجہ خاتون
تولد ہوئیں جن کا عقد محمد مسلم سے ہوا جو موضع قاضی رسولپور کے رہنے والے تھے۔ آج سے تقریباً
تین سو سال قبل قاضی رسول نے وہ گاؤں آباد کیا تھا جن کے وہ مورث اعلیٰ کہلاتے۔ بعد میں وہ

مکانوں انہیں کے ہم سے منسوب ہو گیا۔ یہ مکمل شکر و کرم کے قریب ہی واقع ہے۔ چوتھوں کے بعد یہ
خانوادہ منقول ہو کر موضع قادچک (باد) میں آ رہا۔ یہیں محمد مسلم پیدا ہوئے۔ جو بعد ازاں ہجرت
کر کے پاکستان چلے آئے انہیں کے سب سے بڑے صاحبزادے ابی ایمن اختر ہیں جو دہلی اور
خانہاں کے تمام ارساں سے متعلق ہیں۔ وہ ۱۹۶۹ء میں اورنگی ٹاؤن سے بلدیہ کراچی کے کونسلر
منتخب ہوئے۔ انہوں نے پیش ہوا ترقیاتی کام کر کے اورنگی شہر جیسی گناہم اور غریب بستی کی شہرت میں
چار چاند لگا دیئے۔ اورنگی ٹاؤن کے تمام بڑے ترقیاتی منصوبے کی تکمیل انہیں کے مرہون منت
ہے۔ لہذا وہ اورنگی شہر اور شہر سے باہر بھی بے حد مقبول ہوئے۔ ان کی ہر وجہ ترقی کی بنیاد پر وہ بار
کونسل اور کئی آبادی کے پٹرین تقریر ہوئے۔ ان کے اندر تحریری اور منطقی صلاحیتیں بے حد قائم موجود
ہیں۔ ابھی یہ جوان ہیں اور ان کے حوصلے بہت بلند پر عزم شخصیت ہونے کی بنا پر یہ کام پر
کامیابی ان کی منتظر ہے۔ شجرہ پندسی ملاحظہ ہو۔

ابی ایمن اختر بن محمد بن محمد بن علی دہلوی، ابن سید محمد ربیع الدین احمد

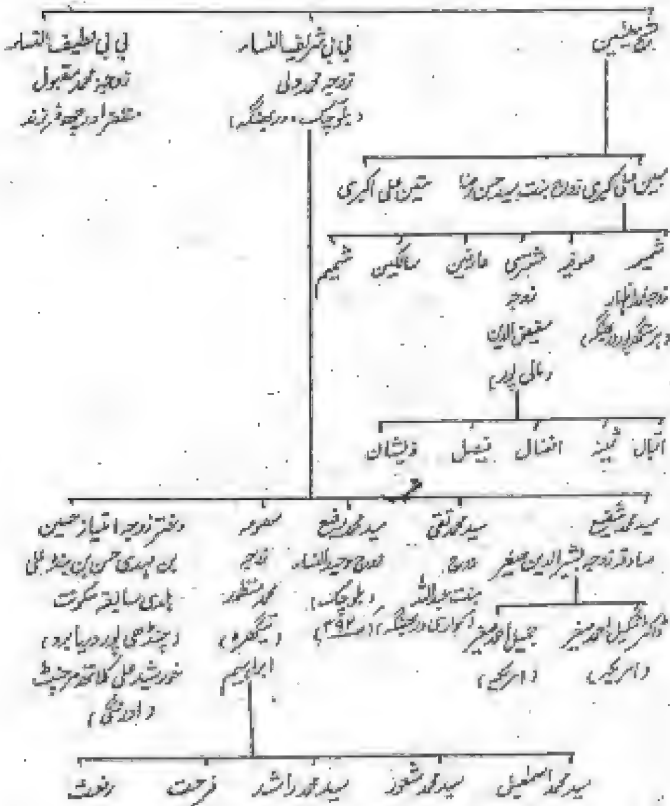


نَفْسُكَ عَلَى اللَّهِ
۱۲۸۷۴

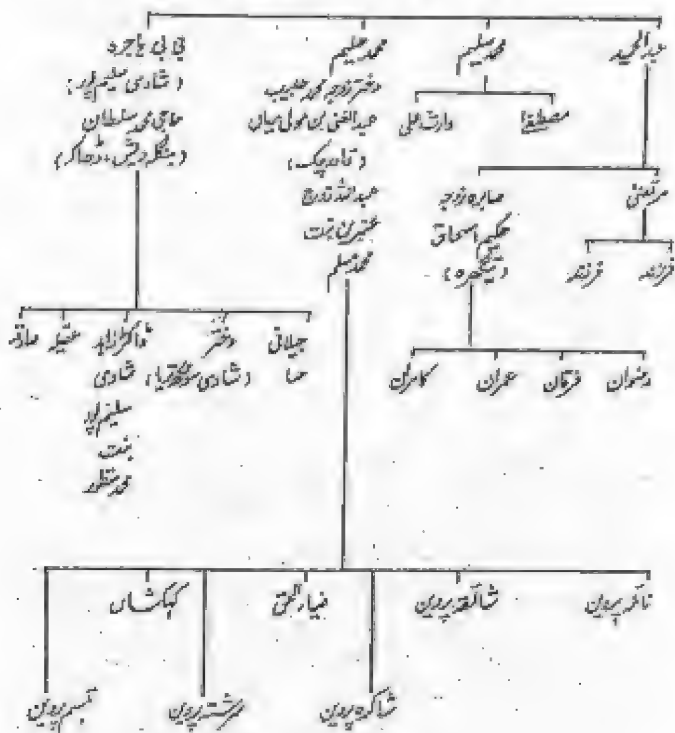


اشراف تیگه

۱) شیخ اکبر علی (۲) شیخ امیر علی (۳) بی بی سید الشاه تمیز بجائی ہیں
(۱) شیخ اکبر علی



اولاد بی بی صغیر التمار ہمیشہ شیخ اکبر علی تیکمر



سید محمد محمود باروی

دشمن و نسب ۱۹۲۷

باروی حافظ سید محمد تخلص محمد خلیف حکیم سید زین العابدین بن سید رحمت علی ۱۸۹۲ء
میں موضع بارہ منگیز میں ولید ہوئے، مدرسہ عالیہ کلکتہ سے فارغ التحصیل ہوئے ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۷ء
تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں پڑھواری کے منصب پر فائز رہے۔ تفسیر ہند کے بڑے مشرقی پاکستان
ہجرت کی اور کلکتہ ضلع اسکول میں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۹۲۹ء میں خرافات سے بیکدوش
ہونے کے بعد کلکتہ میں مستقل آباد ہو گئے۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے اور صاحب تصنیف بزرگ
تھے۔ آپ کی تصنیفات درج ذیل ہیں:-

(۱) شمع کے پروانے (۲) جامع القواعد

آپ کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:-

اوسطی زمانہ اور کندہ جاہ ہوتا ہے مگر ہوتا ہے دنیا میں کوئی انسان مشکل سے

شیخ کشفنگ پر پروانے کا ہوسرتا جینا ہر ایسا جینا مرنا ہر ایسا مرنا

۱۹۲۷ء میں شاعر ہوا حاجی شام محمد نعمت اللہ نقشبندیؒ کی وفات حسرت آیات کے

موقع پر دونوں باپ بیٹے نے فارسی زبان میں جو قصائد کہے تھے وہ درج ذیل ہیں:-

تاریخی قصائد از حکیم سید زین العابدین حضرت رئیس بارہ منگیز

شہ نعمت اللہ آں سپہ جہر کہ ہادی دیں پردہ شمشیر

ملہ ہرم شمال ۱۹۲۷ء اور ۱۹۲۸ء ملے ولی گلزار مولانا محمد جمیل انصاری (ص ۷۹، ۸۰)

نوٹ:- حکیم سید زین العابدین کے والد سید رحمت علی کلکتہ ہائی کورٹ کے شہر و صرف مختار تھے اور بارہ منگیز
کے متروکہ تھے جہاں وہ بہت ہی محترم اور متشہر تھے ایسی خاصی جاہ و ثناء اسی وجہ سے ان کے
فرزندان ظاہر و باطن و دین و دنیا میں بہادر و رئیس کہلائے۔ سید رحمت علی کے ایک فرزند بیدار و عزیز مشہور
شاعر گروہ ہیں۔ (ہرم شمال از شادان خاں قادی ۱۹۲۷ء)

بخسید بریں رفت تا گاہ او
دل عالمی گشت اندہ بگین
چون سال دکن ز سیر فلک
بجستم بیامد بگشتم پیش
کہ حیرت کن بگر سال و سال
بگر یہاں شد بخسید بریں

تاریخی قطعات از حافظ سید محمد محمود یاروسی مدرسہ عالیہ کلکتہ

شہ محمد نعمت اللہ شیخ کامل یادگار
بست از دار غارخت سفر سولے حیاں
لہو ادب سیر طریقت عارف ابرار
بر دم آواز مستشراقا دلہاں کوہ گراں
فکر کردیم چون بسوزے سال و سال
از غم فرقت دل من گشت بے تاب توں
آمد از غیب ما نظر این چنین باش بگر
نہر عرفان زریب کب نعمت اللہ ناگہاں



ڈاکٹر آغا عطاء الدین

صدر شعبہ سیاسیات، مٹی کالج، ناظم آباد کوٹلی

ڈاکٹر آغا عطاء الدین کے نانا بزرگوار کا نام میر محمد سعید عرف کابو بابو
 خاں ہے۔ ان کے سادات میں سے تھے۔ خاں بیادار ظاہر رئیس بارہ سید محمد
 سعید کابو بابو کے بہنوئی تھے۔ آغا عطاء الدین کی والدہ کی پرورش و پرورش
 خاں بیادار ظاہر کے گھر یار میں ہوئی تھی۔ ۱۹۰۹ء کو ۱۹۰۵ء کو آغا عطاء
 پیدا ہوئے۔ ان کے والدین میں آغا صاحب کی ولادت کا ذکر اس طرح
 آیا ہے کہ آغا افضل الدین کے بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا نام آغا عطاء الدین
 ہے۔ آغا صاحب کے دادا حاجی و سعید الرحمن کی کافی سید کاٹل بن سید
 آغا کی اولاد تھیں اسی لیے وہ آغا کہلاتے۔ اس طرح ان کو سادات
 دہری ہونے کا فخر بھی حاصل ہے۔ آغا عطاء الدین پر ہی نسب کی
 رو سے شرح مدنی ہیں جو درجہ کا مشہور خاندان ہے۔ جبکہ ماہری نسب
 کی رو سے حسین زیدی و اسلمی جاویری ہیں۔ یہ شغل پروردگار کے رسول
 کریم سے ملتے جلتے ہیں اور رئیس ابن رئیس کہلاتے ہیں۔ پناہیہ مصنف
 القرآن کی کتاب "پناہیہ مسلمان" میں ان کے چچا مولوی مصلح الدین کا ذکر
 خود ہی طور پر آیا ہے۔ وہ درجہ کا مصلح مسلم لیگ کے سیکرٹری تھے اور ترکیہ
 پاکستان میں نمایاں طور پر مصلح تھے۔ ان کے دوسرے چچا مولوی الطاف الحق
 زکریا ملک شرف الدین بمبلی تھری کے مسافر فرہ سید کے تھے۔
 آغا صاحب کی والدہ کے نانا سید عبدالحمید اور سید قربان علی (دونی) سید
 امام علی کے والد تھے۔ اس طرح دونوں آپس میں متعلق ہیں۔ ہم زلف تھے۔

نسب ماہری

اسلمی گرامی

پشتا

۴۶	ڈاکٹر آغا عطاء الدین
۴۵	ذوالفضل الدین بزرگوار
۴۴	سید محمد سعید کابو بابو
۴۳	نور محمد سعید عبدالحمید
۴۲	سید امام علی
۴۱	ناظم
۴۰	میر محمد علی
۳۹	میر محمد علی شہید
۳۸	سید قیصر علی
۳۷	سید شرف الدین
۳۶	سید شاہ علی الدین
۳۵	سید شاہ تہیں
۳۴	سید شاہ بیادار
۳۳	سید شاہ بھول
۳۲	سید شاہ عارف الحق
۳۱	سید شاہ اسلمی
۳۰	سید شاہ یونس
۲۹	سید شاہ باگہ
۲۸	سید شاہ بران الدین
۲۷	سید احمد جاویری

سلحہ اعیان وطن ص ۱۲۹ بہیم شمال از شادان قادیان ص ۱۲۹

سید قربان علی، سید عبد الباقی، سید بشیر الدین (ساحر)، اور والدہ سید عبد الرحمن (پیشوا) کے حقیقی
 بنات تھے۔ آغا خاں والدین نے ۱۹۳۹ء میں مسلم اسکول درجہ گنگو سے میٹرک کیا اور سی ایم کالج درجہ گنگو سے
 انٹر کیا تھا اور علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۵۳ء میں ایم اے این ایل کیا۔

۱۹۶۱ء میں انہوں نے بیار یونیورسٹی ٹیپٹن سے پی ایچ ڈی کیا۔ اسی سال آپ نے پاکستان ہجرت
 کی اور گورنمنٹ سٹی کالج، انظم آباد، کراچی میں اسٹنٹ پرنسپل کے عہدہ پر فائز ہوئے فی الحال وہ اسی
 کالج میں صدر شعبہ سیاسیات ہیں۔ آپ کالج کے ہر عمر پر پرنسپل اور اساتذہ و طلباء میں یکساں محبوب
 ہیں۔ اب تک آپ نے آٹھ کتابیں تصنیف کی ہیں:-

۱۔ دستور ہند ایک نظر میں، دور و قلم، خیال کے دستور پر تجزیہ (انگریزی، گلو بیس پبلیشس، انگریزی
 قوال، خطبات علی کا انگریزی ترجمہ، فروغ دہلی پبلک آفس پاکستان، پرنٹ محمد حیدر سٹ جنرل،
 اولاد (۱)، آغا محمد نجیب (۲)، آغا طارق (۳)، آغا محمد بلال (۴)، آغا محمد التمش (۵)، آغا رفیع (۶) ہجو
 سرین، روحیہ، باغ و فراخ، کلاہ پر سرائے، حوزہ پرنسپل مجتبیٰ عثمانی۔

نسب پروری (انگریزی) آغا خاں والدین، افضل الدین احمد صدیقی، حاجی وحید الرحمن صدیقی، والدین، شملہ
 بالبر یعقوب، ننھے خاں، افتخار الدین حسین خاں، اولاد داروغہ نعیم اللہ خاں، اور دشمن علی خاں، انشا پور
 شملہ پر برادرہ واروغہ نعیم اللہ خاں تھے۔

نوٹ:- ننھے خاں واروغہ نعیم اللہ خاں کے پوتے تھے۔ (۶) بالبر لیں کے ایک عزیز کا نام شیخ حسین الحق صاحب
 تھا جو شہرہ معروف شاعر تھے۔ یہ خاں واروغہ شائع صدیقی ہے خاں کا خطاب شاد خاں تھا عرب کے لوگوں نے
 پسند نہیں کیا۔

باب ۱۵ شجره سادات علوی تھانوی

پشت نیر اساتے گرامی

پشت نیر اساتے گرامی

- | | |
|-----------------------------------|--|
| ۱- حضرت علیؑ فرخ خورینت جینوں تیر | ۲۱- سلطان فرخ شاہ (امیر ارسلان) |
| ۲- محمد اکبر | ۲۲- مر جان شاہ |
| ۳- حسین | ۲۳- سلطان محمد شریف |
| ۴- عبد اللہ | ۲۴- سلطان الراجھی (لو شاہ) |
| ۵- علی احمد لکڑی | ۲۵- سلطان ابو سعید رازی (سکونت ہندوستان) |
| ۶- حسین حق بین تاج الدین | ۲۶- ابو احمد رازی |
| ۷- نور الدین لکڑی | ۲۷- نور الدین کمال حق و افشین |
| ۸- میرالدین حق پرست | ۲۸- عبدالعزیز عبدالرسول |
| ۹- علی اعظم لکڑی | ۲۹- تاجی محمد فاضل (سکونت چھپڑا) |
| ۱۰- علی اکبر خدادوست | ۳۰- احمد رازی محبوب الرسول |
| ۱۱- علی اسقر شریف لکڑی | ۳۱- شاہ عبدالرازق (چھپڑا و ظفر لکڑی) |
| ۱۲- ابو القاسم | ۳۲- شرف الدین (مذکورہ بالا) |
| ۱۳- ابو السامی | ۳۳- شاہ محمد سرتی (بٹا) |
| ۱۴- ابو بکر اردی | ۳۴- شاہ جمال محمد شفیق خیر النساء |
| ۱۵- علی فرس | ۳۵- عبدالقی |
| ۱۶- محمد باقر | ۳۶- عبدالقادر |
| ۱۷- شاہ حسین شان | ۳۷- عبدالکبیر |
| ۱۸- محمد رفیع | ۳۸- حبیب الدین (سکونت چھپڑا) |
| ۱۹- محمد بن بابیر شاہ | ۳۹- غلام نبی |
| ۲۰- حسین فردوس | ۴۰- حافظ رحم علی |
| ۲۱- علی سرمست | (مسفر لکڑی) |



شہزادہ شاہ سالار مسعود غازی

اصلی نگاری	اساتے نگاری	تیسرو
۱۰۔ شاہ سالار مسعود	۱۰۔ شاہ سالار مسعود	شاہ سالار مسعود غازی کا دور محمد غازی
۱۱۔ شاہ غازی	۱۱۔ شاہ غازی	کا دور ایک ہے اس کے علاوہ سید ابوالفرح
۱۲۔ عطا اللہ غازی	۱۲۔ عطا اللہ غازی	واسطی غزنوی سے ہندوستان محمد غازی کے
۱۳۔ ظاہر غازی	۱۳۔ ظاہر غازی	ساتھ آئے تھے۔ یہ روشن علی صفت کے
۱۴۔ طیب غازی	۱۴۔ طیب غازی	مطابق سید ابوالفرح واسطی کا پشت نرہ
۱۵۔ شاہ محمد غازی	۱۵۔ شاہ محمد غازی	ہے۔ چونکہ دولہا ہجرت میں اس لیے شاہ
۱۶۔ شاہ عرف غازی	۱۶۔ شاہ عرف غازی	سالار مسعود غازی ہی حضرت علی کی پندھوی
۱۷۔ ملک آصف غازی	۱۷۔ ملک آصف غازی	پشت میں ہیں۔ اصل عراقی اور اصل سلم الکا
۱۸۔ بطل غازی	۱۸۔ بطل غازی	کی دوسری پندھوی پشت کو بھی تسلیم کیا
۱۹۔ عبداللہ غازی	۱۹۔ مل بن حنفیہ	ہاں کہتا ہے اس لیے قلعہ شدہ شجرہ ملا
۲۰۔ محمد بن حنفیہ	۲۰۔ شاہ جعفر	کیا گیا۔ (مؤلف)
۲۱۔ حضرت علی	۲۱۔ محمد بن حنفیہ	۲۱۔ شاہ بطل غازی
۲۲۔ مراد مسعودی	۲۲۔ حضرت علی	۲۲۔ شاہ عبداللہ
۲۳۔	۲۳۔ دشتیق الاوس	۲۳۔ محمد بن حنفیہ
۲۴۔ شجرہ ملا	۲۴۔	۲۴۔ حضرت علی
	شجرہ ملا	(تیسری شجرہ)
		(شجرہ ملا)

شاہ سالار مسعود غازیؒ

(شجرہ نسب ص ۴۲)

حضرت علیؑ نے اپنے فرزند ولید محمد بن حنفیہؒ کو ایک فرقہ مع اکثر دلدل و ذوالفقار عطا فرما کر اپنا بائیں منہ فرمایا۔ محمد بن حنفیہؒ کے فضائل و کمالات کراچی کی کتابوں میں درج ہیں بعض روایات کے مطابق حضرت امام حسینؑ نے بھی فرقہ خلافت عطا فرمایا تھا۔ محمد بن حنفیہؒ کے دو فرزند تھے۔ ۱) شاہ عبداللہ غازی ۲) شاہ عبدالفتاح غازی شاہ سالار مسعود شاہ عبداللہ کی اولاد میں ہیں جبکہ شاہ عبدالفتاح کی اولاد میں خواجہ احمد گیسو درازیؒ و مرشد اہل ترک شاہ ولایت ترکستان مشہور ہیں۔ سالار مسعود غازی کی والدہ کا اسم گرامی ستر معنی ہے جو سلطان محمود غزنوی کی ہمیشہ تھیں۔ سالار غازی حضرت علیؑ کی پندھویں پشت میں تولد ہوئے تھے۔

سالار شاہ غازی ۱۱۳۵ھ میں لشکر ہزار کے ساتھ غزنی سے تھلہ تشریف لائے پھر تھلہ کی راہ سے اجیر پہنچے۔ یہیں ۱۱۳۵ھ میں کوشینہ بوقت صبح صادق سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی۔ جب چار سال کے ہوئے تو سید ابراہیم نے بیہ اللہ طبرستانی۔ دس برس کی عمر سے عبادت الہی اور شب بیداری کا فدیہ پیدا ہوا۔ ۱۱۳۵ھ میں سلطان محمود غزنوی کا لشکر سوات پر حملہ آور ہوا جس میں سالار شاہ غازی، خواجہ ابو محمد شمسؒ اور ولی مفت حضرت کا کوٹے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے۔ ۱۱۳۵ھ میں جب آپ ۱۸ سال کے ہوئے تو اسلامی لشکر کے ساتھ چناب کی غرض سے پہلے پنجپے۔ ہندو راجاؤں کا پیام آیا کہ یہاں سے چلے جائیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ایک عادی ملنا تیار کیا جائے لیکن کفار دلائی نہ ہوئے چنانچہ لشکر اسلام امد کفار کا مقابلہ ہوا۔ پہلی جنگ جس کے سالار سیف الدین تھے سالار مسعود کے ہاتھ ہوئی۔ اس جنگ میں ہندوستان کے ۱۱ ہندو تاجداران ہند شریک تھے۔ فوج کی قلعی تعداد ہونے کے باوجود دوسری جنگ میں بھی مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی لیکن تیسری جنگ میں آخری فیصلہ کن لڑائی کے لیے ہندوؤں کا عظیم لشکر اجتماع ہو گیا۔ ہندوؤں نے آخری دم تک لڑنے کی قسم لی کہ کبھی تھی۔ آخری جنگ کا جب آغاز

ہوا تو میر نصرت اللہ کہ سینہ اور میاں وجہ سالار کو میرو کی لکان دی گئی تھی اور خود سالار غازی قلعہ میں رہے۔ گھمسان کا رن پڑا۔ سید نصرت اللہ مرغیہ کو لکی میں شہید ہو گئے۔ میاں وجہ مرغیہ جوت میں شہید ہوئے۔ وہ بیٹہ کے نام سے آج بھی مشہور ہیں۔ جب اسلامی قوت کے بڑے بڑے سردار شہید ہو گئے تو سالار سیف الدین کو مدد کے لیے مجرگیا گیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے تو مسلمانوں پر مایوسی بھانے لگی۔ ۱۲۱۰ء وجہ ۲۲۷ھ کو پھر حشر میں ہوا اور طرف مقتولین کے مری سر تھے۔ سالار مسعود غازی شہید یو نامی ہند کے تیر سے زخمی ہو کر شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ آپ کا مقتدر سکنہ مدولانے نے آپ کو گھوڑے سے اتارا اور ایک وقت کے نیچے مریباک کو اپنے فائزوں پر کھلا کر بے ساختہ رونے لگا۔ اسی جگہ آپ کی تھپیڑ و تکفین عمل میں آئی۔ سکنہ رو رو لے کر بھی برابرین دفن کیا گیا۔

دلی کا بادشاہ قزو شاہ تعلق آپ کا بڑا مقتدر تھا۔ چنانچہ روایت ہے کہ جس وقت بادشاہ کو شعلہ کا معرکہ پیش کیا اس کی والدہ نے نیت کی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اس ہمہ گیر کیا یا ہو گیا تو وہ سالار غازی کے مزار کی زیارت کے لیے پہلے ہی جائیں گی۔ اس معرکہ میں قزو شاہ تعلق کا کیا ہوا تو اس وقت کے کامل بزرگ سید امیر شاہ پہلوانی کے ساتھ زیارت کی غرض سے پہلے ہی گیا اور وہ پڑھ پڑھاتے ہی سایہ راہ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ سالار غازی قلعہ دن نکلانقتا شعلہ تشریف لے گئے اور قتال وقت واپس تشریف لائے۔ بادشاہ نے وجہ روز نامہ دیکھا تو سوچ کر کہ کی وہی تاریخ تھی نسیان کا وہی وقت تھا۔ بادشاہ متبرہ کے دروازہ پر روک کر دوسری کرامت کے بارے میں دریافت کیا تو امیر راہ نے جواب دیا کہ اس سے بڑی کرامت ہوگی کہ تم بادشاہ کے سلطان اور مجھ ساتھی درباری کر رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ اور قیادہ مقتدر ہوا۔ مقتوب القراہیج کے مطابق سلطان دہلی آیا اور ۱۲۱۵ء میں قواسم کو تخت پر بٹھا کر خود مرغیہ کے گروہ میں شامل ہو گیا اور سالار غازی کے عرس کو دعوت سمجھ کر بند کرانے کی بیت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور بگ زیب عالمگیر حضرت مسعود کو ساتھ لے کر پہلوانی آیا اور میلہ بند کرنا چاہا مگر نیل

ملہ سید سالار مسعود غازی ص ۱۲۰ یا ۱۲۱

ملہ کچھ بنیو پڑی آت پہاڑا زفا کٹر سید حسنہ مسکری جلد دوم حصہ اول ص ۱۲۲ (۵۰۱۲۲)

ہندو ہوسکا۔

نوٹ: (۱۲) امیر خسرو نے تحریر کیا ہے کہ سالار مسعود ایک تاریخی شخصیت اور شہید سالار تھے۔ (اعجاز خسروی بر ۱۵۵)

(۲) سالار مسعود قزاقی شہید کا مزار بہرائچ میں ہے کفار سے جہاد کے دوران وہ آگے بڑھتے بڑھتے غلہ سالار چھپرہ بہار تک پہنچ گئے تھے۔



شیخ آموں و شاہ مبارک ارزانیؒ

(شجرہ نسب ص ۴۴)

اس خاندانہ کا مولود مسکن و مستحان تھا۔ اسی خاندان کے ایک بزرگ شیخ عبدالرحمن چرموی نے چرمیہ کی حکومت اختیار کی جو گیسو کے نزدیک ضلع غازی پور صوبہ یوپی ہند میں واقع ہے۔ حضرت آموںؒ اسی خاندانہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد شاہ ابراہیمؒ ت اہل و عیال موضح چرمہ کے قتل مکانی کر کے موضح چروایاں، چتر موہ جہاں میں حکومت پذیر ہوئے۔ اس موضح کا نام ابراہیم پور چروایاں رکھا گیا۔ حضرت آموںؒ شیخ شرف الدین عیسیٰ مینویؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے غزوہ مالک سے کسب فیض کیا اور بیعت، خلافت و اہواز حاصل کی۔ اس خود میں صوبہ بہار کا حاکم یا عامل کا ٹکڑا تھا (تنگہ) نو مسلم تھا۔ حضرت آموںؒ کا وصال بروز جمعہ ۱۲ شعبان ۸۹۹ھ کو ہوا۔ آپ موضح ابراہیم پور چروایاں میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار موضح خلافت ہے۔

حضرت آموںؒ کے فرزند کا اسم گرامی شیخ ارزانیؒ تھا جو اپنے والد محترم کی وفات کے بعد سہ ماہہ فقیہ ہو کر شیخ ارزانیؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔ شیخ ارزانیؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند واپس شاہ مبارک کو خاندانی سہاگوگی ملی۔

خواجہ فضل علی شاہ قریشی

ان کے آباؤ اجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے منہ آئے وہاں سے میاؤں کی جا کر آباد ہوئے۔ دارو پور سے ہونے کے سبب اس بستی کا نام داروخیل ہے۔ کچھ اعزہ و آقاؤں کا آبادی میں سکونت پذیر ہوئے تاشی عباسی ہیں قریشی کہلاتے ہیں ولایت ۱۲۸۵ھ میں واقعہ خیل میں ہوئی مسکین پر عثمان میں ملان ہیں۔

صوفی محمد طیب نقشبندی

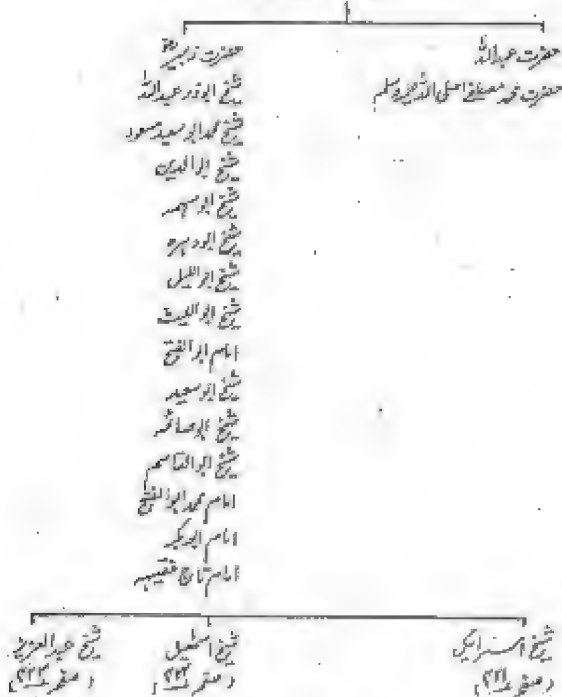
صوفی طیب کے والد بزرگوار کا اسم گرامی ملا فقہ حاجی تاجی ترقی محمد تھا۔ وہ نقشبندی سلاسل سے منسلک تھے۔ اگرچہ مرزا توحید دگر کی صبیح میرزا غلام میں ۱۹۳۳ء میں ولادت ہوئی۔ میرزا گل دگر میں قائم مقامی محلہ میں قیام پذیر ہیں۔ یہاں ان کا آستانہ فیضان عالم کا گہوارہ ہے۔ راقم کو متعدد بار شرف ملاقات حاصل ہوا۔ بڑے مہربان بزرگ ہیں۔ شجرہ کی رو سے یہ انصاری القصب ہیں۔

شجرہ طریقت نقشبندی شجرہ طریقت
صوفی طیب قادری نقشبندی صوفی طیب
میر میر عبدالحق میر میر عبدالحق
خواجہ عبدالحق نقشبندی فضل علی شاہ قریشی
خواجہ مظفر دہلوی سراج الدین
سایس نوکل شاہ خواجہ عثمان دہلوی
قادر بخش جہاں خیل درخت محمود ہمدانی
حاجی الزم شاہ احمد سعید دہلوی
حاجی محمود عالم ابو سعید احمد دہلوی
شریف دوستی عبداللہ شاہ مجدد
مولانا ابو سعید دہلوی مظہر جان جاناں
خواجہ غلام علی شاہ نور محمد دہلوی
میرزا جان جاناں محسن دل دہلوی
سید شمس الدین سیف الدین سیف
نور محمد خواجہ معصوم
سیف الدین سیف محمد الف ثانی
میر معصوم باکان محمد الف ثانی
خواجہ باقی باللہ خواجہ گل علی دہلوی
شیخ زاہد
عبد اللہ احرار
یحیٰی چرخ
علامہ الدین جاناں
سید بلال الدین نقشبندی

باب ۱۴ مشائخ و عارفان

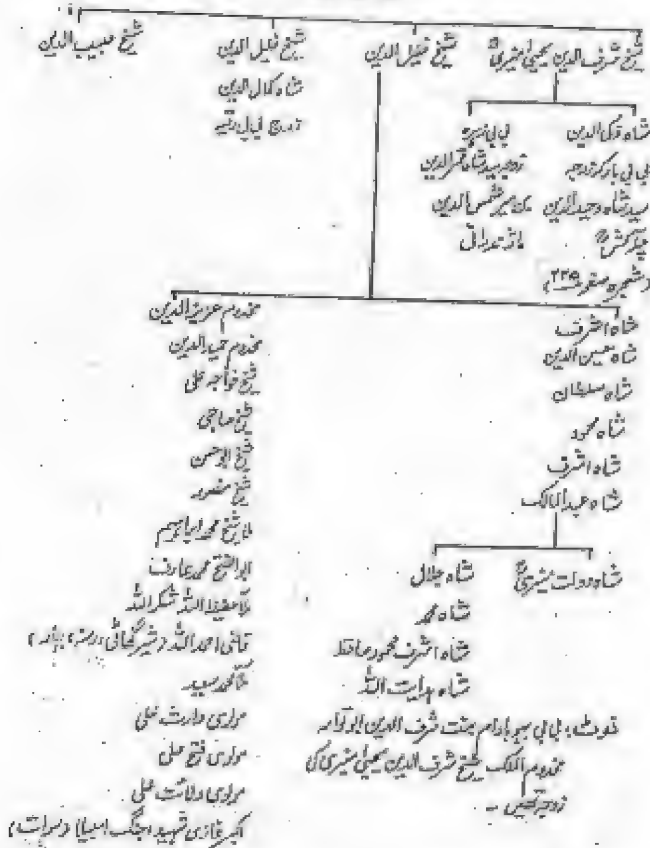
شجرہ نسب امام تاج فقیہہ زمیری ہاشمی مکیؑ

محضریت عبدالمطالع



اولاد شیخ اسرائیل منیر شریف بہار

شیخ یحییٰ امیریؒ



حکومت ملوکہ صفا

اولاد شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقہیہ

(۴۲۲)

شیخ سلطان لنگرہ میں	محمد دوم شہزاد الدین
شاہ عظام اللہ	محمد دوم بطلان میری
شاہ تاج الدین	محمد دوم شیخ شعیب شیخ پوروی
شاہ عبدالکاک	محمد دوم شاہ مظفر
شاہ عبدالغنی	محمد دوم نظام الدین
شاہ عبدالواب	بندگی شاہ فیروز
محمد دوم شیخ احمد	شاہ جلال نضر الدین
محمد دوم شاہ احمد	
شاہ حسین اللہ	شاہ عبدالقادر
دوران تاج الدین احمد	شاہ نور الدین
شاہ عنایت اللہ	شاہ محمد آگاہ
شاہ محمد اللہ	شاہ تواب علی
شاہ امین اللہ	سینئر گمیری
شاہ ہدایت	شاہ برہان مظفر
شاہ حسین الحق بھٹپ	شاہ شرف الدین احمد
شاہ غفر الحق	شاہ نجم الدین فرودی
بی بی درینہ نودجہ	
بادی حسن خاں	
(نولہ گیارہ)	

تذکرہ مخدوم شیخ شرف الدین بنیری

(شجرہ ص ۳۶۱)

۱۹	شرف الدین بنی	مخدوم صاحب کی ولادت منیر شریف بہار میں ۲۹ شعبان
۱۸	خواجہ نجیب فروزی	۱۹۶۱ء میں اور وفات ۵ شوال ۱۳۸۱ء میں بہار خانقاہ میں ہوئی
۱۷	دکن الدین	ولادت کے وقت دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمد تھا۔ اور وفات
۱۶	نجم الدین گبرنی	کے وقت سلطان فیروز شاہ تغلق کا زمانہ تھا۔ آپ سید بہا الدین
۱۵	ضیاء الدین ابو نجیب	پیر گجرات (دگاہ چٹل) کے نواسے تھے جو جعفری سید تھے نسب
۱۴	وجید الدین ابو حفص	پدری کی دوسرے زبیری لاشمی اور جعفری رسالت آپ کے این
۱۳	خواجہ محمد	عم کی اولاد تھے۔ آپ کے دادا شیخ اسرائیل کے والد مولانا تاج
۱۲	عبداللہ عربیہ	فقیہ بیت المقدس سے آکر شیر محل پٹنہ صوبہ بہار میں ہوئے
۱۱	خواجہ احمد سپاہ دہلوی	تھے۔ زہد و تقویٰ اور علم میں یہ خاندان شروع سے ہی ممتاز رہا
۱۰	خواجہ رشاد علو	ہے۔ بچپن میں آپ کی تعلیم گھریبی ہوئی۔ آپ نے علم سنی ہی میں
۹	خواجہ جنید بغدادی	مفتاح اللغات کو حفظ کر لیا۔ جب شہر کو پہنچے تو آپ نے اس
۸	خواجہ بسری قطعی	وقت کے جید عالم دین مولانا شرف الدین ابو تراسہ بناری سے
۷	خواجہ معروف کرچی	علوم عالیہ بری و باطنی حاصل کیے۔ ابو تراسہ نے اپنی دختر ہو با دام
۶	امام علی رضا	کو اپنے ہونہار شاگرد کی زوجیت میں جسے راجہ سے شاہ
۵	امام موسیٰ کاظم	ذکر الدین سے تسلیم چلی۔ آپ اپنے چڑے برادر شیخ علی کے
۴	امام جعفر صادق	ہمراہ خواجہ نظام الدین اولیاء کے پاس تشریف لے گئے انہوں
۳	امام باقر	نے شیخ نجیب فروزی کے پاس بھیجا جن سے آپ نے فربہ
۲	امام حسین	بیعت حاصل کیا۔ آپ کی عیادت و زیارت اور رشد و ہدایت
۱	حضرت علیؑ	

ملا بزم صوفیہ ص ۳۵۰ و تاریخ بادشاہ گیارہ ص ۶۱۵ و اعیان دکن ص ۳۱۱ و ملا بزم صوفیہ ص ۳۵۰

کا شہرہ ایران سلطان ملک پہنچا۔ سلطان محمد تغلق نے چتر خانقا میں بنوادیں۔ ان کے مریدوں
کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ حضرت مخدوم کی ناز خانہ حضرت سید اشرف جہانگیر سنائی
نے بڑھائی۔ حضرت مخدوم کی تصانیف مشہور ہوئے ہیں۔ اسکا لیکن مشہور حسب ذیل
ہیں۔ مکتوبات ہمدانی، دروہدی، بہشت و بہشت۔ و عدن العالی۔ نئے المعانی، راحت القلوب
غزالی پر نعمت، مونس المریدین، تحفہ غیبی، فوائد رکنی، عقائد شرق، اجوبہ۔ اجوبہ قادیان۔
اور ادا وسط، فوائد المریدین، رسالہ اشادات، رسالہ کیمہ۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ
الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ
الْقَدِیْمُ وَالْجَدِیْدُ
الْحَقُّ وَالْكَلِمُ
الْمُتَعَبَّدُ لِلْاَمْرِ
وَالْاَمْرُ لِلْاَمْرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



مولانا دلائت علی زبیری صادقپوری (شجرہ صد ۳۱)

مولانا دلائت علی زبیری صادقپور پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ اس قصہ کو انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں مسمار کرادیا۔ مولانا دلائت علی زبیری امام تاج فقیہہ کی اولاد میں تھے اور...
مخدوم الملک شرف الدین بیکینیاندری کے ہم جہ تھے۔ اس خاندان میں کثرت سے علماء و گزیرے
ہیں چنانچہ علامہ صادقپور بہت مشہور ہیں۔ سید احمد شہید بریلوی حج سے واپسی پر حبیب صادقپور
تشریف لائے تو مولانا دلائت علی بھی ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ سید احمد بریلوی
مولانا دلائت علی اور مولانا عنایت علی اور مولوی شاہ محمد حسین کو اپنا خلیفہ متعین کر کے جہاد پر
دوانہ ہو گئے۔ سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کی شہادت کے بعد ان دونوں نے تحریک
جاری رکھی۔ دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ وہ گرفتار ہو کر چبھتے آئے۔ مولانا دلائت علی علیہ السلام
میں انتقال فرما گئے تو ان کے بھائی مولانا عنایت علی تحریک کے سربراہ ہوئے۔
۱۸۵۷ء میں جن کو مولوی احمد صادقپوری اور مولوی شاہ محمد حسین تحریک میں شامل ہونے
کے مقبلاً گرفتار کر لئے گئے۔

مولانا دلائت علی کے صاحبزادہ عبداللہ شاہ بخاری زبیری صادقپوری جنگ امبیلہ
(سوات) میں سید احمد شہید بالاکوٹ کی قریح کے سپہ سالار تھے جنہیں ملتان میں خانہ میں
انگریزوں نے تختہ دار پر چڑھا دیا۔

مولانا دلائت علی زبیری صادقپوری صاحب تصنیفات بزرگ تھے ان کی چند تصنیفات

درج ذیل ہیں۔

- (۱) رسالہ دعوت (۲) رسالہ سیر الصلوٰۃ (۳) رسالہ شجرہ باشرہ (۴) بنیان الشریک (۵)
- رسالہ بدعت۔

مشائخ زبیری مکی ہاشمی منیری شیخ شاہ اسماعیل زبیری مکی ہاشمی (ضمیمہ صفحہ ۴۳)

مخدوم شیخ اسماعیل امام محمد تاج نقیبہ تاج منیر کے فرزند تھے۔ امام تاج نقیبہ
یروشلم میں اٹھیل کے رہنے والے تھے۔ ان کی پہلی زوجہ کے بطن سے دو فرزند تولد ہوئے۔
(۱) مخدوم شیخ اسماعیل (۲) مخدوم شیخ اسماعیل زوجہ اولی کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی
سالی سے عقد ثانی کیا جن کے بطن سے شیخ عبد الغفر تولد ہوئے۔

روایت ہے کہ حج کے دوران امام نے جب مدینہ منورہ میں روئے افریقا پر ماضی
دی تو آپ کو بشارت ہوئی کہ میری حضرت صوفی مومن عارف مکی کی مدد کریں۔ حسب ہدایت
آپ اپنے اصحاب کے ساتھ عازم منیر ہوئے تو منیاری کا ہندو راجپوت راجہ ایک لشکر
جوار کے ساتھ مزاحم ہوا آپ نے کفار کا سخت مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش دی
آخر کار راجہ مارا گیا اور منیر پر آپ کے اصحاب کا قبضہ ہو گیا۔ ہم کے فاتر پر آپ نے اپنے
بڑے صاحبزادہ مخدوم اسماعیل اور شیخ عبد الغفر کو جنوبی ہمار میں دین کی تبلیغ کا کام سپرد
کیا۔ شیخ اسماعیل کو آپ نے عبور دیلے گئے شمالی ہمار تربت کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے
بھیجا اور خود واپس یروشلم چلے گئے۔

تاریخ سے پتا چلتا ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے ۱۲۹۶ء میں مخدوم شیخ اسماعیل
کی سرکردگی میں ایک لشکر درجہ کو فتح کرنے کے لئے بھیجا جو چند روزہ گھوڑسواروں پر مشتمل
تھا لیکن مسلمانوں کا یہ لشکر سستی پور کے نزدیک "سکری" کے مقام پر ہندو راجہ کی فوج سے شکست
کھا گیا۔ دوسرے سال ۱۲۹۷ء میں شاہی لشکر شیخ اسماعیل کی سرکردگی میں پھر روانہ ہوا اس
دفعہ راجہ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ اسے پانچولاں دہلی دربار میں بھیجا گیا جہاں اس نے اطاعت

دلا کہ سلطان اب ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱

قبول کر لی۔ اور ایک مہاجرہ کے تحت اس کی سرور و فی سلطنت واپس مل گئی۔ سلطان دہلی نے
اسے ہندو افواج کا سپہ سالار مقرر کیا بعد ازاں راجہ سلطنت دہلی کے لئے بہت مشغول ثابت ہوا۔
آپ کی پڑ پتی فیاضی سعد علی خان شیبہ شہنشاہ کی والدہ تھیں جن کا سزاوہ بیٹا تو رام ہے۔ آپ کی
اولاد میں سلاسل شطاری کے شاہ ملا جگالی و شاہ قاضی شطاری اور مخدوم اویس شیبہ شہور میں۔
مخدوم حسین کا سزاوہ بیٹا درگاہ در بگتہ میں ہے۔



تذکرہ شیخ علاء بنگالی، شیخ فاضل شطاری اور شیخ ہدایت اللہ مسرت

(شجرہ ص ۳۲۲)

شیخ محمد علاء بنگالی ایہ شیخ فاضل شطاری کے والد تھے اور شیخ فاضل محمد بن عبد اللہ شطاری کے مرید اور خلیفہ تھے۔ شیخ علاء کو ریاضت، عبادت، مراقبہ اور شاہد سے میں بڑا کمال حاصل تھا اور ان پر وجدانی کیفیت برپا تھی۔ شیخ علاء بنگالی ماثر (شاہ بابا) بنگال میں رہ گئے اور ان کے فرزند شیخ قاضی فاضل شطاری بہار والے بن گئے۔ شیخ علاء بنگالی صاحب دلاوت، حرمت بہار میں مشہور ہیں۔

خواجہ فیض اللہ قاضی فاضل شطاری قاضی فاضل شطاری کی ولادت، ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ

میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم خاندان میں حاصل کی۔ آپ کا عقد مید زادہ شاہ بن شاہ بڑھے چشتی کی صاحبزادی سے ہوا۔ گلزار ابرار کے مطابق سید نامہ شاہ بڑھے چشتی کے فرزند تھے۔ شاہ بڑھے چشتی کے والد کا نام حسن بن جلال تھا۔ آپ کا مناز قصیدہ یا ضلع ساران بہار میں ہے۔ وہ شیخ محمد علی جو پوری کے خلیفہ تھے۔ دو واسطوں سے نصیر الدین چراغ دہلوی تک شجرہ طریقت طافا ہے۔ ساری عمر مراقبہ میں گزار دی۔ مولانا امیر قاضی فاضل کے موقوفات کا مجموعہ ہے۔ آپ کے داماد علی بن محمد نجف ہیں۔ ۲۰ سال تک شطاریہ سلاسل کی اشاعت کی۔ آپ کا احوال ۴۴ یا ۲۴ شوال ۱۲۹۵ھ میں ہوا۔ آپ کا مناز دیشالی بنیاں بڑھے ضلع مظفر پور بہار میں مرجع خلافت ہے۔ ابوبک کا بیٹا شیخ ابراہیم، علم منیری، سید علی بدایونی، شیخ رکن الدین انیسویہ سید نامہ، شیخ ابراہیم اور لیس سار گاؤں اور شیخ عبدالوہاب آپ کے مشائخ تھے۔

شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ مسرت آپ شاہ فاضل کے چھوٹے فرزند تھے۔ ولادت ۱۲۹۵ھ میں ہوئی۔ بارہ سال کی عمر میں علوم مقبول و مستقول اور تمام علوم عوامیہ و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے۔ استاد کے حکم سے دو سال درس بھی دیا۔ ۵۰ کن میں جو والد سے ملی تھیں

اور وسیلہ مشرق و مغرب، دولت صریح تا ۷۰ تذکرہ صرفیاں بنگال ص ۳۳۹

علماء اور علماء میں تقسیم کر دی اور والدہ سے عرض کیا کہ مجھ کو علم باطن کا شوق ہے۔ والد نے
 طے کے روزے رکھوائے اور اٹھارہ سال کا عمر میں خلافت عطا کی۔ وصال ۹۴۲ھ میں ہوا
 حاجی حمید الدین آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ کے فرزند رکن الدین چنچوسی ۹۵۲ھ فتح بنگال
 کے وقت ہمایوں بادشاہ کے ساتھ تھے۔ مگول حاجی چورپار میں مقبرہ ہے۔



مولانا عید الشکور منیریؒ

(شجرہ ص ۴۳۶)

شجرہ طریقت

مولانا عید الشکور منیریؒ

دلیان محمد رشید چشتی

شاہ بدر عالم پدر

شاہ ابوالقاسم

غلام نقشبندی کھنوی

میر محمد شفیع

مولانا پیر محمد کھنوی

سید عبدالرشید سیاح

شیخ دانیالؒ

مخدوم شیخ داؤد

شیخ یوسف میری

مخدوم عبدالدین راجو

مخدوم جہانیاں جہان گشت

آپ کی ولادت سن ۱۱۸۵ھ میں منیر میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم منیر

جی میں حاصل کی۔ اساتذہ کرام میں خواص بخاری توحید، دیوان محمد رشید

چشتی قادری جو پوری کے حالات گنج اور شری میں مذکور ہیں۔

دیوان جی سے بیعت ہوئے۔ ایک بار دیوان جی کے ساتھ پورہ گئے

محمد رشید خاں ماکم پورہ دیوان جی سے بہت محبت رکھتا تھا ایک

دن ان سے اسم اعظم اور اس کے خواص پوچھنے لگا۔ اسم اعظم

وہ اسم ہے جس کا جاننے والا استیجاب اللہ عز و جل ہو جاتا ہے۔

یہ ہر اہل دانا اہل معرفت کے چیز نہیں ہے۔ دیوان جی نے ملتے ہوئے

کہا تاکہ دل شکستہ نہ ہو۔ اس کا قسمی نہیں ہوئی۔ بار بار استفادہ پر

جواب دیا کہ اس کا جواب یہاں عید الشکور دیں گے۔ انہوں نے

کہا کہ یہ علم صوفیاء و بدر شکر کا کثرت عبادت اور ریاضت سے

حاصل کرتے ہیں اور تم اسے اتنے آرام سے حاصل کرنا چاہتے ہو

حاکم محسن کو خاموش کر گیا۔ مولانا عید الشکور دیوان جی کے خلفاء

میں سب سے ممتاز تھے۔ وہ منیر سے جو پورہ راستہ تک پہنچا اور

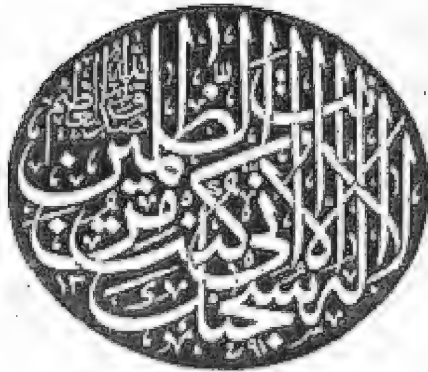
جاتے۔ گنج اور شری میں ہے کہ شاہ نواز خاں کو مولانا عید الشکور سے بہت محبت تھی۔ ایک

دن دونوں کی ملاقات ہو گئی۔ شاہ نواز خاں اپنی پاکلی پر بیٹھا کہ ملکہ جو پورہ تک لے گئے اور شری

قیمت جواہرات پیش کیے۔ میں میں ایک بہت بڑا ہیرا جس کی شمع دور تک جانی تھی دکھایا جس

کی قیمت اس وقت ستر ہزار روپے تھی۔ مولانا نے فرمایا اسے بیچ کر بھوکوں اور غریبوں میں تقسیم کر دو۔

مولانا عبد الشکور منیری جو تھی پشت میں نامنی ملا غلام یحییٰ بہاری بارہوی قولہ ہوئے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں کہ مولوی غلام یحییٰ نے "میرزا ہار" پر حاشیہ لکھا، ادھر مسک درج دی رکھتے تھے جب کہ مجدد الف ثانی شہودی تھے۔ غلام یحییٰ کی وفات ۱۳۸۵ھ میں ہوئی۔ لکھنؤ کے محلہ دائرہ پیر محمد لکھنوی میں مدفون ہیں۔



تذکرہ مخدوم شیخ عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ دینی و مفسر فیاض الدین

(شجرہ ص ۳۲)

مخدوم عبدالعزیز بن امام تاج فقیہہ کے دو فرزند تھے (۱) مخدوم شیخ ضیاء الدین (۲) مخدوم سلیمان لنگر دیہا۔ جن کی اولاد نوآبادہ، پاٹڑہ اور سارن میں نوآباد ہیں۔ شیخ ضیاء الدین میرزا کے فرزند مخدوم شیخ جلال الدین منیری قولہ ہوئے جن کے فرزند شیخ ضعیف کا مزار موضع ضیعیہ ضلع مرہٹہ بہار میں مرجع خلافت ہے۔ ان کی اولاد حسین آباد منوچھر میں آباد ہیں۔ نواب نادرگان ترچہ مخدوم جلال الدین منیری کی اولاد ہیں جو مسک امامیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی اولاد درمسکوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسک حنفیہ کے پیر و کاد زیادہ تر بیگہر، ہٹانا اور عبور دریائے گنگا یعنی تربہت کے علاقہ میں آباد ہیں۔ مخدوم سلیمان لنگر دیہا کا عقد بی بی بدرہ کمال سے ہوا۔ سید شہاب الدین پیر جگجوت (جھلی) کی دختر تھیں جن کے بطن سے مخدوم عطاء اللہ قولہ ہوئے جن کی اولاد میں بی بی مدینہ زورہ نواب بدکا حسن خان نوآبادہ بہار میں سار ایک دختر بی بی بھالو کا کوئی قولہ ہوئیں جو پیر جگجوت کی نواسی تھیں۔ اپنا دختر بی بی بھالو کا کوئی کا عقد مخدوم سلیمان لنگر دیہا نے مخدوم سید حسام الدین بلسی سے کر دیا جن سے مخدوم سید غریب اللہ حسین دھکا پویش اور ایک دختر بی بی معصومہ قولہ ہوئیں بی بی معصومہ کا عقد سید علی ابدال جعفری شاہ گوڑ (بنگالہ) سے ہوا جن سے سید احمد شاہ ابدال پیدا ہوئے۔

تذکرہ شیخ شعیبؒ

(شعبہ ص ۳۲۷)

سجادگان آستانہ شیعہ شیخینورہ

۱ شیخ شعیب جلال میری تعلیف

۲ مخدوم شاد مظفر - سجادہ

۳ مخدوم نظام الدین

۴ شاہ فیروز

۵ شاہ جمال

۶ شاہ عبدالفتاح

۷ شاہ نور الدین

۸ شاہ محمد آگاہ

۹ شاہ تراب علی

شاہ جمال علی مفتی بھائی دھار

شاہ برکات الدین مظفر سجادہ نشین لائٹ

شاہ شرف الدین احمد (ای)

شاہ نجم الدین احمد فردوسی

مخدوم شعیب جلال الدین میری شیخینوری حضرت تاج فقیہ

کے پرچستے تھے۔ مریض کیا نرائ میں ملائے جہیں ولادت

ہوئی۔ ۸۲۷ھ میں وصال ہوا۔ شیخینورہ میں جامع مسجد

سے متصل ان کا مزار ہے۔ چھ یا سات سال کی عمر میں

والد بزرگوار مخدوم جلال الدین رحلت فرما گئے۔ شعیب

جوانی کو پہنچے تو زمانا کا ارتقا ہو گیا۔ ذوق میری اللہ

بھی بڑھتا گیا۔ راجستھان میں مخدوم شرف الدین بہادرؒ

کے آستانہ میں چلکے ہوئے۔ رفتہ رفتہ آپ کی ولادت

کا شہرہ ہونے لگا۔ ہر لڑکے جھنگڑوں میں گوشہ نشین ہو

گئے۔ آپ نے دامن کوہ میں شیخینورہ آباد کیا جہاں

آپ اپنے قیام کیا اسے سکونت محلہ کہتے ہیں۔

جب مخدوم شرف الدین بچپن میں میری کا وصال ہوا تو

وصیت کے مطابق غرقہ دستار شیخ شعیب کو عطا

ہوا۔ آٹھ پیشگوئیں تک خانان میں سجادگی رہیں۔

بعد ازاں چار پیشگوئیں سے سجادگی دالدار اور بھائی

جمال علی مفتی (کبرہ) کے خانان میں چلی آ رہی ہے۔ شیخینورہ کے کوسار سے جویشہ رشید ہائے

کامپوٹا اس کی لہریں دور دور تک پہنچ گئیں۔ مریدان یمن، حجازہ ایران اور افغانستان سے

شیخینورہ آئے۔ ان کے درس و تدریس اور قیام و طعام کے لیے ایک بڑا دارالافتاء

تیار کیا گیا جہاں ہزاروں طلباء قیام کرتے تھے۔ لیکن اب ان کے نام و نشان بھی نہیں ملتے۔
 ان کی ولایت کا شہرہ جس کو ادین سے مید جان جا چیز ہی بھی حلقہ ارادت میں داخل ہونے پر غرض
 یہ کہ شیخ پور سے خلافت دیرہ، بھاگلپور، کھن پور، ہونگیر، لکھ پوریاں، راجگیر
 اور میراد پور گجرات اسی سلسلے کے ایک بزرگ شاہ محمد منعم بھی گذرے ہیں جن کا
 لقب "پاکباز" تھا۔ اطراف میں فیض رساں بزرگ کی حیثیت سے شہرہ تقاریر شریف
 جلال شیعہ پوروی کی تصنیف "مناقب الامامین" ایک شہرہ آفاق مقبرہ یافتہ ہے جس کا
 اردو ترجمہ سید ابوصالح محمد یونس نے کیا۔
 آخری سجادہ نشین شاہ نجم الدین احمد فروسی کی تصنیف "حیات نبات" ہے

علامہ عبدالقدوس ہاشمی ندوی

مولانا عبدالقدوس ہاشمی ایک عالم دین، محدث، مفتی، دانشور اور سیرت نگار تھے۔ وہ اپنے وقت کے بے مثال خطیب اور ماہر قرآن و حدیث تھے۔ وہ علامہ سید سلیمان ندوی دہلیوی کے شاگرد و رفیق بھی تھے۔ مولانا عبدالقدوس خاندان پر مشتمل کیا، بہار میں ۲۶ جون ۱۹۱۸ء مطابق ۱۳۳۹ھ کو تولد ہوئے۔ ان کے والد بزرگوار مولوی اوسلا حسین محدث دہلوی (متوفی ۱۹۹۱ء) اپنے ہی گھرانے کے مشہور محدث، شیخ الحدیث علامہ تقی حسین دہلوی کے شاگرد و رفیق اور مولوی عبدالاحد قاسم خاندان خاندان خاندان کے بھائی تھے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ اذرا العلوم، گیاس سے حاصل کی۔ پھر مدرسہ عالیہ یوشلی اعظم گڑھ سے درسی نظام کی تکمیل کی۔ بعد ازاں کھنجر میں دارالعلوم ندوۃ العلماء سے فاضل کی سند حاصل کی۔ جامعہ پنجاب سے فاضل ادب ہوئے اور انگریزی تہذیبی عربی ہندی اور سنسکرت میں دوسری حاصل کی۔ ریاست رام پور لاہوری اور کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں ماہر مخطوطات کی حیثیت سے شاندار خدمات انجام دیں۔ حیدر آباد دکن میں انجمن اتحاد المسلمین کے سرکاری متبادل پارلیمانی بورڈ کے صدر بھی رہے۔ روزنامہ "انوار" اور "حققت" نامی البلاغ، جدیدہ جاری کیا۔ وہ عالم اسلام اسلامی کے رکن اور تحریک کے قائدین کی حیثیت سے بھی روشناس ہوئے۔ بعد ازاں وہ الجمع الفقہیہ، پاکستان کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ جس میں مسما: عالم دین مولانا ابوالحسن علی ندوی بھی شامل تھے۔ مرتبہ دم کبھہ ملک گیر اور عالمی اداروں سے باقاعدہ وابستہ رہے۔ جس میں مقرر العالم اسلامی، الجمع الفقہیہ، سعودی عرب اور اردو صحیفہ جہان اسلام، اسلامیہ اسلام آباد، کراچی، پاکستانی سنی کونسل آف پاکستان، انجمن کیشل کالونز اور سید سلیمان ندوی انجمن کیشل کلابز دکن میں وہ قلمی و تحریری اور تاریخی خلافت اسلامیہ میں سرگرم کارکنوں کے صف میں تھے۔ مولانا سید عبدالقدوس ہاشمی ۱۹۹۱ء میں کراچی میں وفات پائی گئے۔

تصانیف: (۱) قلمی و تاریخی دور: تاریخی خلافت اسلامیہ (۲) ہمارا دسم الخط (۳) کتاب زندگانی (۴) تقریر تاریخی (۵) فرنگ پارسی (۶) فیصد ہندوستان (۷) المرشد الامین (۸) جملہ الکلام (۹) انوار چھین (۱۰) تشریحات پاکستان (۱۱) مسابحات پاکستان (۱۲) محارون پاکستان۔

(مسل شریعت ہمارا دسم ششم ۱۹۹۱ء)

شجره طریقت پهلوانی شریف

شهابیه مهر و دیاریه عشقیه

شاه مجیب پهلوانی

لا عشق مومنه پهلوانی

لا عبد الله

سید عبدالعزیز

سید شیر محمد

سید عورت الله شاه

سید محمد زاهد

سید محبوب عالم

سید برهان الدین

عبداللہ

سید ناصر الدین محمودی

سید جلال الدین بکرازی

سید احمد کبیر دست

سید جلال سرخ بخارا

سید علی محمد بخارا

سید جعفر

سید صفی الله

سید محمد حمزه الله

سید احمد قبول الله

سید عبداللہ

سید علی اشقر

سید حقیق تانی

ابو اسماعیل ادنی نقی

آفتابیه مهر و دیاریه عشقیه

شاه مجیب الله

شاه سلطان گلینیری

سید آدم بخاری

انام دیا فی عبد الفانی شیخ احمد سرور

خواجہ باقی باللہ بخاری

خواجہ محمد کنگل

خواجہ محمد زاهد

حضرت یحییٰ بخاری

سید بہار الدین آفتابیه

قادر سید بلور سید

شاه محمد بدایین

شاه محمد بخاری

سید مظفر بخاری

سید فضل الله قادری

سید سید قادری

سید شاکر قادری

سید داؤد قادری

سید ابو الفتح قادری

سید بہار الدین بدایین

سید قیص قادری

سید ابو میثاق

سید تاج الدین محمود

سید بہار الدین محمود

سید طلال الدین محمود

سید داؤد

سید عبد الله

سید ابو صالح نصر

سید عبد الرزاق

سید عبد القادر بخاری

تذکرہ پھلوری شریف بہار

موضع پھلوری کسی زمانہ میں بہار راجہ اشوک کاباغ تھا۔ دسویں صدی کے اوائل میں
 دہلی سے خاندان جعفریہ دہلی کے سربراہ اور وہ بزرگ حضرت شاہ محمد سعد اللہ جعفری زبیدی اپنے
 صاحبزادے امیر عطاء اللہ اور موروٹی غلام کے ساتھ پھلوری آئے۔ شاہ سعد اللہ کے والد شاہ
 نفع اللہ پھلوری نسبت سے مخدوم نور الدین ملک یاد پال دہلی کی صاحبزادی کی جہیزیت کا شرف
 رکھتے تھے۔ خاندان جعفری زبیدی ہند کے اکثر شہروں الہ آباد، پھلی شہر (جونیو) امر و بہار
 میں پھلوری، جہاں والں پٹنہ محلہ مظہرہ اور ہند کے باہر غزنی میں جس کی شاخ پھلی شہر پٹی ہے
 اس کے علاوہ عرب کے مختلف دیوں میں جس کا پترہ انساب کی کتابوں سے چلتا ہے پھلیا ہوا ہے
 نوٹ مخدوم نور الدین ملک سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد کے مشہور مشائخ میں سے ہیں
 شیخ عبدالحی محدث دہلی نے اخبار الاخبار میں تذکرہ کیا ہے کہ یہ لاٹھ کے رہنے
 والے تھے پیر کے حکم سے دہلی آئے، ۶۹۵ھ میں وفات پائی مدفون دہلی۔

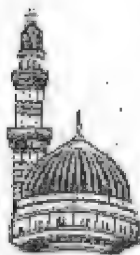
پھلوری کا خاندان دسویں صدی ہجری کے اوائل میں بہار میں آباد ہوا۔ جہاں والں کا
 خاندان ساتویں صدی ہجری میں بہار آیا۔

مولانا محمد سعید نے قطاس السلاخ میں اپنے مکتوب بنام مولانا محمد نعیم فرنگی محل میں تحریر
 فرماتے ہیں۔ محمد سعید بن حاجی منشی داغدا علی بن عمر دواؤں مولوی فقیر اللہ ابواسلمہ جعفر طیار بوط
 آسم عبد اللہ بن عباس بن، عماد الطالب کے مطابق امام بنت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب کا
 نکاح جعفر طیار سے ہوا۔ جن کے پوتے علی زبیدی کے دو بیٹے تھے (۱) محمد الدین الدیکس (۲) ابی

لہ المیان دکن صفحہ ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱،

اشرت۔ اسی لئے ہرزہ نشینی عباسی جزیریت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ محمد اللہ میں رئیس کے بیٹے ابراہیم
اعزالی تھے جن کے بیٹے جعفر السیدی ہیں۔ ان کے بیٹے اسماعیل تھے جو اہل پھلواڑی کے اجداد ہیں۔ انہی اشرت
کی اولاد کا تذکرہ بھی کتاب الانساب میں موجود ہے۔

مور بہادر کے عزیز خانہ لڑائی میں خانہ دانی تاج نقیہ فاتح میرہ شہاب الدین حجرت محمد
اکرم صوفی رشیہ نہایت راسخی، مخدوم سیلیان سنگرز میں کاکری، مخدوم ابراہیم زندہ دل کاکری سے
جعفری زبیدی پھلواڑی کے امیر عطاء اللہ کی اولاد سے ملتا ہے۔
امیر عطاء اللہ ^{۱۹۰۳ء} میں مدینہ رحلت فرما گئے۔ مدینہ منورہ میں متصل پھلواڑی شریفین میں
ہے۔ جہاں ان کے دونوں بیٹے اور پوتے اسماعیل بھی مدفون ہیں۔



مولانا عمار الدین عہد پھلواروی

(مستطاب)

مولانا شاہ عمار الدین عہد پھلواروی ۱۰۹۵ھ میں پھلواروی شریف میں تولد ہوئے اور ۱۱۱۶ھ

میں وفات پائی۔ پھلواروی شریف کا مرکز فیض حضرت سید شاہ منہاج راسخی کا قائم کردہ ہے۔ آپسے
حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بکلی میٹری بہار کے لفظ میں سے تھے۔ پھلواروی شریف کا مرکز
آٹھری مدی ہجری مظاہر چودھری مدی یسوی میں قائم ہوا۔ حضرت عمار الدین عہد پھلواروی
اس سلسلہ کے ترازو قرار میں تھے۔

قول: حکیم محمد شعیب شیخ مدی مرحوم کے گھر میں اس خاندان کے صرفائے کرام کے ملفوظات و ملفوظات
کا گراں مایہ سرمایہ اب تک موجود ہے۔

حضرت بی بی ولیہ

حضرت بی بی ولیہ بنت سید شاہ عزیز الدین اکھری شاہ آیت اللہ شہر شکی والدہ ماجدہ تھیں۔
شاہ محمد مخدوم کا پہلا نکاح بی بی ولیہ سے ہوا تھا جن سے ایک صاحبزادہ شاہ آیت اللہ تولد ہوئے۔
بی بی ولیہ کا وصال ۱۰۹۵ھ میں ہوا۔ ۱۱۳۹ھ کو بہار پٹری زاہدہ اور عابدہ تھیں اور علم تصوف میں کمال
ورسکا اور کھتی تھیں۔ ان کے معلومات و کاشفات ان کی زندگی بھی میں شہرت پانچکے تھے۔ جس کے
مستند مجموعے پھلواروی شریف کے متعدد کتب خانوں میں موجود ہیں۔ عربی کی نمونہ اور فارسی کی بہت
مستقل یاقوت و کھتی تھیں۔ حضرت سید وارث رسول خاں پٹری کی شان میں ان کا ایک مشہور قصیدہ ہے
جس کا مطلع ہے

”تذاتم کہ در روز عرش چہ باشد کہ جرم و گنا ہم گدشت از حد“

شاہ مجیب الدین ابوالفرح مجیبی بھپواری شریف بہار (شجرہ نسب)

خواجہ غلام اللہ کے دو فرزند تھے۔ محمد تکرار اور محمد حسین شاہ مجیب اللہ بھپواری محمد حسین کے پوتے تھے۔ شاہ مجیب کی ولادت ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۹۵ یا ۱۰۹۶ء میں ہوئی۔ والد ماجد کا اسم گرامی شاہ ظہیر اللہ تھا۔ شاہ مجیب اللہ نے سید شاہ دائر شاہ دس لکھنازاری سے تعلیم و تربیت حاصل کی اور غزوہ خلافت بھی حاصل کیا۔ آپ نے ۹۳ سال کی عمر میں ۲ جمادی الاخریٰ ۱۱۹۷ء میں وفات پائی۔

شمس الدین ابوالفرح مجیبی شاہ مجیب اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالغنی کے فرزند تھے۔ آپ شاہ محمد عہد دوم بنیدی وارتی قادری کے نواسہ تھے وادبہاں اور تانہاں دونوں طرف سے جعفری و قریبی تھے آپ کی والدہ کالسب باندی قادری ہے۔ ۳۳ مئی ۱۲۹۵ء میں آپ کو لد ہوئے۔ سید وحید الحق ابدل قادری آپ کے چوپچا تھے اور استاد بھی تھے۔ سید شاہ شرف الدین حسین سے خلافت راہبازت حاصل تھی۔ یہی آپ کے مرشد اول تھے۔ آپ نے دوسری بیعت سید شاہ برکت اللہ قادری امجھری سے کی جو سید شاہ محمد قادری امجھری کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۲ شعبان ۱۳۳۸ھ میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کلمہ کے معنی مولود میں معروف ہیں۔ آپ کے منجھلے صاحبزادے شاہ مصطفیٰ ابوالقاسم جانشین ہوئے۔ آپ کے چار فرزند تھے مولانا شاہ محمدی، مصطفیٰ ابوالقاسم، مولانا ابوالفضل اور مولانا مجتبیٰ، مولانا شاہ محمد علی بیدوائی میں منشی تھے ۱۳۶۹ھ میں موبہ بہار کے صدر الدین مقرر ہوئے۔

شاہ امان علی جعفری زینبی چیلواری

(شجرہ نسب ص ۳۳)

شاہ امان علی جعفری زینبی چیلواری اسم گرامی تھا اور ترقی آپ کا تخلص تھا۔ آپ
مقدم آیت اللہ کے مرید شیعہ تھے اور ان کی حقیقی چچا زاد ہیں کہ بیٹے تھے۔ شاہ امان علی ترقی نے حضرت
سورن سے درس کیا تھا۔ آپ کو نظم کہنے کا بڑا شوق تھا آپ کا کلام نہایت دلکش اور پر لطف ہے۔
آپ مشنری و قصید گوئی میں اعلیٰ دستگاہ رکھتے تھے۔ اتنا پدازی میں آپ کو مکہ و مدینہ حاصل تھا۔
ایک رسالہ مشنری ترقی کے نام سے اپنے مرشد مقدم آیت اللہ کی مدح میں نظم فرمائی ہے۔ اکابرین
چیلواری کا حال بھی نظم فرمایا ہے۔ آپ کی غزلیوں سے سلاست و تادار کلامی اور دلورگی کا پتہ چلتا
ہے۔ ابتدائی عمر میں اپنے مرشد سے طریقت کا حصول کیا تھا کہ شیخ کا وصال ہو گیا۔ آخر میں مقدم
نعمت اللہ سے رجوع کیا اور تمام عمر حلقہ شریعت کی زندگی گزارا۔ آپ نے ریاضی زندگی گزارا تھے۔ آپ
کی اولاد چیلواری شریف میں موجود ہے۔ مولانا احمدی کی قبری شاہی آپ ہی کی دختر یکساں خیر
سے ہوئی تھی۔ آپ کا وصال ۱۹ ذی قعدہ ۱۲۵۵ھ میں ہوا۔ آپ اپنے مرشد اعلیٰ کے پہلو میں دفن ہیں۔

مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواروی و مولانا جعفر شاہ پھلواروی (شجرہ نسب مست)

مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کا جن ولادت ۱۲۷۹ء ہے۔ مولانا خالقاہ پھلواروی کے جلیل القدر
سجادہ نشین تھے اور نیا جعفری زبیدی تھے۔ ان کی دادی عباسی خلیفہ داران الرشید کی اولاد تھیں۔ ابتدائی تعلیم
اپنے ماموں شاہ نعمت اللہ سے حاصل کی وہ شاہ حبیب کے فراموش تھے۔ شاعری میں شاہ سلیمان صغیر پگڑی
کے شاگرد تھے۔ اپنے خضر شاہ علی حبیب نصر سے بیعت تھے۔ وہ ایک حوریان پھلواروی متبر عالم تھے۔ ابتدائی
درجات کی تکمیل مولانا عبدالحی کرنگی محل سے کی اس کے بعد وہ گئے اور مولانا نذیر حسین محدث دہلوی
سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ مولانا احمد علی مہار پوری سے بھی سند حاصل کی۔ غرض بیانی میں کہ لوگ ان کا
مقابلہ کر سکتے تھے جب چاہتے تھے کون سا ہے اور جب چاہتے تھے کہ وہاں شوقی کے اعتبار سے
دور و معزا اور مہر پور میں پڑھنے کے لوگوں کے دل بے قرار اور آنکھیں اشکیار ہر باتیں۔ غور کا تقریباً کوئی
جلسہ ان کی تقریر سے خالی نہ جاتا۔ ۱۳۵۳ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ پھلواروی شریف میں مدفون ہیں۔
مولانا شاہ عزیز الدین آپ کے فراموش تھے شاہ حسن بڑے فرزند تھے جن کے بیٹے حسن شمس کراچی میں
معروف علمی شخصیت ہیں۔ دوسرے فرزند شاہ حسین اور تیسرے پیر غلام حسین اور چوتھے شاہ جعفر پھلواروی
تھے۔ شاہ حسین کا عقد ابوالسالیح عبداللہ مانتھنکی پوری کرنگری کی دھتر سے ہوا تھا ان کی تنسیات میں
”فاتحہ ملیاتی“ بہت مشہور ہے۔ ان کی کل تصانیف ۷ ہیں۔ مولانا غور کے سرگرم ارکان تھے۔

جعفر شاہ پھلواروی

آپ کا جن ولادت ۱۳۲۶ء ہے۔ مولانا دارالعلوم غورہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۷۰ سال
جائے مسجد کے پڑھنے میں اہمیت و خطرات کی۔ آپ کی شاہی نگہوں میں نواب میر تقی میر علی گڑھی میں
نواب عدلیہ حسن خاں کی فراموش سے ہوئی۔ معروف ۵ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کا انتقال ۱۴۰۹ء
میں ہوا۔

سلاہ ایمان وطن ۱۳۶۹ء، بیروت محمد علی نوٹنگری ۱۳۶۹ء مسلم شرائع بہار جلد اول ص ۲۱،
نوٹ:۔ بزرگ ہوئی کہ طرف سے رقم ان کا مستند فراموش ہے اور مولانا جعفر شاہ پھلواروی کے کچھ فیضان
بھی ملا ہے۔ وہ اس زمانہ میں بزم صوفیہ کے صدر تھے۔ (نوٹ)

سکرم پر شہید کر بلا

سلام اس پر ہے خوش چھوڑ ہے

نواسہ نبی کا علی کا پسر ہے

وہ ہے ماہ تابان برکت امامت

وہ ہے نبوت کا عالی گھر ہے

وہ ریحان باغ رسالت ہے بے شک

وہ نخل ولایت کا پہلا ثمر ہے

وہ درج نواں شہر لافقی ہے

وہ جان نچو فاطمہ کا جگر ہے

ہر ایمان جنت کا سردار ہے وہ

وہ برج شہادت کا روشن قمر ہے

چھٹا آگے گرداب مروج بلا میں

سیلان کی بھی تہجہ کوئی خبر ہے

(از حضرت مولانا محمد سلیمان چلواری)



شاہ قمر الدین پھلواروی

(شجرۂ نسب ص ۴۴۲)

مولانا شاہ قمر الدین پھلواروی کی ولادت ۱۲۳۵ھ بمطابق ۱۸۱۹ء میں ہوئی اور آپ ۱۲۹۹ء بمطابق ۱۸۸۳ء کو وفات پا گئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے چچائی شاہ محی الدین سے حاصل کی اور مولانا عبد العزیز انجری سے درس کیا۔ پھر مدرسہ حمید سے درس کیا۔ مولانا حکیم برکات ٹوٹکی میرنگری گوجری کے تلامذہ میں رہے۔ مولانا عبد الحمید صاحب اور مولانا مقبول احمد سے باقی درسیات کی تکمیل کی۔ شاہ صاحب نے دوبار حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حج کے دوران آپ نے عرب میں دشمنین کے معروف علماء و عرفاء سے اجازت و دست و پاؤں کی دینے منور میں مولانا عبد اللہ بن محمد غازی سے تعویذ بردہ کی اجازت حاصل کی۔ یہ زمانہ ۱۲۵۳ھ کا تھا۔ حدیث اور مسائل سنہ کی تحریری خلافت و اجازت شیخ احمد کی اور مولانا شاہ بدایین سے حاصل کی۔ قادر یہ سلاسل کی اجازت و خلافت مدینہ میں سید احمد شریف غازی سے حاصل کی۔ فردسہ بیگم تیر و چشتیہ آدم صرفیہ اور محمدیہ سلاسل تصوف کی اجازت اور مشرفیت اپنے نانا مولانا محی الدین احمد غازی اور مولانا غلام و شکر ساکن گنگوڑ سے حاصل کی۔ حدیث کی سند بھی آپ نے اپنے نانا مرحوم مولانا محی الدین احمد غازی سے حاصل کی۔ پھلواروی شریف سے حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

مولانا شاہ قمر الدین پھلواروی ۱۲۶۶ھ میں بہار کے امیر شریفیت مقبرہ ہوتے ۱۲۹۵ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ پھلواروی شریف میں مدفون ہیں۔



شاہ محی الدین تٹا عمامی پھلواروی

(شہرہ نسب صفحہ ۴۴)

”عربی کہنے کے جوہر بہت اسکا اردو نامی کیلئے خود ہی ہوجا تھیں معلوم ہوتا ہے کہ اسکا گھرانہ کراچی کا ہے۔
 شہرہ نسب مشہور ہے کہ فقیر مرزا، امام اہل حق کے ارجاء الحق زبان و بیان صاحب کرم و گناہ
 باہر فی عروض بہت درس ادیب اور شاہرہ ذی شعور شخص کوں تھا؟۔ تھے عمارت عمامی پھلواروی، عمار
 تٹا کا نام محی الدین تھا اور تخلص تٹا۔ وہ ۱۱۴۱ شمسی ۱۷۲۸ء کو پھلواروی شریف پٹنہ مور بہار میں تولد ہوئے
 اور ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے شعروادب کی فنائیں آنکھیں کھلیں اور علم و حکمت کے ماحول میں
 پروان چڑھے فضل و کمال و رش میں پایا۔ آپ کے والد ماجد شاہ نذیر الحق فاضل ثبیسے مشہور و معروف شاعر
 تھے۔ تمام دینی کتابیں والد سے پڑھیں۔ آٹھ سال کی عمر سے تائید ہائی شروع کردی اور بہت جلد دینی
 حکیم آباد کے مشاہیر شعرا کی صف میں ممتاز مقام پر پہنچ گئے۔ تٹا کراچی اور عربی پر یکساں
 عبور حاصل تھا۔ ایک وقت آیا جب تٹا بہار پر غارتگری میں امداد فارسی اور عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔
 ان عروض میں ان کو بڑی ملتی حاصل تھا۔ چودہ برس تک مشہور و گناہوں میں عربی کا درس دیتے رہے اور
 ۱۱ سالوں تک قرآنی کی تفسیر بیان کرتے رہے۔ یہاں زمینوں کے ایک مشہور مقدمہ میں سر ملے امام تٹا عمامی
 کی دلائل و براہین کی بنیاد پر وہ مقدمہ جیت گئے تھے جبکہ مشہور مخالف ہندو جنگل وکیل سر آرتھور کھرجی
 پٹنہ میں حکومت قلب ہند ہونے کے سبب انتقال کر گیا تھا یہ تیسری صدی کے دوسرے حصہ کا مشہور
 واقعہ ہے۔ حدیث کی کتابوں معارج سنی یعنی بخاری و مسلم و سنن و آردی و ترمذی انسائی و ابن ماجہ پر
 علامہ کرکٹل عبید حاصل تھا۔ انہوں نے ریاست میں بھی حصہ لیا وہ مولیٰ مسلم ایک ہزار کے نائب صدر
 اور صدر رہے۔ جب پاکستان بن گیا تو قحاک کی طرف ہجرت کی۔ قوی حالات سے متاثر ہو کر انہوں نے
 بڑی طریق انکم لکھی چند اشعار ملا منظر ہوں۔

ملہ جامع العلوم علامہ تٹا عمامی از انیس الرحمن اللہ و کثرت شرف آباد کراچی ص ۱۱۷
 خود بد اصول النساب کی ۱۷ سے ۱۸ اسمائے گرامی کم درج ہوئے ہیں (مؤلف)

دل درد رہا ہے دیکھ کے خیر الام کا حال
پروردگار کوئی تائید غیب سے
بے دست و پا غریب عجیب بے بسی میں ہے
است تیرے نیچا کی بڑی بجے کسی میں ہے

تصنیفات

- ۱) عروض جدید (۲) قدیم عروضوں کی تعلیم و
 - ۲) ایضاح سخن (۳) افعال مرکبہ پر ایک رسالہ،
 - ۳) کمرہ اور نئے نئے استخوان پر ایک رسالہ،
 - ۴) ایضاح پر ایک رسالہ (۵) توانائی پاک رسالہ،
 - ۵) دولت و شلال (۶) حقیقتہ العلوم (۷) الیکال القیم،
 - ۸) محکم و مشاہیر (۹) عرفان ادب،
 - ۱۰) چات منورہ (۱۱) حقیقتہ التقویٰ،
 - ۱۲) القصیدۃ الزہود (۱۳) جواہر الصوف (۱۴) روح الطہر،
 - ۱۵) جواہر ادب (۱۶) شہری مذہب و عمل،
 - ۱۷) نماز و نیکیاں (۱۸) جمع القرآن (۱۹) انجنا القرآن،
 - ۲۰) مثنویں (۲۱) نثری (۲۲) طبری (۲۳) حضرت علیہ السلام،
 - ۲۴) نبات النہج (۲۵) مثنوی ماسر و معارف (۲۶) مثنوی کتاب و سنت،
 - ۲۷) الطلاق مخزن (۲۸) تنقید لغات القرآن،
- شاگردان ارشدید :- وفای براسی، شاہ جعفر چلواری، سر فرید الدین، امید محمد السز، میر طرہ و منیر شاہان
دائرہ شرکت برزواہی، چتر پوری، غلام احمد پور۔



حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی

حضرت شیخ بہار الدین زکریا ملتانی

شجرہ و بطاآن روایت	شجرہ و بطاآن شجرہ شریفہ	شجرہ و بطاآن شجرہ شریفہ	شجرہ و بطاآن شجرہ شریفہ
۱۹ شیخ بہار الدین زکریا	شیخ بہار الدین زکریا	شیخ بہار الدین زکریا	شیخ بہار الدین زکریا
۱۸ شیخ محمد عورت	شیخ محمد عورت	شیخ محمد عورت	شیخ محمد عورت
۱۷ شیخ ابابکر	شیخ ابابکر	شیخ ابابکر	شیخ ابابکر
۱۶ شیخ علاء الدین	شیخ علاء الدین	شیخ علاء الدین	شیخ علاء الدین
۱۵ سلطان محمد حسن	سلطان تاج الدین	سلطان تاج الدین	سلطان تاج الدین
۱۴ سلطان عبداللہ	تاج الدین شمس الدین	تاج الدین شمس الدین	تاج الدین شمس الدین
۱۳ سلطان علی حسین	حسین ثانی	حسین ثانی	حسین ثانی
۱۲ سلطان مطر	عبداللہ	عبداللہ	عبداللہ
۱۱ سلطان خدیجہ	حسین اکبر	حسین اکبر	حسین اکبر
۱۰ امیر عالم	مطرف	مطرف	مطرف
۹ تاج الدین	خزیمہ	خزیمہ	خزیمہ
۸ مطرف	حاتم	حاتم	حاتم
۷ عبدالرحیم	تاج الدین	تاج الدین	تاج الدین
۶ عبدالرحمن	عبدالرحیم	عبدالرحیم	عبدالرحیم
۵ عیاز	عبدالرحمن	عبدالرحمن	عبدالرحمن
۴ اسد	امیر عیاز	امیر عیاز	امیر عیاز
۳ مطلب	اسد	اسد	اسد
۲ اسد	عبدالعزیز ہاشمی	عبدالعزیز ہاشمی	عبدالعزیز ہاشمی
۱ ہاشمی			

طہ یا منی الانساب ص ۱۲۲

نور اللامعین علیہ السلام کہ فرشتہ تکرہ اور ایسے ہند میں آباد ہو، لکھا ہے۔ ممکن ہے یہ کتاب کی نقل ہو۔ (درہم شریفہ ص ۱۱)

وہاں سے لوٹ کر تیار پینچے اور سرحد شیخ شہاب الدین عجمی کی خدمت اقدس میں پہنچے اور عقدہ خلافت سے
مرفراز ہوئے۔ مرشد کے حکم پر پھر ملتان پہنچے اور سارے ہندو اپنے الزامات سے منہ کیا۔

حضرت شیخ بہار الدین زکریا عجمی نے ہند میں دیکھ کر اٹھ کر اپنے ہمسایہ حضرت زکریا عجمیؒ اور بابا گنج
شکرؒ کو قتل خاگر زانو بھائی تھے۔

فصل اوردی حضرت بہار الدین زکریا عجمیؒ کی عسکری جنت مید و میدان الدین محمدی بن سید
علاء الدین بن سید کمال الدین بن سید جمال الدین بن سید احمد و والدین بن سید حسن بن سید علی بن سید عطاء
بن سید محمود بن سید محمد بن سید عارف بن سید اسماعیل بن سید کامر بن سید عسکریؒ
حضرت شیخ بہار الدین زکریا عجمیؒ کا کہہ چکا کہ خود کی غارتگی کے بعد کامر ایک شریعہ کو لے کر اور لوگوں کی غارتگی
میں لگا کر پورا ختم کر دیتے تھے۔

وفات: سرحدات میں اختلافی رحلت الفلوب کے مطابق ۶۵۶ھ میں انصاری کے مطابق ۶۶۱ھ میں
اور ۶۶۵ھ میں عجمیہ الاولیاء میں سال ولادت ۵۶۵ھ لکھا ہے۔

حضرت فرمایا کرتے تھے کہ بدن کی سلامتی تکت طعام میں اور بدن کی سلامتی تکبیر گناہ میں ہے۔
غلتار کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:-

(۱) شیخ حسن افغان (۲) شیخ نور الدین عراقی (۳) شیخ امیر حسین (۴) شیخ جمل خندان (۵) شیخ
نعمیہ الدین ملی برقی۔

شجرہ و تذکرہ شیخ صدر الدین عارفؒ

منقذ اعمال

زیر شاہ اسمائے گرامی

- ۶۱ | شیخ صدر الدین عارف | حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ اپنے والد بزرگوار ہمچو محبت میں عقل و روحانی
۶۲ | شیخ بہار الدین زکریا | تعلیم پائی۔ جب وہ کلام پاک پڑھتے تو صوفیت کے اسرار و رموز ان پر عیاں ہوتے اس
لیے عارف کہلاتے۔ شیخ صدر الدین عارف کے خلفاء میں ۱۰۱ شیخ جمال خٹاں ۱۰۲ شیخ حسام الدین تائی ۱۰۳ شیخ
علاء الدین محمدی ۱۰۴ شیخ احمد عشوق بہت مشہور ہوئے۔ شیخ صدر الدین نے اپنے منقذات کا مجموعہ **کنز العمال**
چھوڑا جسے ان کے مرید خواجہ نصیر الدین نے مرتب کیا۔ شیخ صدر الدین عارف کا سال ولادت بعض مآثر کے
مطابق ۷۱۱ھ ہے۔ شیخ صدر الدین عارف ۷۹۹ یا ۸۰۰ سال کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ مرقہ
مبارک طائی میں حضرت بہار الدین زکریا طائیؒ کے پلوں میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شجرہ و تذکرہ شیخ رکن الدین عالمؒ

زیر شاہ اسمائے گرامی

- ۶۳ | شیخ رکن الدین کن عالم | حضرت شیخ ابو الفتح رکن الدین حضرت شیخ صدر الدین عارف کے صاحبزادے
۶۴ | شیخ صدر الدین عارف | تھے اور حضرت بہار الدین زکریا طائیؒ کے پوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام
۶۵ | شیخ بہار الدین زکریا | ابی بنی راسی تھا جو بہت ہی سادہ گزار اور پاک دامن تھیں۔ ان کا نسب
حضرت عثمان بن مظعان سے تھا جسے غلام ہی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے دادا
حضرت بہار الدین زکریا طائیؒ سے حاصل کی۔ خواجہ شمس تبریزؒ نے آپ کو رکن الدین عالم کے لقب سے
نوازا تھا اور وہ رکن عالم کہلاتے۔ ان کے خلیفہ حضرت چہانیاں جہاں گشت فرماتے ہیں کہ تہجد کے وقت
سے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ۳۹ سال کی عمر میں منہ بھلو کی پریشانی ہو گئی۔
حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بیان کر دیں گے کہ وہ اپنے نذر باطن سے لوگوں کو اور مریدوں کے دلوں کی
باتیں معلوم کر لیتے تھے ۷۳۰ھ میں وصال ہوا۔

اولاد شیخ عقیق (شهرت)

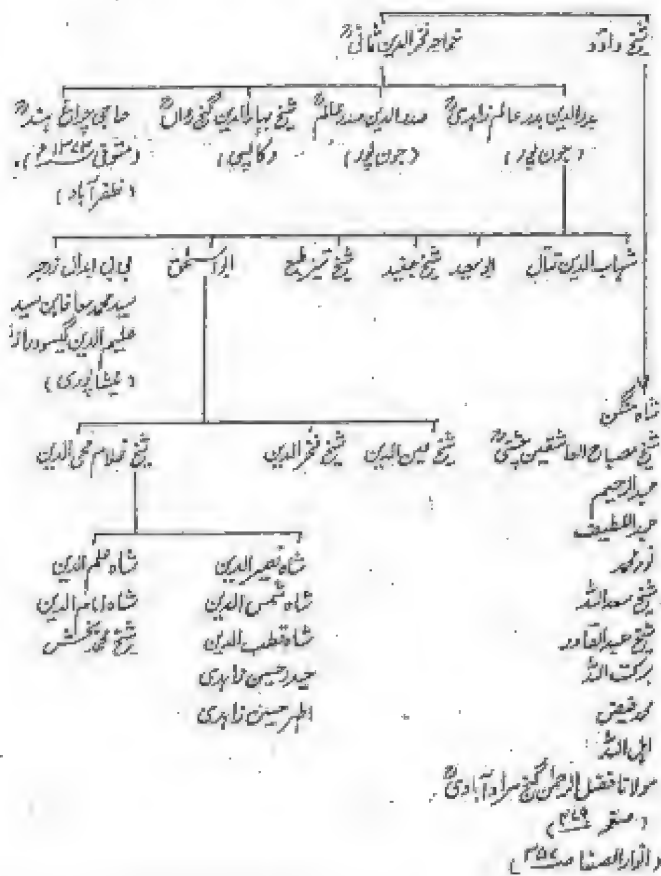
شیخ عبداللہ	شیخ قاسم
املا تاملی شیا الدین شای	شیخ ابراہیم الی بکر
الام الحج	شیخ اسحاق
الام حاج ذکر	شیخ علی
شیخ قطب شاہ	شیخ فضل
مولانا محمد فاضل	شیخ عزیز
مولانا شاہ ہار الدین	شیخ عبدالباری
شیخ نور محمد بن شاہ	شیخ طاہر محمد
مولانا جمال محمد	شیخ البرصمن
حکیم محمد اشرف	شیخ ملک
حکیم محمد شریف	شیخ ساکب
شیخ فیض اللہ	شیخ مصطفیٰ
مولانا ساجد مصطفیٰ نوری	شیخ علی
شیخ قاسم محی الدین	شیخ غاوسی
شیخ کریم بخش	شیخ عبداللہ
شیخ قلام حسین	شیخ چاند
مولانا محمد اسماعیل	شیخ فیر اللہ
	شیخ محمد
	شیخ بقا
	شیخ احمد
	شیخ عبداللطیف
	شیخ عبدالرحید
	(۱۹۱۳ء)

مولانا الیاس
بانی تبلیغ جماعت
مولانا ذکر یا ممدت
مولانا یوسف

اولاد شیخ عبدالرحمن ابن حضرت ابوبکر صدیقؓ

شیخ حیدر الحق	شیخ عبدالغنی	شیخ عبداللہ	شیخ حقیقؒ
شیخ عبدالستار	شیخ ابوالحسن	شیخ ابوالکلام	
شیخ عبدالغفار	شیخ عبدالنقاد	شیخ ابوجورد شیب	
شیخ عبدالقادر	شیخ عبدالغفور	شیخ ابوالخیر احمد	
شیخ عبدالقادر	شیخ عبدالفضل	شیخ خائف	
شیخ ابوالہاشم	شیخ عبدالقادر	شیخ فیروز شاہی	
شیخ اسیر قاسم	شیخ عبدالقادر	شیخ عباس	
شیخ عبدالحمید	شیخ ابوالقاسم	شیخ عبدالرحمن	
شیخ عبدالشکور	شیخ ابوالہاشم	شیخ عبداللہ	
شیخ عبدالغفور	شیخ عبدالحمید	شیخ ابوالاسلام محمد	
شیخ بدر الدین	شیخ عبدالشکور	شیخ ابوالقاسم محمد	
شیخ اصلاح الدین	شیخ عبدالغفور شاہی	شیخ ابوالخیر احمد شیب	
شیخ غفر الدین	شیخ بدر الدین	شیخ محمد حسین حق	
شیخ محمد الدین	شیخ محمود صالح	شیخ عبداللہ	
شیخ صدر الدین	شیخ قاضی نعمت اللہ	شیخ نور شاہی	
شیخ ضیاء الدین	شیخ قاضی عثمان	شیخ یونس شاہی	
شیخ بدر الدین	شیخ ضیاء الدین	شیخ امیر علی عبدالملک	
شیخ رکن الدین	شیخ نظام الدین	شیخ ابوالنضر داود	
شیخ بدر الدین	شیخ میران	شیخ ابوالحسن	
شیخ نصیر الدین	شیخ طہور	شیخ علی	
شیخ بکر اللہ	شیخ طیب	شیخ اللہ (بھٹی)	
شیخ فتح اللہ	شیخ حبیب اللہ	(محررات)	
(۱۲۶)	شیخ سلطان		
	(الکھنیز، مولانا، بہار)		

اولاد خواجه شهاب الدین حق گو شهید



شجرہ حضرت بدرالدین بدر عالم زاہدیؒ

(مطابق منبع الانساب)	بمطابق حدیقتہ الانساب
بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ	بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ
نور الدین ثانی زاہدیؒ	نور الدین ثانی زاہدیؒ
شہاب الدین حق گو شہیدؒ	خواجہ نور الدین ثانیؒ
نور الدین خدا داد بزرگؒ	خواجہ نور الدین ثانیؒ
شہاب الدین کبیر امام کبیرؒ	خواجہ شہاب الدین حق گو شہیدؒ
صدر الدین سمرقندیؒ	خواجہ نور الدین خدا داد بزرگؒ
خواجہ عبد السمیعؒ	خواجہ شہاب الدین کبیر امام کبیرؒ
خواجہ عبد الکریم معشوقؒ	خواجہ نور الدین سمرقندیؒ
خواجہ قطب الدین عبد الحمیدؒ	خواجہ عبد السمیعؒ
خواجہ حسن یار بازؒ	خواجہ عبد الکریم معشوقؒ
ابو اسحقؒ	خواجہ قطب الدین عبد الحمیدؒ
ابو ایم شہر یار گازرونیؒ	خواجہ حسن یار بازؒ
خواجہ عبد اللہ خفیف شیرازیؒ	ابو اسحقؒ
خواجہ محمد دریمؒ	ابو ایم شہر یار گازرونیؒ
خواجہ جنید بندادیؒ	خواجہ عبد اللہ خفیف شیرازیؒ
شجرہ شہاب الدین زاہد امام کبیرؒ	خواجہ محمد دریمؒ
خواجہ شہاب الدین زاہد امام کبیر بن سید امیر شاہ صوفی بن عبد الرحمن بن ابی اسحاق بن محمد بن عبد اللہ بن شیخ ابوبکر شافعی بن عثمان بن محمد العزیز بن عبد الرحمن بن فیاض الحرم بن عبد العزیز بن خالد بن عبد الرحمن بن عمر بن حضرت عثمان غنیؓ	خواجہ جنید بندادیؒ

وسیلۂ شرف و تزیین دولت صفحہ ۱۷۹

منبع الانساب صفحہ ۴۳۱

تاریخ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۷۹

(از سید امیر شاہ ولایت حسین اہل بی مراد پور، استاد اسلام پور، بہار شریف پٹنہ)

اولاد شیخ عبدالعزیز	اولاد شیخ فتح الله	اولاد حکیم محمد شرف	اولاد شیخ محمد الدین
شجره ۱۵۵۰	شجره ۱۵۴۰	شجره ۱۵۳۰	شجره ۱۵۲۰
شیخ ابراهیم	غلام رفیع	حکیم محمد شریف	شیخ زکریا الدین ثالث
شیخ طیب	ابوالخیر		شیخ ضیاء الدین
شیخ میرزا طیف شافعی	قریب الدین	مولانا عبدالقادر شیخ شمس الله	شیخ قیام الدین
شیخ خواجہ زکریا	غلام محمد الدین صدیقی	مفتی ابوالحسن (مستوفی)	شیخ زکریا الدین اولاد
خواجہ گل محمد	شیخ کریم الدین	مولانا ابوالحسن	شیخ محمد الدین ثانی
خواجہ زکریا ثالث	میرالد	مولانا زکریا الدین	شیخ قاضی محمد الدین
خواجہ حسن مفتی	قصد حسین	مولانا صادق الدین	شیخ میرزا شمس
خواجہ میرزا محمد	مهدی حسن	مولانا تادق الدین	شیخ جمال الدین
خواجہ احمد زکریا	قاسم و رحیمین	مولانا اعتقاد الدین	شیخ امین الدین
خواجہ گل محمد صدیقی	عزالدین		شیخ مفتی مبارک
در لای شریف، بدین شریف	دبانده، تاج پور، پوری		شیخ قاضی علی
			شیخ شاه محمد
			شیخ محمد شمس
			شیخ میرزا مسیح
			شیخ محمد حسین
			شیخ ابوالفتح
		شیخ مولانا	شیخ مولانا الدین
		شیخ غلام شرف	میرزا حسن
		مولانا احمد علی	شیخ زکریا شام
		شیخ محمد علی	شیخ اسماعیل
		مولانا تقرب	مولانا قاسم زکریا
			حافظ احمد
			↓
		محمد طاهر	قادی طیب
		قادی شکر	مولانا سلیم
			اسلم مسلم

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ

(شجرۂ نسب صفحہ ۴۵۸)

شیخ شہاب الدین سہروردی عراقی دہشم کے شہر سہرورد میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں اپنے چچا ابو نجیب عبدالقادر کے زیرِ عاملت تربیت حاصل کی۔ وہ شافعی مسلک رکھتے تھے۔ ان کا انتقال بغداد میں ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ برہکلمان نے ان کتابیں گزرائی ہیں۔ سب سے اہم اور مشہور کتاب "غوارف العارف" ہے جو دنیا کے تصرف میں بہت مقبلی ہے۔

قاضی حیدر الدین ناگدی، شیخ لود الدین مبارک، غزالی اور شیخ بہا الدین زکریا عانی ان کے مشہور خلفائے طریقت ہیں۔

سہروردی سلاسل کی فردوسی شائع کے مشائخ نے یہاں کے علاقہ میں رشتہ داریت کے کام انجام دیے جن میں غواہ بہ الدین فردوسی متوفی (۷۱۷ھ) شرف الدین یحییٰ شیرازی متوفی ۸۲۳ھ مطابق ۱۴۲۵ء حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری، حضرت سید جلال الدین حیدر جہانیاں جہانیاں مشہور ہیں۔

حضرت شیخ جلال الدین رومیؒ

(شیراز، ۷۵۸ھ)

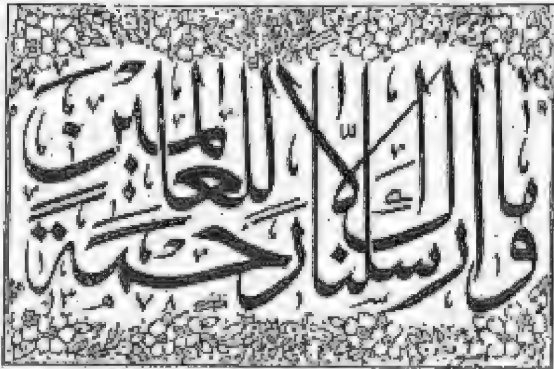
مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے عصر کے ایک عظیم شخصیت تھے۔ آپ کا نام مولانا اور لقب جلال الدین تھا۔ مولانا رومی کے نام سے مشہور ہوئے۔ محمد غزالیؒ سے متوفی ۵۰۵ھ مولانا کے حقیقی نانا تھے۔ ۶۱۰ھ میں مولانا کے والد شیخ بہا الدین بختی پورؒ کو فیضانِ گئے۔ خواجہ فرید الدین عطارؒ ملے۔ مولانا کی عمر اس وقت چھ سال کی تھی۔ خواجہ عطارؒ نے اپنی مشنری اسرارِ مہر کا پیرہہ دی اور مولانا سے فرمایا کہ اس جوہرِ قابل سے فائدہ نہ دینا۔ یہ ایک دن و شب میں غفلتِ بندہ کرے گا۔ مولانا کے والد نے اپنے شاگرد رشید اور مریدِ خاص مولانا بہا الدین کو ان کا تالیق مقرر کیا جن سے مولانا رومیؒ نے اکثر علوم حاصل کئے۔ وہ نو سال تک علمِ باطن اور سلوک کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ ۷۰ سال کی عمر میں مولانا رومی کی شادی ہو گئی۔ ۷۲۵ سال کی عمر میں مولانا رومیؒ تھے تحصیلِ علوم کے لیے تمام کاموں کی کچھ دہی شہر حلب کے مدرسہ عطار کے دارالافتاء میں قیام کیا کہ کمال الدین بن عیسیٰ سے فیض حاصل کیا پھر سات سال تک دمشق میں تحصیلِ علوم کرتے رہے۔ تمام مذاہب سے واقف تھے، علمِ کلام، علمِ فقہ میں خاص مکرر کہتے تھے حکمت و تصرف میں ان کا کوئی نظیر نہیں تھا۔ مولانا کی زندگی کا خاص انقلاب حضرت شمس تبریزؒ سے ملاقات کے بعد شروع ہو گیا ہے۔ حضرت شمس تبریزؒ سے مولانا کی ملاقات دمشق میں ہوئی اور ولایت میں نمایاں تغیر پیدا ہوا۔ بعد ازاں حضرت شمس تبریزؒ قاضی ہو گئے ان کی جلائی مولانا کو شائقِ گویا۔ بے چین رہتے گئے۔ دینِ آسمان مولانا کی ملاقات ملازم الدین مذکور سے ہوئی کچھ نکل ہوئی۔ پانچ فراموش الدین کا استقبال ۷۶۲ھ میں ہو گیا۔ مولانا سام الدین کو اپنا ہمسرا بنایا۔ انہیں کے مشورہ پر مولانا رومیؒ نے مشنری کبھی جہتِ مشہور ہوئی۔ ۷۹۵ھ میں مختصر ولایت کے بعد مولانا وفات پا گئے۔ شاہ

سے مسافہ مشنری اور مولانا حکیم اختر مولانا ۸۲۱ھ

خوش و شمس تبریزؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا ہے

نعمتِ مست از خوشی آید ہم تا بہ جا ناک چنیں می آید ہم

کے تئیر تک سب جگہز میں شریک رہے۔ مولانا حامد الدین قلیقہ بی۔ مولانا ری کے دو فرزند قلم برائے
 علامہ الدین محمد سلطان ولد مولانا ری کی تصنیفات میں ملفوظات کا مجموعہ فیہ مافیہ وہ ہے۔ ۵ ہزار شعرا
 کا ایک دیوان ہے۔ تیسری تصنیف فنوی ہے جس کے مولانا کا نام زندہ ہے۔ یہ مشہور محرابی مدنی
 خزوف میں ہے۔ یعنی فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن و اباب ہے۔ فنوی میں روحانی برکت اور وجد الکیفیت



پیر بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ

(دستور نسب و نسب)

پیر بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ کا مندرجہ ذیل درگاہ بہار شریف پٹنہ بہار میں واقع ہے۔ آپ کا اصل نام فیاضی اسکندری ہے۔ آپ کے بزرگوں میں سے ایک صاحب کو ایک لاولد بادشاہ نے اپنے خزانے میں لے لیا تھا۔ اس وقت سے آپ کا خاندان اسکندری کہلاتا ہے۔ سید شہاب الدین کبیر امام کبیر آپ کے جد امجد تھے۔ الہامی فیہ کی بنا پر اپنے صاحبزادے سید فخر الدین بدر عالم زاہدیؒ کو ہندوستان میں ولایت کے لیے بھیجا۔ وہ میرٹھ لے آئے اور جنگل میں عبادت میں مصروف ہو گئے۔ یہیں بادشاہ وقت ان کا مہر پرانہ ان کا مزار میرٹھ میں ہے۔ ان کے فرزند سید شہاب الدینؒ کو بادشاہ کے اہل حقوں جام شہادت نوش کیا۔ سید شہاب الدینؒ کے صاحبزادے سید فخر الدین ثانیؒ تھے جن کا مزار بھی ہے۔ یہ سید فخر الدین ثانیؒ کے پانچ فرزند لکے گئے۔ (۱) شیخ محمد (۲) شہاب الدین (۳) صدر الدین (۴) دکن الدین (۵) بدر الدین بدر عالم بدر الدین بدر عالم سب کے چھوٹے تھے۔ سید فخر الدین ثانیؒ نے اپنے چھ فرزند سید صدر الدین صدر عالم کو جرنیل کی ولایت سونپی اور بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ کو بہار اور جنگل کی ولایت سونپی۔ چونکہ شیخ شرف الدین بیکل خیری بہاریؒ بہار میں رشتہ دہلیت میں مصروف تھے اس لیے سید بدر الدین بدر عالم زاہدیؒ ۱۲۰۰ھ و ۱۲۰۱ھ میں دہلی کی محبت میں جنگل کے شہر جالگا میں سید احمد عبادت و عبادت میں مصروف ہو گئے۔ مندرجہ کنارے ایک جہاد طولانی میں جہنم گیا اور تباہی خرابی نظر آئے مگر لیکن ان کی دعا سے وہ جہاد میں سالم منزل پر پہنچے۔ جہاد میں ان کی کرامت سے قاتل پر کر بار مال و ستار و دریشی کے ذکر کیا۔ جنگلی میں آج بھی ملاں طمان میں بدر کا نام سے کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پیر بدر علیہ السلام کو کئی عبادت میں دلالت دے دی۔ ان الفاظ میں لکھتے ہیں: **مطالعہ ۱۲۸۸ھ** میں مقدم کے امتحان پر آپ بہار شریف لائے۔ مقدم بہاریؒ نے فرمایا تھا کہ میرے بعد میرا مقدم زادہ کئے گا۔ ان کا مزار بہار شریف میں مرجع خلافت ہے۔ ان کی کرامت بہت شہور ہیں۔ جس مقام پر جالگا نام کی پہاڑی پر بدر علیہ السلام نے خرابی کیا تھا وہاں آج بھی ہندو ملاں تدفین ہو جاتے ہیں۔ **مطالعہ ۱۲۸۵ھ** میں وفات پائی آپ کے خاندان میں ارباب علم و اخلاص شہر ہیں ان کے چند خاندان موضع چوکی متال پورہ برہان سارن جیسے رہائش میں ہیں۔

شاہ مظہر حسین بن مظاہر حسین سجادہ دار علی بن ابی الدین ان کی دہتر بڑی مایہ کشف و کرامت والی گدی ہیں۔

حضرت مخدوم نوح بالائیؒ

(شجرہ نسب ۲۵۸)

اسم گرامی طاعت الشاہ نقیب مخدوم نوح تھا والد کا نام نعمت اللہ احمد والدہ کا نام بی بی راجی تھا جر قبیلہ لاکھا سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جد اعلیٰ شیخ ابو بکر کانی اپنے ذریعہ شیخ احمد شیخ محمد شیخ علی دقانی، اور شیخ جلال الدین سب سے پہلے کوٹ کوہستان میں آباد ہوئے۔ مخدوم نوح کے جد مخدوم فخر الدین میسرور سیاحت کے لئے ہالہ کنڈی تشریف لائے۔ آپ اہل ہالہ کے امیر اور ہالہ میں حکومت اختیار کی اور میں مرن ہوئے۔ مخدوم کی ولادت ۱۱۹۹ھ میں ہوئی۔ آپ مستجاب الدعوات ولی تھے اور انتہائی شریعت کے لیے مریوں کو قصاصی ہدایات دیا کرتے تھے خدمت خلق کے لیے مشہور ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں "ذیل الذاکرین" اور "مفردات" بہت مشہور ہیں۔ ۸۵۱ھ سال کا عمر میں ۹۹۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار ہالہ کنڈی میں قریب گاہ خاص دعام ہے آپ کے خلفاء حسب ذیل تھے :-

(۱) سید ابو بکر ککھوی (۲) بہار الدین (۳) پوٹش (۴) سید علی منگھوی (۵) بدیش نکر (۶) سید

حیدر اکرم منگھوی۔

شیخ شاہ سلطان اکھنوی

دشیرہ نسب

مقدم شیخ شاہ سلطان نقشبندی "لبا قریشی" کی اور صدیق تھے۔ شیخ سلطان کے والد بزرگوار شیخ حبیب اللہ مریخی بڑی بیابانوں کو گزر کے پہنچے مالے تھے۔ شیخ حبیب اللہ کا نکاح بی بی اریار سے ہوا تھا۔ میلان شاہ اہل ساکن موضع بونکر یا شیخ سلطان کے خاندان کا تھا۔ شیخ سلطان کے محل اولیٰ نوجو بی بی امیر سے تین فرزند اولہ ہوئے (۱) شیخ عبداللہ (۲) شیخ آدم (۳) شیخ حافظ شاہ مسکین شاہ سلطان کی دوسری نوجو سے بھی تین فرزند تھے۔ (۱) شاہ جمال الدین (۲) شاہ فرید (۳) محمد سید جن کی اولاد موضع بڑی بلیا اور نیگھر میں آباد ہیں۔ چنانچہ مسجد کعبہ کے احاطہ میں شیخ شاہ سلطان اور ان کے پہلوی بی بی امیر اور فرزند بونکر حافظ شاہ مسکین کو خواب میں شاہ سلطان کے گھر لے کر آئے اور پھر اسی شریف سے بھی ہے۔ شاہ سلطان کی دوسری دوسری اولاد میں علماء و فضلاء برابر چلے آ رہے ہیں اور بفضل خدا اس وقت بھی موجود ہیں اور یہ خاندان علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ طاعت میں بھی بالکل اور صاحبان کشف و کرامات اور موجب برکات رہا ہے۔ حافظ شاہ مسکین کے چوتھے وقت میں چار مسجد سلطانہ کی اہمیت و عظمت اور نگرانی کے کام انجام دیتے رہے ہیں ان کے بعد ان کی اولاد میں شاہ علیم اللہ کا نام قابل ذکر ہے۔ موضع ساتھ کے سادات میں یہ دستور تھا کہ ہر تقریب میں کھنہ یا خوشنوی آرا کیا کرتے تھے جو سوائے صرف بزرگوں کے کسی اور سے فخر نہیں کرتے تھے۔ شیخ سلطان کے بقیہ دو فرزند شیخ عبداللہ اور شیخ آدم کے حضرات آستانہ عالیہ سے باہر ہیں۔ اولاد دوسری سلطانہ کعبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مصوم ہیں جبکہ اولاد دوسری حافظ علی بہاری مشہور ہے کہ بہت چست و چالاک تھے۔ شاہ سلطان کا اصل وطن موضع شیرگھاٹی ضلع گیا تھا۔ شیرگھاٹی آباد اور گنگ آباد کے اطراف میں ہزار سالوں میں ان کے خاندان آباد ہیں۔ اب اس خاندان کے افراد دوسرے بزرگوں کے دست پر بیعت کرنے لگے ہیں۔ شاہ عبدالغنی نے حاجی شاہ طاعت حسین مفتی دلاور پور کو گھر کے دست پر بیعت کی تھی جو مولانا شاہ فضل الرحمن گچھ مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے۔ مولانا سید علی گچھی

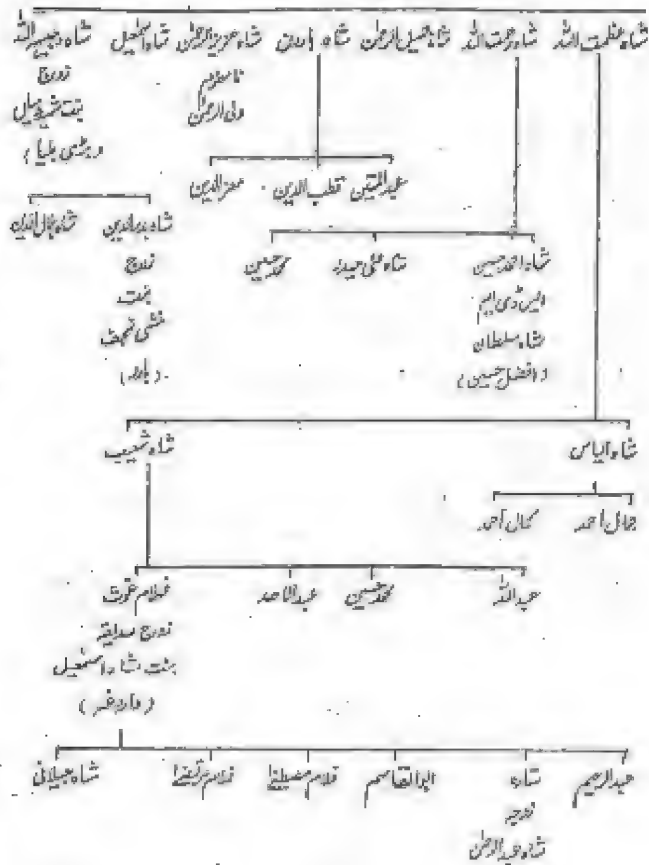
کا جب مورخین استاد قائم برادر کھنیز کے کافی لوگ رحمانی سلاسل میں بیعت ہوئے اگرچہ شاہ سلطان
پہلواوی اور ملا ناسید محمد علی مورخین برادر کھنیز آتے تھے اور استاد عالیہ کھنیز میں سرائیہ کیا کرتے
تھے۔ اسی خاندان کے پرنسپل شاہ کلیم الرحمن، گلشن، گلشن، زینور سنی خاندان رحمانیہ مورخین سے سلسلہ اداوت رکھتے
ہیں اور اپنے نام کے ساتھ رحمانی لکھتے ہیں۔ شاہ کلیم الرحمن کے والد ابراہیم کے دوران حکومت میں کسی جنگ
سے بیعت ہوئے تھے پھر بعد میں وہ بھی سلاسل رحمانی سے منسلک ہوئے۔

واقعہ پر مذکورہ کسی نامہ کھنیز شاہ رحمت اللہ بن شاہ عظیم اللہ نے مرتب کیا تھا جبکہ ایک
شجرہ حاجی شیخ نور عثمان بن شیخ فضل حسین دیکل کش گنج ساکن تیکڑا نے مرتب کیا تھا وہ ۱۲۵۰-۱۲۵۱
کا تھا۔ اسی شجرہ شاہ غازی الرحمن نے شاہ عفت اللہ سے عارتاً انگ لیا تھا جسے کسی مقدمہ کے سلسلے میں
مدالت میں شہادتاً پیش کرنا تھا مگر وہ واپس نہ لے سکا۔ خدشہ ہے کہ اصل عبارت شجرہ میں تو ابراہیم کھنیز
کہیں تلف نہ ہو گیا ہو۔

تاریخی شہادتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت شیخ سلطان نے کل چار شاہراہوں کی تعمیر۔ ان
کی تیسری شاہراہ ایک کھنیز نامی نو مسلم سے ہوئی جن کو انہوں نے مشرف بہ اسلام کیا تھا اور جن
کے نام پر یہ گاؤں آج بھی سلطان پور کے محلے کھنیز کہلاتا ہے۔ کھنیز کے چودھری حاجیان
شاہ سلطان کی اولاد ہیں۔ چوتھی شاہراہ کا واقعہ کلیم میر محمد شیب و نوی میراوی
نے اپنی تصنیف "تجلیات انوار" (جلد ۶) تکلی نسخہ میں لول رقم فرمایا ہے جو شاہان فاروقی کی کتاب
جہیزم شمال اسکے ۱۲۱۱ اور ۱۲۱۲ پر طبع ہوا ہے۔

برہمن زادہ گھنیشام نے حضرت شیخ سلطان صلیقی نقشبندی ساکن کھنیز ضلع مورخین
کے دستِ حق پرست پر مشرف بہ اسلام ہو کر اپنا نام عبد اللہ رکھا۔ اور وہ کاہرہ میں کشتی سے تجارت
کا مال لے کر سلطان پور کھنیز کے قریب لنگر انداز ہوا۔ اتفاق سے طوفان آیا اور اس کی کشتی ترق
ہو گئی۔ بدبیری کی گئیں مگر کشتی نہ ٹکڑ ہوئی۔ لوگوں نے مشورہ دیا کہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر
دعا کی درخواست کرو۔ چنانچہ عرض کا مارا گھنیشام شاہ سلطان کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کا
خوار شکر ہوا۔ شاہ صاحب نے دعا فرمادی۔ اس کی تعجب کی کوئی انتہاء نہ تھی جب واپس آکر
وہ کسی نامہ کھنیز از شاہ رحمت اللہ ص ۱۲۱۱

اولاد شاه عظيم الله (كميتي)
(دخترت)



حضرت مخدوم آدم نقشبندی

(شجرۂ نسب مستقیم)

مخدوم آدم نقشبندی سند میں مسلمان نقشبندیہ کے پہلے بزرگ آپ ہی تھے۔ بارگاہ عالیہ کی علم دوستی سے متاثر ہو کر آپ ٹھٹھہ سے دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے فرزند شیخ محمد مہسوم سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا۔ طلب و پیکر کو انہوں نے مخدوم آدم کو خوب خوب فرانا۔ آپ خواجہ محمد مہسوم سے بیعت ہو گئے۔ ایک مدت دراز تک آپ ریاضت و مجاہد میں لگے رہے آپ پر استغراق کی کیفیت رہنے لگی۔ جب آپ سلوک کے منازل طے کر چکے تو دوبارہ رالیہ نقشبندیہ سے آپ کو فرقہ خلافت ملا۔ مہسومین سند میں آپ نے رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا۔ مخدوم آدم کے دو فرزند تھے۔ (۱) مخدوم فیض اللہ (۲) مخدوم اشرف، دونوں اہل تقویٰ اور تقویٰ میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ جب مخدوم آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے مخدوم فیض اللہ کو اپنا سجادہ نشین مقرر کیا۔ مخدوم آدم کے وصال کے بعد دونوں برادر آستانہ سرمد پر حاضری برتے اور فیضی و برکاتی سے فیضیاب ہو کر لوگ گراں فرس و انیس و دہلی برادر و غفران شباب میں رہی۔ کتب مہم ہو گئے۔ دونوں بھائی اپنے والد و گوارہ مخدوم آدمؒ کے مشرقی پہلو میں رکھی میں جو خواب میں آپ کا سزا رکھی میں سرچھ خاص و عام ہے۔ آپ کے خاص مریدان و حلقہ تبار یہ تھے (۱) ابو القاسم (۲) شیخ ابراہیم (۳) سید قریح محمد شیخ انس۔



اولیاءِ لواہری شریف، بدین سند

(شجرہ نسب ۲۶۴)

خواجہ محمد زمان سلطان الاریک کی سلطنت کی مشین گزریاں قبل سے ہر پڑی تھیں جن سے متاثر ہو کر مولانا عبد السلام نے اپنی دختر کلب اختر کا عقد خواجہ حاجی عبداللطیف سے کر دیا۔ چنانچہ شیخ حاجی کی قریبی اہلیہ کے بطن سے صاحبِ کمال قلد ہوا جس کا شدت سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ آپ کا اسم گزشتہ زمان رکھا گیا۔ آپ بچپن ہی میں اپنے سرستیلے جانیوں کے شر سے بھروسہ ہو کر شہر جاکر مدرسہ میں پڑھنے لگے۔ یہیں خواجہ محمد مظہر شہسور کی نظر آپ پر پڑی اور وہ آپ کو طریقت کی طرف مائل کر سنے لگے ایک وقت ایسا بھی آیا جب خواجہ زمان نے ابراہیم کیل کے دست پر بیعت فرمائی اور لوہو طریقت پر گامزن ہو گئے۔ چھ ماہ کی مسلسل دیانت کے بعد مرشد نے آپ کو اپنے مست پر بٹایا اور خود گزشتہ نشین اختیار کی۔ آپ کی مست نشین کی تائید سرہند کے فیض میاں عبدالرشید نے بھی کی۔ حج سے واپس کے بعد آپ کے مرشد نے آپ کو ظلیل الرحمن کا لقب دیا اور دینیات فرمائیں، جب شہر میں ریاست اور مخالفت ہونے لگی تو آپ اپنے وطن لواہری شریف چلے گئے جہاں آپ کے والد بزرگوار نے مرشد و ہدایت آپ کے سوا کہ بزرگوار ہی ہو گوار کی وقت کے بعد آپ نے نئی لواہری میں عقل مکان کی۔ آپ کے کشف و کرامات کا شہر و کن کر عبد اللطیف جستانی نے بھی آپ کی خدمت اندس میں حاضری دی اور مستفید بنے۔ آپ کے چار خلفاء بہت شہرہ میں ۱) حمید الرحیم گراموری ۲) ابراہیم لیب آگھی ۳) حافظ ولایت اللہ ۴) حاجی محمد صالح کٹاہی، آپ نے دوسرا نکاح پر ابراہیم کے خاندان میں کیا جن سے خواجہ گل محمد قلد ہوئے اور آپ کے دصال کے بعد ہی آپ کے جانشین ہوئے۔ ایک سال قبل ہی آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ وضعت کا وقت آگیا ہے چنانچہ ہم ذریعہ ۱۸۸۸ھ کو آپ تمام لوگوں کو ناشترہ کر کے چار راہوں پر لیٹ گئے اس طرح مدوح نفس حضرت سے پرواز گئی۔

بَارِئُ الدُّنْيَا الْبَرُّ الرَّحْمَنُ



شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی

شاہ فضل الرحمن	آپ شیخ شہاب الدین ثانی زادہ جن کو شہید کی اطلاع ملی۔ آپ کے
شیخ اہل اللہ	سویٹ اعلیٰ شیخ داؤد سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی راجہ ہرکرن پانی پتہ
شیخ محمد فیض	میں قیام پذیر ہوئے۔ اور عہدہ میں وفات پائی ان کے پوتے شیخ محمد شیخ
شیخ برکت اللہ	کامل مرقی تھے مراد آباد میں داخل ہوئے۔ وہ منہدم شاہ مینا کھنوی
شیخ عبدالقادر	سے فیض یافتہ تھے حضرت گنج مراد آبادی کے والد شیخ اہل اللہ حضرت
شیخ سعد اللہ	عبدالرحمن مرقی کھنوی کے سرخ خاں تھے۔ آپ ہی نے ان کو یکے بعد
شیخ نور محمد	کی ولادت کی شہین گوئی کی تھی شیخ فضل الرحمن گنج مراد آبادی حکیم رمضان
شیخ عبداللطیف	۱۲۸۸ھ میں اپنی نانہال سندھ میں تولد ہوئے۔ مرقی عبدالرحمن کھنوی نے
شیخ عبدالرحیم	کان میں افان کی ادا دی اور رسم بسم اللہ ادا فرمایا جب بڑے ہوئے
شیخ محمد مصباح الدین	تو شرح و شرح جہاں اور کاشیہ کا درس مولانا انوار کھنوی فرنگی علی سے کیا۔
شیخ شاہ منگل	حدیث کا درس مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے لیا۔ آپ ملازماں
شیخ داؤد	میں شاہ آفاق کی خدمت اقدس میں پہنچے اور ان کے دست پر بیعت
شیخ شہاب الدین گنج مراد	کی تین ماہ بعد سلاسل قادریہ نقشبندیہ کی خلافت و اجازت عطا کی گئی
اعلا حضرت ابو کریم مدنی	انہیں دلوں آپ کا عقد ملازماں میں ہو گیا۔ بعد ازاں ملازماں سے تعلق بکاتی
الارادہ السلام	کر کے گنج مراد آبادی میں قیام پذیر ہوئے۔ آپ کا دوسرا عقد گنج مراد آبادی
	ہوا جن سے شاہ احمد میاں سیاحہ فہرین تولد ہوئے ان کے بعد شاہ محبت اللہ
	سیاحہ دینے جن کے فرزند شاہ انضال بالرحمن ورحمہ میاں نے مولانا

فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی سوانح انضال روحانی تالیف کی۔ مولانا کا انتقال ۱۰۵۰ سال کی عمر میں
 ۱۳۱۸ھ میں ہوا۔ ان کے بعد شاہی مقبرہ گنج مراد آبادی میں مرجع خلافت ہے۔ بحر العلوم میں مولانا عبدالحق
 فرنگی محل فرماتے ہیں کہ جس نے صحابہ کو نہ دیکھا ہر وہ مولانا گنج مراد آبادی کو دیکھ لے۔

ارشادات رحمانی

- ۱۔ دود و کثرت سے پھو۔ ہم نے جو کچھ پایا دود سے پایا۔
- ۲۔ کامل اتباع سنت ہی ولایت ہے۔
- ۳۔ قرآن اور احادیث پڑھا کرو۔
- ۴۔ دواء و دود واد نماز سے سب کچھ مل جاتا ہے۔
- ۵۔ سورہ اخلاص اور کلہ سم دوزانہ دوسو بار پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے۔
- ۶۔ جو روزہ نماز میں سے کسی چیز میں نہیں۔
- ۷۔ والدین کے بلائے پر غفل غارت گردو۔
- ۸۔ مسافر کی نماز۔ نمازوں کے برابر ہے۔



مولانا قاسم نانوتوی

(شجرہ نسب صفحہ ۴۸۲)

تھوکیہ آزادی کے دور میں تھانہ بھون کو دارالسلام قرار دے کر جہاد آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ میرٹھ کے بعد دہلی میں بھی جہاد کا آغاز ہو گیا۔ حضرت حاجی امداؤ اللہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت مولانا محمد صالحی حضرت مولانا صاحب اول میں برسرِ سپہ گریوں کی روح پڑ میں خدا کی مدد کی توقع پر پر عزم میدان میں ڈٹے رہے۔ امداد اللہ مہاجر کی کورڈینٹ گرفتاری کی بنا پر ہجرت کر کر مر اختیار کرنا پڑی جسکے حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے دانت گزشتہ کی بنا پر بددش جہنگئے۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے دشا کا لہہ طور پر امداد باہمی کے اصولوں کی بنیاد پر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء بروز جمعرات دیر بند قصبہ کی مسجد چھتے کے صحن میں ایک انار کے درخت کے سایہ میں دیر بند کا آغاز دعائوں سے کیا۔ ملا محمد مدد سے پہلے استاد اور محمود الحسن اسیر پٹا پہلے طالب علم تھے۔

مولانا قاسم نانوتوی ۱۲۳۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ اسد علی تھا آپ کا سلسلہ نسب غلیظہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جانتا ہے۔ ابتدائی تعلیم نانوت، دیر بند اور سہارنپور میں حاصل کی۔ آپ ۱۲۶۰ھ میں مولانا محمک علی کے ساتھ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں دورِ نظام کی تکمیل کی حدیث نبوی کا درس شاہ عبدالغنی سے لیا۔ آپ علمِ دینی میں مکہ تاسرہ گئے تھے۔ تعلیم کے دوران مولانا قاسم حضرت حاجی امداؤ اللہ مہاجر کی قسے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ درس دیر بند آج تک مولانا قاسم نانوتوی کا صدقہ جاریہ ہے۔ آپ نے تین دفعہ حج کی سعادت حاصل کی۔ مولانا نانوتوی جمادی الاول ۱۲۹۵ھ بروز جمعرات بعد نمازِ ظہر اس دارِ قافی سے کوچ کر گئے اور دارالعلوم دیر بند کے احاطے میں مدفون ہوئے۔

مولانا شیخ محمد الیاس، شیخ الحدیث مولانا ذکر باد مولانا محمد یوسف کاندھلوی امیر تبلیغ جماعت

دشمبر ۱۳۵۴ھ

مولانا محمد یوسف کاندھلوی مولانا شیخ محمد الیاس کاندھلوی ہائی تبلیغ جماعت کے صاحبزادہ تھے۔ ان کا نسب تعلق کاندھلہ اور دہاک کے مشہور و معروف شیخ صدیق غازی سے ہے۔ ان کے مورث تاضی شیخ محمد سلطان محمد تعلق کے حیدر میں پرگزہ کاندھلہ کے تاضی مقرر ہوئے تھے۔

مولانا یوسف کاندھلوی ۲۵ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۱۶ء کو آٹھ برس کی عمر میں پیدا ہوئے۔ آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ آپ نے قادی حسین الدین سے عربی سیکھی اور مولانا شیر الدین سے عربی، کاشف معلوم میں عربی سیکھی۔ چنانچہ مقبولی میں لکھنؤ سے دینی تعلیم حاصل کی۔ آپ نے مولانا جمیل احمد تھانی سے بھی تعلیم پائی۔ مشکوٰۃ شریف، مالہ ابید سے پڑھی اور جلالین مولانا احتشام الحق کاندھلوی سے پڑھی۔ مولانا الیاس کی وفات کے بعد آپ امیر تبلیغ جماعت مقرر مقرر ہوئے۔ آپ نے اٹھک محنت لگن سے اس ادارہ کو نین انقوائی ادارہ بنادیا۔

شاہ عبد العظیم صدیقی

آپ کے والد محترم کا اسم گرامی مولانا شاہ عبد العظیم تھا۔ آپ ۱۲ اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ میں تولد ہوئے۔ وار العظمیٰ عریضہ قومیہ میرٹھ سے سولہ سال کی عمر میں درج نظامی پاس کیا بعد ازاں ادا دارہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۱۵ء میں ڈیڑیل کالج میرٹھ سے بی۔اے کیا۔ ۱۹۱۹ء میں جواز تشریف سے گئے واپسی پر اعلیٰ حضرت سے چاروں سلاسل میں فخریہ توفیق حاصل کیا۔ مولانا عبد الباقی مدنی مغل (دکنو) شیخ احمد شمس دمرکاش، اور شیخ سنوسی دلیا سے روحانی فیض حاصل کیا۔ آپ ۱۹۱۹ء تا ۱۹۵۴ء یورپ، امریکہ، افریقہ اور جنوبی ایشیا میں تبلیغ کے اور متعدد جوائت و رسائل جاری کیے۔ عظیم دین کو عام کرنے کے لیے کئی مساجد و مدارس تعمیر کروائے۔ ۱۹۲۳ء میں مسلم کانگریس پروشلیم کے اجلاس میں سعودی عرب کی نمائندگی کی۔ اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو دوبارہ مسلمان کیا۔ مصر کے دورے میں اخوان المسلمین کے حسن البنا سے ملاقات کی۔ ۱۹۲۰ء امریکہ میں مسلمان کیا۔ ۳۶ انگریز پروفیسروں کو حج اہل دعویٰ مسلمان کیا۔ کنیڈا میں گیارہ علمی اداروں میں لیکچر دیئے۔ ۱۹۲۵ء میں انگریز مفکر چارلس برنارڈ شل سے مشافروہ کیا۔ ۱۹۳۶ء میں بنارس میں آل انڈیا مسیحی کانفرنس میں شرکت کی۔ مدینہ منورہ کے لوگ آپ کو طیب الہندی کے نام سے پکارتے تھے۔ پاکستان میں آپ پہلے ناز محمد پڑھائی۔ ۱۹۵۰ء میں آپ نے یورپی دنیا کے ملکوں کا سفیر دورہ کیا۔ انڈونیشیا کے صدر سوکارنو اور انڈونیشیائی کے وزیر اعظم احمد یلو آپ کے مرید تھے۔

۱۲ اگست ۱۹۵۵ء کو مدینہ منورہ میں خاتون حقیق سے چلے اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ نے انگریزی میں ۹ اور اردو و عربی میں ۶۰ کتب میں تصنیف کیں۔ آپ نے دنیا بھر میں ۱۲ ادارے قائم کیے جن کی سرپرستی آج کل ان کے فرزند اور مولانا شاہ احمد نورانی کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی قادری

علامہ شاہ احمد نورانی صلی اللہ علیہ وسلم شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری کے نو ذرہ ارجمند ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی کے چچا محمد کا اسم گرامی شاہ عبدالعلیم چچن صدیقی تھا۔

ولادت

آپ میرٹھ میں ۱۷ رمضان ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء میں تلمذ ہوئے۔

سلسلہ نسب

آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول حضرت صدیقی اکبرؒ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی (متوفی ۱۹۵۳ء) اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے خلیفہ ممتاز تھے۔

تعلیم

۸ سال کی عمر میں نثر آن پاک حفظ کر لیا۔ درسی نظامی مولانا غلام جیلانی میرٹھی سے لیا۔ دستار نظامی تقریب میں مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی (والد) و صدر الانامل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اور اعلیٰ حضرت شاہ مصطفیٰ اربنا خاں مفتی اعظم ہند شریک تھے۔ والد کی وفات کے بعد میں الاقوامی تبلیغی دوروں کا کام آپ نے سنبھالا اور سینکڑوں غیر مسلم آپ کے ذریعہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں آپ کو دارالاسلامک مشن کانفرنس کا چیرمین منتخب کیا گیا۔ آپ نے ختم نبوت کی تحریک میں بڑے چٹلہ کو حصہ لیا۔ ۱۹۴۶ء سے کراچی میں مستحق قیام قریب ہوئے۔ ۱۹۴۸ء کے الیکشن میں جمعیت علماء ہند پاکستان کی طرف سے آپ تحری اسبیل کے کئی بہتے ۱۹۴۸ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی آپ سربراہ اعتباراً بن کر میدان میں نکل آئے اور قید و بند کی سزائیں جیلیں جن گڑا اور دنیا کی آپ کا طوطا امتیاز ہے۔

تخصیصات آپ نے وہ منقسم کتابیں بیسائیت اور مزائیت کے رد میں لکھیں:

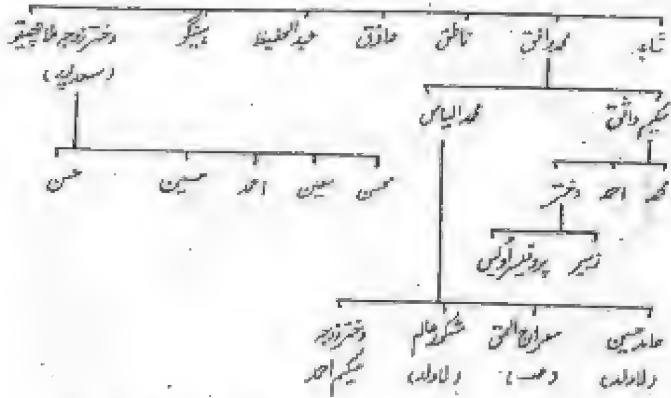
(۱) دی سیل آف پروڈیٹ وانگریزی اور شریعت دارالعیس کرکسٹ ایچ دی لائٹ آف قرآن۔

و حضرت عیسیٰ القرآن کی روشنی میں

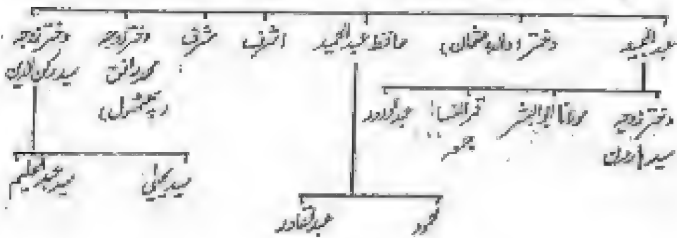
مطالعہ تہافت مولانا ابی مسکت ص ۲۳۳



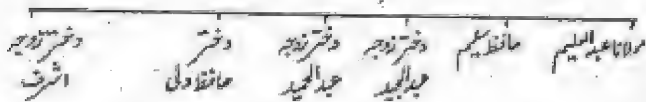
شاخ فاروقی بر شمع غایت حسین (پیشوا)



چودھری فقیر بخش (احمد بخش، سائیم، بی بی سے متعلق ہر گھر میں آباد ہے۔)



برادر نسبتی چودھری فقیر بخش



حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر

(شجرہ نسب)

حضرت شیخ فرید گنج شکر کے والد شہاب الدین غوری کے زمانہ میں کابل سے لاہور آئے پھر کوئی وال میں متعلق سکونت پذیر ہو گئے اسی مقام پر بابا فرید تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ کا نام قریباً ۱۰۰۰ بت ملا و جیسہ الدین تھا۔ آپ کی تعلیم قرآن میں ہوئی۔ فقہ حنفی، مہناج الدین ترمذی سے پڑھی۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حضرت بخارا کی سے بیعت ہوئے۔ مزید روحانی فیض کے لیے سیاست کی غرضی بغداد و یروشلم اور یروشلم میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ بغداد میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ تھارہ برس شیخ سیف الدین باختری سے ملے۔ غزنی میں امام جلالی سے ملے۔ سیستان میں شیخ اودھ الدین کرمانی سے ملے۔ یروشلم میں ذوالنون مصری سے ملے۔ سیاست سے واپسی کے بعد خواجہ حسین الدین پشٹی اور حضرت بختیار کاکی دونوں نے غزنی خلافت عطا کیا۔ آپ نے چپ حکم اچھوڑ کر اپنا مستقر بنایا۔ آپ کی طبیعت میں نرم، معز و انکساری کٹ کٹ کے بھری تھی۔ آپ نے لغ خاں کی دختر بیا ہزیرہ سے عقد کیا جن کے بطن سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں حضرت بابا فرید شکر گنج ۶۰ سال کی عمر میں ۶۰۰ھ میں وفات پا گئے۔ آپ کی سب ملاقات ۶۰۰ھ تھا۔

تصنیفات و ملفوظات، راجعت القلوب، سیر الاولیاء۔

خلفاء، نظام الدین اولیاء، ملا الدین علی صاحب، شیخ جمال قطب و ہنسی، شیخ ذکر اسندی، مولانا علی پوری کوٹھیرو۔

نورِ مکتب یہ مندرجہ شیخ محمد صالح خدمت فرید گنج شکر کی اولاد ہیں اور سہرام صوبہ بہار میں مدفون ہیں اور ان کی اولاد بھی اسی جگہ آباد ہیں۔

پیر طریقت شیخ حسام الدین کرمانا بکھوری الہ آباد لوی پی ہند

(شہزادہ نسب)

شیخ حسام الدین بکھوری کے مرنے والے مولانا اسماعیل ترقی ملک بین سے ترک وطن کر کے بادشاہ افش (۱۳۷۰ تا ۱۳۷۳ء) کے عہد میں ہندو شریف لائے۔ بادشاہ نے ۶۰ گیکھاراضی خاندان کے لیے حطاک جہاں وہ حکومت پذیر ہوئے۔

شیخ حسام الدین کے والد خواجہ غفر و انشد ایک عالم اہل حقینہ تھے۔ آپ کے دادا شیخ جلال الدین عالم اہل متقی اور صاحب طریقت بزرگ تھے آپ شیخ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ شیخ محمد سے بیعت تھے۔ وہ ہمیشہ نماز خلاء کے بعد ۴۱ بار سورہ یسین شریف ختم فرماتے۔ ان کا دل ولید معاشی قرآن پاک کی کلمات تھی۔ آپ کی تصنیف ملفوظات تھی جو غیر محفوظ تھی۔ دوسری کتاب کا نام انیس الماشقین تھا۔ ان کے خلیفہ شیخ شہاب الدین بکھوری تھے۔ آپ کے بڑے فرزند کا نام شیخ فیض اللہ تاشی شاہ تھا اور دوسرے فرزند شیخ احمد تھے جن کو آپ شیخ بڑھا، نوریدہ اور دیدہ نور کہتے تھے۔ آپ نے شیخ نعمت اللہ (شیخ تھو) شیخ اکمل، شیخ راجا اور شیخ اخوند عالم کو خطوط بھیجے تھے جو حضرت نور قطب عالم کے نو اسے تھے۔

شیخ حسام الدین نے ۸۸۳ھ مطابق ۱۴۷۷ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار کرمانا بکھور الہ آباد میں مرجع خاص عالم ہے۔ شیخ صاحب کے تقریباً ۱۲ خلفاء تھے۔

(۱) سید مسعود بن سید طہیر الدین بکھوری شیخ سیدن کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) سید حامد شاہ بکھور شاہ بکھوری (۳) سید نورانی بڑھا جن کا لقب سید بن ہے۔ (۴) مولانا کمال الدین عزاللہ (۵) مولانا شیر اللہ الہ آبادی (۶) شیخ فہیم الدین بن شیر اللہ (۷) مولانا قریب الدین سلطانہ (۸) شیخ احمد توحیدی (۹) سید علیہ السلام اور سید (۱۰) مولانا مناج الدین بن یوسف بن داؤد کوئی (۱۱) مولانا جلال الدین حسن نگر (۱۲) شیخ ضیاء الدین یوسف بن داؤد کوئی (۱۳) مولانا مرید کوئی (۱۴) مولانا اعجاز الدین کوئی (۱۵) شیخ مناج شہاب بکھوری ملقب بہ ادرانی شاہ۔

مقام شیخ حسام الدین بکھوری کی وفات کے بعد آپ کے فرزند کمال شیخ متین اللہ تاشی شاہ بکھور شاہ

ملکہ تندرہ صوفیائے بنگالہ صلا،

شیخ سلیم چشتی

و شہزادہ نسیب

شیخ سلیم چشتی حضرت فرید گنج شکر کی اولاد تھے۔ ان کی ولادت ۸۸۵ھ مطابق ۱۴۷۹ء میں ہوئی اور وفات ۹۷۹ھ مطابق ۱۵۷۱ء میں ہوئی۔ شیخ سلیم چشتی مولیٰ میں تولد ہوئے۔ فق پرور سیکری سے سرہند آئے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ ۹۶۲ھ میں مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ عرب و عجم کے شہروں کی سیاحت کی اور وہاں کے شنائع اور بالکالی لوگوں کی صحبتوں سے فیضیاب ہوئے اور ریاست جیسے امور برا بنجھم دیتے۔ پرمیروا سپہ سالار شیخ ابراہیم چشتی سے بیعت ہوئے اور اجازت و خلافت حاصل کی۔ فق پرور سیکری کی ایک پٹاری پر گوشہ نشین ہو کر طویل عرصہ تک عبادت الہی میں مصروف رہے۔ علی گڑھ اور مریدان کو ریاضت و مجاہدہ کی تلقین فرماتے تھے۔ امراء و سلاطین آپ سے بے حد مدح و تعریف دیتے تھے۔ جن میں شہنشاہ اکبر اور شیر شاہ سوری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ بادشاہ اکبر کو آپ سے بے حد محبت تھی۔ اس کو کوئی اولاد نہ تھی چنانچہ آپ سے دعا کی درخواست کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی دعا سے اکبر کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا آپ نے خود اس لڑکے کا پسم اپنے نام پر سلیم رکھا۔ یہی شہزادہ سلیم اکبر کے بعد جہانگیر کے لقب سے سرور آراء و سلطنت ہوا۔ آپ کا وصال فق پرور سیکری ہی میں ہوا۔ وفات سے پہلے آپ نے ایک روز کی بڑی وصال تھی اسی میں مدفن ہوئے۔ بادشاہ وقت نے اس مدفن کی اور اس سے ملحق مسجد کی نہایت خوبصورت تعمیر کی۔

شیخ سلیم چشتی کا مدنی القبل تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان کے فرزند شیخ بدر الدین سبکان نشین ہوئے۔ شیخ بدر الدین کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ قطب الدین سبکانہ ہوئے۔

حضرت میاں میر لاہوریؒ

(شجرہ نسب)

ولادت ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۲۰ء سال ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۲۳۵ء سنہ کے قریب شہر بہاول
میں پیدا ہوئے۔ آپ قاضیوں کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر فاروقؓ
تک پہنچتا ہے۔ آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل لاہور میں کی پھر حضرت خضر بہبودیؒ کے مرید ہو گئے جو
بہاول سے کچھ دور ایک پہاڑی پر سکونت رکھتے تھے۔ آپ یہاں سے درس کی عمر میں پھر لاہور تشریف لائے اور
دیانت و عبادت اور تقویٰ و ہدایت ترویج کی۔ آپ کی پوری زندگی سنت کے سانچے میں داخل ہوئی تھی
آپ سراسر اپنا تھے۔ رسول اکرمؐ کے ارشادات و احکامات کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرتے تھے۔
آپ کی زندگی ایک غور و خوض پر مبنی تھی۔ عام لوگوں کے علاوہ دربار شاہی میں بھی احترام
کیا جاتا تھا۔ پھر پھر بادشاہ آپ کا بڑا عقیدت مند تھا۔ شاہجہاں بھی دوبار حضرت آدمؑ میں حاضر ہوا۔
آپ نے اس کو نصیحت کی کہ عادل بادشاہ رحمت و ملک کی خیر گیری کرتے ہیں۔ دارا شکوہ نے
اپنی کتاب سکینۃ الاولیاء میں آپ کے اور آپ کے خلفاء کے حالات درج کئے ہیں۔ آپ کا سطر
لاہور میں زیارت گاہ بنائی ہے۔

حضرت سلطان باجوہؒ

ولادت ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۲۳۵ء سال ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۲۳۵ء سنہ کے قریب شہر بہاول
ہوئے۔ اس زمانے میں بادشاہ مبارک شاہ بکمران تھا۔ نسیم درویش والدہ ماجدہ نے اپنے شوہر کی شہادت میں
بہاولی سلطان باجوہؒ نے کس بھی قسم کا کتابی علم درس سے حاصل نہیں کیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ان
کے سینے میں روحانی علم کا ایک سمندر موجزن تھا۔ فقر و تعبد اور معرفت پر آپ کے مطلقا کاغذ و
رکب شریعت خداداد ہے۔ وہی میں میر عبدالحق قادری سے بیعت ہوئے۔ مرثیہ سے شکر کرٹ آئے
اور یہاں تین ہزار شادوات کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔ شہر شاہی
سے خاصا لگاؤ تھا۔ آپ کا سطر شکر کرٹ میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

(شجرہ نسب ص)

ولادت ۹۵۸ھ مطابق ۱۵۵۲ء سال ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 کے آباؤ اجداد بھارہ کے رہنے والے تھے۔ آپ دہلی میں شیرشاہ سوری کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ کے
 والد ماجد نے آپ کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی۔ شیخ نے صرف تین ماہ کی کلام پاک حفظ کر لیا۔
 ایک ماہ میں مکھن پڑھنا سیکھ لیا۔ والد ماجد سے عربی اور فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸ سال کی عمر میں
 آپ جگہ معلوم عقیدہ و فلسفہ حاصل کر چکے تھے۔ اس دوران آپ نے مادہ فلسفہ کے علم سے اکتساب علم
 کیا۔ والد نے شیخ کے قلب میں ایسی حدیث پھونک دی تھی جو ساری عمر آپ کے قلب و فکر کو گواہ
 رہی۔ آپ معلوم علمائے ہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ ۲۸ برس کی عمر میں آپ مجاز
 مقدس تشریف لے گئے۔ وہاں بھاری اور مسلم کا درس لیا پھر شیخ عبدالحق متقی کے حلقہ ارادت میں
 داخل ہوئے اور اجازت ہو کر اجازت حاصل کی مرشدی کے حکم پر برصغیر واپس آئے اور شہنشاہ اکبر
 کے دور میں لادینی الکلام کے تدارک کے لیے دہلی میں ایک دارالعلوم کی بنیاد ڈالی اور کلام عمر قرآن و حدیث
 کے درس و تدریس میں گزار دی۔ آپ نے علم حدیث کی بڑی خدمت کی اور اسے فروغ دینے میں
 نمایاں کردار انجام دیا۔ اس کے علاوہ سیرت النبی پر بھی متعدد جواب کتابیں تصنیف کیں۔ آپ
 نے مسائل قادیانہ کے ایک بزرگ سے ۹۵۵ھ میں وابستگی اختیار کی جنہوں نے آپ کو خلافت
 سے نراٹا۔ آپ نے حضرت خواجہ راقی باللہ سے بھی بیعت کی۔ آپ کا مزار دہلی میں مرجع فلاح
 ہے۔ اعتباراً اخیراً آپ کی مشہور و معروف تصنیف ہے جسے قبر لیت عام حاصل ہوئی۔



حضرت امام ربانی قطب ثانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ

(شجرہ نسب)

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کا شجرہ نسب ۲۸ واسطوں سے فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ ان کے والد شیخ عبداللہ اپنے عہد کے صوبے سے بڑے عالم دین تھے۔ جن کا وصال ۸۰۰ھ میں ہوا۔ سلاسلِ پشتیہ میں عبداللہ کی نگرہی اور فائدہ یہ میں شاہ کمال کیتھلی سے فیض یافتہ تھے۔ اکابر و اجداد کا وطن کابل تھا۔ عبداللہ کے مویشی علی شیخ شہاب الدین جلیل القدر امر اردو و غلزار میں تھے۔ شیخ احمد سرہندی شیخ عبداللہ کے چوتھے فرزند تھے۔ ولادت سے قبل والد نے خواب دیکھا اور شاہ کمال کیتھلی سے بیان کیا ان ہی کی تعبیر مجدد الف ثانی تھے۔ ولادت ۱۲۳۰ھ شوال ۱۰۹۰ھ بروز جمعہ سرہند میں نصیب شنب ہوئی۔ آپ کی پیدائش پر شاہ کیتھلی تشریف لائے اور اپنی انگشت مبارک حضرت کے منہ میں ڈالی اور فرمایا یہ بچہ تجویدِ دین کرے گا۔ سترو سال کی عمر میں جامع کمالات ظاہری و باطنی کی کتابیں تدوین میں مصروف ہوئے۔ والد سے بیعت کی اور خرقہ شاہ سکندر دہلیو شاہ کمال کیتھلی سے حاصل کی۔ یہ خرقہ امانتِ غوثِ اعظم مرکا کا لائے تشریف سے حکم کے مطابق عطا ہوا۔ حج سے نیضیاب پہننے کے بعد حضرت باقی باللہ سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ آپ کے چہرہ پر ملاحمت کے ساتھ عجب و وہابہ تھا۔ پانچ شریعت تھے۔ دعوات سے بے حد نفرت تھی۔ کثرتِ عبادت شعار تھا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جامع پکیر تھے۔ ۱۲۸۰ھ مفر ۱۲۴۰ھ میں ۶۲ سال کی عمر میں ہمارے غازیانہ خواجہ محمد سعید انصاری نے پڑھائی اور سرہند میں دفن ہوئے۔

شیخ احمد سرہندیؒ کے پیر مرشد خواجہ باقی باللہ دہلی کے آبا و اجداد میں تاحی عبدالسلام خلجی سرہندی کا ذکر ملتا ہے۔ کابل میں سکونت تھی۔ ۸۰۰ھ میں کابل میں پیدا ہوئے۔ اصل نام قاضی محمد دین شیخ عبدالسلام تھا۔ تعلیم ملائیملاق مولائی سے حاصل کی ان کے ساتھ اور انھیں ۹۹۹ھ میں کشمیر میں

ملے۔ پانچار اور الاسلام مجدد الف ثانی فیروز اولیٰ مدظلہ العالی ازبیاں جیل احمد شہر قندھار۔

ملے چھ نام صحیح ہونے سے مراد گئے۔ مدعیانہ ثابت الدلیل کے مرام فیروز دوم ۱۰۲۵ھ۔

دارد ہوتے حضرت خواجہ اسماعیلؒ سے بیعت کی۔

سرکارِ قدس نے چچہ و پروردارِ باجماعت اورنگ زیبؒ کی بر سفیدی، پیشانی کشا، ڈاڑھی گھسی اور آنکھیں
بڑی بڑی صورت افرادِ ولایت سے تارباں، حسن و علاقت کے ساتھ آنکار و عیب لیلال جو کوئی آپ کی
زیارت کرنا پے اختیار بھی کہا "فتیہ ایک اللہ و حسن الخالقین"۔

نظام الاوقات | نصب شب تہجد کے لیے بیدار ہوتے اور نماز فجر تک توبہ واستغفار و دعا و شریف
اور مراقبہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد اشرافِ نمک سرائے میں مشغول رہتے جو
چاشت تک جاری رہتا۔ چاشت کی نماز کے بعد ستر خان پر تمام فقرار اور حاضرین کے ساتھ کچھ غذا
تناول فرماتے پھر قیل و لیل فرماتے۔ زوال کے بعد نماز ظہر تک توسلین حاضر ہوتے جو نماز عصر تک سلسلہ
جاری رہتا۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ نماز مغرب کے بعد عشا کی نماز تک رہتا۔ سفر میں بھی ان عموماً
پر عمل پیرا ہوتے کی کوشش فرماتے۔ نظام الاوقات سے ظاہر ہوتا ہے کہ عارفِ بلائے زندگی کا ایک
ایک لمحہ بارگاہِ الہی میں صرف کرتے ہیں اور حقوق العباد بھی ادا کرتے ہیں۔ انہیں اوقات میں ازل و عیال
کی دیکھ بھال اور تمام رشتہ و معاملات بھی شامل ہیں۔

تصانیف | مکتوبات شریعت، مسابف کدنیہ، سبزار و مدار، کاشفات غیبیہ، شرح باحیات خواجہ
باقی اللہ و رسالہ تہذیبیہ و رسالہ فی اثبات النبوت و رسالہ سلسلہ حدیث۔

خاندان | شیخ عبدالحمید بنگالی، شیخ قمر محمد بیاری، شیخ حامد بیاری، امید باقر مارنگ پوری، مسید
محب اللہ انجیرہ، شیخ سلیم بزدی، شیخ آدم بزدی، مولانا ہدایت الدین سرہندی، بابا حسن اہلبلی، شیخ
علی طبری، شفیق علی، شیخ احمد استنبلی شفی، فقیر عثمان، مفتی تاجی، سید بابک شاہ بخاری، سید عیسیٰ زئی
شیخ ظاہر بنگالی لاہوری، مولانا امان اللہ لاہوری وغیرہم۔

اولاد

حضرت امام ربانیؒ کے سات فرزند اور تین دختر تھیں۔

(۱) خواجہ محمد صادق (۲) خواجہ محمد سعید (۳) خواجہ محمد مصمم (۴) خواجہ محمد رفیع (۵) خواجہ محمد

علی (۶) خواجہ محمد اشرف (۷) خواجہ محمد یحییٰ۔

لے محمد و اللہ شافی ص ۱۶،

کلام مجدد الف ثانی

هر روز باشی صائماً هر لیل باشی قائماً
 در ذکر باشی دائماً مشغول شود و ذکر هر
 گزیش خوابی بیاوردی عورت غزلایی چایی
 ای ذکر هر روز بر آن بجزان مشغول شود و ذکر هر
 سوسه ندارد خفتت ناچار باید رفتنت
 در گور تنه انداخت مشغول شود و ذکر هر
 روز دیگرش ساکن نام خدا آواز کن
 قفل زبینه باز کن مشغول شود و ذکر هر
 علم فزانی با علل خواند باشی تا فحل
 در پیش قاهر کم یزل مشغول شود و ذکر هر
 هر دم خدا را یاد کن دلهای غمگین شاد کن
 بلبل مفت فزایدی مشغول شود و ذکر هر
 مسکین احمد شود محمد سالم فسر شود
 در راه حق چون گردد مشغول شود و ذکر هر



حضرت منجم پاک باری

(شجرہ نسب صفحہ ۲۸۹)

شاہ منجم پاک بن شاہ امان بن شاہ عبدالکریم بہار کے مشہور شیخ گذرے ہیں مان کا اصل وطن قصبہ بلوری بہار ہے۔ آپ شیان ۸۲۰ھ مطابق ۱۶۷۱ء میں ہنگر کے موضع پچیس پٹی تہ بھرتے آپ کی پرورش آپ کی والدہ ماجدہ اور آپ کے دادا شاہ عبدالکریم نے کی۔ عہد جاگیر میں جب آپ کی عمر شریف چار سال کی تھی کہ آپ کے والد ماجد شاہ امان کا انتقال ہوا۔ آپ قصبہ بلور، پٹنہ پہنچ کر مخدوم شاہ خلیل بن دیوان شاہ جعفر بن قطبی قادری کے دستِ حق پر بیعت کی، آپ نے پورے دس سال اپنے پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں گزارے اور فرقہ خلافت و اجازت سے فوائدے گئے۔ ۱۱۱۲ھ میں ۳۰ سال کی عمر میں تحصیل علم کے دہلی تارو ہوئے اور مدرسہ جامع مسجد دہلی سے تکمیل علم کیا تحصیل علم کے بعد اسی مدرسہ میں مدرس کے قرائن انجام دیے، اسی دوران آپ نے رسالے کا شرافت شمع، الہامات شعی اور مشاہدات شعی تصنیف کئے۔ دہلی مدرسہ میں کامل گیارہ سالوں تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۱۲۴ھ میں شاہ فراز کے حضور حاضر ہوئے اور ان کے خلیفہ شاہ اسد اللہ طریقت خلافت حاصل کی۔ ۱۱۳۵ھ میں شاہ فراز کا وصال ہوا تو شاہ اسد اللہ ان کے خلیفہ مجاز بنائے گئے جب ۱۱۳۷ھ میں ان کا انتقال ہوا تو مریدین و مشائخ نے حضرت منجم پاک کو خلافت پر مامور کیا۔ اس طرح آپ خاندانہ فراز کے سجادہ نشین بنے۔ اس وقت آپ کی عمر صرف ۵۵ سال کی تھی۔ ۲۵ سال تک دہلی میں فیضِ نام رہا۔ آپ اشارہ غیبی پا کر ۱۱۶۲ھ میں خلیفہ آقا کا رنج کیا مسجد ملافتی محلہ بخش میں قیام فرمایا اور مخدوم بہاری کے مزار پر جلوس ہوئے پھر واپس پٹنہ آئے۔ کچھ دنوں کے بعد دل برداشتہ ہو کر پٹنہ چھوڑنے کا قصد کیا اور روانگی کی تیاری مکمل تھی لیکن موصدقین نے رکنے پر اصرار کیا اور جب تھال حضرت سعدی کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

اے تشرنگارِ عالم! روئے تو تو کجا بہرِ تماشایِ روی

یہ بیت متاثر ہوئے اور پٹنہ میں مستقل قیام پزیر ہونا منظور فرمایا۔

لے نزہت الخواطر جلد ۲ صفحہ ۳۷ بہار میں البراء فیضان صفحہ ۱۲، ۲۵

منہ یہ مسائل طریقت میں اویسیہ، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ مسائل طریقت شاہ فرہار کے ذریعہ حاصل ہوئے تھے۔ ۱۲۰ سال کی عمر میں ۱۱۸۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ سید میر علی الدین عالمگیری جو بدیہی خلیفہ پلہ میں آپ کا مزار مرجع خلایق ہے۔

خلیفہ شام [شاہ حسن رضا آپ کے پہلے خلیفہ بنے۔ آپ کے خلفاء میں شاہ منیری بہاری، صوفی شاہ دائر شاہ قطب الدین عرف شاہ بساوان، شاہ اہل اللہ، مخدوم شاہ حسن علی، خواجہ رکن الدین شتی اور ریحان منی دانا پوری بہت مشہور ہوئے۔ شاہ حسن علی کے پورے خاندان کے پورے فتوحہ منتقل ہو گئے۔ جہاں شاہ منیری سجادہ رہے۔ بعد ازاں چشتی پورہ بہاری ان کا فیض عام جاری رہا۔ صوفی شاہ دائر شاہ کا کہ عظیم پورہ میں سکونت پذیر ہو کر مدفن ہوئے۔ شاہ بساوان اپنے وطن کو درجہ پلہ میں قیام فرمایا۔ شاہ اہل اللہ کا فیض ان کے اپنے وطن پیر پگہر منتقل چاکہ خلیفہ گیا، بہاریں جاری رہا۔ مخدوم شاہ حسن علی خاندان خواجہ کمال گھاٹ، پلہ میں رہے۔ ان کے خلفاء میں مخدوم شاہ یحییٰ اصغر پوری، نوآبادی اسلام پورہ پلہ کے ذریعہ شاہ ولایت علی منغی تک ابراہیم خان فیضان پڑھا اور شاہ امین الدین سجادہ نشین مشتفی بنے۔ شاہ حسن علی کے خلفاء میں عبد المنفی اور عبد المنفی بہت مشہور رہے۔ شاہ حسن علی کے محبوب ترین خلیفہ شاہ فرقت اللہ (حسن دوست کریم چک) چھپو تھے۔ شاہ سید سلطان احمد دانا پوری بھی شاہ حسن علی کے خلیفہ تھے۔ شاہ مطا حسین بن شاہ سلطان احمد دانا پوری بھی ان کے خلیفہ بنے۔ اس کے علاوہ شاہ عطاء الدین حسین وطن قرہ چک مجاہد مظفر پورہ بھی شاہ حسن کے خلیفہ مجاز تھے۔

حضرت خواجہ رکن الدین عشق [خواجہ عشق شاہ فرہار دہلوی کے دوسرے خلیفہ مولانا شاہ برہان الدین خلایک کے تلامذہ و خلیفہ تھے۔ عشق کی ولادت ۱۱۳۴ھ میں ہوئی اور وفات ۱۲۰۳ھ میں ہوئی۔ خواجہ عشق نے خواجہ شہر پاک سے خلافت حاصل کی ان کا مزار محدثی گھاٹ کیمر عشق خلیفہ آباد میں ہے۔ ایک دیوان بنام یادگار عشق شائع ہو چکا ہے۔

خلیفہ شام [سید شاہ ابوالبرکات (ولادت ۱۱۵۹ھ وفات ۱۲۵۵ھ) کے خلیفہ سید شاہ رکن الدین حسین (ولادت ۱۲۰۳ھ وفات ۱۲۵۵ھ) سید شاہ غلام حسین منی دانا پوری (ولادت ۱۱۹۸ھ وفات ۱۲۵۲ھ) سید شاہ غلام حسین منی خاندانی پیر تھے شاہ شہر پاک سے خلافت حاصل کی۔

۱۹ سال تک فیض عام جاری رہا۔ آپ کو اپنے والد شاہ ولی اللہ سے فیض نہیں پہنچا جن کو اپنے
 نانا محذور شاہ مبارک سرور آبادی چٹنہ سے بیعت حاصل تھی۔
 خلیفہ امیر سید شاہ فرید الدین احمد سید شاہ وحید الدین احمد حکیم سید شاہ مراد علی سید شاہ
 نواح حسین سید شاہ کاظم حسین اور سید شاہ عطا حسین وغیرہ۔



خليفة سلاسل طريقت ابوالعلاء شمعیه

شاہ عطا حسین آپ کی ولادت ۲۳ رمضان ۱۲۳۲ھ کو ہوئی۔ آپ کے نانا کا اسم گرامی سید شاہ شمس الدین حسین شمعی تھا اور دادا سید شاہ غلام حسین شمعی دانا پور سی تھے اور ورنہ حقیقی براہ تھے۔ سید شاہ شمس الدین حسین کا عقد سید شاہ عبداللہ خان تادری کی دختر نیک اختر سے ہوا تھا۔ شاہ عبداللہ خان تادری محمد سقپورہ، پٹنہ کے رہنے والے تھے۔ سو گز سال کی عمر میں اپنے دادا سید شاہ غلام حسین شمعی سے چشتیہ فخریہ شمعیہ سلاسل طریقت میں بیعت کی اور حسب ہدایت دادا مرحوم اپنے مامول سید شاہ قمر الدین الاحسین سے ابوالعلاء سلسلہ طریقت کا فیض حاصل کیا۔ یہ فیض شاہ قمر الدین کو شاہ ابوالبرکات سے ملا تھا جو خواجہ رکن الدین عشق کے مرید تھے۔ خواجہ رکن الدین شمس الدین برہان الدین خدا ناک کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور محمد شمس پاک کے صحبت یافتہ تھے۔ شاہ قمر کو یہ سلسلہ سن دوسرے کبیر چک مرید شاہ حسن علی سے ملا۔ شاہ عطا حسین کی تعلیم و تربیت شاہ قمر الدین حسین کی صحبت میں ہوئی اور اجازت و خلافت بھی ملی۔ شاہ عطا حسین کو ابتدائی تعلیم نانائے اور خلافت قاریہ دادا سے ملی۔ درود کا سلسلہ طریقت نانا بزرگوار کے توسط سے یہ حسین کو ملتا دہلوی سے ملا۔ ۱۲۶۰ھ میں پاپیادہ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راہ میں مخدوم بدیع الدین قطب مددگار مکن پوری، ابوالعلاء اکبر آبادی، حضرت نظام الدین اولیاء، مولانا فخر الدین فخر دہلوی، حضرت بختیار داکا، خواجہ حسین الدین بشتی، امیر غفری سے فیض حاصل کیا۔ مدینہ میں حاضری دی اور عبدالرزاق کے لقب سے فوائزے گئے۔ حضرت ادب قرنی رضی اللہ عنہ سے روایت ملاقات ہوئی۔ ۱۲۶۵ھ میں خواجہ غریب نواز کی ایثار و ضیاع گیا میں قیام کیا۔ آپ بہت ہی شگسر المزاج، خوش طبع، خوش خلق، خیریں کلام اور دل آویز شخصیت کے مالک تھے۔

تصنیفات آپ کی تصنیفات ۳۰ کے قریب ہیں۔ رسائل بربان تادری، کسب الاسباب، کیف الدارین، حبیب الاشقیین، وحقیقۃ الساکین، حقیقۃ الدارین، اقوال المنجیہ، کیف التواضع، امرار قریب، ہموالات اشرف، حقیقۃ الصلوۃ، نکات لطافت

اردو رسالے | دو اذدہ مجلس رسول کریم، تذکرہ حضرت فاطمہؑ، مولود نجی کریم منظم، بہار نسیم
 منظم، تذکرہ صدیقہؑ، تذکرہ فاروقیہ، تذکرہ عثمانیہ، مولود علی، تذکرہ الشارمین، تذکرہ الامین،
 مولود حسنؑ، مولود قادرؑ، شہرید چشتیہ، الزارہ قطیبہ، لمعات فرید، فیض نظامیہ، اسرار نقشبندیہ،
 شہنوی مرتضیٰ، سرگنیز اولیاء، منظم فسانہ، دلپذیر، احوالی و واقعات حج،
 شاہ عطا حسین کا وصال ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ آپ کا سزا فراموش و شہید ابو العلاء علیہ السلام
 گیا میں مرتضیٰ خاں ہے۔



شاہ عبد الرحیم (دہلی)

- ۱۔ شجرۂ نسب پروری
۲۔ شاہ اسماعیل شہید دہلوی
۳۔ شاہ عبد الفتی
۴۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۵۔ شاہ اسماعیل شہید دہلوی
۶۔ شیخ و جلیل الدین
۷۔ شیخ معظم
۸۔ شیخ منصور
۹۔ شیخ احمد
۱۰۔ شیخ محمد
۱۱۔ قاضی قادیان
۱۲۔ قاضی قاسم
۱۳۔ قاضی بیجا
۱۴۔ شیخ عبد
۱۵۔ شیخ قطب الدین
۱۶۔ شیخ کمال الدین
۱۷۔ شیخ شمس الدین مفتی
حضرت عمر فاروقؓ کی تائیدی پشت
میں پیدا ہوئے۔
- ۱۔ اعلیٰ شہید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے انہیں غلیظہ ثانی
حضرت عمر فاروقؓ کی اولاد ہونے کا فخر حاصل تھا۔ شیخ شمس الدین مفتی اس
قادر کے مورث اعلیٰ تھے۔ وہ پہلی شخصیت تھے جو ہندوؤں کو دیکھ کر گھٹے ہوئے
پتھر پر پڑے شیخ شمس الدین مفتی حضرت عمر فاروقؓ کی تائیدی پشت میں
ولد ہوئے تھے۔ ان کی سابقہ پشت میں شیخ محمد پیدا ہوئے ان کی شادی لیان
آفرید سے ہوئی جو سنی پشت کے اشراف سادات بارہ کے تعلق رکھتی تھیں
جن کے بطن سے شیخ احمد پیدا ہوئے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا
کے پردادا تھے۔ پورے خاندان میں شاہ ولی اللہ کے دادا شیخ و جلیل الدین
سے نیاہ پر مغز، عالی و باخ، حوصلہ مند، بدعا اور غرض اشفاق، دوسرا نیا تھا
ایران، شان و شوکت کے باوجود منکسر المزاج تھے۔ شاہ ولی اللہ کے والد
شاہ عبد الرحیم کی ولادت رکھنے میں ہی اس وقت ان کے والد عبد الرحیم
میں منار قومی عہد پر فائز تھے۔ شاہ عبد الرحیم موسم غازی کی تکمیل کے
بعد علوم باطنی کے لیے خواجہ میر باقیؒ کے فرزند خواجہ غفرؒ کی طرف تشریف
جوئے۔ ان کی ایسا پر سادات بارہ کے خاندان کے بہت بڑے بزرگ
سید عبد اللہ کے دست حق پرست پرست کر کے ان کے علم و ادب میں
داخل ہو گئے۔ قریب میر بادشاہ کے دور میں انہیں ملازمت سفر آخرت اختیار
کی اور فرزند شاہ ولی اللہ اور شاہ اہل اللہ چھوڑے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(شجرہ نسب مشہور)

ولادت ۱۱۱۲ھ مطابق ۱۷۰۲ء وصال ۱۱۷۶ھ مطابق ۱۷۶۲ء آپ کا شمار مجددی کے پیشرو
ممتاز علماء و صوفیاء میں ہوتا ہے۔ معقولات اور مقولات کی تکمیل کے بعد مستور میں کی عمر میں درکنار مدرسہ
میں مشغول ہو گئے۔ اسی سال والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم نے ان کو خلافت و احیاء عطا فرمائی۔
آپ کا پرواخان خان زمانہ قدیم ہی سے علم و فضل میں نہایت نامور شمار کیا جاتا ہے جس میں دینی خدمات
دینے والی یکتائے روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں۔ اور نگاہ لب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل
آپ دہلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۱۴۲ھ میں آپ حج بیت اللہ اور زیارت حرمین و شریفین سے مشرف
ہوئے۔ ۱۱۵۵ھ تک وہاں قیام فرمایا اور شیخ وفدا اللہ ناگ، شیخ حاج الدین فلک اور شیخ ابو طاهر
سے علمی و روحانی استفادہ کیا اور مختلف مسطوروں سے طریقت میں اجازت لی۔ شاہ ولی اللہ نے دہلی
عربیہ و سنہری میں تفسیر قرآن اور علم حدیث کو اولیت دی اور ان علوم کا اسرار کیا۔ انہوں نے علوم میں
علمی بیداری پیدا کی۔ شاہ صاحب کی متعدد تصنیفات نہایت قدر و منزلت رکھتی ہیں۔ شاہ ولی اللہ
کا شمار ان شخصیت میں ہوتا ہے جن پر بین الاقوامی سطح پر تحقیقاتی کام ہوا ہے۔ آپ نے دہلی میں
وفات پائی۔ آپ کا مزار گنج دہلی میں مرجع خلافت ہے۔



حضرت میاں محمد حافظ عبد الوہاب سچل سرمست

(شہرہ نسب ص ۴۹)

حضرت شیخ عبد الوہاب سچل سرمست کے دادا خراجہ محمد حافظ (میاں صاحب) شاعر الطیف
بہشتائی شے تقریباً نو برس چھوٹے تھے۔ شاعر عبد الطیف ۱۱۰۲ھ میں پیدا ہوئے اور میاں صاحب
۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ جبکہ سچل سرمست شاعر عبد الطیف کی وفات سے ۱۳ سال قبل ۱۱۵۲ھ میں پیدا
ہوئے۔ سچل نے ۴۰ برس کی عمر میں اپنے چچا سے میاں عبدالحق سے فرقہ و خلافت پا پا اور فوتے
برس کی عمر میں ۱۲ رمضان ۱۲۴۲ھ کو وفات پائی۔ آپ نے منہجی، مراکھی، فارسی اور اردو زبان
میں شاعری کی ہے اس لیے آپ کو شاعرِ ہفت زبان کہتے ہیں۔ آپ کا پورا کلام جذب و مستی، سوز
نگار اور درد و الم کا مرکب ہے۔ منہجی آپ کا کافی پیدا رہا ہو سکا۔

آپ کی تصنیفات حسب ذیل ہیں۔

سندھی: بیت، کافیاں، دوہے، مرغ نامہ، وحدت نامہ، نقل نامہ، مرثی، چھوٹے اور گھڑیاں
فارسی: دیران، آشکار، راز نامہ، وحدت نامہ، عشق نامہ، گماز نامہ، وصلت نامہ، تاز نامہ
اور دو نامہ، غزل، بحر طویل۔

اردو: غزلیات اور کافیاں

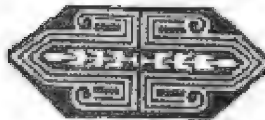
سچل سرمست کا اردو کلام

جو تجھ بن نہ سینے کو کہتے تھے ہم
سو اس حق کو بھی ہم ادا کر چکے

شاہ عبدالعزیز

دشورہ نسب شیعہ

شاہ عبدالعزیز شاہ اول اللہ کے ۵ فرزندوں میں سے ایک تھے۔ آپ ۱۱۵۹ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدا سے زہد فیض اور سلیم الطبع تھے۔ ۵ سال کی عمر میں قرآن پڑھنا شروع کیا پھر تائری فہرست کی طرف سے زمین رسا پایا تھا۔ تیرہ سال کی عمر میں آپ نے فقہ و اصول وفق، نحو و منطق و عقائد کلام و ہندسہ و طب و ادبیات و غیرہ میں ہدایت حاصل کر لی۔ اپنے وقت کے زبردست عالم تھے۔ علوم حدیث اور فقہ کی خدمت میں تدریس ہند میں ان کے گھر سے ہوتی کہیں نہیں ہوتی۔ تفسیر و حدیث و منطق و فلسفہ و عرب و نحو، معانی و ریاضی اور دیگر علوم میں بختیاریہ بصیرت حاصل تھی۔ آپ اپنے والد شاہ اول اللہ محدث و مری کی طرح کثرت سے کتابیں تصنیف نہیں کیں پھر بھی وہ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ شاہ عبدالعزیز ۱۲۳۳ھ کو وفات پا گئے۔ ان کے حقیقی بھائی شاہ عبدالغنی ۵ سال کی عمر میں سنہ ۱۲۳۵ھ بمطابق ۱۲ مارچ ۱۸۱۹ء کو دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ ہی کے نامزد فرزند شاہ اسماعیل شہید پلا کر تھے۔



شاہ اسماعیل شہید بالاکوٹ

(شہر و نسب معلوم)

شاہ اسماعیل ۱۱۷۲ھ بمطابق ۱۷۵۹ء میں پیدا ہوئے۔ جب دس سال کے ہوئے تو والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ پندرہ سال کی عمر میں علوم اسلامیہ سے فارغ ہو گئے۔ دستِ انصافیت خود شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اپنے دستِ مبارک سے ہاتھ لگا کر آپ کی ذہانت اور طباطبائی دیکھ کر شاہ عبدالعزیز نے فرمایا تھا کہ خدا کا شکر ہے علم ابھی ہمارے خاندان میں باقی ہے۔ شاہ اسماعیل کی شادی ان کے تایا شاہ عبدالقادر کی نواسی بی بی کلثوم سے ہوئی تھی۔ جن کے بطن سے شاہ مرید احمد دہلوی میں تحصیل علم کے بعد مستند مدرس پر بیٹھے۔ وہ عابد زاهد تہجد گزار اور شب بیدار تھے۔ ساری زندگی غفلت ترک کر، استفادہ میں گزار دی۔ مفتی عبداللہ بن کے بیان کے مطابق مولوی احمد کو رسول اللہ کی طوالت بہت بہتر تھی۔

۱۱۸۲ھ میں شاہ اسماعیل نے سید احمد شہید بریلوی کی میت میں صیغہ کا قصد فرمایا۔ صیغہ کا قائل مختلف جگہوں پر پھرتے ہوئے کل دس ماہ سفر کرنے کے بعد حرم شریف پہنچ گیا۔ صیغہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد مولانا اسماعیل اپنے رفیقِ قتل کے ساتھ ۱۲ اگست ۱۸۲۲ء کو وطن واپس لوٹے۔ بعد ازاں وہ جہاد کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ پچھلے دو سال کی انشک محنت کے بعد مجاہدین کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ جن کو ساتھ لے کر اہل مدینہ منورہ کو مرکز بن کر سکھانے کے خلاف علمِ جہاد نکلیا۔ مدینہ کی وقت صرف ۵ یا ۶ سوافزار پر مشتمل تھی۔ یہ قافلہ دس ماہ میں تین ہزار میل کا سفر طے کر کے رائے بریلی سے ہڈیاں کٹا کر ایوانِ ثور تک، پھر مصرائے مارا اور ہمر کوٹ، حیدر آباد، شکار پور، کراچی، قندھار، غزنی اور کابل پہنچا اور نوبر ۱۸۲۲ء میں پشاور پہنچا اس کے بعد ہی جنگِ اکڑہ کا واقعہ پیش آیا جس میں مجاہد شہید ہوئے۔ اس کے بعد جنگِ شہ پور ہوئی جس میں چھ ہزار غازیوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اب شاہ اسماعیل کے ساتھ صرف ۱۰ مجاہد بچے تھے جن کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ جنگِ پربت میں جنرل دہلوی ان کو ہر جہاد پر پہنچا تو سکھوں کی فوجوں کے سبب وہ مجاہدوں پر حیدر آباد حیدر آباد

پہلے عرض یہ کر بے شمار معرکے پیش آئے مثلاً تسخیر ہند، جنگ ندیہ، امبا اور عثوہ کے معرکے، جنگ
مروان جنگ مایا اور خیرہ مقامی یا شعلوں کی جھڑپی اور غزالی سے مجاہدہ کر سید احمد بریلوی کو لاکھوٹ
کا سفر اختیار کرنا پڑا۔ یہیں وہ دشمنوں کی شہزادوں کا شکار کر کر سب کے سب شہید ہو گئے۔ یہ واقعہ بابکاہ
بروزہ ص ۲۲ ذیقعدہ ۱۲۴۹ھ سلطان ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو پیش آیا۔

شاہ اسماعیل کی تصنیفات

۱۔ لا شرک تفتویہ الایمان، تذکرہ الامران، صراط المستقیم، حقیقت، امر، فقر، یک، ذوق، سالو، کلیم
منطق، منصب، امامت، الصراح، الحق، تنقید، الواب، تخریر، العین، فی اثبات، دین، الیقین، حقیقت، تصرف،
مشوئی، سلک، خود و اردو، ناشی، سلک، خود و قاری، عقیدہ، در مدح، سید احمد شہید، نعمت، شریف، ریالہ
بے قادیان۔



حاجی امداد اللہ مہاجر کی

آپ نے فاروقی تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب اور سلسلہ تصرف ابراہیم بن ادریس سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی حافظ محمد بن تھا۔ مولانا شیخ محمد محدث تھانوی آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے اجداد دور عالمگیری سے ۱۸۵۴ء تک تھانہ بھون و ظفر نگر میں قاضی القضاۃ رہے۔ اس سلسلے کی آخری کڑی قاضی عنایت علی خاں تھے جو ۱۸۵۵ء کی جنگ شاہی میں شام تھے۔ حاجی امداد اللہ ۱۲۳۳ھ مطابق ۱۸۱۶ء میں تھانہ بھون میں تولد ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مجاز گئے جہاں انہوں نے ماہر سلسلہ کو حروج پر پہنچایا۔ آپ میان جٹوڑ محمد جٹوڑی (دستور ۱۲۵۵ء) کے خلیفہ تھے۔ آپ ہی کے خلفاء و مریدوں کے ہاتھوں دارالعلوم دیوبند کی تخلیق ہوئی۔ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا یعقوب آپ کے مشہور و معروف خلفاء تھے۔ آپ کی والدہ شیخ علی محمد صدیقی کی بیٹی تھیں۔ جو مولانا قاسم نانوتوی کے خالوارہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ شاہ محمد اسلم محدث دہلوی نے آپ کا نام امداد حسین کے بجائے امداد اللہ رکھا۔ وہی میں مولانا نعیم الدین سے ملاسل نقشبندیہ مجددیہ میں خرد خلافت عطا ہوا۔ آپ بشارت غیبی پر کیا میان جٹوڑ محمد سے بیت ہوئے۔ میان جٹوڑ کے والد کا اسم گرامی میر جمال محمد میان علوی تھا۔ میان جٹوڑید احمد شہید بریلوی سے بھی بیعت تھے۔

۱۸۵۵ء میں ہراد جنگ شاہی میں شرکت کے سبب آپ کو نقل مکان کرنی پڑی۔ ۱۲۹۲ھ ۱۸۷۶ء میں ہند سے حرکت کر کے حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے۔ مریدین نے حجاز حادہ الباب میں ایک مکان خریدا کہ جس کی جہاں آپ متمکن ہوئے۔ آپ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں وفات پا گئے۔ آپ ۱۹ کتابوں کے مصنف تھے۔ آپ کے خلفاء میں شیخ الہند محمد الحسن امیر ٹاٹا، مولانا سید حسین احمد مدنی اور پیر بہر علی گوڑہ شریف، مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی زیادہ مشہور تھے۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا

مولانا محمود الحسن ^{۱۲۵۹ھ} سلطان علی شاہ ^{۱۲۵۹ھ} میں بریلی میں تولد ہوئے۔ مولانا کے جد امجد شیخ فوج
مٹی تھے جن کی اولاد میں مولانا کا اقدار علی صاحب اقبال آئے۔ مولانا کے والد مرحوم تھے۔ محمود الحسن
چھ سال کی عمر میں پڑھنے بٹھائے گئے۔ ابتدائی کتابیں مولوی عبداللطیف سے پڑھیں۔ عربی
اپنے چچا مولانا ہتھاب علی سے سیکھی۔ جب مولانا کی عمر ۱۰ سال کی ہوئی تو ^{۱۲۷۳ھ} میں مولانا قاسم
آنانوی کی سرپرستی میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جہاں مولانا محمود پندرہ روز پڑھا پڑھا
پہلے مدرس مقرب ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند کے سب سے پہلے طالب علم بن گئے۔ ^{۱۲۸۵ھ} میں
شکوۃ دیوبند کی کتابیں پڑھیں۔ ^{۱۲۸۵ھ} میں صراحۃً سے مولانا قاسم سے پڑھی۔ ^{۱۲۸۵ھ} میں تمام
علوم سے فارغ ہو کر دارالعلوم دیوبند میں باطنی پڑھانے لگے۔ ^{۱۲۹۵ھ} میں حاج بیت اللہ کی سعادت
حاصل ہوئی۔ وہیں حاجی احمد اللہ دہا برکتی سے شرف بیعت حاصل کیا اور شاہ عبدالغنی سے حدیث
کی اجازت لی۔ ^{۱۳۰۵ھ} میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس ہوئے اور ۳۲ سال اس عہد پر فائز
رہے۔ آخر میں ۵۴ سال تک دارالعلوم کی خدمت کر کے رخصت ہوئے۔ جنگ آزادی ہند کی مصوبہ بندی
کی اور جید جد آزادی کے دوران مجاز میں گرفتار ہوئے اور مالٹا بھیجے گئے اسی لیے اسیر مالٹا
کہلائے۔ رہائی پانچ کے بعد قائم بند ہوئے۔ دارالریح الاول ^{۱۳۲۹ھ} کو اس بطل جلیل کا انتقال
ہو گیا۔ دلی بند میں ان کے جنازہ کے نماز میں آنا بڑا مجمع کبھی نہیں دیکھا گیا تھا دیوبند ہی میں مدفون
ہوئے۔

تصانیف ترجمہ قرآن مجید تراجم الباب بخاری۔ تقریر ترمذی۔ حاشیہ ابو داؤد شریف حاشیہ
برہنہ المالی۔ الاصحاح الامم۔ شرح اذقی العری فی تحقیق الجہد فی القری جہد القل فی شرح المیزان۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ

لے تباہے رہائے راست برائے تو
علم و حکمت را شرف از گوہر لائے تو

مولانا اشرف علی نسب پدری کی رو سے فاروقی نسب تھے اور نسب اموی کی رو سے ملوی تھانوی تھے۔ آپ کے والد شیخ عبدالحق میرٹھ کی ایک ریاست کے خزانہ کار تھے۔ وہ تھانوی میں اعلیٰ استعداد کے مالک تھے۔ آپ کے ماسن پر حاجی احمد علی (متوفی ۱۲۹۵ھ) ایک صاحبِ حال و قال بزرگ تھے۔ مولانا کے نانا میر شہابت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی دان اور مولانا شاہ تیارا حرموی بڑی کے خلیفہ خاص تھے۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اور شیخ جلال تھانیسی مولانا اشرف علی تھانوی کے اہم جد تھے۔ آپ ۵ ربیع الثانی ۱۲۵۵ھ کو تولد ہوئے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر میں ہی میں خیزی کا چک پڑا۔ حافظ حسین علی دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ تھانہ بھون میں مولانا فتح محمد سے عربی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۲۹۵ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ پھر سال میں تعلیم سے فراغت حاصل کی۔ مولانا محمد یعقوب مولانا اشرف علی تھانوی کے استاد تھے۔ مولانا یعقوب کو حاجی احمد الدہلوی باجوہ کی سے شرفِ بیعت و خلافت دارالانجمن دارالعلوم دیوبند میں ۱۲ برس تک درس و تدریس میں مشغول رہے اور کاتھدر میں "فنی عام" کے نام سے ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے مولانا رشید احمد انصاری گلوچی سے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ شیخ بیتا کی سعادت کے بعد ۱۳۱۵ھ تک کانپور میں درس و تدریس میں مصروف رہے۔ پھر تھانہ بھون لوٹ آئے جہاں ان کا ایمان بڑھ گیا۔ ۱۳۱۵ھ میں ایک مدرسہ اور جگہ تکلیف میں مبتلا ہو کر بالآخر ۱۳۲۲ھ میں خیرات خاں خاں خاں کے وقت عمر شریف ۸۲ سال تھی۔ مولانا کی کل تصانیف ... کے قریب ہیں جن میں ترجمان القرآن اور شہزادہ صاحب سے زیادہ مشہور ہیں۔ مولانا حافظہ اور مولانا دینی کے اشعار کو زبان تھے۔ آپ کی تصانیف کا بیشتر حصہ اصلاحی اور فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ نظم میں مولانا کی ایک تصنیف "شہری زریہ" بھی بہت مشہور ہوئی۔

حدیث حجتی کی اجازت

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے سلسلہ علم کے موافق اگر علما یا متعلمین میں سے کوئی دانشور یا اہل علم ہو
 پڑی کتب یا کسی خاص حدیث کی اجازت چاہتے تو آپ بلا حیل و حلقہ قرار دیتے۔ ایک دفعہ حضرت مولانا
 اشرف علی تھانویؒ نے حضرت رشید احمد ننگرہویؒ سے حدیث النبیؐ کی اجازت چاہی تو آپ نے ان کو کلام
 اور ان سب کو جو خواہش رکھتے تھے یا آئندہ رکھیں اجازت دے دی۔ ہم اس حدیث کی سند کا تحقیق کے
 لیے یہاں نقل کر رہے ہیں تاکہ جو کوئی چاہے اس سند کو اجازت سمجھ لے:

وحدیثی شیخی الشاہ احمد سعید الہمدوی قال حدیثی ابی الشاہ احمد سعید الہمدوی قال حدیثی شیخ الاشرف
 الشاہ عبدالمعز دہلوی قال علی الشاہ ابی اللہ الہمدوی عن القاضی ابی العزیز قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ قِيلَ فِي غَيْرِ رِيْتِهِ فَلَهُ حَقُّهُ ۱۰۰۰۰

وآنچه قصد آں منقول و مشرور است مشنیدہ باشد و دیگر رسالات آنچہ منقول و مطبوع شدہ
 اندازند یا دیگر نہ بدہ اجازت است و لا محال است بہر سبب کہ از انبیاء اخذ کردہ بودم۔

ترجمہ شاہ ابی اللہ دہلوی نے در بیان تلاوت قرآن چھڑا سا سا سناپ مار دیا۔ ایک آدمی آپ کو یہ کہہ
 کر کہ ہاں شاہ آپ کو جانتے ہیں کہ ایک زمین دوز دروازہ سے اندھے لے گیا۔ دیکھا تو شاہ جانت
 کا وہ بار تھا۔ ایک شخص نے شاہ صاحب پر اپنے بچے کے قتل کا دعویٰ کیا۔ چھڑا سا سناپ اس جن کا بچہ تھا
 اس پر بنوں کے قاضی نے منہ سے بالا حدیث پڑھی کہ میں نے یہ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سے سنی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو اپنی غیر جنس میں مالا مال ہے اس کا خون ضائع نہ کیا۔ اس پر شاہ صاحب
 بری کر دیے گئے اور آپ نے اس جن صحابی سے سنا فرمایا اور وہ ایسے آگے۔

باب ۲۲ ثلث مع عثمان اولاد حضرت عثمان غنی رضی

آپان	شیخ عمرو	عبداللہ	شیخ عمر
زوج		(ص ۵۱۷)	غیر اللہ الکر
آئم کلثوم			عبدالعزیز
بنیہ	ابی نعیر		عبداللہ ثانی
زینبہ	شیخ		شہاب عبدالرحمن اکبر
بنیہ حضرت علی	شیخ احمد		عبدالعزیز ثانی
شیخ سری قتل باغیبری شیخ ابی نعیر ثانی			ولید
شیخ اسماعیل	شیخ ۱۱۱ مسعود زاد نصر		خالد
شیخ مسعود الدین	شیخ ادوم		عبدالعزیز ثالث
شیخ شمس الدین	شیخ حسین		عبدالرحمن کلازوی
شیخ معروف	شیخ حسن		خواجه شہاب الدین
شیخ اسماعیل بنیم الدین	شیخ احمد		عبداللہ جرجانی
شیخ تاج الدین	شیخ مسعود		عثمان
شیخ ابوالفضل	شیخ محمد		علی
ممدوم شیخ فرالدین	شیخ محمود		ابوبکر
شیخ یحییٰ	قاضی بدر الدین عثمانی		محمد
بدر شیخ نظام الدین	(بول)		اسماعیل
ایمن شریف	قاضی میرزا		یعقوب
(بول)	آخوند شیخ		عبداللہ بنی الدین
	شیخ حامد		حسن
	قاضی اسماعیل		عبدالکیم
	قاضی نعیر الدین		عبدالرزاق
	(برہن)		حسین
	(ص ۵۱۷)		عبداللہ
			ابوالوفاء عثمانی
			(ص ۵۱۷)
			خواجه محمود
			خواجه محمد عیال الدین
			کبیر پانی پتی
			خواجه شہیل
			خواجه عبدالقدوس
			خواجه سلیمان جیشقی
			داؤد جیشقی
			اسحاق فرزدی
			برخوردار فرزدی
			محمد دم شاه برہان الدین
			(دیرہ گھا) (ص ۵۱۷)

اولاد شیخ عبداللہ بن حضرت عثمان غنی

شجرہ شام

عبداللہ	امیر	نور علی ادھاری
ابوالقاسم محمد	یوسف	حاجی سلیمان
ابوالنور علی	زکریا القنادی	محمد وردی
عبدالرحیم دین العابدین	محمد وردی	اسحاق دانشمند
عبدالحق محمد	محمد شام	یعقوب جیل نقاری
عبدستار محمد	برین العابدین	ابراہیم جیل
عبدالرحیم تاج الدین علی	محمد	شیخ شعیب قریوی
سلطان عبدالعزیز کبیر	شریف الدین اعصاب	شیخ ارشد سیلان
سلطان عبدالعزیز یحییٰ	کاشغری	شیخ موسیٰ محبوب
سلطان عبدالحمید قاسم	قاسم	شیخ حاصل کمال
سلطان عبداللطیف عمر	ہیبت	شیخ تاجی پیر مقرب پوری
سلطان عبدالغنی خالد	مراخان	شاہ سیلان
سلطان عبدالغنی محمد	نور و خان	شاہ عبدالعزیز
سلطان عبدالرحیم احمد	فیروز خان	قاسمی بدو الدین
شیخ جمال الدین محمد القزاقی	فتح خان	شاہ عبداللہ
ابن بی براسی پاک داسی فیہ شریعت مدنی	جمال خان	شاہ بدو الدین دانشمند
داؤد بن بہا جالدین زکریا مسافری	تاج دین	شاہ درگہ یحییٰ
	دستور علیہم	شاہ محمد
		شاہ ابو محمد
		قاسمی شاہ مبارک
		شیخ فرید الدین بہمن دہسرا پوری

حضرت بندگی شیخ نظام الدین ایسٹھویؒ

(شجرہ نسب مندرجہ)

آپ شیخ معروف کی چھٹا پشت میں ۹۰۰ سال سے بڑھ کر تھے۔ شیخ ایسٹھوی شریف میں
 قندہ ہوئے۔ ایسٹھوی شریف مضافات کھنڑ میں ہے جب سلطان دہلی کو ایسٹھوی آباد کرنے کا خیال آیا
 تو اس نے شیخ معروف کو مسترحہ سے ہانک کر تعینات بھیجی میں آباد کیا اور عہدہ قضا کے ساتھ جاگیر بھی عطا
 کی۔ حضرت شیخ بندگی نے ابتدائی تعلیم خدیم شیخ بہا الدین خاں سے حاصل کی جب عمر چودہ سال کی
 ہوئی تو تحصیل موم کے لیے جوہڑ شریف لے گئے اور حضرت معروف جوہڑی اور شیخ نظام الدین
 اوچڑ سے اکساب علم کیا۔ شیخ اوچڑ آپ کو شفقت سے مگر آگودہ ماہ ثانی نظام الدین عثمانیؒ
 کہتے تھے۔ علم قرأت و تہجد، صرف و نحو، علم معانی و بیان، بدایہ و اصول، فقہ و تفسیر میں قدرت و بہات
 حاصل کی۔ آپ حدیث و تفسیر میں مجتہد تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد آپ صاحب کمال
 بن گئے۔ شیخ معروفؒ نے اپنے شاگرد رشید سے فرمایا: "تا دسے مونیہ شام تمام شدہ" اور شیخ بندگی
 کے لیے دعا کی۔ دعا کی قبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ جوہڑ میں آپ کے گرد مونیہ کے کرم
 کا ازحام ہونے لگا جو ان سے دو گولے آتے تھے۔ شیخ نور ماچھوری بھی آپ سے ملنے آتے تھے۔
 آپ نے ماچھور میں صوفیہ رتبہ سے بیعت اور کلاہ حاصل کی۔ حضرت رجب سے شیخ بندگی علی دلاور
 بھی مدح و مدح میں بیعت ہوئی تھیں۔ ب۔ آپ کو بندگی کہا جانے لگا۔ وہیں اٹنا آپ کی ملاقات حضرت
 خضرؒ سے ہوئی آپ کو حضرت معروفؒ سے خلافت و اجازت بھی ملی غرض یہ کہ سترہ سال کی عمر میں صاحب
 کمال بن کر صوفیہ اہل ایمان حدیث قدسی پر عمل کرتے ہوئے وطن لوٹے اور اپنے استاد حضرت

ملا انوار بندگی از ملا شاہ محمد راجہ عطار مولوی مدظلہ العالی

نوٹ: (۱) از دہلے تلمیذین اسی نسب حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ملتا ہے (دعائے انوار بندگی)

(۲) شیخ عبداللہ بن شیخ عبداللہؒ نے فرمایا کہ خدائے مہربانی کے علاوہ شرافت حبیب نہیں

بھی انہیں ان شمس ہے (دعائے انوار بندگی)

خاتمہ کی دختر خندہ وہاں سے عقد کیا۔ آپ نے ایک کتاب "عوارف" لکھی اور اپنے پیر و مرشد کیشی
 کیا ۹۹۷ھ میں شیر شاہ نے ہند کو موہن سندھ ملک فتح کر لیا۔ اتفاق سے شیر شاہ کی آپ سے ملاقات
 ہو گئی بادشاہ پر ایک کیفیت ظاہر ہوئی جس سے وہ متاثر ہو کر موضع کوٹرویہ کی پرگنہ گوپاٹمر کو تھوڑے
 میں چار سو گھوڑا راشی تحفہ کے لیے پیش کی لیکن ۹۹۷ھ میں قمر سلطان دہلی کے جگر گروں سے تنگ
 آکر امیٹی لٹ آئے۔ گپاٹمر میں امامت کے دوران آپ نے شیخ اکرم دانشمند کی دختر سے نکاح
 کیا جو لاؤند فوت ہوئیں۔ آپ امیٹی میں سونڈی سکونت چھوڑ کر تھوڑے عرصہ بعد ہوئے اس لیے کہ وہاں کے لوگ
 نے سلطان اشرف جہانگیر سنانی سے بغاوت کی تھی۔ آپ آخر دم تک عوارف، احیاء العلوم، الدیوانہ لکھتے
 اور تفسیر کا درس دیتے رہے۔ فاضل اول وقت پر ادا کرتے اور جماعت کی امامت خود کرتے۔ ریاضی میں
 قراویج کی ناز میں اپنے فرزند شیخ محمد مسعودہ کی ابتدا کرتے۔ آپ کا وصال ۱۰۰۷ھ میں ہوا آپ کے
 خادم میں شیخ قاضی صوفی بہت شہور تھے۔ آپ کے چھ فرزند اور چار دختر خندہ وہاں کے لعلیں سے
 زاد ہوئیں۔



وَلَا تَحْسَبُوا الدِّينَ أَهْماً

لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دو۔ (قرآن)



مخدوم شیخ فرید الدین فردوسی عرف شاہ بودھن

(شجرہ نسب ۵۱۶)

شیخ فرید الدین بودھن ثنائی النسل تھے۔ شاہ بودھن کا انتقال ۶۰ سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کی وفات ۲۷ نومبر ۱۲۸۵ء میں ضلع سہرام صوبہ بہار میں ہوئی۔ آپ سہرام شہر کے محلہ بودھن دھاری میں مدفون ہیں جہاں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ آپ کے غلام اور سپاہیوں کی کثیر تعداد ہے جن میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں :-

(۱) حاجی شاہ رحیم الدین بن شاہ اسلم (متوفی ۱۲۷۳ھ)

دین شاہ محرب علی غوث شاہ غمراہ اسلمی۔

(۲) مخدوم صالح دادا مخدوم فرید گنج شکر سہرام بہار

(۳) شیخ محمد خلیل۔

(۵) شاہ غلام علی الدین عرف ہاکر میاں۔

(۶) شاہ فقیر اللہ (متوفی ۱۲۸۹ھ)

(۷) شاہ محمد اسلمی (متوفی ۱۲۲۲ھ)

از فضلہ شاہ جیم الدین سپاہی رئیس خانقاہ بودھن شاخی۔

و شاہ غیاث الدین سپاہی مرتجع ۱۲۸۵ھ دار الترویج اسلام شاہ اکبر وادالی (پری)

مفتی سلطان حسن خاں احسن تلمیذ غالب

(شجرہ نسب صفحہ ۵۱۵)

آپ کے بزرگوار کا تعلق برادران کے مشہور عثمانی خاندان سے تھا۔ آپ کے مورث اعلیٰ تاج
وانیال قطر نواح مصر سے ترک سکونت کر کے جیسر اسلام کے ہمراہ ہند میں وارد ہو کر لاہور میں مقیم
ہوئے پھر دیر ہند میں سکونت پذیر ہو کر شہر کابل حاصل کی۔ سلطان القس نے آپ کو عزت و کرم کے
ساتھ برادران طلب کیا اور حرمہ قضا پیش کیا اس وقت سے آپ دائرہ حکومت کے قاضی القضاہ
مشہور ہوئے۔ آپ مولوی احمد حسن خاں صدر الصدور متوفی ۱۲۴۳ھ مطابق ۱۸۲۷ء کے فرزند ارشد
تھے اور آپ کے دادا کا نام گرامی مفتی ابو العین تھا مفتی سلطان حسن خاں احسن بڑی شہر کے منتخب
حمائد و امراء کے خدمت میں متاخر تھے۔ جملہ علوم و فنون میں کامل دست گاہ رکھتے تھے۔ مولانا فضل حق
نیر آبادی کے مشہور تلامذہ میں تھے۔ وہ جلیل القدر محدث پر مامور سپہ سالار
آپ آگاہ کے درج ہمارے سبکدوش ہوئے۔ آپ کے پانچ فرزند بیٹی میں موجود تھے جن
میں مفتی عدا الرحمن سحر اور قطب الرحمن مشہور ہوئے ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے سفر
توابع باقی بالذکر کے حجاز میں سکونت اہدی حاصل کی۔ موت سے پہلے نظام دکن نے آپ کو ایک ہزار
مشاہرہ پر طلب کیا تھا مگر موت نے ہمت زداری مفتی سلطان حسن خاں احسن غالب کے تمام ذمہ
شامل تھے۔ ان کے کلام کے چند اشعار نمونہ کے طور پر درج ہیں۔

سہ بیت ہی پتھر کا کیوں نہ ہو احسن
ایسی صورت پر پیسا آتا ہے
تبار سے فعل میں سب سے مراد حق قائم ہے

نعت

نہیں امت ہیں بد کردار محمد سایا رسول اللہ
عزیز کی گدائی ہو کہیں سلطان کو حاصل
ملے ہر جن کی اس کو یہ حصا یا رسول اللہ

علامہ شبیر احمد عثمانی

(شبیر نسل ۵۵)

مولانا مرحوم دیوبند کے معروف و معروف عثمانی خاندان کے ایک ممتاز فرد تھے۔ دیوبند کے تمام عثمانی شیوخ الہاد عثمانی کی اداوار میں۔ دیوان لطف اللہ دہشت ۱۳۵۰ء کی زری پشت میں مولانا فضل الرحمن پیدا ہوئے جن کے نام و فزندی مولانا شبیر احمد عثمانی تھے جنہوں نے تحریک پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ جو کراچی اسلامیہ کالج کے احاطہ میں آسودہ خاک ہیں۔ ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۵ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں جج لاکھنؤ ۱۹۳۳ء میں وائی جیڈ جیڈ کی دعوت پر مجاز شریف لے گئے جہاں انہوں نے عربی میں تفسیر کی۔ ۱۹۳۶ء میں دارالعلوم دیوبند کے صدر مقرر ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے ریٹائر ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء کو کراچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۹ء کو وفات پائی۔

مولانا ظفر احمد عثمانی

(شبیر نسل ۵۵)

مولانا کے والد کا نام لطیف احمد عثمانی تھا۔ وہ بھی دیوبند کے مشہور عثمانی شیخ دیوان لطف اللہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے نازی و انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ موم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ دیوبند کے مشہور پیر طریقت حضرت حاجی عابد حسین دیوبندی سے بیعت تھے۔ مولانا ظفر احمد عثمانی کے دادا شیخ نبال احمد بھی دیوبند کی عثمانی برادری کے ایک معزز فرد اور بہت بڑے رئیس تھے۔ مولانا کے پردادا شیخ کرامت حسین کا شمار دیوبند کے فیاض زینداروں میں ہوتا تھا۔ شیخ کرامت حسین کی فاضل شاہی اور خدمات کا شمار تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے قیام سے پہلے آپ نے اپنے مکان پر دینی تعلیم کے لیے مکتب قائم کیا تھا۔ اسی مدرسہ میں شیخ ابند مولانا محمود الحسن کے چچا مولانا تاج علی استاد تھے۔ مولانا قاسم نانائوی اسی مکتب کے فیض یافتہ تھے۔

لطیف صدیقی فرشتہ بریلی شریف

درختہ نسب

جائے ولادت بریلی شریف تارخ ولادت ۱۶ جنوری ۱۹۲۸ء والد ماجد کا اسم گرامی خان بہادر
 حبیب حسن خان تھا۔ آپ پدری نسب کی دو سے ستائیس صدیقی و فرشتہ ہیں اور ماری نسب کی دو سے
 عثمانی ہیں۔ شجرہ سادات امروہویں لکھا ہے کہ مشائخ صدیقی فرشتہ سادات ابھہ کے چچا محمد
 غزنوی کی افواج میں شامل ہو کر غزنی سے ہندو وارد ہوئے تھے کچھ عرصہ پنجاب میں روک رہے ہیں
 قیام پزیر ہوئے۔ وہی ہیں اسلامی سلطنت قائم ہوتے ہی سینہ دارہ مظفرنگر بدایوں اور بریلی شریف قتل
 ہوا۔ ان کے سادات ابھہ سے قدیم اور دو تہائی سراسم تھے جو ہند میں عرصہ تک قائم رہے۔ جناب لطیف
 صدیقی بریلی کے مشہور فرشتہوی محلہ کے خاندانہ متقیان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹۲۲ء میں انہوں نے بریلی
 گورنمنٹ ہائی اسکول سے میٹرک کیا۔ ۱۹۳۵ء میں میٹرک کیا اور بریلی کالج سے ۱۹۳۷ء میں بی اے کیا۔
 ۱۹۳۹ء میں آپ نے کراچی یونیورسٹی سے ایم اے کیا۔ بعد ازاں ۱۹۶۱ء میں لندن یونیورسٹی سے
 تعلقات حاضر و اشاعت و تشریح اور تاریکیگ کا ڈگری کو رس مکمل کیا۔ لندن سے واپسی پر کینٹس پیپک
 اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ پھر حالی مسلم سکول بریلی اسکول کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ ۴ جولائی ۱۹۶۵ء
 میں پاپولیشن ڈفین اسلام آباد کے ڈپٹی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ ۱۹۶۷ء میں ڈائریکٹر کے عہد پر ترقی پائی۔
 آخر کار ۱۹۷۷ء میں گریڈ ۲۰ میں پینشن پر سبکداری ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ آپ بی بی ایچ سوسائٹی کی انجمن
 کے صدر اور مدبر و مال بھی رہے۔

تصنیفات ۱۱۱ بحرِ مائدہ (۲) پت بھڑام، اردو ادب کا انتظامیاتی نکتہ نظر ہے،

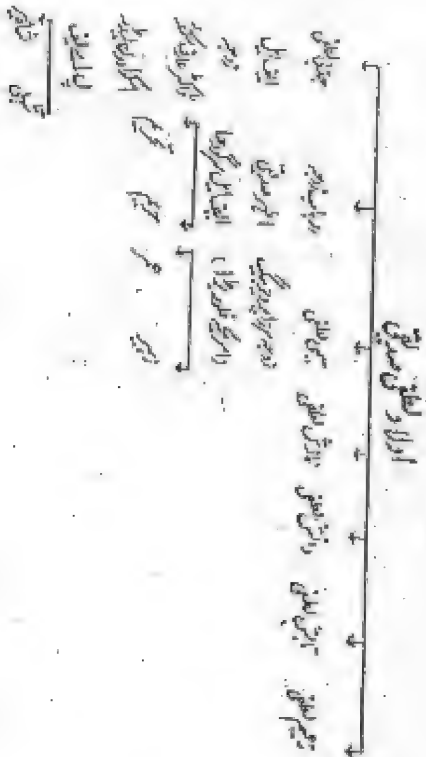
(۳) فنکاروں کا مجموعہ زیرِ طبع ہے۔

۱۲ اکبر الہ آبادی صاحب قلم کے علاوہ ۱۳ تا ۱۴ تارخ دورِ سیکھوندہ ۱۵ تخلیقِ انیسویں

از محمد عثمانی ۱۳۳۳ء

۱۰۔ اسمائے گرامی کی درجہ ہوتے ہیں (مکلف)

آپ کی توجہ معزز زیدہ لطیف بنت زور محمد جاں بختی سوری اثنائی شاکر ارد سے تعلق رکھتی ہیں۔
جو مختلف اسکول میں پیدائش اور پرورش ہو کر سکول شہر میں۔



حضرت ابراہیمؑ (پشت ۲۱)

حضرت اسحاقؑ (صغیر) (پشت ۲۲)
حضرت یعقوبؑ (پشت ۲۳)

یہاں

تیار (پشت ۲۴)

جدا محمد

حضرت علیؑ (پشت ۲۵) و حضرت مسلمؑ (پشت ۲۶) و حضرت
وہانؑ (پشت ۲۷) و حضرت سیا
وہانؑ کی ۳۲ ویں پشت میں
ماسرہ تولد ہوئے۔

راہولؑ (پشت ۲۸)

و ماسرہ کی انیسویں پشت میں اوسؑ و خزیمہؑ تولد ہوئے۔

اوسؑ (پشت ۲۹)

خزیمہؑ

(خزیمہؑ کی آنحوری پشت میں نجار الخزرجیؑ تولد ہوئے)

۸۲- نجار الخزرجیؑ

۸۳- کک

۸۵- غنم

۸۶- عبدعزیز

۸۷- ثعلب

۸۸- کلب

۸۹- زید الخزرجیؑ

۹۰- حضرت ابوالربؑ قتادہ انصاریؑ

اولاد حضرت ابوالیوب خالد القساری

ابو منصور

جابر

علی

احمد

محمد

علی بن مسعود

مترجم ابومصطفیٰ محمد بن ابی

خواجه ابو اسماعیل عبد الله القساری اهرزی

خواجه ابو الفضل باشم بزرگ

خواجه شریف الباری

و منبج

خواجه شهاب الدین

خواجه تاج الدین

خواجه شرف الدین

خواجه مکی الدین

خواجه کبیر

خواجه عبد الحمید

خواجه شرف الدین

خواجه نعم الدین

خواجه مکی الدین

(۵۲۹)

علاء القساری

احمد القساری

عبد الیوب

خواجه شرف

عبد الکبیر

شمس القساری

عبد الحمید

تیم الدین

خواجه سعد

(۵۲۹)



اولاد خواجہ سعد (مؤلف: ۵۲۸) اولاد خواجہ رکن الدین (مؤلف: ۵۲۸)

پاشم انصاری	خواجہ غلام الدین
فرید انصاری	خواجہ ہاشم
اکبر انصاری	خواجہ محمد قاسم
عبد القادر مکرنت بہار	خواجہ فرید الدین
عبد الرحمن	امین الدین قاضی
عبد اللہ	غلام الدین
عبد اللہ	محمد فضیل
کریم اللہ	مولانا عبدالرشید گنگوہی
حسین اللہ	غلام محمد الدین
خوش	شرف الدین
ابوالفتح	شاہ غلام محمد
رشید الدین	
شیخ الدین عرف مجاہد الدین چوہدری (دیوان)	
ظہیر علی چوہدری بیان	شاہ قطب علی
دہار قریشی	شاہ احمد علی
حسن بیان	محمد علی
عبد الکرم سرمد	مولانا فضیل احمد انصاری
عبد الغفور	(دیوان)
عبد الشکور	(دیوان)
(۱۰۳-۱۰۴ ای جی ایچ ویٹس بکراچی)	
امیر علی (مؤلف: ۱۳۲۳ء)	شاہ نظام الدین
عبد الحسین	شاہ محمد باقر
مولانا محمد فضیل انصاری	شاہ ابوالحسن علی انصاری
(دوسری مکتبہ عالیہ گلشن)	

اولاد جابر مقرب البیاری

(در شجره مضاعف)

- | | |
|-------------------------------------|---|
| ۱۱- اقرب بن جابر | ۳۹- اولاد نظام الدین بهاروی |
| ۱۲- خواجه عروض | ۴۰- شیخ شرف الدین درجین |
| ۱۳- خواجه شهاب الدین محمود | ۴۱- شیخ فضل الله |
| ۱۴- خواجه نظام الدین | ۴۲- مولانا محمد عیسی |
| ۱۵- خواجه سلطان محمد | ۴۳- شیخ الاسلام احمد |
| ۱۶- خواجه نصیر الدین | ۴۴- مولانا عبدالحکیم |
| ۱۷- خواجه جلال الدین | ۴۵- مولانا عبدالحکیم |
| ۱۸- خواجه شمس الدین | ۴۶- ملاقطب الدین شمس الدین |
| ۱۹- خواجه میر حبیب الله | |
| ۲۰- خواجه میر میر الدین | طاهر احمد
(۵۳۱)
طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۱- خواجه میر قیاس الدین | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۲- خواجه درویش محمد | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۳- خواجه جمال الدین | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۴- خواجه عزیز الدین | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۵- خواجه داود | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۶- خواجه اسماعیل | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۷- خواجه اسماعیل | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۸- مولانا غلام الدین انصاری کهریزی | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |
| ۲۹- نظام الدین بهاروی | طاهر سعید
(۵۳۱)
طاهر سعید |

پرسید و بالعوضه قادی
المرکز القادری گنج اقبال
کراچی

اولاد ملا محمد اسعد پست ۳۲ و شجره پست ۵۲

۳۸ - ملا محمد قلام مصطفی

۳۹ - ملا محمد حسن	۴۰ - ملا محمد قلام و درت
۴۱ - ملا محمد نور الله	۴۲ - قلام نور الله
۴۳ - ملا نعمت الله	۴۴ - قلام مصطفی
۴۵ - ملا محمد الله	۴۶ - قیامت الدین
۴۷ - ملا محمد الله	۴۸ - حسین الدین
۴۹ - ملا محمد الله	۵۰ - حسن انصاری
۵۱ - ملا محمد الله	
۵۲ - ملا محمد الله	
۵۳ - ملا محمد الله	
۵۴ - ملا محمد الله	
۵۵ - ملا محمد الله	
۵۶ - ملا محمد الله	
۵۷ - ملا محمد الله	
۵۸ - ملا محمد الله	
۵۹ - ملا محمد الله	
۶۰ - ملا محمد الله	
۶۱ - ملا محمد الله	
۶۲ - ملا محمد الله	
۶۳ - ملا محمد الله	
۶۴ - ملا محمد الله	
۶۵ - ملا محمد الله	
۶۶ - ملا محمد الله	
۶۷ - ملا محمد الله	
۶۸ - ملا محمد الله	
۶۹ - ملا محمد الله	
۷۰ - ملا محمد الله	
۷۱ - ملا محمد الله	
۷۲ - ملا محمد الله	
۷۳ - ملا محمد الله	
۷۴ - ملا محمد الله	
۷۵ - ملا محمد الله	
۷۶ - ملا محمد الله	
۷۷ - ملا محمد الله	
۷۸ - ملا محمد الله	
۷۹ - ملا محمد الله	
۸۰ - ملا محمد الله	
۸۱ - ملا محمد الله	
۸۲ - ملا محمد الله	
۸۳ - ملا محمد الله	
۸۴ - ملا محمد الله	
۸۵ - ملا محمد الله	
۸۶ - ملا محمد الله	
۸۷ - ملا محمد الله	
۸۸ - ملا محمد الله	
۸۹ - ملا محمد الله	
۹۰ - ملا محمد الله	
۹۱ - ملا محمد الله	
۹۲ - ملا محمد الله	
۹۳ - ملا محمد الله	
۹۴ - ملا محمد الله	
۹۵ - ملا محمد الله	
۹۶ - ملا محمد الله	
۹۷ - ملا محمد الله	
۹۸ - ملا محمد الله	
۹۹ - ملا محمد الله	
۱۰۰ - ملا محمد الله	

اولاد ملا محمد سعید پست ۳۳ و شجره پست ۵۳

ملا احمد عبد الحق
ملا احمد افشار الحق
ملا محمد الدین
ملا جمال الدین
عبدلرزاق
ملا محمد عبد الباق فرنگی علی
ملا محمد عبد الباق فرنگی علی
ملا محمد عبد الباق فرنگی علی

احمد عبد الباقی محمد جمال سعید الدین عبد الدین

حضرت ابو الیوب خالد انصاری رضی

انصار مدینہ کی قدیم تاریخ

انصار مدینہ میں رہنے والے تھے اور قحطان کے خاندان سے تھے۔ یہیں میں حبیب بن مہزیار سیلاب آیا جس کو عرب "سیل عرم" کہتے ہیں تو یہ لوگ یہیں سے بھاگ کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ یہ دو بجائی تھے اور ان اور غزوہ جہاد تمام انصار انہیں دونوں بھائیوں کے خاندان سے ہیں۔
حضرت کا خواب

ہجرت سے قبل حضرت نے خواب دیکھا کہ دارالہجرت ایک پرباخ و بہار مقام ہے خیال تھا کہ وہ بھلاہ یا ہجر کا شہر ہو گا لیکن وہ شہر مدینہ نکلا۔
حضرت ابو الیوب کا نام خالد تھا

"اسما بن احوال العیال" میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ اکثر سیرا و قراویج کی کتاب میں لکھا ہے کہ چونکہ ہر شخص ہجرت کے وقت غمزدہ گھسے گھر میں اٹارنے کی درخواست کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ "میری ناتہ کو چھوڑ دو وہ خدا کی طرف سے ابھری ہے چنانچہ ناتہ حضرت ابو الیوب خالد انصاریؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی اس لیے آپ نے انہیں کے گھر پر قیام فرمایا لیکن صحیح مسلم باب الہجرت میں ہے کہ جب لوگوں میں آپ کی میزبانی کے متعلق جھگڑا ہوا تو آپ نے کہا کہ "میں غزوات کے دن اتاروں گا جو عبدالمطلب کے ماںوں ہیں۔"

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے خدا ایسا کہا تھا امام بخاری نے تاریخ میں تصریح کی ہے کہ حضرت یاربؓ کے گھر آئے قراقرنداری کی وجہ سے تھا۔

۱۔ سیرت النبیؐ جلد اول ص ۳۲۷، صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ ج ۲ ص ۲۳۲،
 نوٹ: ۱۔ انصار کے نسب اور مدینہ میں آباد ہونے کی پوری تفصیل "ذوالوفا" (جلد اول) میں مذکور ہے۔

حضرت ابو الیاس غازی علیہ السلام کا نسبی تعلق بنو ہاشم کے قبیلہ خزرج سے تھا۔ رسول اللہ
 کے دادا عبد المطلب کی انتہا مال کا سلسلہ نسب بھی بنو ہاشم سے ملتا ہے۔ حضرت پاک جب قیام سے
 مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو الیاس غازی کے ہی مکان میں قیام فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق
 اس مکان کو تین ابوبکر میری نے مدینہ آکر تعمیر کیا تھا جو بنی قریظہ کے تعلق رکھتے تھے اور یمن کے رہنے
 والے تھے۔ اس مکان کے جنوب میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا مکان ہے جو اب نام حرم کے نام سے
 مشہور ہے لیکن اب متعلق طور پر امام و خلیفہ مسجد نبوی کی رہائش کے لیے مخصوص ہے۔ اب اس جگہ
 مدرسہ شہابیہ ہے جسے شاہ عادل کے بیٹے ملک شہاب الدین غازی نے زمین خرید کر یہاں ایک
 مدرسہ کی بنیاد ڈالی اس کے بعد کچھ مدت تک پھر یوں ہی پڑا رہا یہاں ملک کے تیرہویں صدی ہجری
 کے آخر میں گنبد و عمارت والی مسجد کے طرز پر اس کی دوبارہ تعمیر عمل آئی اور اس وقت سے آج
 تک اسی شکل میں موجود ہے۔ شیشی فرش کے مکان کے جنوب مغرب جانب اس مکان کی طرف
 دیوار میں ایک پتھر نصب ہے جس پر غالی منبر کے حوض میں یہ عبارت کندہ ہے۔

”یہ مکان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میزبان ابو الیاس غازی کا ہے“ (۱۲۹۱ھ)

آفتاب اس از نور اخلاق | تاریخ کی کتابوں میں محدثین ابن خلدون، ابن خلکان، بلاذری اور طبری نے
 مساحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے بھی اپنی کتاب ”میراث العلماء“
 کی جلد اول میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں حوالے بھی درج ہیں کہ حضرت انصاری حضرت
 ابراہیمؑ کے سامنے ان سے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد ہیں۔ قاضی علی الہری و متوفی ۱۲۹۶ھ نے اپنے تصنیف
 مصباح العباد من مظلوم جو منبر کتب پر سے ماحول ہے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ولادت سے ایک ہزار سال قبل اولاد اسماعیلؑ سے نکلتی تھی والدہ بکر میری بادشاہ کا گورنر ایک
 محل میں تھا۔ وہ اس مقام کی فوج انگیزی سے متاثر ہو کر لاؤ ٹھکر کے ساتھ وہاں چلاؤ ڈال دیا۔ اس نے
 اپنے حکم ماحول بنو یسویں سے اس جگہ کی فوج بخش ہونے کا سبب دریافت کیا۔ دانشور بنو یسویں نے بادشاہ
 کو مطلع کیا کہ ایک ہزار سال کے بعد کعبہ میں آخری نبی پید ہوگا جسے ہجرت کر کے یہاں سکونت پذیر ہوں
 گے۔ یہیں ان کا دفتر ہوگا کہ ہر گاہ جہاں ہجرت عاشقان رسول کا ہجوم ہوگا۔ ملک ابوبکر تین میری نے

آفتاب اس از نور مدینہ منورہ حضرت عبداللہ بن انصاری مترجم مولانا سید عبدالرشید ندوی (مستطاب ۱۵۰۱ھ)

اس وقت کے کہنے تکس اپنے زور نہ رہنے کا افسوس کیا اور اپنے ایک عزیز مستند سامان کردار کی بادشاہت کا
 کہ اور ایک خط سر پر ہر پشت و پشت نقل کرتے ہوئے حضرت رسالت تا ب کی خدمت میں پیش کرنے کی ہدایت
 کی ہدایت کی چنانچہ سامان کی چوتیسویں پشت میں حضرت ابوالربیع خالد انصاریؓ نقل ہو کر لگا اس خط کے
 امین ہوئے۔ یہی وہ صحابی رسول ہیں جنہیں میر تقی رسول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واقعہ یہ کہ لکھا ہے
 کہ حضرت ابوالربیع خالد انصاریؓ امیر صادق کے زمانہ میں اس لشکر میں شریک تھے جو قسطنطنیہ کو فتح کرنے
 کے لیے روانہ ہوا تھا۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں جہاں
 تک آندھ چلی سکیں وہاں مجھے دفن کرنا چنانچہ وصیت کے مطابق قسطنطنیہ کے شہر کی دیوار کے سامنے
 میں شہید ہو کر دفن کئے گئے اور ان کی یہی تدفین فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ ان کا مزار آج تک
 مرجع غلات ہے اور وہ مقام آج بھی "ابریہ" کے نام سے موسوم ہے۔

حضرت عثمانؓ کے جہد میں خراسان فتح ہوا اس وقت حضرت ابوالربیع انصاریؓ کے فرزند حضرت
 ابومعشر انصاریؓ ہجرت میں آکر رہ گئے تھے جو غالباً شہر میں ہجرت ہی میں فوت ہوئے۔ ہجرت سے
 قبل انصار کا سلسلہ عجم میں پیوستہ ہیں اور دور تک پھیل گیا۔ چنانچہ ہجرت میں ان کی ساتویں پشت میں
 ہر اشیاںؓ کے کہ ہجرت بعد از اسلمیل علیہ السلام انصاریؓ ہجرت کر کے آئے تھے ان کی ذات مبارک سے ایک عالم
 کو فیض پہنچا۔ آپ کی تصانیف میں ایک ضخیم کتاب "مطبقات صوفیہ" بہت شہور ہے۔ وہ نامور محدث، مفسر و فقیر
 تھے۔ حضرت عبداللہ انصاریؓ کا ہجرت ہی میں ۲۹ ہجری الخیر کے دور کو وصال ہوا جہاں آپ کا مزار مرجع غلات ہے
 حضرت علیؓ علیہ السلام کی دو قابل حدیث قدسی کے مصداق اس خاندان میں بیٹے بڑے فقہاء و محدثین،
 مفسرین، علماء اور صوفیاء رہے ہیں:

"واشوق لبقا اور اخوانی" (حدیث) بہتہ اللہ جان (سید قلام علی آزاد بگڑی)
 ترجمہ: بڑا اشتیاق ہے مجھے ان اخوان کے دلچسپے کا "بہر عرش و زاد کے ہر عجم میں ہوں گے۔"

(الحمد کا اشارہ بڑھنے کی طرف تھا)

نور اشتیاق ان ذیالین انصاری مائل و غیر زادہ نیر شاہ محمود قادری سیاح نجم حیدر آباد کھنڈی گراچی
 شرح مشکوٰۃ، روضۃ الاحباب، مسالک النبوت، اشراک النبوت، تصنیف التلاک، شہری علاؤ الدین۔

(تبیہ اشتیاق ص ۱۰۱-۱۰۲)

اسی خاندان کے ایک بزرگ شخصیت شیخ الدین انصاری اورنگ آباد تشریف لائے اور ضلع میرٹھ کے مقام پر پانچ ٹن میں سکونت پذیر ہو گئے۔ وہ بابا فرید گنج شکر کے خلیفہ اہل تھے۔ مگر میں لا تعداد نقوش ان کے لیغ کے مستفیض ہوئے۔ ان کا خاندان مگر مین کا قیصر لاچلا۔ اسی خاندان میں علامہ مہم الدین انصاری قلم ہوئے۔ مین کے فرزند وزیر الدین انصاری قاتل اورنگ آبادی تلمیذِ داغ دہلوی تھے۔



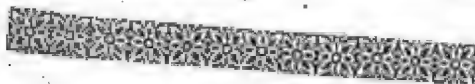
والله اعلم

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ

عَلَى

فِي الْمَدِينَةِ



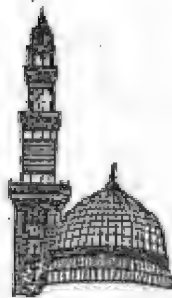
حضرت مومن عارف صوفی بمبئی مینیر شریف بہار

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مینیر میں مسلمان سب سے پہلے سکونت پذیر ہوئے اور یہاں کی مسلم آبادی بہار شریف کے مقابلہ میں زیادہ قدیم ہے۔ مینیر شریف اسلام کی آمد سے قبل بنیادی کوہاڑا تھا جہاں کا ہندو راجہ بڑا عالم و جابر تھا۔ یہی وہ مقام تھا جسے صوفی مومن عارف نے اپنی عمر کے لیے پسند کیا۔ حضرت مومن عارف ایک عربی النسل صوفی بزرگ تھے۔ وہ مین کے تاجر تھے آپ کا آبائی پیشہ کپڑے کی تجارت تھا۔ آپ نے مین میں ڈیرہ ڈالا اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد بنیادی کے ہندو راجہ نے آپ کو تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ظلم و ستم کا سلسلہ جاری رہا۔ اسی دوران آپ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ معظمہ پہنچے پھر مدینہ منورہ میں دوسرے رسول پر عاشقی دی اور اپنی بیگانہائی اسی اشارہ امام محمد تاج فقیرؒ کو بشارت ہوئی کہ ہند چاکر صوفی عارف کی مدد کی جائے۔ الغرض آپ امام تاج فقیرؒ اور ان کے اصحاب کو ساتھ لے کر عازم مینر ہوئے۔ راجہ کی فرج سے اسلامی لشکر کا مقابلہ ہوا، راجہ مارا گیا، راجہ کا محل مسلمانوں کا مرکز بنا۔ یہ واقعہ ۱۱۸۶ھ کا ہے۔ اس طرح قدرت نے مومن عارف کی مدد کی۔ ایک روایت کے مطابق حضرت مومن عارف کے گیارہ فرزند تھے جنہوں نے کپڑے کی بنائی کا پیشہ اختیار کیا جو بہار میں خوب پھیلا چلا۔ یہ بلوچی بہاریں مومن انصاری کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ حضرت ابو ایوب خالدہ انصاریؓ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب انگریزوں کا دور آیا اور جیٹھ لوم کی جگہ پاد لوم چلانے کا منصوبہ بنا تو انصاریوں پر ظلم کے چار توڑے لگے تاکہ اس پیشہ پر ان کا غلبہ ختم ہو اور ہاتھ کے بہانے شین سے کپڑے تیار ہوں چنانچہ انصاری کاریگروں کی انگلیاں کٹوائی گئیں اور ہاتھ کاٹے گئے جس کی تفصیلات میر کی کتابوں میں درج ہیں۔ حالیہ موزم شماری کی

سے عربی النسل مسلمان ۱۲۲۸ھ

سنہ گینہ ہجری ۱۲۲۸ھ ہجری ۱۸۱۶ء ۱۸۵۳ء ۱۸۵۵ء ۱۸۶۷ء ۱۸۷۸ء ۱۸۸۹ء ۱۸۹۰ء ۱۸۹۱ء ۱۸۹۲ء ۱۸۹۳ء ۱۸۹۴ء ۱۸۹۵ء ۱۸۹۶ء ۱۸۹۷ء ۱۸۹۸ء ۱۸۹۹ء ۱۹۰۰ء ۱۹۰۱ء ۱۹۰۲ء ۱۹۰۳ء ۱۹۰۴ء ۱۹۰۵ء ۱۹۰۶ء ۱۹۰۷ء ۱۹۰۸ء ۱۹۰۹ء ۱۹۱۰ء ۱۹۱۱ء ۱۹۱۲ء ۱۹۱۳ء ۱۹۱۴ء ۱۹۱۵ء ۱۹۱۶ء ۱۹۱۷ء ۱۹۱۸ء ۱۹۱۹ء ۱۹۲۰ء ۱۹۲۱ء ۱۹۲۲ء ۱۹۲۳ء ۱۹۲۴ء ۱۹۲۵ء ۱۹۲۶ء ۱۹۲۷ء ۱۹۲۸ء ۱۹۲۹ء ۱۹۳۰ء ۱۹۳۱ء ۱۹۳۲ء ۱۹۳۳ء ۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء ۱۹۳۶ء ۱۹۳۷ء ۱۹۳۸ء ۱۹۳۹ء ۱۹۴۰ء ۱۹۴۱ء ۱۹۴۲ء ۱۹۴۳ء ۱۹۴۴ء ۱۹۴۵ء ۱۹۴۶ء ۱۹۴۷ء ۱۹۴۸ء ۱۹۴۹ء ۱۹۵۰ء ۱۹۵۱ء ۱۹۵۲ء ۱۹۵۳ء ۱۹۵۴ء ۱۹۵۵ء ۱۹۵۶ء ۱۹۵۷ء ۱۹۵۸ء ۱۹۵۹ء ۱۹۶۰ء ۱۹۶۱ء ۱۹۶۲ء ۱۹۶۳ء ۱۹۶۴ء ۱۹۶۵ء ۱۹۶۶ء ۱۹۶۷ء ۱۹۶۸ء ۱۹۶۹ء ۱۹۷۰ء ۱۹۷۱ء ۱۹۷۲ء ۱۹۷۳ء ۱۹۷۴ء ۱۹۷۵ء ۱۹۷۶ء ۱۹۷۷ء ۱۹۷۸ء ۱۹۷۹ء ۱۹۸۰ء ۱۹۸۱ء ۱۹۸۲ء ۱۹۸۳ء ۱۹۸۴ء ۱۹۸۵ء ۱۹۸۶ء ۱۹۸۷ء ۱۹۸۸ء ۱۹۸۹ء ۱۹۹۰ء ۱۹۹۱ء ۱۹۹۲ء ۱۹۹۳ء ۱۹۹۴ء ۱۹۹۵ء ۱۹۹۶ء ۱۹۹۷ء ۱۹۹۸ء ۱۹۹۹ء ۲۰۰۰ء ۲۰۰۱ء ۲۰۰۲ء ۲۰۰۳ء ۲۰۰۴ء ۲۰۰۵ء ۲۰۰۶ء ۲۰۰۷ء ۲۰۰۸ء ۲۰۰۹ء ۲۰۱۰ء ۲۰۱۱ء ۲۰۱۲ء ۲۰۱۳ء ۲۰۱۴ء ۲۰۱۵ء ۲۰۱۶ء ۲۰۱۷ء ۲۰۱۸ء ۲۰۱۹ء ۲۰۲۰ء ۲۰۲۱ء ۲۰۲۲ء ۲۰۲۳ء ۲۰۲۴ء ۲۰۲۵ء ۲۰۲۶ء ۲۰۲۷ء ۲۰۲۸ء ۲۰۲۹ء ۲۰۳۰ء ۲۰۳۱ء ۲۰۳۲ء ۲۰۳۳ء ۲۰۳۴ء ۲۰۳۵ء ۲۰۳۶ء ۲۰۳۷ء ۲۰۳۸ء ۲۰۳۹ء ۲۰۴۰ء ۲۰۴۱ء ۲۰۴۲ء ۲۰۴۳ء ۲۰۴۴ء ۲۰۴۵ء ۲۰۴۶ء ۲۰۴۷ء ۲۰۴۸ء ۲۰۴۹ء ۲۰۵۰ء ۲۰۵۱ء ۲۰۵۲ء ۲۰۵۳ء ۲۰۵۴ء ۲۰۵۵ء ۲۰۵۶ء ۲۰۵۷ء ۲۰۵۸ء ۲۰۵۹ء ۲۰۶۰ء ۲۰۶۱ء ۲۰۶۲ء ۲۰۶۳ء ۲۰۶۴ء ۲۰۶۵ء ۲۰۶۶ء ۲۰۶۷ء ۲۰۶۸ء ۲۰۶۹ء ۲۰۷۰ء ۲۰۷۱ء ۲۰۷۲ء ۲۰۷۳ء ۲۰۷۴ء ۲۰۷۵ء ۲۰۷۶ء ۲۰۷۷ء ۲۰۷۸ء ۲۰۷۹ء ۲۰۸۰ء ۲۰۸۱ء ۲۰۸۲ء ۲۰۸۳ء ۲۰۸۴ء ۲۰۸۵ء ۲۰۸۶ء ۲۰۸۷ء ۲۰۸۸ء ۲۰۸۹ء ۲۰۹۰ء ۲۰۹۱ء ۲۰۹۲ء ۲۰۹۳ء ۲۰۹۴ء ۲۰۹۵ء ۲۰۹۶ء ۲۰۹۷ء ۲۰۹۸ء ۲۰۹۹ء ۲۱۰۰ء ۲۱۰۱ء ۲۱۰۲ء ۲۱۰۳ء ۲۱۰۴ء ۲۱۰۵ء ۲۱۰۶ء ۲۱۰۷ء ۲۱۰۸ء ۲۱۰۹ء ۲۱۱۰ء ۲۱۱۱ء ۲۱۱۲ء ۲۱۱۳ء ۲۱۱۴ء ۲۱۱۵ء ۲۱۱۶ء ۲۱۱۷ء ۲۱۱۸ء ۲۱۱۹ء ۲۱۲۰ء ۲۱۲۱ء ۲۱۲۲ء ۲۱۲۳ء ۲۱۲۴ء ۲۱۲۵ء ۲۱۲۶ء ۲۱۲۷ء ۲۱۲۸ء ۲۱۲۹ء ۲۱۳۰ء ۲۱۳۱ء ۲۱۳۲ء ۲۱۳۳ء ۲۱۳۴ء ۲۱۳۵ء ۲۱۳۶ء ۲۱۳۷ء ۲۱۳۸ء ۲۱۳۹ء ۲۱۴۰ء ۲۱۴۱ء ۲۱۴۲ء ۲۱۴۳ء ۲۱۴۴ء ۲۱۴۵ء ۲۱۴۶ء ۲۱۴۷ء ۲۱۴۸ء ۲۱۴۹ء ۲۱۵۰ء ۲۱۵۱ء ۲۱۵۲ء ۲۱۵۳ء ۲۱۵۴ء ۲۱۵۵ء ۲۱۵۶ء ۲۱۵۷ء ۲۱۵۸ء ۲۱۵۹ء ۲۱۶۰ء ۲۱۶۱ء ۲۱۶۲ء ۲۱۶۳ء ۲۱۶۴ء ۲۱۶۵ء ۲۱۶۶ء ۲۱۶۷ء ۲۱۶۸ء ۲۱۶۹ء ۲۱۷۰ء ۲۱۷۱ء ۲۱۷۲ء ۲۱۷۳ء ۲۱۷۴ء ۲۱۷۵ء ۲۱۷۶ء ۲۱۷۷ء ۲۱۷۸ء ۲۱۷۹ء ۲۱۸۰ء ۲۱۸۱ء ۲۱۸۲ء ۲۱۸۳ء ۲۱۸۴ء ۲۱۸۵ء ۲۱۸۶ء ۲۱۸۷ء ۲۱۸۸ء ۲۱۸۹ء ۲۱۹۰ء ۲۱۹۱ء ۲۱۹۲ء ۲۱۹۳ء ۲۱۹۴ء ۲۱۹۵ء ۲۱۹۶ء ۲۱۹۷ء ۲۱۹۸ء ۲۱۹۹ء ۲۲۰۰ء ۲۲۰۱ء ۲۲۰۲ء ۲۲۰۳ء ۲۲۰۴ء ۲۲۰۵ء ۲۲۰۶ء ۲۲۰۷ء ۲۲۰۸ء ۲۲۰۹ء ۲۲۱۰ء ۲۲۱۱ء ۲۲۱۲ء ۲۲۱۳ء ۲۲۱۴ء ۲۲۱۵ء ۲۲۱۶ء ۲۲۱۷ء ۲۲۱۸ء ۲۲۱۹ء ۲۲۲۰ء ۲۲۲۱ء ۲۲۲۲ء ۲۲۲۳ء ۲۲۲۴ء ۲۲۲۵ء ۲۲۲۶ء ۲۲۲۷ء ۲۲۲۸ء ۲۲۲۹ء ۲۲۳۰ء ۲۲۳۱ء ۲۲۳۲ء ۲۲۳۳ء ۲۲۳۴ء ۲۲۳۵ء ۲۲۳۶ء ۲۲۳۷ء ۲۲۳۸ء ۲۲۳۹ء ۲۲۴۰ء ۲۲۴۱ء ۲۲۴۲ء ۲۲۴۳ء ۲۲۴۴ء ۲۲۴۵ء ۲۲۴۶ء ۲۲۴۷ء ۲۲۴۸ء ۲۲۴۹ء ۲۲۵۰ء ۲۲۵۱ء ۲۲۵۲ء ۲۲۵۳ء ۲۲۵۴ء ۲۲۵۵ء ۲۲۵۶ء ۲۲۵۷ء ۲۲۵۸ء ۲۲۵۹ء ۲۲۶۰ء ۲۲۶۱ء ۲۲۶۲ء ۲۲۶۳ء ۲۲۶۴ء ۲۲۶۵ء ۲۲۶۶ء ۲۲۶۷ء ۲۲۶۸ء ۲۲۶۹ء ۲۲۷۰ء ۲۲۷۱ء ۲۲۷۲ء ۲۲۷۳ء ۲۲۷۴ء ۲۲۷۵ء ۲۲۷۶ء ۲۲۷۷ء ۲۲۷۸ء ۲۲۷۹ء ۲۲۸۰ء ۲۲۸۱ء ۲۲۸۲ء ۲۲۸۳ء ۲۲۸۴ء ۲۲۸۵ء ۲۲۸۶ء ۲۲۸۷ء ۲۲۸۸ء ۲۲۸۹ء ۲۲۹۰ء ۲۲۹۱ء ۲۲۹۲ء ۲۲۹۳ء ۲۲۹۴ء ۲۲۹۵ء ۲۲۹۶ء ۲۲۹۷ء ۲۲۹۸ء ۲۲۹۹ء ۲۳۰۰ء ۲۳۰۱ء ۲۳۰۲ء ۲۳۰۳ء ۲۳۰۴ء ۲۳۰۵ء ۲۳۰۶ء ۲۳۰۷ء ۲۳۰۸ء ۲۳۰۹ء ۲۳۱۰ء ۲۳۱۱ء ۲۳۱۲ء ۲۳۱۳ء ۲۳۱۴ء ۲۳۱۵ء ۲۳۱۶ء ۲۳۱۷ء ۲۳۱۸ء ۲۳۱۹ء ۲۳۲۰ء ۲۳۲۱ء ۲۳۲۲ء ۲۳۲۳ء ۲۳۲۴ء ۲۳۲۵ء ۲۳۲۶ء ۲۳۲۷ء ۲۳۲۸ء ۲۳۲۹ء ۲۳۳۰ء ۲۳۳۱ء ۲۳۳۲ء ۲۳۳۳ء ۲۳۳۴ء ۲۳۳۵ء ۲۳۳۶ء ۲۳۳۷ء ۲۳۳۸ء ۲۳۳۹ء ۲۳۴۰ء ۲۳۴۱ء ۲۳۴۲ء ۲۳۴۳ء ۲۳۴۴ء ۲۳۴۵ء ۲۳۴۶ء ۲۳۴۷ء ۲۳۴۸ء ۲۳۴۹ء ۲۳۵۰ء ۲۳۵۱ء ۲۳۵۲ء ۲۳۵۳ء ۲۳۵۴ء ۲۳۵۵ء ۲۳۵۶ء ۲۳۵۷ء ۲۳۵۸ء ۲۳۵۹ء ۲۳۶۰ء ۲۳۶۱ء ۲۳۶۲ء ۲۳۶۳ء ۲۳۶۴ء ۲۳۶۵ء ۲۳۶۶ء ۲۳۶۷ء ۲۳۶۸ء ۲۳۶۹ء ۲۳۷۰ء ۲۳۷۱ء ۲۳۷۲ء ۲۳۷۳ء ۲۳۷۴ء ۲۳۷۵ء ۲۳۷۶ء ۲۳۷۷ء ۲۳۷۸ء ۲۳۷۹ء ۲۳۸۰ء ۲۳۸۱ء ۲۳۸۲ء ۲۳۸۳ء ۲۳۸۴ء ۲۳۸۵ء ۲۳۸۶ء ۲۳۸۷ء ۲۳۸۸ء ۲۳۸۹ء ۲۳۹۰ء ۲۳۹۱ء ۲۳۹۲ء ۲۳۹۳ء ۲۳۹۴ء ۲۳۹۵ء ۲۳۹۶ء ۲۳۹۷ء ۲۳۹۸ء ۲۳۹۹ء ۲۴۰۰ء ۲۴۰۱ء ۲۴۰۲ء ۲۴۰۳ء ۲۴۰۴ء ۲۴۰۵ء ۲۴۰۶ء ۲۴۰۷ء ۲۴۰۸ء ۲۴۰۹ء ۲۴۱۰ء ۲۴۱۱ء ۲۴۱۲ء ۲۴۱۳ء ۲۴۱۴ء ۲۴۱۵ء ۲۴۱۶ء ۲۴۱۷ء ۲۴۱۸ء ۲۴۱۹ء ۲۴۲۰ء ۲۴۲۱ء ۲۴۲۲ء ۲۴۲۳ء ۲۴۲۴ء ۲۴۲۵ء ۲۴۲۶ء ۲۴۲۷ء ۲۴۲۸ء ۲۴۲۹ء ۲۴۳۰ء ۲۴۳۱ء ۲۴۳۲ء ۲۴۳۳ء ۲۴۳۴ء ۲۴۳۵ء ۲۴۳۶ء ۲۴۳۷ء ۲۴۳۸ء ۲۴۳۹ء ۲۴۴۰ء ۲۴۴۱ء ۲۴۴۲ء ۲۴۴۳ء ۲۴۴۴ء ۲۴۴۵ء ۲۴۴۶ء ۲۴۴۷ء ۲۴۴۸ء ۲۴۴۹ء ۲۴۵۰ء ۲۴۵۱ء ۲۴۵۲ء ۲۴۵۳ء ۲۴۵۴ء ۲۴۵۵ء ۲۴۵۶ء ۲۴۵۷ء ۲۴۵۸ء ۲۴۵۹ء ۲۴۶۰ء ۲۴۶۱ء ۲۴۶۲ء ۲۴۶۳ء ۲۴۶۴ء ۲۴۶۵ء ۲۴۶۶ء ۲۴۶۷ء ۲۴۶۸ء ۲۴۶۹ء ۲۴۷۰ء ۲۴۷۱ء ۲۴۷۲ء ۲۴۷۳ء ۲۴۷۴ء ۲۴۷۵ء ۲۴۷۶ء ۲۴۷۷ء ۲۴۷۸ء ۲۴۷۹ء ۲۴۸۰ء ۲۴۸۱ء ۲۴۸۲ء ۲۴۸۳ء ۲۴۸۴ء ۲۴۸۵ء ۲۴۸۶ء ۲۴۸۷ء ۲۴۸۸ء ۲۴۸۹ء ۲۴۹۰ء ۲۴۹۱ء ۲۴۹۲ء ۲۴۹۳ء ۲۴۹۴ء ۲۴۹۵ء ۲۴۹۶ء ۲۴۹۷ء ۲۴۹۸ء ۲۴۹۹ء ۲۵۰۰ء ۲۵۰۱ء ۲۵۰۲ء ۲۵۰۳ء ۲۵۰۴ء ۲۵۰۵ء ۲۵۰۶ء ۲۵۰۷ء ۲۵۰۸ء ۲۵۰۹ء ۲۵۱۰ء ۲۵۱۱ء ۲۵۱۲ء ۲۵۱۳ء ۲۵۱۴ء ۲۵۱۵ء ۲۵۱۶ء ۲۵۱۷ء ۲۵۱۸ء ۲۵۱۹ء ۲۵۲۰ء ۲۵۲۱ء ۲۵۲۲ء ۲۵۲۳ء ۲۵۲۴ء ۲۵۲۵ء ۲۵۲۶ء ۲۵۲۷ء ۲۵۲۸ء ۲۵۲۹ء ۲۵۳۰ء ۲۵۳۱ء ۲۵۳۲ء ۲۵۳۳ء ۲۵۳۴ء ۲۵۳۵ء ۲۵۳۶ء ۲۵۳۷ء ۲۵۳۸ء ۲۵۳۹ء ۲۵۴۰ء ۲۵۴۱ء ۲۵۴۲ء ۲۵۴۳ء ۲۵۴۴ء ۲۵۴۵ء ۲۵۴۶ء ۲۵۴۷ء ۲۵۴۸ء ۲۵۴۹ء ۲۵۵۰ء ۲۵۵۱ء ۲۵۵۲ء ۲۵۵۳ء ۲۵۵۴ء ۲۵۵۵ء ۲۵۵۶ء ۲۵۵۷ء ۲۵۵۸ء ۲۵۵۹ء ۲۵۶۰ء ۲۵۶۱ء ۲۵۶۲ء ۲۵۶۳ء ۲۵۶۴ء ۲۵۶۵ء ۲۵۶۶ء ۲۵۶۷ء ۲۵۶۸ء ۲۵۶۹ء ۲۵۷۰ء ۲۵۷۱ء ۲۵۷۲ء ۲۵۷۳ء ۲۵۷۴ء ۲۵۷۵ء ۲۵۷۶ء ۲۵۷۷ء ۲۵۷۸ء ۲۵۷۹ء ۲۵۸۰ء ۲۵۸۱ء ۲۵۸۲ء ۲۵۸۳ء ۲۵۸۴ء ۲۵۸۵ء ۲۵۸۶ء ۲۵۸۷ء ۲۵۸۸ء ۲۵۸۹ء ۲۵۹۰ء ۲۵۹۱ء ۲۵۹۲ء ۲۵۹۳ء ۲۵۹۴ء ۲۵۹۵ء ۲۵۹۶ء ۲۵۹۷ء ۲۵۹۸ء ۲۵۹۹ء ۲۶۰۰ء ۲۶۰۱ء ۲۶۰۲ء ۲۶۰۳ء ۲۶۰۴ء ۲۶۰۵ء ۲۶۰۶ء ۲۶۰۷ء ۲۶۰۸ء ۲۶۰۹ء ۲۶۱۰ء ۲۶۱۱ء ۲۶۱۲ء ۲۶۱۳ء ۲۶۱۴ء ۲۶۱۵ء ۲۶۱۶ء ۲۶۱۷ء ۲۶۱۸ء ۲۶۱۹ء ۲۶۲۰ء ۲۶۲۱ء ۲۶۲۲ء ۲۶۲۳ء ۲۶۲۴ء ۲۶۲۵ء ۲۶۲۶ء ۲۶۲۷ء ۲۶۲۸ء ۲۶۲۹ء ۲۶۳۰ء ۲۶۳۱ء ۲۶۳۲ء ۲۶۳۳ء ۲۶۳۴ء ۲۶۳۵ء ۲۶۳۶ء ۲۶۳۷ء ۲۶۳۸ء ۲۶۳۹ء ۲۶۴۰ء ۲۶۴۱ء ۲۶۴۲ء ۲۶۴۳ء ۲۶۴۴ء ۲۶۴۵ء ۲۶۴۶ء ۲۶۴۷ء ۲۶۴۸ء ۲۶۴۹ء ۲۶۵۰ء ۲۶۵۱ء ۲۶۵۲ء ۲۶۵۳ء ۲۶۵۴ء ۲۶۵۵ء ۲۶۵۶ء ۲۶۵۷ء ۲۶۵۸ء ۲۶۵۹ء ۲۶۶۰ء ۲۶۶۱ء ۲۶۶۲ء ۲۶۶۳ء ۲۶۶۴ء ۲۶۶۵ء ۲۶۶۶ء ۲۶۶۷ء ۲۶۶۸ء ۲۶۶۹ء ۲۶۷۰ء ۲۶۷۱ء ۲۶۷۲ء ۲۶۷۳ء ۲۶۷۴ء ۲۶۷۵ء ۲۶۷۶ء ۲۶۷۷ء ۲۶۷۸ء ۲۶۷۹ء ۲۶۸۰ء ۲۶۸۱ء ۲۶۸۲ء ۲۶۸۳ء ۲۶۸۴ء ۲۶۸۵ء ۲۶۸۶ء ۲۶۸۷ء ۲۶۸۸ء ۲۶۸۹ء ۲۶۹۰ء ۲۶۹۱ء ۲۶۹۲ء ۲۶۹۳ء ۲۶۹۴ء ۲۶۹۵ء ۲۶۹۶ء ۲۶۹۷ء ۲۶۹۸ء ۲۶۹۹ء ۲۷۰۰ء ۲۷۰۱ء ۲۷۰۲ء ۲۷۰۳ء ۲۷۰۴ء ۲۷۰۵ء ۲۷۰۶ء ۲۷۰۷ء ۲۷۰۸ء ۲۷۰۹ء ۲۷۱۰ء ۲۷۱۱ء ۲۷۱۲ء ۲۷۱۳ء ۲۷۱۴ء ۲۷۱۵ء ۲۷۱۶ء ۲۷۱۷ء ۲۷۱۸ء ۲۷۱۹ء ۲۷۲۰ء ۲۷۲۱ء ۲۷۲۲ء ۲۷۲۳ء ۲۷۲۴ء ۲۷۲۵ء ۲۷۲۶ء ۲۷۲۷ء ۲۷۲۸ء ۲۷۲۹ء ۲۷۳۰ء ۲۷۳۱ء ۲۷۳۲ء ۲۷۳۳ء ۲۷۳۴ء ۲۷۳۵ء ۲۷۳۶ء ۲۷۳۷ء ۲۷۳۸ء ۲۷۳۹ء ۲۷۴۰ء ۲۷۴۱ء ۲۷۴۲ء ۲۷۴۳ء ۲۷۴۴ء ۲۷۴۵ء ۲۷۴۶ء ۲۷۴۷ء ۲۷۴۸ء ۲۷۴۹ء ۲۷۵۰ء ۲۷۵۱ء ۲۷۵۲ء ۲۷۵۳ء ۲۷۵۴ء ۲۷۵۵ء ۲۷۵۶ء ۲۷۵۷ء ۲۷۵۸ء ۲۷۵۹ء ۲۷۶۰ء ۲۷۶۱ء ۲۷۶۲ء ۲۷۶۳ء ۲۷۶۴ء ۲۷۶۵ء ۲۷۶۶ء ۲۷۶۷ء ۲۷۶۸ء ۲۷۶۹ء ۲۷۷۰ء ۲۷۷۱ء ۲۷۷۲ء ۲۷۷۳ء ۲۷۷۴ء ۲۷۷۵ء ۲۷۷۶ء ۲۷۷۷ء ۲۷۷۸ء ۲۷۷۹ء ۲۷۸۰ء ۲۷۸۱ء ۲۷۸۲ء ۲۷۸۳ء ۲۷۸۴ء ۲۷۸۵ء ۲۷۸۶ء ۲۷۸۷ء ۲۷۸۸ء ۲۷۸۹ء ۲۷۹۰ء ۲۷۹۱ء ۲۷۹۲ء ۲۷۹۳ء ۲۷۹۴ء ۲۷۹۵ء ۲۷۹۶ء ۲۷۹۷ء ۲۷۹۸ء ۲۷۹۹ء ۲۸۰۰ء ۲۸۰۱ء ۲۸۰۲ء ۲۸۰۳ء ۲۸۰۴ء ۲۸۰۵ء ۲۸۰۶ء ۲۸۰۷ء ۲۸۰۸ء ۲۸۰۹ء ۲۸۱۰ء ۲۸۱۱ء ۲۸۱۲ء ۲۸۱۳ء ۲۸۱۴ء ۲۸۱۵ء ۲۸۱۶ء ۲۸۱۷ء ۲۸۱۸ء ۲۸۱۹ء ۲۸۲۰ء ۲۸۲۱ء ۲۸۲۲ء ۲۸۲۳ء ۲۸۲۴ء ۲۸۲۵ء ۲۸۲۶ء ۲۸۲۷ء ۲۸۲۸ء ۲۸۲۹ء ۲۸۳۰ء ۲۸۳۱ء ۲۸۳۲ء ۲۸۳۳ء ۲۸۳۴ء ۲۸۳۵ء ۲۸۳۶ء ۲۸۳۷ء ۲۸۳۸ء ۲۸۳۹ء ۲۸۴۰ء ۲۸۴۱ء ۲۸۴۲ء ۲۸۴۳ء ۲۸۴۴ء ۲۸۴۵ء ۲۸۴۶ء ۲۸۴۷ء ۲۸۴۸ء ۲۸۴۹ء ۲۸۵۰ء ۲۸۵۱ء ۲۸۵۲ء ۲۸۵۳ء ۲۸۵۴ء ۲۸۵۵ء ۲۸۵۶ء ۲۸۵۷ء ۲۸۵۸ء ۲۸۵۹ء ۲۸۶۰ء ۲۸۶۱ء ۲۸۶۲ء ۲۸۶۳ء ۲۸۶۴ء ۲۸۶۵ء ۲۸۶۶ء ۲۸۶۷ء ۲۸۶۸ء ۲۸۶۹ء ۲۸۷۰ء ۲۸۷۱ء ۲۸۷۲ء ۲۸۷۳ء ۲۸۷۴ء ۲۸۷۵ء ۲۸۷۶ء ۲۸۷۷ء ۲۸۷۸ء ۲۸۷۹ء ۲۸۸۰ء ۲۸۸۱ء ۲۸۸۲ء ۲۸۸۳ء ۲۸۸۴ء ۲۸۸۵ء ۲۸۸۶ء ۲۸۸۷ء ۲۸۸۸ء ۲۸۸۹ء ۲۸۹۰ء ۲۸۹۱ء ۲۸۹۲ء ۲۸۹۳ء ۲۸۹۴ء ۲۸۹۵ء ۲۸۹۶ء ۲۸۹۷ء ۲۸۹۸ء ۲۸۹۹ء ۲۹۰۰ء ۲۹۰۱ء ۲۹۰۲ء ۲۹۰۳ء ۲۹۰۴ء ۲۹۰۵ء ۲۹۰۶ء ۲۹۰۷ء ۲۹۰۸ء ۲۹۰۹ء ۲۹۱۰ء ۲۹۱۱ء ۲۹۱۲ء ۲۹۱۳ء ۲۹۱۴ء ۲۹۱۵ء ۲۹۱۶ء ۲۹۱۷ء ۲۹۱۸ء ۲۹۱۹ء ۲۹۲۰ء ۲۹۲۱ء ۲۹۲۲ء ۲۹۲۳ء ۲۹۲۴ء ۲۹۲۵ء ۲۹۲۶ء ۲۹۲۷ء ۲۹۲۸ء ۲۹۲۹ء ۲۹۳۰ء ۲۹۳۱ء ۲۹۳۲ء ۲۹۳۳ء ۲۹۳۴ء ۲۹۳۵ء ۲۹۳۶ء ۲۹۳۷ء ۲۹۳۸ء ۲۹۳۹ء ۲۹۴۰ء ۲۹۴۱ء ۲۹۴۲ء ۲۹۴۳ء ۲۹۴۴ء ۲۹۴۵ء ۲۹۴۶ء ۲۹۴۷ء ۲۹۴۸ء ۲۹۴۹ء ۲۹۵۰ء ۲۹۵۱ء ۲۹۵۲ء ۲۹۵۳ء ۲۹۵۴ء ۲۹۵۵ء ۲۹۵۶ء ۲۹۵۷ء ۲۹۵۸ء ۲۹۵۹ء ۲۹۶۰ء ۲۹۶۱ء ۲۹۶۲ء ۲۹۶۳ء ۲۹۶۴ء ۲۹۶۵ء ۲۹۶۶ء ۲۹۶۷ء ۲۹۶۸ء ۲۹۶۹ء ۲۹۷۰ء ۲۹۷۱ء ۲۹۷۲ء ۲۹۷۳ء ۲۹۷۴ء ۲۹۷۵ء ۲۹۷۶ء ۲۹۷۷ء ۲۹۷۸ء ۲۹۷۹ء ۲۹۸۰ء ۲۹۸۱ء ۲۹۸۲ء ۲۹۸۳ء ۲۹۸۴ء ۲۹۸۵ء ۲۹۸۶ء ۲۹۸۷ء ۲۹۸۸ء ۲۹۸۹ء ۲۹۹۰ء ۲۹۹۱ء ۲۹۹۲ء ۲۹۹۳ء ۲۹۹۴ء ۲۹۹۵ء ۲۹۹۶ء ۲۹۹۷ء ۲۹۹۸ء ۲۹۹۹ء ۳۰۰۰ء ۳۰۰۱ء ۳۰۰۲ء ۳۰۰۳ء ۳۰۰۴ء ۳۰۰۵ء ۳۰۰۶ء ۳۰۰۷ء ۳۰۰۸ء ۳۰۰۹ء ۳۰۱۰ء ۳۰۱۱ء ۳۰۱۲ء ۳۰۱۳ء ۳۰۱۴ء ۳۰۱۵ء ۳۰۱۶ء ۳۰۱۷ء ۳۰۱۸ء ۳۰۱۹ء ۳۰۲۰ء ۳۰۲۱ء ۳۰۲۲ء ۳۰۲۳ء ۳۰۲۴ء ۳۰۲۵ء ۳۰۲۶ء ۳۰۲۷ء ۳۰۲۸ء ۳۰۲۹ء ۳۰۳۰ء ۳۰۳۱ء ۳۰۳۲ء ۳۰۳۳ء ۳۰۳۴ء ۳۰۳۵ء

رو سے بہار کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ تعداد انہیں انصاریوں کی ہے جو حضرت موسیٰ عارف
 یمنیؒ کی اولاد ہیں اور خود کہ حضرت ابو الیوب خالد انصاریؒ میزبانِ رسول بنو قحطان سے تعلق رکھتے
 ہیں۔ یہ وقارِ یزیدؒ کا کتابوں کے مطابق حضرت موسیٰ عارفؒ بن کے تاجر تھے اور عربی النسل تھے اس
 لیے نہ قرین قیاس ہے کہ شجرہ کی غیر موجودگی میں یہ امر تحقیق طلب ہے۔



خانوادہ فرنگی محل لکھنؤ اور ملا نظام الدین سہالوی

درجہ نسب

برصغیر میں علامہ عربیہ میں مروجہ نسب تسلیم کرتا ملا نظام الدین محمد کی نسبت سے درجہ نظامی ہے۔
 گوا جانا ہے۔ ملا نظام کا سلسلہ نسب سہالوی رسول حضرت ابو یوسف انصاری (شہاب ۵۱ھ) سے ملتا ہے۔
 ان کے اسلاف میں ایک بزرگ خواجہ ابو اسحاق بن محمد انصاری (متوفی ۴۸۱ھ) گورے ہیں جن کا ہزار ہرات میں ہے۔ خواجہ صاحب کی اٹھارہویں پشت میں ملا جلال الدین گیا جہاں وہی ہجری میں،
 ملازم ہند ہوئے اور وہی میں ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی ملا جلال الدین ملا نظام الدین سہالوی کے
 پردادا تھے۔ بعد میں ان کی اولاد نے وہی سے نقل مکان کر کے قصبہ سہالی ضلع بارہ بنگی روپا میں رہائش
 اختیار کر لی۔ ملا نظام کے والد ملا قطب الدین بن عبد العظیم انصاری ایک بلند پایہ عالم دین تھے۔ ملا قطب
 (۱۰۰۰ھ) میں ترکہ ہوئے اور موضع سہالی میں ۱۹۰۰ھ جب ملا کوثر بن کے ایک تنہا درویش میں عثمانی برادری
 کے لوگوں نے ان کو قتل کر دیا اور مکان تہمتش کر دیا جس میں ملا قطب الدین کا معاشیہ شرح دعائیہ
 بھی چل کر رکھ ہو گیا۔ وہ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ ان کے چار فرزند تھے (۱) ملا محمد سعید (۲) ملا محمد سعید
 (۳) ملا نظام الدین محمد اور (۴) ملا محمد رضا۔ علامہ سعید نے اپنے والد کی شہادت پر مثل بادشاہ اورنگ زیب
 عالمگیر کے سامنے فریاد کی۔ جس نے انہیں مکرت کے لیے لکھنؤ میں فرنگی محل کا علاقہ جاگیر میں عطا کیا
 جہاں یہ خاندان سہالی سے منتقل ہو کر آباد ہوا۔

ملا نظام الدین بہشتی ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے علم دین میں ایمان اللہ ناریں ملا علی قاری
 اور ملا غلام نقشبند سے استفادہ کیا۔ فاضل التعمیل ہو کر وہ درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ انہیں شاہ
 عبد العزیز قاسمی سے قادیان میں سند علم لایقت میں خلافت حاصل تھی۔ ملا معروف علم و فضل کے مالک
 تھے۔ ان کو اپنے علم کا غرور بالکل نہ تھا یہی وجہ ہے کہ درس نظامی کے قصبہ سہالی میں انہوں نے اپنی
 کمال کتاب شامل نہیں کی۔ وہ ۱۲۷۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور لکھنؤ میں مدفون ہوئے۔ اپنے والد کی طرح

(مذکورہ مصنفین درس نظامی از تہذیب و تفسیر اختر راسی ص ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰)

یہ بھی کثیر التصانیف ہو چکے تھے۔ ان کا سب سے بڑا علمی کارنامہ مدرس نظامی، کی ترتیب ہے۔ آپ کے فرزند ارشد مولانا عبدالحی کو فرہ العلام کے خطاب سے نوازا گیا۔ وہ اپنے نامور والد کے فائن و فائن فرزند تھے۔ آپ کی ولادت ۱۳۳۸ء میں کھٹو میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ مئٹرو سائنس کی عمر میں جملہ علوم سے فارغ ہو گئے۔ کچھ عرصہ تک شاہ پیران پور سرکاری مدرسہ میں مدرس رہے۔ نواب دایم پور نے آپ کی بڑی پزیرائی کی۔ دسمبر میں ۵ سال گزار کر آپ نید جلال تیرتوی کے نام پر قائم شاہ مدرسہ جلالیہ بہار میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس مدرسہ کے مصارف کے لیے بائیس ہزاری پرگنہ کی آمدنی وقف تھی۔ شاہ میں مولانا عبدالحی نواب محمد علی دلا جان کی دعوت پر بعد اس آگئے۔ امداد مدرسہ کلال میں صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اسی نواب برصوف نے آپ کو بحر العلوم کے خطاب سے نوازا تھا۔ آخر کار آپ ۸۵ برس کی عمر میں ۱۴۲۳ھ کو مدین میں وفات پائی۔ آپ کم از کم بہتر کتابوں کے مصنف تھے۔



وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ

اور یتیم کے مال کے قریب مت جاؤ۔ (القرآن)



مولانا عبدالباری فرنٹی محلّی لکھنوی

شجرہ نسب ۱۸۴۱ء

مولانا عبدالباری فرنٹی محلّی لکھنؤ کے نامور علماء میں تھے۔ آپ اور بیچ اثنا عشر ۱۲۹۵ھ میں
 تولد ہوئے۔ آپ نے اپنے والد مولانا عبدالواہب سے علوم اسلامیہ میں درس لیا اور مشاہیر علماء میں شمار
 کئے گئے طریقت میں اعلیٰ حضرت سے منہ لکے۔ چوتھے اور خلافت حاصل کی۔ تحریک خلافت میں
 مولانا محمد علی جوہر کے سرپرست رہے۔ آپ نے سیاسی تحریکوں میں بھی حصہ لیا۔ لکھنؤ میں مولانا محمد علی
 کی بنیاد ڈالی۔ مولانا محمد علی اور حسرت موہانی آپ ہی سے بیعت تھے۔ ملم و عمل کے میدان میں آپ
 کی شخصیت ہندوستان بھر میں نمایاں رہی۔ آپ نے ہر جب ملک کو دھت پائی۔ آپ کی زندگی
 علماء سلف کا نمونہ تھی۔ آپ ۱۹۵۰ء میں ۵۵ برس مرنے لکے۔ بانی رکن بھی رہے۔

تصنیفات

۱۔ آثار الادلہ (۲) تفسیر القرآن

آپ کے فرزند ارشد مولانا جمال سیال فرنٹی محلّی بھی آپ کے نقش قدم پر چل کر ہندوستان
 کے چٹل کے علماء میں شمار کئے جانے لگے۔

مولانا رشید احمد گنگوہی

(شجرۂ نسب ص ۴۹)

مولانا رشید احمد، زیدتہ ۱۲۳۴ھ مطابق ۱۸۱۹ء بروز پیر گنگوہ میں تولد ہوئے آپ میر تقی میر
الہی انصاری تھے۔ آپ شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے صحیح باقشیں تھے۔ آپ کے والد مولانا داریت احمد
نے شاہ ولی اللہ کے خاندان کے لباس سے تعلیم حاصل کی تھی اور وہ عاتق تربیت مولانا شاہ غلام علی دہلویؒ
سے حاصل کی۔ آپ بچپن ہی سے نازکے پابند تھے۔ نالغہ گوہر پڑھا۔ فارسی اپنے اسرار و محقق سے
پڑھی۔ عربی محمد بخش راجپوری سے سیکھی۔ علوم فقہیہ مولانا مولوک علی اور مولانا مفتی سید الدین سے پڑھے۔
حدیث کی صحاح ستہ مولانا شاہ عبدالغنی سے پڑھی۔ آپ نے قرآن بھی حفظ کیا تھا اور تراویح بھی
پڑھائی تھیں۔ آپ چالیس دنوں کے اندر حضرت املا اللہ صاحب کی سے خلافت علی۔ آپ کو تین بار حج
کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ کے چھٹے شاگرد سید حسن علی تھے اور آخری شیخ الحدیث مولانا ذکر الہ کے
والد مولانا شیخ محمد سیدی کاندھلوی۔ انچاس سالہ تعلیمی دستہ میں دور میں طلباء بہت، برآمدہ کال اور افغانستان
سے آکر فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے تاحیات سرپرست
بھی رہے۔ دیوبند کے جسدہ دستار بندی کے موقع پر غم کی نواز میں ۲۲ برس بعد آپ کی بحیرا اولیٰ فوت ہوئی
تو آپ کو بڑا دکھ پہنچا۔ آپ نے ساری عمر سحر شیری اور تہجد گزاری میں گزار دی۔ آپ ۹۰ یا ۹۱ جادو شانی
۱۳۲۱ھ/ ۱۹۰۲ء کو ۱۰ رجب ۱۲۴۰ بروز جمعہ ۱۰ سالہ کی عمر میں اپنے خاتون حقیق سے جا ملے۔ آپ سے بے شمار
کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مولانا اشرف علی تھانوی آپ کے مشہور و معروف تلمیذ تھے۔

تصانیف

تفسیر القلوب، امداد الملوک، ہدایۃ الشیخ، لہجۃ الناسک، اللہ اعلم رشیدیہ، فتاویٰ املا اللہ
سار تراویح، قطوب رانیہ، حمد فی القریٰ، مد اللطیفان، احتیاط النظر، ہدایۃ التی بہ التی اللہ
برائین کاملہ۔

(پیش پڑ سے سلطان مراد ۱۳۳۶ء ۲۳۶)

مولانا امجد علی انصاری اعظمی

مولانا اعظم گڑھ کے بہنہ والے تھے۔ اللہ نے کرم فرمایا اور آبائی پیشہ پارچہ بانی چھوڑ کر علم دین بکھا اور نامور معلم دین بنے۔ عرصہ تک بریلی میں اکتسابِ علم کرتے رہے۔ مرشد کے حکم پر حدیث کی تکمیل کے لیے پہلی ہجرت میں محدث سودقیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سماعِ سند سے فراغت حاصل کی۔ اہل حضرت کے مدرسہ متکملہ اسلام میں مدین مقربہ ہوئے۔ مسائل شریعت میں ہدایت تھی۔ قرآن حدیث اور فقہ پر عمیق حاصل تھا۔ اہل حضرت سے فقہ حلافت حاصل کی اور مرشد کی توجہ کے علوم اسلامیہ میں مکاہ آمد رکھتے تھے۔ اہل حضرت کی وفات کے بعد امیر شریف کے دارالعلوم میں مدبری اہل اس ہے۔ مسائل اسلامیہ سے متعلق آپ کی تصنیف ”بہار شریعت“ بہت مشہور ہوئی۔ اس تصنیف پر علماء اہل سنت نے آپ کو ”معدن الشریعہ“ کا خطاب مرحمت فرمایا۔ آپ نے قیامِ پاکستان کے کچھ پہلے وفات پائی۔ آپ اپنے گاؤں برہن میں پروحاک ہوئے۔ آپ کے فرزند احمد قادری روضۃ العظمیٰ اعظمی بمبئی مسجد کراچی کے پیشوا امام و خطیب ہیں۔ انہوں نے کھٹن کراچی میں ایک دارالعلوم قائم کیا ہے۔ جس کی تعریف و ترقی میں شب و روز مصروف ہیں۔

آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد العظیم الانصاری شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ ۱۶ بریلی مولوی ۱۳۸۱ھ/۸ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو کراچی میں وفات پا گئے۔

آپ کے باقی تین فرزند مولانا شام العظیم، مولانا ضیاء العظیم، مولانا بہار العظیم اور مولانا قدار العظیم اہل سنت و ایمان ہیں اور کتب و تدوین میں مصروف ہیں۔

حضرت شاہ ابوعلی قلندرانی پتی

اسم گرامی شیخ شرف الدین اور لقب ابوعلی قلندر تھا۔ امام اعظمؒ کی اولاد سے تھے والد ماجد
 شیخؒ میں عراق سے ہند تشریف لائے تھے وہ جید عالم دین تھے۔ سید نعمت اللہ علیؒ کراچی کی
 پیشرو بنی حنفیہ جماعت سے نکاح ہوا اور ابوعلی شاہ قلندرؒ ۳۹۵ھ میں بانی پت میں پیدا ہوئے۔
 علوم خلاصہ ہی سے غادر ہو کر ۴۲۰ سال تک درس و تدریس میں مصروف رہے۔ دہلی کے سامع
 اکابر و علماء دین سے ان کی تبحر علمی اور فضیلت کے معترف تھے۔ شیخ ابوعلی قلندرؒ حضرت غلام الدین
 اولیاء کے حلیہ تھے۔

خواجہ شمس الدین ترکہ حضرت خواجہ احمد سیوطی کے فرزند اور سادات ترکستان سے
 تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے شہرہ شہداء الدین علی صابریؒ کے حکم سے بانی پت آکر کونت پذیر ہو
 گئے۔ ۴۳۰ھ میں شیخ ابوعلی قلندرؒ کا دعویٰ ہوا کہ کمال میں مدفن ہوئے۔
 تصانیف حسب ذیل تصنیفات شیخ ابوعلی قلندرؒ سے منسوب ہیں۔
 (۱) کتب بات نام اختیار الدین (۲) حکم نامہ شرف الدین۔
 (۳) ہفتوی کتبہ الامرار (۴) رسالہ عشقہ۔

اصل سے گرامی
 شاہ ابوعلی قلندرؒ
 سالار غفر الدین
 سالار حسن
 سالار عزیز
 ابابکر غازی
 غلام حسن
 عبدالرحمن
 عبدالرحیم

لہذا امام اعظمؒ
 ثابت
 نعلان
 مرزا
 ثابت
 قیس
 یزدجرد
 شہر دار
 خسرو پور
 ہرن
 ارشدان مولیٰ

شیخ برہان الدین غریبؒ

آپ کا اسم گرامی شیخ برہان الدین غریب ہے۔ آپ کا وطن ہامی تھا۔ آپ ۶۵۲ھ میں ہامی میں تولد ہوئے۔ بابا فرید گنج شکرؒ کے خلیفہ اور شاگرد مسعود طریقت کے مرشد اول خواجہ جمال الدین ہامی آپ کے ماموں تھے۔ آپ بربہ الہی کے خلیفہ مولانا قطب الدین غریبؒ کے ماموں اور بھائی تھے۔ آپ نے اپنے چچا سے تدریس پڑھی۔ شیخ برہان الدین غریبؒ نے فقہ فاضل حفظ کیا تھا۔ آپ جید عالم دین تھے۔ آپ نے تمام عمر تہجد میں گزار دی۔ ہامی سے نقل مکانی کر کے دہلی میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت نقیر الدین چارخ و بڑیؒ جب بھی اندھ سے دہلی تشریف لاتے تو انہیں کے ہاں قیام کرتے اور دس لیتے۔ آپ کو مجاہد الہی سے خلافت ملی تھی۔ آپ مرشد کے حکم پر دکن روانہ ہوئے اور دولت آباد میں ۸۶۸ یا ۸۶۹ سال قیام فرمایا۔ ۸۷۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار قلعہ آباد میں مرجع سواخت ہے۔

ملفوظات (۱) اصول الوصول (۲) ہدایت القلوب۔

(۳) نفاثات الانفس (۴) شریعت و تقیاری۔

(۵) رسالہ غریب (۶) امن الاقوال (۷) اسرار الطریقت۔

شجرہ نسب

برہان الدین غریبؒ

شیخ محمد محمود

شیخ ناصر ہامی

سلطان مظفر

سلطان ابراہیم

شیخ ابوبکر

شیخ عبداللہ

شیخ عبدالرشید

شیخ عبدالعبد

شیخ عبدالسلام

امام اعظم ابوحنیفہؒ

(شجرہ نسب)

باب ۱۵ اولاد اصحاب رسول

شیخ بدیع الدین شاہ مدار

شیخ بدیع الدین مدار مقام حدیث پر تھے۔ آپ کی ولادت اسادت
 ۵۱۷ھ میں ہوئی۔ اور نے صوفیہ بنگال آپ کے والد ماجد
 کا اسم گرامی شاہ ابوالصالح شامی تھا جو مکران میں مدفون ہیں۔ آپ نے ہندوستان
 میں گجرات، اجمیر، رتھ، جہان پور، کاسر گڑھ بنگال آئے۔ مدار نے مسلطہ طریقت
 بنگال میں غریب پھیلا۔ ان کے خلفاء میں شیخ اعلا تھے جن کو انکا بھی کہتے ہیں مدار
 مسلطہ کو بنگال میں ترویج دی۔ شاہ انکا کا سزا گڑھ (بنگال) میں ہے۔
 شاہ مدار نے بارہ سال تک کھانا نہیں کھیا یا برہمن ایک دفعہ
 پینا اس کو دھوئے کی تربت نہیں آئی۔ چہرے پر مہدی لڑا تھا۔ ان کو دیکھتے
 ہی لوگ مسجد میں گر جاتے تھے اس لیے وہ نقاب اڑھتے رہتے تھے۔
 یادگار الہام الحق نے شاہ مدار کی وفات کا سال ۷۵۳ھ میں مطابقت
 ۱۳۴۹ھ بتایا ہے۔

(دیگر صوفیہ بنگال میں ۷۵۲ھ تا ۷۶۸ھ)

پیش نمبر	اساتذہ گرامی
۲۰	شیخ بدیع الدین شاہ مدار
۱۹	شیخ علی
۱۸	شیخ فیروز شامی
۱۷	شاہ کافور
۱۶	قطب الدین ثانی
۱۵	شاہ اسماعیل
۱۴	محمد
۱۳	حسن
۱۲	ملی
۱۱	فیروز کبیر
۱۰	برہم الدین
۹	محمد شامی
۸	برہم الدین
۷	قطب الدین
۶	حماد الدین
۵	عبد الحافظ
۴	شہاب الدین دانا
۳	مظہر
۲	عبد الرحمن
۱	حضرت ابوہریرہؓ

خانوادۂ سلطان محمود غزنوی

(شجرہ نسب منقہ)

غیاث الدین محمد بن شہان سلطانی (سنہ ۵۸۵ھ) میرالدولہ میں درہم طراز سے کہ جب الہنگین نے قلم کر چکا تو شیر باد ملک امیر ایماں نے مراد آمان کی اور گرفتار کیا لیکن الہنگین نے اسے سزا دے دیا بلکہ خلعت سے نوازا۔ جب الہنگین غزنی پہنچا تو غزنی کا راجہ لوہک نے اس کے ساتھ جنگ کی لیکن شکست کھا گیا اور اپنے باہر فرزندوں کے ساتھ گرفتار ہوا۔ ابن غزنی نے جب دیکھا کہ ان کی جان و مال زند و فرزند محفوظ ہیں تو اس کے عدل سے بہت متاثر ہوئے اور کہا تیرا وہ ترک ہو گیا تاکہ ایک اس کے بیٹے شہر کا وہ دواؤں کھول دیا اور الہنگین کے ملنے سرنگوں ہو گئے۔ لوہک نے شکست کھا کر راجہ قرار ہی میں عافیت سمجھی۔ الہنگین نے سنہ ۶۲۵ھ میں غزنی کو فتح کیا ایک سال کے بعد یعنی سنہ ۶۲۶ھ میں وہ فوت ہو گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل تخت نشین ہوا۔ ایک سال کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ ترک امیر کا الہنگین سلطان بنا۔ وہ عادل و قسط اور پرہیزگار تھا۔ وہ دس سال حکومت کر کے چل بسا۔ اس کے بعد الہنگین کا دوسرا بیٹا الہنگین بن اور شہان سنہ ۶۳۶ھ کو تخت پر بیٹھا۔ اولیٰ لاکھ نے اس کے زمانہ میں کابل پر چڑھائی کی امیر سلجوق نے اپنے پانچ سو ترک سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ کافی لوگ مارے گئے آخر کار امیر سلجوق ہار گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان محمود غزنوی جانشین ہوا۔ سلطان محمود غزنوی کا بیٹا سلطان مسعود سنہ ۶۴۳ھ میں باپ کے تخت پر بیٹھا تھا۔ پنجاب کے راجہ جے پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان سنہ ۶۹۳ھ میں جنگ ہوئی تھی جس میں راجہ جے پال نے شکست کھا کر شہر کٹی کر لے لی۔ اس جنگ میں سید الفخری واسطی زیدی محمود غزنوی کی قوت کے سبب ہلاک ہوئے۔ جیسے جیسے پال کے بیٹے تربیع جن پال اور سلطان محمود غزنوی کے درمیان بھی جنگ ہوئی تھی۔

ابو ریحان البیرونی اپنی کتاب فی تحقیق ماہند میں سنہ ۶۲۵ھ درہم طراز سے۔

نگر کرٹ (موجودہ نگر پراگ) سنہ ۶ کا ایک شہر تھا جو غزنی سے چوبیس گز مسافر و افق تھا۔

(مجموع البلدان جلد ۵ ص ۲۹۵) برہم کی تذکرہ ہے جہاں سنہ ۶۳۳ھ میں امیر مسعود سلطان غزنوی کا بیٹا امیر محمود

(تاریخ اصفہان از آقا محمد علی حسین ص ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲

میں تواریخ (۱۶۵۹ء) اس شہر کا سلطنت غزنو سے براہ راست تعلق تھا۔ ترقی الدین علی غزنوی کی تحریر سے ظاہر ہے کہ قلعہ گزنی شہر اور دیارے سندھ کے درمیان واقع تھا۔ مزید برآں تشریح میں جب تیسرا لکھ بختیار اور ایراب ہرگز شہزادان اور غزنوی پیشوا تھے، ذی الحجہ ۵۸۰ھ قلعہ گزنی فتح کیا پھر ماہ الحکمہ ۵۸۱ھ میں دیارے سندھ کے ذیلیہ دہس چلا گیا و ظفر باہر جلد ۲ ص ۳۸۰ نے قلعہ گزنی لکھا ہے جس کے بارے میں القسیمی نے تاریخ میں ۶۲۳ھ پر لکھا ہے کہ ۶۲۹ھ میں ماہ ربیع الاخر میں یہ قلعہ سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں فتح ہوا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ:

”بیم گز کا حصار بہت بلند اور مضبوط تھا۔ وہاں ایک بہت بڑی تھ تھا جہاں سبیلوں سے بے شمار در و دروازے اور دروازے تھے۔ رکوڑ شاہی درہم اور ۱۰۰ من سونا و دیگر نفیس اشیاء سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ لگے تھے اور جب وہ یہاں سے ہوا اور گز بار خزانہ نے گز غزنوی پیشوا تھا تو غزنوی شہر کے اطراف کی علاقوں کا شاہ دیکھنے کے لیے ٹوٹ پڑی تھی“

نوٹ: (۱) ماضی ہرگز گز گزٹ موجودہ گز پاکر، گز تاریخ میں بیم گز لکھا گیا ہے۔ ریٹیک کے قول کے مطابق شری بیم دیا وہ بادشاہ گز ہے جسے القسیمی اور شمسہ دہلوی نے باقی گز گزٹ کہا ہے۔

(۱) راجا و شہنشاہ نے ۱۲۵۵ء برسیدہ ہوا لا جلد ۲ ص ۳۲۹، تاریخ افغانستان ص ۱۹۰
(۲) السیرت کے مطابق یہ قبر ایک ایرانی لفظ ہے جس کا سادی لفظ سحرکت میں میاں پتی یعنی سپر سدا رہنہ جو موجودہ سال اجت اور جھنگ میاں، پنجاب سے ملتی بھی کہتے ہیں گز کے آبار اجاڑ تھے۔ (تاریخ افغانستان ص ۱۹۰)

(۳) راجا ہرگز راقم الحروف نے دسمبر ۱۹۹۱ء میں آرٹس آئین سرکار و عہد اسلام آباد کی حیثیت سے اپنے سرکاری فراتھن میں سرانجام دینے کے لیے گز پاکر کا سرکاری دورہ کیا تھا۔ ان کی گز گزٹ صرف گز کہنا ہے جہاں ۳۲ مربع میل کے رقبہ میں پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ یہاں کے پتھر بڑے قیمتی ہیں اور مختلف رنگوں میں دستیاب ہیں جس میں زلیخہ پتھر، چکدار گز، شیش پائے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمینیں تانبے کی ہیں۔ یہاں کے پتھروں میں سونا، چاندی اور سنگ مرمر کی آئینہ زنی ہے۔ یہاں کی زمینوں کے نیچے نفیس نمس کی

سفید چکدار چینی سٹا رافرقدرار میں موجود ہے۔ کوئٹہ کی کان میں دستیاب ہوئی ہے۔ یہاں کا خالص
 شہزادہ دور دور تک مشہور ہے۔ اگرچہ یہ شہر صدیوں پرانا ہے جو اب ویران ہو چکا ہے۔ قدیم قدم
 اب کھنڈرات کی شکل میں ہے۔ لیکن قدیم قدم پر مہدار سندھ موجود ہیں جن میں ہجوڑا شہر کا
 مندر سب سے بڑا ہے جسے گوتم بدھ کے پیر و کاروں نے تعمیر کی تھا جہاں دافرنزینہ دفن تھا۔
 یہ علاقہ کچھ میں واقع ہے اور دو طرف ہندوستان کی سرحد سے گھرا ہے۔ اگرچہ یہ دورافتادہ
 ریگستانی علاقہ ہے لیکن کسی زمانہ میں یہ علاقہ حثت نظر تھا اور دولت میں لاثانی تھا۔ اس کی قریب
 میں پر برصغیر میں جانوروں اور مویشیوں کی سب سے بڑی مشقی تھا۔



تَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

۱ ۲ ۸ ۷ ۶ ۵



سلطنت بہمن دکن

ہندوستان کی تاریخ میں دکن نے بڑا نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔ مسلمان پہلے پہل یہاں تبلیغ اسلام کے لیے آئے تھے۔ علاء الدین خلجی پہلا حملہ آور تھا۔ جس نے ۱۲۹۶ء میں دکن کا رخ کیا اور دیو گری پر حملہ کر کے فتح کر لیا۔ پھر اس کے سپہ سالار ملک کافور نے ۱۳۱۰ء میں دکن کی سرحدیں فتح کر کے محمد تغلق کے عہد میں دکن وہی سے الگ ہو گیا۔ محمد تغلق کے عہد میں برکی خاں امیر لکھنؤ کو فتح حاصل ہوا۔ اسی کے عہد میں بے شمار ترک دکن میں آباد ہو گئے۔ جن میں اعلیٰ فتح محمد تغلق کے خلاف بغاوت میں پیش پیش تھا۔ اسماعیل کے بڑے چاہے کے پیش نظر اس کا نائب لغز حسن شاہ ۱۳۴۴ء میں علاء الدین حسن بہمن شاہ کے لقب سے دکن کے تخت پر بیٹھا۔ یہی آزاد ریاست سلطنت بہمن کہلائی۔ گورگہ حسن آباد کے نام سے اس سلطنت کو پایہ تخت بنا۔ تقریباً ۸۰ سال کے بعد پایہ تخت بیدہ منتقل ہوا۔ درج ذیل سلطانین سلطنت بہمن کے حکمران رہے جن کی حکومتیں دو صدیوں پر محیط رہی۔

نمبر شمار	انعام سلطانین	تقدیم حکمرانی
۱۔	علاء الدین لغز حسن بہمن شاہ	۱۲۴۷ء تا ۱۳۵۸ء
۲۔	محمد شاہ اول	۱۳۵۸ء تا ۱۳۷۵ء
۳۔	محمد شاہ ثانی	۱۳۷۵ء تا ۱۳۹۷ء
۴۔	فیروز شاہ	۱۳۹۷ء تا ۱۴۲۲ء
۵۔	احمد شاہ دہلی	۱۴۲۲ء تا ۱۴۳۴ء
۶۔	سلطان علاء الدین شاہ بہمنی	۱۴۳۴ء
۷۔	ہمایوں شاہ بہمنی	—
۸۔	محمد شاہ لشکر	—
۹۔	محمد شاہ	—

ظفر حسن بہمنی شاہ کے انتقال کے بعد سلطنت کی حدود شمال میں مانڈا جنوب میں دریائے

حکومتدار ملک مشرق میں ہو گیا ملک اور مغرب میں ہو گیا ملک چیل گئی تھیں۔ اپنی مستقل نظر حسن خاں شاہ بہمن
ایک لہند خیالی اور تہذیبی مکران تھا۔ اس میں بڑی مستعدی اور جولانی کا مرکز تھی۔ وہ ایران الفضل
تھا اور افغانستان کے واسطے پڑھتی وارد ہوا تھا۔ وہ ہنر پرانہ دین علانی کا بیعتی تھا جو ترک کی طرح
پر قتل ہوا تھا اس وقت حسن شاہ بہمن صرف چھ سال کا تھا۔ وہ قدیم شاہ ایران بہمن گوری کی مستعدی
کی اور دوسرے کے سب پر شکوہ ہو نظر رکھتا تھا۔ اگرچہ مسیحی سلطان ہندی نے حسن بہمن کو ہندو کی قتل
نہایت کرنے کی کوشش کی ہے جس میں وہ ناکام رہا ہے۔ اسے ملایا دوسویا سے بڑا لگاؤ تھا۔ صاحب اختیار
ہونے سے قبل وہ حضرت نظام الدین اولیاء کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اس نے
سب سے پہلے حکم یہ دیا تھا کہ ۵۰ ہن سونا اور دس ہن چاندی نظام الدین اولیاء کی روح کے ایصال
قرب کے لیے شیخ برہان غریب کے زویہ بقرہ دس گھنٹہ کے درمیان تقسیم کر دیا جائے۔ وہ غازی
بغول جانتا تھا۔ اس نے برہان غریب کی کو شیراؤں کے قصاب میں شامل کر لیا۔ اس نے فرجی اور
سیاسی حکومت ملی کے تحت ایران اور وسط ایشیا کے افراد کو زیادہ سے زیادہ فرق اور سرکاری ملازمت
میں جگہ دی مثلاً اہل بلخ کو سرکار ملا دیا۔ ملک سینہ الدین غوری کو وزیر اعظم بنایا جسام الدین
سکندر خاں اور رضی الدین گجگوت مستعدی سے، سید احمد غزنوی مفتی تھے۔ شیخ برہان الدین غریب اپنے
صاف سوکریوں کے ساتھ دولت آباد منتقل ہوئے تھے۔ بہمن شاہ نے شیخ برہان الدین غریب کے
مرید ابو خلیفہ شیخ زین الدین کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، سوشیاز سے دکن آئے تھے۔ بہمن شاہ شیخ
سراج الدین بنیدی کا بھی مستعد تھا۔ شاہ حسن بہمن کو شیخ بنیدی ہی کے سلطان قطب الدین کی مسجد
میں حجت نشین کیا تھا۔ شیخ حسین الدین گجگوت عالم بھی اس دور میں دولت آباد میں مقیم تھے۔ وہ شیخ بنیدی
کے باور بستہ اور پیر بھائی بھی تھے۔ وہ نیا حضرت بنیدی لہندوں کی اولاد سے تھے۔ ان کے آبا و اجداد
افغانستان میں خورشید سے آئے تھے۔ شہور شاہ مردوخ مصافی نے ایک مبسوط تاریخ نظم میں خورشید الملوک
نما ہمارہ قرووی کے طرز پر لکھی جو تاریخ محمد غزنوی سے خورشید ہو کر بہمن شاہ چترم ہوتی ہے جس سے صاف
چتر پلتا ہے کہ محمد غزنوی اور بہمن شاہ ہم نسب تھے۔

محمد شاہ ثانی | محمد شاہ ثانی علم و دولت شہور تھا، عرب و ایران کے بہت سے شعرا و
علماء اس کے دربار میں اس کی خاصیتوں سے بہرہ مند ہوئے رہے۔ وہ عرب و فارسی روانی سے بولتا

تھا۔ وہ خوش فہم تھا اور شاعری سے بھی شغف رکھتا تھا۔ شیخ زین الدین شیرازی کے ہاتھ پر
تائب ہوا تھا۔ وہ علم کا بڑا قدردان تھا اور شیخ جنیدی کی دعائیں پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے عہد میں مولانا
احمد بن ابوالحسن قزوینی اور مولانا محمد بن ابومحمد مشہور الکابری میں تھے۔ علامہ فضل اللہ انجو جیسے نامور عالم
اسی کے عہد میں شیراز سے دکن آئے تھے جو سعد الدین تمشا زانی کے شاگرد تھے محمد شاہ ثانی ہی کے زمانہ
میں علامہ میر فضل انجو اور مولانا محمد بن ابومحمد شہیدی کے ذریعہ حافظ شیرازی کو دکن آئے کہ دعوت دہی
گئی۔ مصارف راہ کے کفیل خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد ہمدانی ہوئے۔ لیکن حافظ نے سسرور
کے سسرے خائف ہو کر دکن آنے کا ارادہ ترک کر دیا اور محمد شاہ اور فضل اللہ انجو کی دعوت اور عطیات
کے شکر یہ ہیں ایک غزل ارسال کی جس کا مطلع ہے ۔

دے با غم ہر مدون چہاں یکسر نمی آرد

بے لبروش دلق ماکزیں بہستہ نمی آرد

اس غزل کے مطلع پر محمد شاہ نے ملا نام شہیدی کے ذریعے مستند و پیش بہا خانات حافظ کی
خدمت میں بھیجے۔ مزید برآں شبلی نعمانی کے بیان کے مطابق سلطان غیاث الدین بن سلطان گند شاہ
(دہلوی) نے بھی حافظ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی تھی اور حافظ نے جواب میں اس کو بھی
ایک غزل لکھ کر بھیجی تھی جس کا مطلع تھا ہے

ساقی حدیث برو دگر دلا نہ می رود

دین بحث پاشکا نہ خصال می رود (شعر العجم)

اس سلسلے میں یہ غلام علی آزاد بیگرا بھی تھے اپنی کتاب خزانہ عامرہ میں صفحہ نمبر ۱۸ پر لکھا
ہے کہ حافظ شیرازی کا ایک بیٹا شاہ نعمان ہندوستان آیا تھا جو برطانوی دور میں فوت ہوا۔
فیروز شاہ [محمد شاہ ثانی کے بعد فیروز شاہ ایک غیر معمولی شخصیت کا حامل تھا۔ محمد شاہ ثانی
نے اس کی اچھی تربیت کی تھی یہ علامہ فضل اللہ انجو کا شاگرد تھا۔ وہ دنیا کی کئی زبانوں کا عالم تھا۔
فرشتہ کا بیان ہے کہ فیروز شاہ کے حرم میں عرب، کوردان، ہاراجیا، ترک، یورپ، چین، انڈیا، تاجک
راجپوت، بنگالی، گجرات، سندھ، ہما را شتر اور دیگر ممالک کی نسلیں سے تعلق رکھنے والے جوان
تھیں جن سے وہ اپنی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا۔ اس نے عربی زبان ان یہودیوں سے سیکھ لی تھی۔

جو ساحل مالابار پر مدت سے آباد تھے۔ اور اس زبان میں وہ انجیل بھی پڑھ لیتا تھا۔ فیروز شاہ صاحب
 دہلیان شاعر بھی تھا اور عروجی شخص رکھتا تھا۔ وہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز کا بڑا عقیدہ مند تھا۔
 جب وہ دکن پہنچے تھے تو فیروز شاہ نے علاؤ شاہ اور شکر شاہی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کیا تھا۔
 اس پر مرہٹوں اور گان کے ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر ملی تو فیروز شاہ نے لطف اللہ
 بھٹاری کو تھورہ کے پاس سفر بنا کر بھیجا تھا۔ سفارت یہاں ان کے ساتھ وزیر مایات ملا تھی الدین
 شیرازی بھی تھے جس میں فیروز شاہ کو کامیابی ہوئی۔ تھورہ نے فیروز شاہ کو فیروز شاہ کہا
 بلکہ گجرات مالوہ اور دکن کی سلطنت بھی ملنا کر دی۔ فیروز شاہ بہمنی خاں کی کاڈ پر دست عالم ابدی شاعر
 تھا۔ اس نے حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گاروٹی کو دولت آباد کے ایک درہ کی چوٹی پر دس گاہ تعمیر
 کرنے پر متعین کیا تھا جو حکیم حسن گیلانی کی وفات کے سبب مکمل نہ ہو سکی۔

محمود گادوال

خواجہ محمود گادوال سلطنت بہمنیہ کے مدبرین میں بہت ممتاز ہے۔ وہ علم و فضل کا بڑا امر ہے۔
 تھا۔ جبکہ خود بھی دانشور عالم، شاعر اور دانش پر واز کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ وہ گیلان
 کے قریب خاندان میں پیدا ہوا تھا اس لیے عرف عام میں گادوال مشہور ہوا۔ اس کے اجداد شاہان گیلان
 کے دربار میں شامل تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنی ذاتی کوششوں سے رشتہ کی باطنیت حاصل
 کر لی تھی اور یہ خود مختار حکومت اس کے خاندان میں شاہ شاہ سپہ صغریٰ والی اپریل کے زمانہ تک
 قائم رہی۔ محمود گادوال ایک باہر کی حیثیت میں شاہ محب اللہ عمیرہ شاہ نعمت اللہ والی کراچی کی زیارت
 کے مشوق میں پیدا ہوئے تھے۔ سلطان علاء الدین بہمنی کے اس کی بڑی قدر کی۔ اس نے وطن واپس کا
 ارادہ ترک کر کے حکومت کے امور میں شرکت اختیار کر لی تھی۔ پہلے ایک ہزار کی منصب عطا ہوا۔ پھر
 تھانہ کی بناوٹ فرد کرنے پر مامور ہوا۔ جیسے جیسے مواقع ملتے رہے اس نے بہت سارے علاقے
 فتح کر کے بلکہ اس نے سبزہ میں کچھ کے علاقہ مگر گورٹ (موجودہ مگر پارکر) کو فتح کر کے سلطنت بہمن
 میں شامل کیا۔ جہاں اسے تیس بیابانی فلیٹ ہاتھ لگا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بجا پور بھیجا گیا جہاں وہ وزیر
 کل اور صدر جہاں بن گیا۔ اپنے تدبیر اور فراست سے اس نے جو کام کئے وہ سلطنت بہمنیہ کے لیے
 یادگار ہیں۔ محمود گادوال کے دور میں سلطنت بہمن کے سفارتی تعلقات ایران کے علاوہ مصر، شام اور
 عراق سے بھی ہو گئے تھے۔ سلطان ابو سعید گورکان اور سلطان محمد مراد بیک سے محمود گادوال کی راست
 مرسلت تھی۔ اور تاسہ پیام لے کر آتے جاتے رہتے تھے۔ مگر یادہ بحیثیت وزیر محنت حاکم کے
 سلاطین کو سلاسلے بھیجتا تھا۔ وہ اپنے فرائض منصبی کے ساتھ ساتھ تجارت کے کام بھی سر انجام دیتا
 تھا۔ اس کی نیا مٹی، علم و فضل اور تدبیر کی تمام عورتیں نے تعریف کی ہے۔ اس کے اوصاف میں اسے
 انصاف عالم میں مشہور کر دیا تھا۔ شہرت کی وجہ خانہ ان اعزاز اور بہمنی وزارت کا طویل اللہ عہد بھی
 تھا۔ اس نے تحصیل علم کے لیے مختلف امدادی مالک کا سفر کیا تھا۔ اس لیے اپنے ہم عصر علماء سے ذاتی
 طور پر محبت و یگانگت پیدا کر لی تھی۔ اس کے دور میں دکنیوں اور غیر دکنیوں کی کشمکش شدت اختیار کر
 گئی۔ اس کی کشمکش میں وہ متزلزل نہ رہا۔ اس کے بعد بھی سلطنت کا شیرازہ بکھر کر رہ گیا اور سلطنت بہمنی

کے گمانے محوئے ہونے لگے۔ اس کے تدارک اور فراست کے سبب سلطنت کو استحکام اور وسعت حاصل ہوئی
تھی لیکن وہ خانہ جنگیوں اور درباری سازشوں کی وجہ سے اپنی پوری قابلیت نہ دکھا سکا اور آخر
کار قتل کی سازش کا شکار ہو گیا۔ اس کے قتل پر تھمسٹر کے علمی حلقہ میں صفت نامہ لکھ کر بھیجی گئی تھی۔

منظر الانشا و اور ریاض الانشا اس کی دو مشہور تصانیف ہیں۔ وہ ہر سال غیر مالک کے
ملک کو تحائف بھیجتا رہتا تھا جن کے صلہ میں ان مالک کے بادشاہ اسے اعزازات سے نوازتے دیتے
تھے ملکہ کے ساتھ محمود گداؤں کا سالک نہایت عقیدہ مند تھا۔

جائی نے اپنے مکتوبات میں اعتراف کیا ہے کہ خواجه نے ہند کو رشک ارم بنا دیا ہے۔ محمود
گداؤں کی شاعری اور ادب کی کچھ مانی نے ایک قطعہ میں بڑی تعریف کی ہے۔ جائی نے قصوں الحکم
شرح خواجہ محمود گداؤں کو دہرہ بھجوائی بلکہ جلال الدین دوانی نے اپنی تصنیف شواہل الجود محمود
گداؤں کے نام منسوب کیا۔ (مکتب)

عبد الحکیم ہمدانی نے محمود گداؤں کی سوانح لکھی جس کا خلاصہ محمد قاسم ہندو شاہ خرنی نے
اپنی تاریخ کے آخر میں درج کیا ہے۔ نامور شاعر سمن محمود گداؤں کا صاحب خاص تھا۔ ملا نظیری شہرکی
کو محمود گداؤں نے ہی ملک الشعراء کا خطاب دے دیا تھا۔ عبد العزیز بنی محمود طوسی کو محمود گداؤں نے اپنے
دانا کا اتالیق مقرر کیا تھا۔

اس نے اپنے صرف خاص سے بیدر میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کرایا تھا اور وہاں تدریس
کے لیے فرماک سے علماء کو روک لیا تھا جن میں جلال الدین دوانی، ابو بکر طبرانی، شیخ صدر الدین
رواسی شادی تھے۔ محمود گداؤں نے ملا ناہر المومنین جائی کو کئی مرتبہ دکن آکے کی دعوت دی تھی۔
اس مدرسہ کے کتب خانے میں ۵۳ ہزار کتابیں تھیں جن سے طلباء مستفیض ہوتے تھے۔ محمود گداؤں کا یہ
مدرسہ کئی حیثیتوں سے مشہور ہے۔ یہ ۱۲۸۲ء میں مکمل ہوا تھا۔ اس کے تعمیر سمرقند کے قدیم مدارس اور
اسفہان کی مساجد کے طرز پر تھی۔ اس کی دیواروں کی کاشی کاری اس کے حسن کو مزید دو بالا کرتی ہے۔
پیشانی پر سمرقانی آیات قبلت اعلیٰ خط ثلث میں سفید زین پر نیلے حروف میں مرقوم ہیں بہت
سے ایام نام کتبہ العید علی الصوفی لکھا ہے جسے محمود گداؤں نے خاص طور پر شیراز سے مدعو کیا تھا۔

شجره خاندان امیر تیمور گورکان

باب ۲۴

- | | |
|-----------------|---------------------------------|
| ۱- حضرت زرع | ۲۸- یاقوت خان |
| ۲- پانث | ۲۹- تورموش خان |
| ۳- ترک | ۳۰- ابوبکر لاس قاجان ببادر |
| ۴- البرخان | ۳۱- سوجو خیم |
| ۵- یاقوت خان | ۳۲- قراخا توپان |
| ۶- صیب خان | ۳۳- رحیل توپان |
| ۷- سبک خان | ۳۴- کنگر ببادر |
| ۸- امیرخان | ۳۵- امیر بکل |
| ۹- مثل شان | ۳۶- امیر طراغان |
| ۱۰- قرغ خان | ۳۷- امیر تیمور گورکان |
| ۱۱- آغور خان | ۳۸- میران شاه |
| ۱۲- کن خان | ۳۹- سلطان ابرسمید |
| ۱۳- آبی خان | ۴۰- عمر شیخ مرشا |
| ۱۴- ابدورخان | ۴۱- ظهیر الدین بابر |
| ۱۵- منگل خان | ۴۲- جلال الدین اکبر |
| ۱۶- شکر خان | ۴۳- نورالدین جیهانگیر |
| ۱۷- ابل خان | ۴۴- شهاب الدین شاه جهان |
| ۱۸- قلیان خان | ۴۵- اورنگ زیب محمدالدین |
| ۱۹- تیمور باشی | ۴۶- بهادر شاه |
| ۲۰- منگل تودیه | ۴۷- شاه جهان ثانی |
| ۲۱- یلدرز | ۴۸- نصیر الدین جهانگیر |
| ۲۲- جونا ببادر | ۴۹- محمد شاه روشن اختر در گجرات |
| ۲۳- القوانت | ۵۰- احمد شاه |
| ۲۴- سوزموتیا آن | ۵۱- شاه عالم |
| ۲۵- برقا آن | ۵۲- اکبر شاه |
| ۲۶- دوشمن خان | ۵۳- بهادر شاه ظفر |
| ۲۷- قاید خان | ۵۴- آفریق مثل پادشاه دکن |

آخری مثل بادشاہ بہادر شاہ ظفر (شجرہ نسب ۵۵۷)

شاہ عالم کی وفات کے بعد ۱۲۲۱ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۸۰۹ء میں اکبر شاہ ثانی (مستوفی ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء) ہنسے نشین ہوا۔ اکبر شاہ کے گیارہ فرزند تھے۔ اول ظفر، مرزا چانگیر، مرزا بابر، مرزا سلیم، مرزا عبدلہ خضر، مرزا جہاں خسرو، مرزا قاجاد، مرزا شاہ جہاں، مرزا کاؤس شاہ، مرزا عابد شاہ اور مرزا نظام شاہ۔ اول ظفر خلع اکبر و اجوت بہادری لال بالی کے سلطان سے ۲۸ شعبان ۱۲۸۵ھ مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ قرآن پڑھنے، قاری حافظ محمد طہیل سے پڑھا۔ ظفر کو عمر انجمنی بارہ فیروزہ کی ہوئی تھی کہ غلام قادر روہیلہ کے لال قلعہ پر قبضہ کر کے وہیں ٹھکانے کے لئے بادشاہ شاہ عالم کو نشانہ بنانے لگا۔ قلعہ کا شکار بنایا۔ شہزادہ بیلا و سخت بن احمد شاہ بن محمد شاہ کو بیلا و شاہ کے لقب سے بادشاہ بنا دیا اور انہیں سے شاہ عالم کو تنگ و ذلیل اور دوسو گرویاں لگے۔ نادر شاہ احمد شاہ اہل اور مرہٹوں نے جھوٹا کیا تھا۔ جو غلام قادر روہیلہ کے ہاتھ لگتا۔ آخر اس نے شاہ عالم کو گدھا کر کے باغیں شہزادوں کے ہمراہ قلعہ سے نکال کر میرٹھ جلا وطن کر دیا۔ ان جلا وطنوں میں ظفر بھی تھے۔ یہ نافرمان چھروٹی لڑکا حبیب سندھیہ کے شاہ عالم کو دوبارہ تخت نشین کیا اور اس وقت سے ظفر کے والد شہنشاہ ہند ہوئے۔ شاہ عالم اپنی لاڈلی بیگم سے مرعوب تھے اور ملک اپنے بیٹے مرزا جہاں گیر کو ولی عہد بنانے کی فکر میں تھے، مگر مدت نے سخت شادی کا خفا و ظفر کو بنا دیا تھا۔ جب شاہ عالم میرٹھ سے ولی لوٹ کر تخت پر بیٹھے تو ظفر ولی عہد بنائے گئے۔ شہنشاہ عالم کی وفات ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ شاہ عالم ۱۸ فروری ۱۸۰۹ء سے ۲۸ ستمبر ۱۸۳۷ء تک ۲۸ سال و ۷ مہینے تاجدار ہند رہے۔ ظفر ۱۹ جمادی الثانی ۱۲۵۲ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۸۳۷ء کو تخت نشین ہوئے۔ شاہی جامع مسجد کے امام میر احمد علی نے دسم تاج پوشی کا افتتاح کیا۔

علیہ : میانہ قدر و قیمت جسم و لباس چہرہ ، بڑی بڑی روئیں ، آنکھوں کے نیچے پورا پاں
 ابھری ہوئی ، لمبی گردن ، پتلی سترال اور پچی ناک ، بڑا دودھ گہری سا نالی رنگت
 سر شاہ ہوا ، چھدی والا دھکی کھلی پر بہت کم ٹھوڑی پر زیادہ ، لمبی کتری ہونٹیں
 بالی سفید ہو گئے تھے چہرے پر جھریاں نکاد میں کراہ رہی تھیں۔

جب بہادر شاہ ظفر تخت نشین ہوئے تو شاہی خزانہ کر ایک لاکھ روپیہ ماہوار دتا تھا ایک
 ملازمہ قدرے پرگنت ، سہولت ، بھرتی بزاری ، کرایہ دوکان ، آمدنی باغات ، طویل دول اور زونہ فائدہ
 و غیرہ کی آمدنی تھی کل سوال کھ ماہوار کچھ لیجئے بڑے شہزادے دلاور تخت کو ولی عہد مایا گیا۔ بہادر
 شاہ ظفر نے ایک نئی شادی زینت محل سے کی تھی جس میں شہزادہ جواں بہت توند ہوا تھا۔ جس کی
 ولی عہد کی کے لیے زینت محل نے شکل کھلائی۔ ابھی ولی عہد کی کا مقبرہ پر وہاں ہی چڑھ رہا تھا کہ
 ولی عہد دلاور تخت کا ۱۸۴۹ء میں انتقال ہو گیا۔ ان کے مرنے کے بعد فلام فخر الدین (شہزادہ
 خرم ولی عہد ہوئے کا حقدار تھا۔ اپنے حق کی خاطر انہوں نے انگریزوں کی ان شرائط کو مرنے
 ولی عہد کو بادشاہ کے بجائے صرف شہزادہ کہا جائے گا اور اسے راجہ کے بجائے قصب شاہ کی
 حریف میں رہنا ہوگا اور ملازمت کا انتظام صرف بادشاہ کی اولاد کے لیے ہوگا کرے گا۔ منظور کر کے
 ولی عہد بننا پسند کیا۔

مرزا خرم کی پوری محمدی بیگم مرزا ابلی بخش کی بیانی تھیں اور یہ خاتون کے منہ سے محمدی
 بیگم کے وطن سے مرزا خرم و جمال تھے عمر ۵ سال تھی کہ فدر کا ہنگامہ برپا ہوا ہے دلاور مہدی آساک
 قلعہ ملی سے لے کر کل گئی اور تین سال تک انگریزوں سے چھپائے رکھا۔ ایک ایک ان کی قتل جاری
 ہے۔ مرزا خرم کی دختر شہزادی تر سلطان بہادر شاہ ظفر کی مدد سالہ برسی ۱۹۵۶ء تک حیات تھیں مرزا
 خرم نے ۱۸۵۵ء میں وفات پائی۔ مرزا جواں بہت کو بہادر شاہ ظفر کی سلطنت سونپ دیا گئی۔ مگر
 زینت محل و کلیم حسن شاہ مرزا ابلی بخش کے انگریزوں سے مل جانے کی وجہ سے اسیدوں پر پانی
 پھر گیا۔ اس وقت جنرل بہت خاں نے بادشاہ کو اودھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بادشاہ (ابھی تہ سوا
 البتہ قلعہ سے منتقل ہو کر وہ قصب صاحب چلے گئے۔ وہاں سے مرزا ابلی بخش کے کہنے پر ہمالیہ کے
 مقبرہ میں آ گئے۔ ۱۱ ستمبر ۱۸۵۵ء کو کہیں پڑن ادا اگر جاسوی تراب علی کی سازش سے بادشاہ کو

قید کر لیا گیا۔ دوسرے دن شاہ کے فرزند مرزا مغل اور مرزا اختر سلطان اور شاہ کے چوتھے مرزا
ابوبکر کو قتل کر دیا گیا پھر ۲۱ شہزادوں کو بیاضی دی گئی پھر بادشاہ کو ۲۷ جنوری ۱۵۵۵ء میں لال قلعہ
کے دیوان خاص میں فوجی عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے ملک پر دی کا حکم سنایا۔ ۷ فروری ۱۵۵۵ء
کو بادشاہ کو ۳۰ دیگر افراد کے ساتھ قلعے سے پانچواں اسٹیمر رووا کر لیا گیا۔ یہ قافلہ الہ آباد پہنچا پھر
بنگلہ ہریانا ہوا۔ ۳۰ فروری ۱۵۵۵ء کو حکومت پہنچا۔ جہاں سے ۹ دسمبر ۱۵۵۵ء کو دو گون بھیجا گیا۔ ۷ نومبر
۱۵۶۶ء مطابق ۱۳۷۹ھ کو قاسی سال کی عمر میں بادشاہ جال پخت ہوا۔ ہزار رنگوں شہر میں واقع ہے۔

نوٹ:

- (۱) شہزادہ میرزا خسرو بخت یں مرزا محمد سعید شاہ یں مرزا قاسم بخت المعروف احمد شاہ یں مرزا بہاؤ بخت
یں مرزا ابوبکر یں بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی۔
- (۲) شہزادہ میروادی مرزا احمد سعید شاہ یں والدہ سعید شاہ بنت ماہ بیگم بنت کاشغر بیگم بنت سراج الدین
ابراہیم بہادر شاہ ظفر مغل بادشاہ دہلی۔
- (۳) سیرت جہان بیگم زوجہ خسرو بخت نامہال راجگان جہڑیہ پور۔
- (۴) امداد مرزا خسرو بخت، (۱) میرزا قاسم بخت، (۲) مرزا امین بخت، (۳) ثروت جہان بیگم (دختر)

باب ۲۸ شجرۃ نسب قائم خاں شہید مورث اعلیٰ قائم خانسیان

۱۔ حضرت آدمؑ	۲۸۔ راجہ ملہ پچھ
۲۔ شیشؑ	۲۹۔ راجہ مند
۳۔ اوش	۳۰۔ راجہ مرنی
۴۔ تینان	۳۱۔ راجہ بھریال
۵۔ مہاشل	۳۲۔ راجہ کھکھنگ
۶۔ پارودیاہ	۳۳۔ راجہ دھندوان
۷۔ حضرت ادریسؑ	۳۴۔ راجہ کنورویہ
۸۔ شیش	۳۵۔ راجہ اسرا
۹۔ ملک	۳۶۔ راجہ جیوہ
۱۰۔ حضرت نورؑ	۳۷۔ راجہ پرسی
۱۱۔ سام	۳۸۔ راجہ اوسے راج
۱۲۔ ادم	۳۹۔ راجہ بھریال
۱۳۔ مرنی	۴۰۔ راجہ کھکھنگ
۱۴۔ نور	۴۱۔ راجہ بھریال
۱۵۔ نادر	۴۲۔ راجہ پرسی
۱۶۔ راجہ نادر (بجناہیت)	۴۳۔ راجہ پرسی
۱۷۔ جھار	۴۴۔ لال چند
۱۸۔ بھار	۴۵۔ راجہ چند
۱۹۔ مینسر	۴۶۔ راجہ گریال
۲۰۔ مند	۴۷۔ راجہ جیت سی
۲۱۔ کھکھ	۴۸۔ راجہ پرسی
۲۲۔ مند	۴۹۔ راجہ
۲۳۔ قین	۵۰۔ راجہ
۲۴۔ پاسک	۵۱۔ راجہ
۲۵۔ راجہ	۵۲۔ راجہ
۲۶۔ راجہ	۵۳۔ راجہ
۲۷۔ راجہ	۵۴۔ راجہ
۲۸۔ راجہ	۵۵۔ راجہ

نوٹ: یہ شجرہ نامکمل ہے۔ اس کی بہت سے نام درج ہونے سے یہ شجرہ نامکمل ہے۔ اس کی بہت سے نام درج ہونے سے یہ شجرہ نامکمل ہے۔

تذکرہ نواب قاسم خاں شہید

(فقیر احوال دہلی)

نواب قاسم خاں ریاست دودیرہ کے شہزادہ تھے یہ ریاست حصار فیروزہ اور راجپوتہ کے قریب واقع تھی۔ ان کی والدہ کنولہ دیری ریاست جاٹوں کی شہزادی تھیں۔ راجہ موٹے رائے جی ان کے چچا فرزندوں میں سے تین مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جن کے نام ہیں نواب قاسم خاں، کنور کرم سنگھ، زین الدین خاں اور وزیر الدین خاں۔ ایک ہی قاسم خاں حصار فیروزہ کے علاقہ میں شکار کھیل رہے تھے کہ بادشاہ فیروز شاہ تعلق سے ملاقات ہوئی جو خود بھی سرور شکار کے لئے علاقہ میں آیا ہوا تھا۔ پہلی ملاقات ہی میں شاہ نے کنور سنگھ کی فریاد سنا لی اور ان کے مرتبہ کے مطابق ثنا ہی امرار میں شامل کر کے اپنا مصاحب خاص بنایا۔ دہلی آنے کے بعد کنور سنگھ اپنی فرمائش اور توجہ سے عزت و منصب پاتے رہے یہاں انہیں علاء فضلہ کی صحبت نصیب ہوئی اور دونوں جہانگیر سے تعلیمات اسلامی سے متاثر ہو کر قبول اسلام کیا۔ شاہ نے یہی بادشاہ فیروز شاہ تعلق ٹھٹھہ کی مہم پر روانہ ہوا تو قاسم خاں کو دہلی میں اپنا نائب مقام بنایا۔ موقع غیبت پا کر غفلت نے دہلی کا صدارہ کر لیا۔ قاسم خاں نے دلیرانہ مقابلہ کیا۔ گھمسان کارن پڑا۔ غفلت کی ایک نہ چلی۔ غفلت کو شکستہ نامش ہوئی۔ بہر حال اس پر کر بھاگے۔ بے انتہا مال غنیمت قاسم خاں کے ہاتھ آیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر خاں جوہان خاں کا خیاب عطا کیا۔ بادشاہ نے حصار فیروزہ نام کا ایک نیا صوبہ بنایا اور شہزادہ کو قاسم خاں کو اس نئے صوبہ کا صدر دار مقرر کیا۔ فیروز شاہ تعلق کے بعد سلطان ناصر الدین بادشاہ بنا۔ بادشاہ کے انتقال کے بعد اقتدار کے لیے ریشہ کشی شروع ہوئی۔ امراء سلطنت نے قاسم خاں کو تخت نشینی کی دعوت دی جسے انہوں نے قبول نہ کیا۔ اسی دوران سلطان محمود شاہ دہلی کا بادشاہ بن گیا۔ وہ پرچہ ملو خاں ہی حکومت کو تادم قاسم خاں کو اپنا نائب تعین کیا۔ ایک لشکر ہزار کے قاسم خاں کے مقابلے پر آیا لیکن شکست کھا کر بھاگ پھرا۔ قاسم خاں نے دہلی سے تعلق توڑ لیا اور خود مختار ہو کر اپنے صوبہ پر حکومت کرنے لگے۔ کچھ عرصے کے بعد امیر تیمور نے تیسرا جنگ لڑا اور دہلی پر قبضہ کر لیا۔ امیر نے لاہور اور

عاقبت کی حکومت سید خضر خاں کے حوالہ کیا اور خود عمر قندار پس ہو گیا۔ ۸۳۳ھ میں طو خاں مارا گیا۔
 سلطان محمد شاہ نے نواب قائم خاں پر حملہ کیا تاکہ حصار کو زیر کیا جائے لیکن جنگ میں
 ایک نہ جلی آخر کار بادشاہ نواب قائم خاں سے صلح کرنے پر مجبور ہوا۔ صلح سے خفا ہو کر سید خضر خاں نے
 معز الدین اعوان کی سرکردگی میں نواب قائم خاں کو زیر کرنے کے لیے ایک فوج بھیجی۔ لیکن معز الدین اعوان
 نواب کے ساتھ دو برس جنگ میں مارا گیا۔ بے شمار مالی غنیمت نواب قائم خاں کے ہاتھ لگا۔ خضر خاں
 نے بھی مجبور ہو کر نواب سے صلح کر لی۔ ۸۳۳ھ میں دہلی کے بادشاہ کا انتقال ہوا۔ اور دولت خاں
 نورجی بادشاہ بنا۔ خضر خاں دہلی کی بادشاہت کا خواہشمند تھا اس لیے نواب قائم خاں سے عہدہ
 بھان لیا۔ دونوں لشکر دہلی کی طوط روڈ پر ملے۔ ناگہر میں راتھوروں سے جنگ ہوئی فتحیاب
 ہو کر فوج آگے بڑھی اور دہلی کا محاصرہ کر لیا چار ماہ کے محاصرے کے بعد دولت خاں دہلی سے
 ہتھیار ڈال دیئے۔ دہلی پر قبضہ ہوا۔ نواب قائم خاں نے خضر خاں کو دہلی کے تخت پر بٹھا دیا۔
 وہ اردو بیع الماحل ۸۳۴ھ کو تخت نشین ہوا۔ خضر خاں نواب قائم خاں کی طاقت اور صلاحیت
 سے مرعوب تھا اور انہیں اپنا حریف سمجھتا تھا اس لیے اس نے انہیں اپنے عمل میں بلا کر دھوکہ
 سے مراد دیا اور لاشیں دریائے جمنا میں بہا دی۔ کہتے ہیں کہ نواب قائم خاں کی تنگی تلوار دریا سے
 باہر نظر آتی تھی جسے وہ آخر وقت تک اپنے ہاتھ میں تھامتے اور غمگینہ سے یہ بات بہر حال اس
 خانوادہ کی عزت و شجاعت کی علامت ہے۔ یہ واقعہ ۸۳۴ھ جمادی الاول ۸۳۲ھ کو وقوع پزیر ہوا۔
 نواب قائم خاں کی سات بیویاں تھیں اور چھ فرزندانہ تولد ہوئے۔ (۱) محمد خاں (۲) تاج خاں (۳)
 قلیب خاں (۴) مراد خاں (۵) اختیار خاں (۶) احمد خاں۔ اس خانوادہ میں درج ذیل مشہور
 نواب گانہ گزرے۔ (۱) فتح خاں (۲) جلال خاں (۳) دولت خاں (۴) ذوق خاں (۵) فتح خاں
 (۶) اسد خاں (۷) سردار خاں (۸) دنیا دار خاں (۹) رشید خاں (۱۰) نواب سردار خاں ثانی اور (۱۱)
 نواب کامیاب خاں موجودہ دور میں اس خانوادہ کے چند مشہور قبائلی زکریہستیاں ہیں جن سے
 راجہ کی بادشاہت علاقائیں ہوئیں۔

ڈگری

امام الدین صاحب کرامت کے شاگرد علی خاں بمقصود علی خاں وائس جیسے ہیں۔ انشاؤ خاں ایڈووکیٹ

سید مختصر خاں بابو شاہ دہلی اور نواب قائم خاں

ملک مردان مہر دار ملتان نے سلطان فیروز شاہ، دہلی کے عہد میں سید خاں الدین چہانپانی
 یہاں گشت کی۔ ملک مردان کے ماتحت ملازم سید مختصر خاں آستانہ ماتم میں بے کسر حضرت کا ہاتھ
 دھلائے گئے۔ حضرت بخاری نے فرمایا کہ میں اولا و جی سے خدمت کیسے بے سکتا ہوں یہ گناہ ہے۔ ملک
 مردان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شیخ کو ملتان کی صوبہ دارسی پیش کی گئی لیکن اس کے مرنے
 کے بعد سلطان فیروز شاہ دہلی نے قتل و قہم و خراست کے سبب سید مختصر خاں کو ملتان کا صوبہ دار بنایا جب
 امیر تہذیب ملک خانم ہند پر ۱۴۳۳ھ میں اپنے نام کا سکوا لکھا گیا۔ امیر تیمور کی واپسی کے بعد سید مختصر
 خاں دہلی کا بادشاہ بنا۔ وہ ایک دلدار شاہ تھا اور مدد و خیرات بہت کرتا تھا اس میں شاہنشاہ سادات
 موجود تھے لیکن اس نے اپنے تمام مردار قائم خاں جس کی مدد سے وہ دہلی کے تخت پر بیٹھا تھا دہلی پر اور اپنے
 قتل میں دھوکہ دے شہید کر دیا اس لیے کہ وہ نواب قائم خاں کو اپنا حریف اور دہلی کے تخت کا دعویدار
 سمجھتا تھا۔ اس کا یہ فعل اس کے کردار کے خلاف ہے۔ جو اس کی تمام خوبیوں کو مائل کرتا ہے۔ نواب قائم
 خاں کا اصل نام کنور سنگھ تھا وہ چترپری راج کی لسل کے چران راچوت تھے مشرق پر اسلام ہونے
 کے بعد اسلامی نام قوام خاں یا قائم خاں ہوا۔ انہیں کی اولاد قائم خانی کہلاتی ہے۔ مستند کے علاوہ میر پر
 غامس کے اطراف میں قائم خانی کی کثیر قبلا موجود ہے۔ یہ لوگ رٹے پھون نواز شریف النس بحری اور
 بہادر ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں کثرت سے راجپوتانہ میں ماضی قریب میں نوابان گورے ہیں۔ یہ خاندان
 دراصل حضرت کنور کے بیٹے سام کو اولاد ہے۔ حضرت سام کی اولاد میں انبیاء کے کام سموت ہوئے ہیں
 اس لیے اسلام کو سامی مذہب کہتے ہیں۔

۱۴۳۳ھ میں سید خضر خاں مرگے اس کے بعد اس کا بیٹا سید مبارک ابو الفتح سمر الدین کے نام

سے بادشاہ بنا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا سید محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ ۱۴۴۲ھ میں اس کا بیٹا سید غلام الدین

تصفت نشیں ہوا۔ جو آرام طلب اور بے عمل تھا۔ وہ تختِ شاہی پر بول بولوں کے حوالے کر کے ہلاڑی
چلا گیا۔ اس طرح ۳۹ سال سیدوں نے دہلی پر حکومت کی بعد ازاں سلطنتِ افغان لوہیوں کے قبضہ
میں چلی گئی۔ خضر خاں ساداتِ بارہ سے اپنی تعلق نکلتا تھا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ
خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ
اِقْرَأْ وَالْاَكْثَرُ الَّذِي عَلَّمَ الْقَالَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



باب ۲۹ مشاییر عالم

شجره بخت نصر شجره سکنده اعظم شجره رستم و مهراب عطایان شجره رستم بطایف

درایمان انساب

حضرت زور	حضرت سول	حضرت زور	حضرت زور
سام	صیبر	سام	سام
ازغند	منظر	ازم	ازغند
کیمزرت	الاسفر	حوس	کیمزرت
سینک	دوی	علیق	سینک
هرشنگ	لوشن	طران	هرشنگ
دورند صیبر	لوط	عام	دورند صیبر
بمشد	مدیت	زریان	بمشد
شیداشب	شرجک	سام	شیداشب
شاشب	لوت	زال	شاشب
زریان	یاخت	رستم	زریان
سام	یران	مهراب	سام
زال	پندر		زال
رستم	دوی		رستم
مهراب	بیطر		مهراب
	چندوی		
	قطرچی		
	قیلقوش		
	سکنده اعظم		

پٹھان یا فغان

نسل طاہوت حضرت طاہوت افغان قوم کے مورثِ اصلی تھے جن کا تعلق قبیلہ نسل سے تھا۔
 جو فرعون کے ڈوبنے کے بعد اور بنی اسرائیل کے غلبہ پانے کے بعد تباہ ہوئی۔

(تاریخ فرشتہ از محمد قاسم ہندو شاہ فرشتہ صفحہ نمبر ۱۷)

بعد ازاں افغان کو فریسیان کے کسی پاس بند کے تھروں میں آباد ہو گئے۔ بعض روایت کے مطابق یہ قوم خالد بن عبداللہ کی اولاد ہے جو خالد بن ولیدؓ کی اولاد تھے۔ لیکن زیادہ مستند یہ ہے کہ افغان طاہوت کی اولاد ہیں جو حضرت یعقوب (اسرائیل) کے بیٹے حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی بنیامین کی اولاد ہیں تھے۔ طاہوت بنی اسرائیل کے ملک کا حکمران تھا۔ وہ جارت رئیس علاقہ سے سیلی انڈیا تھا اور اس کی طرح کوشکست دی تھی۔ اس لیے کہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل مصر و فلسطین میں قوم علاقہ کے انھوں تباہ و برباد ہوئی تھی۔ طاہوت بھاری لشکر کے جارت پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور کھار کو مہربان کوشکست دی۔ چنانچہ جارت حضرت داؤدؑ کے ماتحت رہا گیا۔ جارت کے بعد طاہوت بن قیس ان کا بادشاہ ہوا جنگ میں معاونت کے سبب طاہوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد سے بیاہ دی۔

افغان کی وجہ تسمیہ طاہوت کے دو بیٹے تھے ۱۱، اریا ۱۲، برخیا۔ اریا کے بیٹے کا نام افغان تھا۔ جو فریسیان کے لشکر کا سردار مقرر ہوا تھا۔ جبکہ برخیا کا بیٹا آصف حضرت سلیمانؑ کا وزیر تھا۔ طبری کے مطابق اریا کو عربی میں خزیمہ کہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرثد کا ذکر قرآن میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب بخاری نے ملک قاصم پر قبضہ کیا تو اریا کو عربی میں ان شہر میں بھی تھے۔ اریا (عزرائیل) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

انبار اصفنا و جلد اقل از صحت حکیم عمر الغنی تھاں را مسجدی (رحمہ اللہ) ۱۹۳۲ء (صفحہ ۲۴۰، ۲۳۱، ۲۳۲)
 طبری، ذیل کشور (۱۹۱۹ء) نسب اافغان از نواب عبدالستار خان صفحہ ۴۸، ۴۹، ۵۰ تاریخ خان جہانی و قزلباش
 افغان از خزائن حضرت الشہرہ صفحہ ۶۸، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱

معمول ہونے کی خبر ان الفاظ میں دی ہے: "بعضی بالسیہ صاحب البرہ والقضیۃ والسیف چنانچہ قوم
افغان اپنے مورثا اہل کے نام پر افغان کہلاتی ہے۔

سیلانی وجہ تسمیہ | انھیں کے سیلانی کہلانے کے پیرا سبب ہیں۔

(۱) حضرت سیلانی بن داؤد کا خاندانی نسبت

(۲) سکونت اطراف کرہ سیلانی (دریان کشمیر کا بل)

واقعہ یہ کہ کرہ سیلانی ملک شلم میں بھی واقع ہے۔

(۳) فرماتے ہیں کہ شیخ محمد سیلانی صاحب کرامت بزرگ کی نسبت ہے۔

(۴) شیخ کا نام سیلانی (دفعہ چٹا گڑھ) یہاں شیخ حسن سیلانی جو شیخ بہار الدین زکریا ملانی کے

خلیفہ کی نسبت سے لیکن روایت کے مطابق افغان سیلانی بن خالد و لیک اولاد ہیں۔

(واللہ اعلم بالصواب)

روح سیل | روہیہ ایک وسیع باڑ کا نام ہے جو مشرق اور مغرب میں کشمیر اور دریائے الخیون کے

درمیان واقع ہے۔ مسافت اسی کا نام ہے۔ شمال حد کوہ کا مشرق اور جنوبی حد بڑے تان ہے۔ انہی

معاقل کے رہنے والوں کو روہیلہ کہتے ہیں۔ مگر سیلانی قبیلہ وارہ کا بل و پشاور، خیبر، باجوڑ، چمن اہل

اور شہر کوہستان میں واقع ہے۔

پشٹان کی وجہ تسمیہ | پشٹان کا مفہوم "کڑی کا تختہ" ہے جس پر کشتی کی بنیاد ہو۔ اس لغت کا

الفاظ پہلے تیس پر پورانی پہلے پشٹان تھا بعد میں پشٹان ہوا جس کا مطلب "سپاؤڑ ہے تیس ملک

طاوت کا ۳۲ ویں درجہ تیسویں پشت میں پیدا ہوا تھا۔ دوسرا روایت کے مطابق خالد بن ولید نے

اسلام لانے کے بعد ایک خط افغان کی اولاد کو شہر حرہ اپنے سابق قیادت کی بنا پر لکھا اور ان کو مسلمان ہونے

کی دعوت دی۔ چند روز مسلمان ہوئے جن میں تیس بھی تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست پر مسلمان

ہو کر عبدالرشید کے نام سے موسوم ہو کر ملک مطلب ہوئے۔ لیکن شرح صحابہ از اسرار الہیہ کہ کہیں میں

اس کا ذکر نہیں ملتا ہے۔ لیکن اس قوم کے اکابر میں کی روایت سے یہ بات ثابت ہے۔ تیس مبداء رشید

سنانی سانی کی عمر میں ملک سے مطابق لاہور میں فوت ہوئے ہیں کا لقب "نخانی" تھا جو پھر "پشٹان" بن گیا۔

تیس مبداء رشید عرف نخانی کے تین بیٹے تھے۔ ۱۱۱ مسکن، ۱۱۲ بنی، ۱۱۳ فرشتہ لہذا اصل افغان انہی تین

بیٹوں کی اولاد ہیں۔

بخت نصر کے ظلم سے تنگ آکر ان شہروں کے رہنے والے یہودیوں نے جہاں شرف کی چٹانیں اڑیاں ک اولاد سے چند لوگ غزنی اور غزنیہ پہنچے یہودیوں سے کہہ کر مانی علاقہ کو یہودیوں منتقل ہو گئے۔

(شروانی نامہ صفحہ ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷)

سلطان محمد غزنوی نے ۱۱۵۱ء میں جلال الدین بن مسعود اور سبیل بن ابی مغزوہ کی سرکردگی میں اور اس کے بعد سلطان محمد غزنوی نے ۱۱۵۲ء میں سلم بن ابی زیاد کی سرکردگی میں لشکر اسلام خود غزنی، خراسان، سبیل، کابل، قندھار، کرمان، سیستان، ہما اور اورمستان پہنچا قرآن شانہ سے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد سلطان محمد غزنوی اور شہاب الدین غوری کے عہد میں اس علاقے میں اسلام نے ترقی کی اور ہندوستان کے باشندے بھی مسلمان ہوئے۔ امیر تیمور نے ملک خضر دینی، ملک بہار الدین خلوان، ملک یوسف شروانی اور ملک حبیب نیازی کو کرمان، سیستان سے ہلا کر عاتقیں، فرامیں، خلعت اور تلوار سے نوازا اور اپنے لشکر میں شامل کیا۔

سیرت کی اولاد | سیرت مرد طبیعت والے کہتے ہیں اصل نام ابراہیم تھا۔ سیرت کے دو بیٹے تھے۔ (۱) شرف الدین جو شرفی کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۲) دوسرے خیل الدین جو خوشی کے نام سے مشہور ہوا۔ شیرانی، زبیری، میانہ، برتکچ اور اڈمر کا باپ امیر الدین، شرف الدین کی اولاد میں۔ لیکن شیرانی سرتیلی ماں کے ظلم سے تنگ آکر اپنے چچا غرغشت کے ہاں پناہ لینے پر مجبور ہوا۔ جس سے غرغشتیوں میں شہرہ ہوئے۔ چنانچہ سیدانی، خلوانی، شریانی اور بابروغیو شیرانی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی سکونت ڈیرہ آسٹیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں کے اطراف میں ہے۔ میانہ کی سکونت ان کے نزدیک ہے۔ راولپور کی سکونت ایک گرم کان کے علاقہ میں ہے۔ اہل ترین میں سے ہیں اور احمد شاہ درانی اہل میں سے تھے۔ ان کی سکونت قندھار میں ہے۔

کندھندہ لوہر کا شیخیر الدین کی اولاد میں۔ ابراہیم غوری کے کاندھاندہ تھا۔ واقفیل احمد غوری کے بیٹے تھے۔ مندر اور یوسف زئی بھی کندک اولاد میں۔ دہراندہ کی اولاد میں اور شیشکی منک اولاد میں۔ واقفیل اور مندہ پٹاؤر کے اطراف میں رہتے ہیں۔

تجن کی اولاد | تجن کا اصل نام شیخ بہت تھا وہ ملتان، بزرگ اور پیر پور گار تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ (۱) آسٹیل، (۲) شیشکی، (۳) کھیل اور ایک لڑکی مترو نام کی تھی۔

آسٹیل کی قبر کشمیر کے نزد کرمان سیستان پر زیارت گاہ ہے جہاں مقام خضر ہے۔ مترو کی اولاد

شاہ حسین بن سمرانی ایک مشہور ہوئی ایک مسیحی قول کے مطابق حقو کا شوہر خرمشاک کی اولاد تھا۔ اور
دوسری روایت کے مطابق وہ امام زین العابدینؑ کی اولاد میں تھا۔

(اخبار السناد وید جلد اول صفحہ ۳۵، ۳۶، تذکرہ خروانی صفحہ ۱۹، ۲۴)

خرمک اولاد میں یہ قبیلہ مشہور ہوئے۔

۱۱ غزنوی (۱۲) لڑھکی (۱۳) سمرانی (۱۴) برکی۔ برکی غزنوی میں سے ہیں سناری، لڑھکی
اور سمرانی کی شاخیں ہیں۔ بادشاہ شیر شاہ سوری بھی غزنویان سے تعلق رکھتے تھے۔ غزنوی کی حکومت
کابل، قندھار کے درمیان ہے۔ لڑھکیوں کے رہنے کی جگہ شہر کند ہے۔ شیر و لڑھکی کی حکومت دہانی
میں ہے۔

غز غنشت کی اولاد | غز غنشت کا اصل نام آسنیل تھا جو کھیل کود کے سبب غز غنشت مشہور ہوا۔

(خروانی ص ۱۹، ۲۳)

ان کی اولاد میں درج ذیل قبائل مشہور ہیں۔ (۱) کاکر (۲) ناغر (۳) بالی (۴) ہی
افغان کے قبیل | ابراہیم کی شکار کے دوران ایک میدانہ ملا حسین کی پرورش کی۔ جوان ہونے
پر اپنی قوم میں شادی کر دی اس کی اولاد کرانی کہلاتی ہے چنانچہ دلا لاک، آفریدی، خشک اور ملک پوری
فریو کرانی کی اولاد ہیں۔ اسی وجہ سے کرانی خود کو سادات کہتے ہیں۔ انہی قبیلوں میں صواب کے
باشندہ صوابی میں جو اصل میں ایک نہیں۔ فرمونی کا دادا تبتی تھا۔ جو کاکر قوم کا تھا۔ لیکن فرمونی کے
نام سے مشہور ہوا۔ انہی قبیلوں میں کچھ سید بھی ہیں۔ روایت ہے کہ سید محمد نے قتل قبائل میں کاکر
شرانی اور کرانی سے ایک ایک بیٹے کر لیا۔ اس طرح کاکر والی سے مزاری، کرانی والی سے دکنی
اور شیرانی والی سے استرانی پیدا ہوئے۔

(خروانی ص ۱۹، ۲۱)

گلش اور کاغزی | گلش جو اصل ایک پہاڑ کا نام ہے اس کے اوپر رہنے والے کو بال
گلش کہتے ہیں اور وادی میں رہنے والے کو پانی گلش کہتے ہیں۔

وادی کو کوٹ کہتے ہیں کاغزی کی روایت کے مطابق شیخ حبیب (جن) نے اپنی بیٹی جی کا
لکاے شاہ حسین فردی سے کیا۔ یہی ترقی کے نام سے بھی مشہور تھی۔ شیخ حسین کے بیٹے سمرانی
کاغ کی بیٹی کا تبتی تھا اس لیے اس کی اولاد کاغزی کہلاتی۔ حافظہ صحت ظاہر ہے سمرانی کو
نرو کاغ کا ہے شاہ حسین کی اولاد کو تبتین کہتے ہیں۔

شجرہ نسب شاہ حسین

شاہ حسین بن معز الدین محمود بن جمال الدین حسن بن سلطان بہرام دادا سلطان شہار الدین غوری سلطان بہرام شاہک کی اولاد میں اعتبار فریدوں کے زمانہ میں خورچے گئے تھے۔

پروفیسر عبدالرؤف کا تبصرہ | سرحد کے اکثر دانشور چٹاؤں کو سامی النسل یا غجائیل

کہتے ہیں لیکن بعض لوگ محض سیاسی وابستگی کی بنا پر انہیں اکریہ کہتے ہیں اس لیے کہ پشتو زبان اکریائی

زبانوں میں سے ایک ہے حالانکہ چٹاؤں کی تہذیب و تمدن شکل و شباہت تا تاریخ و ثقافت

بنی اسرائیل سے زیادہ مشابہت دار لاگ اپنی کتاب سائنس آف ریٹین میں رقم طراز ہے کہ

ہیروڈوٹس کا کہنا ہے کہ وہ مشابہت نام میں باختر (بلخ) اور ہرات کے علاقوں میں سکونت پذیر

تھے۔ بعد میں بعض وجوہ کی بنا پر انہوں نے یہاں سے نقل مکانی کی لیکن ٹھکانے تبدیل پھر بھی رہ گئے

دراصل یہی چٹاؤں کے آبا و اجداد تھے تاکہ کچھ فرشتہ انہیں سری قبطی النسل بتائی ہے جو حضرت موسیٰؑ

پر ایمان نہ لائے کے سبب مصر سے نکل کر کوہان اور کوہ سلیمان میں آکر آباد ہو گئے اور سلیمانؑ پر

کہلائے تاکہ کئی حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ سہارن پور محمد بن قاسم کے حملہ کے وقت چٹان مسلمان ہو چکے

تھے۔ یہ سہارن پور میں کوشانی علاقہ سے نکل کر کوہان اور پشاور کو تاراج کرتے ہوئے لاہور پہنچے

واضح ہو کہ ہندوستان میں شمالی دروں کے راستے سے مسلمانوں کی آمد و رفت

حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں شروع ہو چکی تھی۔ جبکہ مسلم افواج نے امیر معاویہؓ

کے زمانے میں خشکی کے راستے سے آکر موبہ سرحد کا علاقہ محمد بن قاسم کے حملہ سے

بہت پہلے فتح کیا تھا۔

خود چٹاؤں کی اکثریت اپنے آپ کو قیس عبدالرشید کی اولاد بتاتے ہیں جو

نسبی سلسلہ افغان بنی اریاس سے چرخیسوی گاہت میں ملتا ہے۔

خوشحال شاہک نے خلیفہ محمدؑ میں اپنی امیری کے دوران ایک کتاب

ذستار نامہ تصنیف کی تھی جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ میں نے اس سلسلے میں

بہت تحقیق و جستجو کی ہے۔ بہت سی تاریخی کتابیں اور نسب نامے دیکھے ہیں۔ بعض

میں چٹاؤں کو یافتہ کی اولاد کہا گیا ہے۔ بعض نے انہیں قبطی کہا ہے۔ اور

بعض نے انہیں حضرت یوسفؑ کے بیٹے۔ ہمدانی نسل سے بتایا ہے بلکہ بعضوں نے

قوانین کو بھی لکھا ہے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ چٹھان میں جلد حضرت
 ابراہیمؑ کے بھائی کی اولاد میں اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔
 نوٹ: شجرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ چٹھان حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے حضرت
 یوسفؑ کے بھائی بن یامین کی اولاد میں۔ جو خود بھی حضرت ابراہیمؑ کے پر پوتے
 تھے اس لیے لفظ حضرت ابراہیمؑ کی جگہ پر حضرت یوسفؑ لکھا جاتا ہے۔
 تاکہ غلطی کا ازالہ ہو سکے۔

(مؤلف)



وَتَعَاوَنُوا بِالْبِرِّ وَالْتَّقْوَىٰ

نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (القرآن)



شجرۂ افغانی پٹمان

حضرت ابراہیم پشت بر ۲۰ شجرۂ نسب (مستوفی ۵۳۱)

(۱۱) حضرت الخزم

(۱۲) حضرت یعقوب (اسرائیل)

(۱۳) بن یامین

(۱۴) انیس

(۱۵) اسبج

(۱۶) بختوت

(۱۷) صادر

(۱۸) ایل

(۱۹) قیس

(۲۰) طاہر

(۲۱) اربا (عزیز)
(۲۲) افغان
سارہ کوسلیان
(محمد علی پٹمان)

(۲۳) پرتیسری پشت میں قیس عبدالرشید پٹمان کے (مستوفی ۵۳۱) ۵۳۱

مکرم

(مستوفی ۵۳۱)

بی

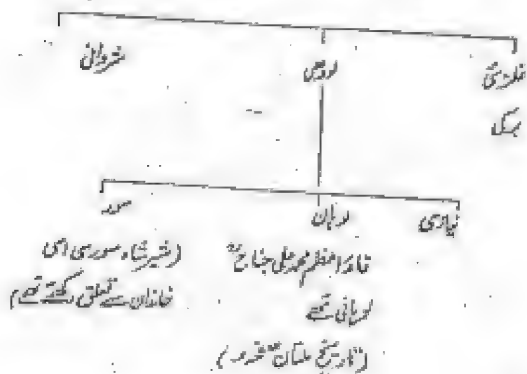
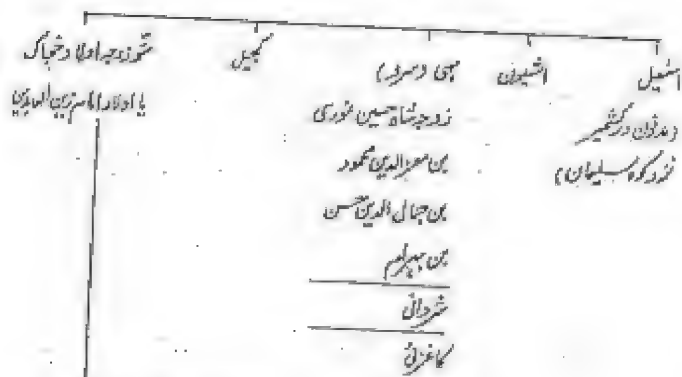
(مستوفی ۵۳۱)

سری

(مستوفی ۵۳۱)

(دیانہ شاد مستوفی ۵۳۰ ۵۳۱)

اولاد پٹن (شیخ ربیب)



اولادِ مرغشت

کار
تیج
زول

نادر
بان
تی

(شجرہ ضحاک)

حضرت نوحؑ

سام

ام

جابر

مرداس

ضحاک

جمال الدین حسن

میرالدین محمود

شاه حسین غوری

دوج

ہی (مرو) بنت

بٹن (شیخ حبیبیت)

بہرام

پر

سلمان شہاب الدین غوری

(بہرام) مدین کے چھوٹے

غوری کوئی اختیار کی تھی



اقتباس از تاریخ افغانان

شیر مرغان گنڈاپور مصنف تاریخ افغانان نے اپنی کتاب میں تو ایسے پٹھان قبیلوں کے نام گنرائے ہیں جو صحیح النسب سید ہیں مگر پٹھانوں کے نام سے بکارے جاتے ہیں :-
 (۱) ہنزار (۲) مشواہی (۳) ستوریانی (۴) سیسی (۵) اوروگ (۶) خرنڈی (۷) سیدزی ،
 (۸) عزشین (۹) کوٹی ۔

بقول شہرکی بستی شیواہی کے شیخ صحیح النسب سید ہیں جو شیخ کہلاتے ہیں ۔
 مصنف میاض الانساب گلستانِ دہم میں رقم طراز ہیں :-
 "سادات افغانان لاکھ خرنڈی ، عاودی ، متہیں می شوند با ابراہیم بن امام مولا کاظم "۔

ملہ تاریخ افغانستان ۱۲۷۷ھ

دیکھو سادات دوست محمد خیل از مولا مولا علی (۱۲۷۷ھ)

دیکھو سادات دوست محمد خیل ۱۲۷۷ھ

اقبال از تاریخ افغانستان

اگر آج کل افغانستان کے کہ ساول اور مشرق خراسان کی طرف نظر ڈرائی جائے تو ان قبائل کے مہربان ایک دیگر قوم پشتون / پختون عتی ہے جن کی تعداد ڈیڑھ کروڑ سے تجاوز ہے۔ افغان کی چونتیسویں پشت میں تیس ترکہ ہوئے جن کا اسلامی نام عبدالرشید رکھا گیا جو ۳۳۰ھ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔

۱۰، غرغشت (۲) بیتی (۳) سروہن

یہ لوگ کہ سلیمان کے اطراف میں سکونت رکھتے تھے۔ تیس عبدالرشید ہر وقت اپنی اولاد کے لیے طلب قہر کرتے تھے اور دوا و مناجات میں مصروف رہتے تھے آخر کار انہوں نے ان کی اولاد کو فرار کیا۔ ان کا بڑا بیٹا غرغشت اقبال بن گیا۔ اس نے موٹا لکڑی میں نام پیدا کیا۔ اسے صاحب زبان تھا اور بیان پر قدرت رکھتا تھا۔ علم و تفسیر سے مالا مال تھا۔ آج ان کی اولاد میں اکثر علماء و فضلاء ملے ہیں جو دعائیت پر ناثور تھے جو خاص طور پر لاکرہ کہلاتے ہیں۔ جن کا مسکن وادی شاد و شیش ہے جن میں بڑے بڑے دانشور اور صاحب دلائل گزرے ہیں۔

دوسرا فرزند بیتی بڑا شہزاد اور شجاع تھا۔ ان کی اولاد فلعی یا فلعی کہلاتی ہے۔ جس کا منصب پہلگی ہے۔ ان میں بڑے بڑے جنگجو سپہ سالار اور حکمران گزرے ہیں۔

تیسرا فرزند سروہن ۱۰ لہین سادہ کا بیٹا تھا۔ اسے ہر کہ سادہ حضرت خالد بن ولید کی بیٹی تھیں اور تیس عبدالرشید کی زوجہ اس لیے تیسرے بیٹے ان کے نام پر سروہن کہلائے۔ سروہن کی اولاد میں حکمران گزرے ہیں مثلاً قبا بل و دہستانی، اور ولانی و غیرہ جو زمانہ قدیم سے آباد و مسلم افغانستان کے حکمران رہے ہیں۔ گویا عبدالرشید کی اولاد تین طبقوں میں منقسم ہو گئی۔

۱۱، غرغشت و دہمان، ۱۲، بیتی و جگہ، ۱۳، سروہن (حکمران)

تذیم افغانستان

بططیریں نے خزانہ کے نقشے میں افغانستان کو ایرانی سرحد خراسان کو ساتھ ملا کر آریانہ کا نام دیا تھا جس کے سبب لوگ افغانوں کو بھی آریائی سمجھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ یہودیوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے ساکسی کی بھی حضرت ابراہیمؑ سے نسل نسبت برداشت ہی نہیں کر سکتے وہ تو صرف ان لوگوں کو اولاد ابراہیمؑ سمجھتے ہیں جو حضرت عوہ اور نوحیہ ساقی کے زمانے میں بیت المقدس واپس آئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ خدایان کی اولاد قیام عرب کو بھی حضرت ابراہیمؑ کے فرزند حضرت اسماعیلؑ کو اولاد ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ بہر حال اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ انہی حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے بیٹے بن یاسین کی اولاد میں سے ہیں جن کا قبیلہ فلسطین سے بن اسرائیل کی تیسری جلا وطنی کے وقت ان سے جھوٹ کر کہیں لاپتہ ہو گیا تھا اور شاہد شرق کی طرف چلا گیا تھا۔ اس روایت کی تائید بن اسرائیل کے افسانوں سے بھی ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمارا ایک قبیلہ ان کے دھند کے میں راستہ بھول کر مشرق کو چلا گیا تھا جو پھر کبھی نہ مل سکا۔

افغان اپنے سلسلہ کہہ کر کہہ سیکھتے ہیں اور چوٹی کو ستمت گاہ سیکھتے نام سے رسوم کرتے ہیں اسی لیے بعض لوگ اپنے آپ کو سیکھتے بھی کہتے ہیں۔ ۵۴۰ ق م میں لوف پر ایرانی بادشاہ کبوس نے قبضہ کر لیا اور یہیں سے اس نے وادی کابل اور پھر ہندک طرف فاتحانہ گزرا۔ ۳۳۰ ق م میں سکندر اعظم ہرات، قندھار، غزنو اور کابل پر تاجرا ہندوستان میں داخل ہوا تھا اس کی وفات کے بعد مقررہ علاقے اس کے سرداروں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ پاکستان کے شمال مغربی حصہ کے ساتھ افغانستان کے بڑے علاقے پر تقریباً دو سو سال تک ایرانیوں کی حکومت قائم رہی۔ پہلی صدی قبل مسیح میں یہاں یوہنہ کے کشان قبیلہ کا قبضہ رہا جس میں کنگ شاہنشاہ و حکمران گذرا ہے۔ اس کے بعد سفید بون کا دور چوتھی صدی کے اواخر میں آیا جنہیں ایران کے ساسانی بادشاہوں نے ختم کیا۔ وادی کابل میں پہلی صدی عیسوی سے ساتویں صدی عیسوی تک متاسی سرداروں کی آثار حکومتیں رہیں۔ بعد ازاں افغانوں کے آتی

امیر کروڑ سوری پہلوان

تاریخ سوری میں درج ہے کہ امیر کروڑ ولد امیر فرید و مندریش اور فرید کا امیر تھا جسے پہلوان کہتے تھے۔ اس نے قلعہ خود قصد کر لیا تھا۔ وہ ایسا زبردست پہلوان تھا کہ بیک وقت سو لاکھ جنگجو سے جنگ کر سکتا تھا۔ وہ موسم سرما زمین اور میں گزارتا تھا جہاں میںندیش کی طرح اس کا قصد تھا۔ جہاں میں گلہ اور میش و عشرت کے مزاج میسر تھے۔ وہ نواسیہ کے خلاف جنگ میں ابو العباس صفار اور ابو مسلم خراسانی کا مددگار رہا تھا۔ عباسیوں کی حرکت کے رقی پر امیر کروڑ نے فریاد اپنے بھائی اشعار پر لکھی۔ جو بعد میں علی لقی نے تاریخ سوری میں لکھا ہے۔ امیر کروڑ ۱۵۵ھ میں پوشنگ دہرات کی جنگ میں

کام آیا۔

امیر کروڑ کے زمینہ اشعار ہارنیشیر میں ہرات و جہلم رازا گرفتہ

در غرغ و بامیان و تخار نام مرا براتے میدان دروغا ذکر کند

دردوم و دشنام

پہلوان تری ازمن نیست

تیر پستے من بر روی بار و دشمن ازمن می برآمد

بر سوا جل بر لیا از زمین و دم بر پیادگان از زمین می گرید

طاوان ازمن می لڑند

پہلوان تری ازمن نیست

فدنی را بر سر خودی شمشیر فرخ کویم، در دمان سوراہ سوراہ و باداری رسانیدم

لا کار و دگان خود را بلندم

پہلوان تری ازمن نیست

ہر دم خود ہر دانی در داری و نام، با طیشان ایشان را می پروراتم

و ہر اذ قشور و نادم

پہلوان تری ازمن نیست

حکم من بدوں درنگ بیک ہزار بلند و البت

گیتی از آن من است ستانیدگان بر بار نام مرا می برد

دردا ہر شاہا، ماہ و سالہا

پہلوان تری ازمن نیست

شیر شاہ سوری

شیر شاہ کا اصل نام فرید خان تھا وہ حسن سود کا بیٹا تھا۔ پیدائش میں اس نے جو چوڑے حصار سے تعلیم حاصل کی اور گنگا، برہمپور، سکندر نگر، کانیہ، عربی و حاشی اور دیگر علمی کتابوں کے اسباق میں ختم کئے۔ نظم و نثر اور تاریخ میں وہ کافی دستگاہ رکھتا تھا۔ بڑے بڑے پر باب نے جاگیر کا انتظام سنبھالا جس کو اس نے بڑی خوش اسلوبی سے سنبھالیا لیکن حبیب حسن خور نے جاگیر کا انتظام اپنے لڑکے نادر علی سلطان اور احمد کو دے دیا اور فرید خان حاکم بہار سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی۔ ملازمت کے مدد سے اس نے تیار سے ایک شیر کو چاک کیا۔ جس پر سلطان محمد نے اسے شیر خان کا خطاب دیا۔

تحریک بابری کے مطالب ایک دفعہ شیر خان بابری کی شاہی دعوت میں شریک تھا اس موقع پر بابر نے شیر خان کا اطوار اور اس کی برصغیر ہونے پر اعتمادی کو دیکھ کر اسے اپنی حکومت کے لیے شرط و سببی اور وزیر کو حکم دیا کہ شیر خان کو گرفتار کر لیا جائے لیکن شیر خان نے گرفتاری کے خطرے کوئی اندیشہ نہ کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر نکل کر نکل گیا۔

آخر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ وہ بھاریوں کی شکست دے کر شیر شاہ سوری کے نام سے دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک سپاہی سے شہنشاہ بنا اور پانچ سال تک بلا شرکت غیر سے ہندوستان کے محل و محرم پر حکومت کرتا رہا۔ وہ رواداری، سخاوت اور دیوانہ ولی میں بہت شہور تھا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بڑا کام کیا۔ اسی نے ^{۱۵۵۷} میں بیت خالی نیابتی کو بنیاد کاگر بنایا تھا۔

کار ہائے نمایاں | شیر شاہ سوری نے محال سے پشاور تک ایک جرنیلی شریک بھائی بھائی گریڈ تک دوڑا کھلائی ہے۔ حضرت بہادر الدین ذکیا خان افشاہ کو مہاراجہ اور شاہ یوسف گریڈی کے عزائم پر بڑی خوبصورت سیدی تہیہ کرتا تھا اس کے بیٹے اسلام شاہ نے شاہ یوسف گریڈی کے مزار کا دورہ کیا اور ان کو بڑایا۔

شیر شاہ کے معمولات | شیر شاہ کا معمول تھا کہ ہر روز پچھلے رات کو بیدار ہوتا تھا۔ آج تک ملازمت سے فارغ ہو کر

امور سلطنت میں مصروف رہ جاتا حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت پہنچتا۔ فجر کی نماز وہ بالعموم اپنے اسرائیلی
 دہ بار کی معیت میں باجماعت ادا کرتا پھر مختلف شعبوں کے افسران سے دن بھر کے تمام معاملات سے آگاہی
 حاصل کرتا۔ چار گھنٹے تک وہ مختلف علاقوں سے آئی ہوئی رپورٹیں سننا پھر اپنے احکامات جاری کرتا۔
 خود چاکر فریخ کا سامنا کرتا۔ بھرتی کی خود نگرانی کرتا۔ کھانا کھانے کے بعد دوبارہ منتقد کر کے امور سلطنت
 سرانجام دیتا۔ ظہر کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کرتا۔ امور سلطنت کے سلسلے میں باہم کام ہم کرتا
 تو وہ شام تک تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتا۔

کار بائی فلاح و بہبود اس نے نابھہ اور بے سہارا لوگوں کے لیے خیراتی اور امدادی ادارے قائم
 کر رکھے تھے۔ رانج سوامشرتی روزانہ کے فروغ سے شاہی نگارستان میں سے ہزار ہا مستحقین و لاچار مسکین
 اور مسافروں کو کھانا میسر آتا تھا۔ اس نے علماء و طلباء اور ائمہ مساجد کے لیے وظائف مقرر کیے
 تھے۔ انصاف اس کا باب سے بڑا فریضہ تھا۔

وہ مروجہ شناسی، دوستانہ پیشی، معاملہ فہمی اور ذہانت میں علاء الدین خلجی و بابا بڑا حدیچین
 کا ہمسرہ تھا۔

اقتباس از تذکرۃ القریش والافغان

حضرت فرج محمد کے تین بیٹے زندہ بچے تھے ۱۱۰ عام ۲۱۱ عام ۲۲۱ عام ۲۳۱ عام ۲۴۱ عام ۲۵۱ عام کے چھ بیٹے تھے ہند اور سندھ وغیرہ۔

سندھ نے ملتان اور ٹھٹھہ اپنے بیٹوں کے نام پر آباد کیا۔ تیسرا بیٹا حبش اور چوتھا افریقہ تھا۔ پانچویں بیٹے کا نام ہرگز تھا اور چھٹا بیٹا حبش تھا۔
سالم کے ۹۹ قرآن تھے۔

ارشاد ارفش کے، قور، لود، ارم، قبط، ماد اور قحطان وغیرہ۔

حضرت ہودؑ حضرت صالحؑ اور حضرت ابراہیمؑ ارفشہ کی اولاد میں سے تھے۔ دوسرا بیٹا کیمرش تھا جو شاہان عجم کے جلا بد تھے کیمرش کے چھ فرزند تھے۔
سیاک، افغانی، عراق، طور، افغان اور شام وغیرہ۔

یافث شمال اور مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بیٹے کا نام ارشد تھا۔ تمام مغل، ازبک، چغتائی، ایرانی اور ہندی ارشد ہی کی اولاد ہیں۔ یافث کے دوسرے بیٹے کا نام چین تھا جو چینی قوم کا مورث اعلیٰ تھا۔ یافث کے تیسرے بیٹے کا نام ان میں تھا جس کی نسل سے تاجیک، غور اور القلاب ہیں۔

قیس بن عبدالمطلب سے سارہ بنت خالد بن ولید کا نکاح ہوا جن سے تین بیٹے ولد ہوئے
رمث، خروستہ کے بیان کے مطابق:

یہ لوگ قول پذیر ہیں کہ: دوسرے اسی حسب صحابہ ہندوان کر پشیمان کہنے لگے (صدنا)
شعب بن عدین حضرت علیؑ کے دور میں سلطان ہوئے ان کی اولاد شمس کی کہلائی جو بعد میں رگڑی
سوری پشیمان کہلائے۔ ایف ذی، مزنگ ذی، ذیل ذی اور حسن ذی پشیمان کی شاخیں ہیں:
(وضوئے)

القریش والافغان

قریشی سلطان سلطان پور، پرتاب گڑھ اور الہ آباد کے اطراف میں کثیر تعداد میں آباد ہیں۔ یہ لوگ
نسلاً و قسماً قریشی القسب منسوب ہیں۔ ان میں شجاعت، بہادری، دیرینہ، فیاضی اور جہان نرازی پائی جاتی
ہے بلکہ ان کے چہرہ کی وجاہت بتاتی ہے کہ یہ لوگ ہندوستان کے تو مسلم باشندے نہیں بلکہ ان کے
آباد اجداد عرب سے آئے تھے۔ مسلمانوں کے ہندوستان دھونے کا ساتھ دیکھتے ہوئے فرشتہ رقطہ الہ ہے کہ
عرب و عجم کے کچھ لوگ باہا آدم کی قدم گاہ کی زیارت کے لیے کشتی میں سوار ہو کر سرانندپ کی طرف
معاذ ہوئے اتفاق کے کشتی طوفان میں پھنس کر مالا بار پہنچ گئی اور یہ لوگ شہر کالی کٹ پہنچ گئے۔
وہاں کا راجہ سامری ان کے مذہب اسلام سے واقف ہوا اور ان باتوں میں وجہ شش القریش کا
واقعہ بتایا گیا اور اچھے اس تاریخ کا موزنا پھر نکھلایا جس سے شش القریش کی تصدیق ہوتی تھی یہ دیکھ کر
راجہ سامری سلطان ہو گیا۔

سلطان پور اور الہ آباد میں یہ افغان شہاب الدین غوری کی قریح کے ساتھ آئے اور مشرق
ملاقوں میں آباد ہو گئے۔ الہ آباد میں شہر ہے کہ چھوٹی سوار شاہ جہاں پور سے آئے تھے اور چھوٹی
گاہوں کی بنیاد پڑی تھی۔ سلطان پور سے یہ لوگ تلاش ماش میں آئے تھے جو پرتاب گڑھ میں
آباد ہو گئے ہیں کے تعلقات سلطان پور سے اب بھی باقی ہیں۔ پرتاب گڑھ کی سبزی سرحد پر جو قریشی
قبائل آباد ہیں وہ الہ آباد کی طرف سے آئے تھے اور ان کے تعلقات آج بھی الہ آباد سے ہیں۔ سلطان
غیاث الدین بلہن کے عہد میں افغان و قریش پرتاب گڑھ میں آچکے تھے جو شاہی قریح میں ملازمت کرتے
تھے۔ یہاں ان کی چھوٹی چھوٹی جاگیریں اور رہائشیں قائم تھیں۔ منڈی، اترانی، الگاہ، بکرگاہ اور
جنگ جوہر، دہنویہ، دیشو کا تعلق انہیں افغان اور قریشیوں سے ہے۔

قائمہ برکات سوانہ خالد بن ولیدؓ نے بھی اس امر کی تصدیق کی ہے کہ اصل انخان پٹھان
حضرت خالد بن ولیدؓ کی دختر حضرت سادہؓ کی اولاد ہیں اسی نسبت سے ان علاقوں کے پٹھانوں نے
اپنے آپ کو قریشی کہلوانا پسند کیا اس لیے کہ ان کے نانا حضرت خالد بن ولیدؓ قریشی القسب تھے۔

انہیں ترش خانہ میں جن خاں ایک نامور شجاع اور بہادر انسان گذرے ہیں۔ یہاں کے قریبی محلات نے پیدا کردہ شہید بڑی لڑائی کی تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا۔

مفسر ہنر انگریز نے تعصب کی بنا پر ایسی کتاب "دعویٰ الہی" مسلمان "میں قریشی کی کوششوں کا سب سے پہلا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔

ان قریشیوں کی ترکِ اہلِ انصافوں سے قربت داری کی وجہ یہ تھی کہ یہ دونوں تہذیبِ الاسلام تھے اور شجاعت و بہادری میں جواب نہیں رکھتے تھے۔ ان قریشیوں کی قربت داری میں پٹھانوں سے جو نہ دشمنیوں کے تھے جن کا سلسلہ نسب خود کے رئیس شمس بن حریق سے ملتا ہے جنہوں نے حضرت علیؑ کے عہد میں اسلام قبول کیا تھا انہیں میں روہی اور سدی پٹھان بھی شامل ہیں بلکہ انہیں میں اعلان، ایمان، یحییٰ بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر ان سب کو قریشی کہا جاتا ہے۔ یہ اپنے ناموں کے ساتھ "خان" بھی لگتے ہیں جو ترک زبان کا لفظ ہے اور جس کا معنی "سرور" ہے مثلاً ہے کہ سلطان پور، پنجاب گڑھ اور الہ آباد کے اہلِ قریشی پٹھانوں سے تعلق کی بنا پر ہی مسکوں کے زورِ غلبہ رہے۔

روہیل کھنڈ اور روہیلہ افغان (شجرہ نسب مذکور)

روہیل کھنڈ روہیل کے بڑے بھائی، چلی جیت، سرار آباد، منجیل، رام پور، بدایوں، شمیم آباد اور شاہ
چانچہ پر مشتمل ہے۔ انھاروں میں مدی میسوی میں روہیلہ افغانوں نے اس علاقہ کو فتح کیا جب سے
یہ روہیل کھنڈ کہا جانے لگا۔

سفید نامہ میں روایتوں کے مطابق اس قبیلہ کے کچھ لوگ محمد غزنوی کے زمانہ میں ہندوستان میں وارد
ہوئے۔ واپس میں افغانی مانتہ "روہ" کو سکونت کے لیے ہندوستان آیا۔ یہ لوگ اسی لیے روہیل
افغان کہلائے۔ ساتویں صدی میسوی کے نصف اول میں اس قبیلہ کے مورثا علی قیس اپنا قدیم
مذہب اسرائیلیت کو ترک کر کے مشرف بہ اسلام ہوئے اور قیس عبدالرشید کہلائے جس نے سرکاری طور پر
غیر مسلم کے حقوق دیکھ کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے مگر حضرت علیؑ علیہ السلام کا ۶۳۲ء میں ہلال
ہجری چکا تھا۔ قیس عبدالرشید چند سال مدینہ منورہ میں مقیم رہے جہاں ان کی شادی حضرت خالد بن
ولیدؓ کی صاحبزادی حضرت سارہ سے ہوئی۔ قیس عبدالرشید اپنے وطن افغانستان واپس آئے جہاں
۳۱ھ مطابق ۶۵۱ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔

حضرت سارہ کے بطن سے ان کے ان تین فرزند ہوئے۔

۱۱۵، ستروین (۲)، عمرو فرشت (۲)، اور تین

روہیل کھنڈ کے آخری نامہ نگاروں مانتہ رحمت خاں ستروین کی اولاد میں تھے۔

شجرہ نسب "عافظ رحمت خاں بن شاہ عالم خاں بن محمود خاں بن شہاب الدین خاں بن دولت
خاں بن بدل خاں بن داؤد خاں بن پیر شاہ خاں بن شرف الدین بن سرخون بن ستروین
بن قیس عبدالرشید"

سلطان محمد غزنوی اس قبیلہ کی شہادت کے باعث "بنان" لقب دیا جس کا معنی ہے

"جہاز کا پشتیبان" عربی میں "پشتبان" بن گیا۔

(سوانح سیات علی حضرت بڑی اذغیرا نامیاں چشتی قادری بلی صلیبی ۱۳۲۲ء، ص ۱۶۴)

حافظ رحمت خان

(شجر نسب صفحہ ۵۹۰)

حافظ رحمت خان اپنے آبائی قبیلہ قندھار میں شہادت پور میں مشہور ہیں تو والد ہرنے والد ماجد کی نگرانی میں قرآن پاک حفظ کیا اور علم دین کی تحصیل کی۔ بعد ازاں سپہ گری کی تربیت پائی۔ بدیشانی گھروں کی تہذیب کے سبب تاجیک بن گئے۔ آپ کے پردادا شہاب الدین کوٹا بابا، عالی مرتبہ اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے جن کا اصل گاہود قندھار میں مشہور ایک تھا اگر یہ سف دلی قبیلہ سے رشتہ داری کے سبب صلح ایک کے قائم لنگر کرٹ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ہزارہ میں آپ کے معتدین کا سلسلہ یہی تھا اس لیے ان کا سزا ہزارہ میں مرتجع ملائق ہے۔ حافظ رحمت خان کے والد مولانا شاہ عالم خان کا سزا یہاں اور آئندہ کے وسط میں واقع ہے۔ رواب ملی محو خاں نے اپنے شیروں کے مشورے سے حافظ رحمت خان کو انفاقوں کی سرپرستی کے لیے خطا کی سلسلہ انفاقوں کے بعد حافظ رحمت خان اپنے تین بہنوں (۱) شیخ کبیر (۲) گل شیر خان اور (۳) طاہت خان کے ساتھ ہندو بار ہوئے۔ آگے چل کر ان بیویوں نے پہلی ہیبت کو اپنا مستقر بنایا۔ حافظ رحمت خان کے حسن اخلاق اور حسن تدبیر سے انفاق ہی متبرک ہو گئے اور بہت جلد یعنی ۱۲۵۳ھ میں وہ بیکانہ کی حکومت قائم ہو گئی جسے محمد شاہ بادشاہ دہلی نے بھی ان کی حکومت کو تسلیم کرتے ہوئے ۱۲۵۲ھ میں نواب علی محمد خان کو اس علاقہ کو حاکم اعلیٰ مقرر کر دیا۔ ۱۲۵۳ھ میں حافظ رحمت خان نے کالیوں اور الوڑہ کو فتح کیا۔ بادشاہ دہلی نے انہیں شاہی رعیت کے ساتھ حافظ اللہ کے خطاب سے نوازا۔ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۲۵۹ھ میں نواب علی محمد خان نے حافظ اللہ کی قابلیت دیکھ کر حکومت حافظ رحمت خان کے سپرد کر دی۔ آپ برسر اقتدار آ کر شاہ دہلی سے تعینات کر مستحکم کیا اور دہلی کو اپنا مرکز بنایا۔ ۱۲۷۱ھ میں پانی پت کا مہجر بکشی کر آیا۔ حافظ رحمت خان نے دہلاکھ مرٹھوڑج کے خلاف شاہ دہلی کی مدد کی اور مرٹھوڑج کو شکست فاش دی۔ ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۲۷۴ھ میں اوہ

(سوانح حیات اعلیٰ حضرت برطانی ص ۱۴۱)

لاکھوں شجاع الدولہ انگریزوں سے ساز باز کر کے ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر شاہجہان پور میں داخل
ہوا۔ کرخی چمپین نے اپنی فوج کا رخ پہلی بھیت کی طرف کیا۔ عین حالت جنگ میں حافظہ حسن
خان کے ایک فوجی سردار احمد خان نے غداروں کی اور دشمنوں سے مل گیا جس سے جیتنی ہوئی آڑی دار
میں تبدیلی ہو گیا۔ توپ کا ایک گولہ حافظہ ملک کے سینے میں لگا اور وہ گھوڑے سے گر کر قہر شہید
ہو گئے۔



وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سُبْحَانَ اللَّهِ حَمْدُهُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْعَرْشِ الْعَظِيمِ



خاندان دودھیلہ

اولاد وراثت خان بن شرف الدین شرف الدین بن قلیس عید الرشید

سید اللہ خان شہناز جنگ و شہید شش ہزاری شہناز سے ملے	دائد خان
سمارت یار خان	پدر خان
محمد اعظم خان	دراست خان
حافظ علی کاظم علی خان	شہاب الدین خان
مولانا علی خان	بھیرو خان
مولانا علی خان	شاہ عالم خان
مولانا علی خان	حافظ رحمت خان
مولانا علی خان	(شہید علی، دودھیلہ)

نوٹ: تہمتی کی مدت شہر میں ۱۲۲۱ھ میں دودھیلہ سے آئے۔
(سوانح اہل حضرت اذقیہ مانا میں پیل میں سکے، ۱۶۲۵ء)

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نسبتاً چھان مسلکاً مفتی مشرقی قادری اور مولانا بریلوی تھے۔ والد ماجد کا اسم گرامی مولانا محمد تقی خان (متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۵ء) اور جہاںگیر

کا نام مولانا محمد رضا خان (متوفی ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۹۶۱ء) تھا۔

مولانا محمد رضا خان (جہاںگیر) ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں بریل ۲۳ برس کی

عمر میں منقولات اور مقولات سے فارغ ہوئے۔ پڑھنے کا پورا ذہن اور خلیق تھی۔ وفت میں بڑی تاثیر

تھی، نفرت پسند تھے، اتباع سنت میں بے نظیر تھے، اپنے عہد کے ممتاز عالم دین میں شمار ہوتا تھا۔

مولانا محمد تقی (والد ماجد) آپ کی ولادت حکیم رحیمہ مستثنیٰ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۲ء میں ہوئی

اپنے والد سے کاتب علم کیا۔ ۵ جمادی الاول ۱۲۶۸ھ میں مارہرو، بریل کے شاہ آکے رسول احمدی

(متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۵ء) سے بیعت ہوئے اور خلافت و اجازت حاصل کی۔ مولانا احمد رضا

خان بھی اسی وقت ان سے بیعت ہوئے۔ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۸ء میں مکہ مکرمہ میں سید احمد زین

بن دھلائی مکی سے مکرر سند اجازت حدیث حاصل کیا۔ ۳۰ ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں

۵۱ سال کی عمر میں وصال ہوا۔ والد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ ان کی کل تصنیفات میں ۲۵ کتابیں

قابل ذکر ہیں۔

مولانا احمد رضا خان بریلوی (ولادت ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۹ء جون ۱۸۵۶ء کو بریل۔

محمد نام رکھا گیا۔ لیکن جہاںگیر بنے احمد بن جوڑ کیا۔ یہی مشہور ہوا۔ تاریخی نام المختار ۱۳۴۲ھ رکھا گیا

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے درج ذیل علم سے کاتب علم کیا۔

(۱) مولانا شاہ آل رسول مارہروی (متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

(۲) مولانا محمد تقی خان دو والد (متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

(۳) سید احمد زین بن دھلائی مکی (متوفی ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۸۵ء)

حیات رضا خان بریلوی صفحہ ۸۳ تا ۲۳۰

- (۳) شیخ سراج مبارک شاہی (متوفی ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء)
 (۵) شیخ حسین بن صالح (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء)
 (۶) شاہ ابوالحسن احمد انصاری (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۹۰۶ء)
 (۷) مرزا غلام قادر بیگ (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء)
 (۸) مولانا عبدالحی راسخوری (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء)
 مولانا بریلوی کا سلسلہ اسناد درج ذیل علماء سے ملتا ہے۔

- ۱۔ شاہ دل اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۲۷۵ھ مطابق ۱۸۶۰ء)
 ۲۔ مولانا عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء)
 ۳۔ شیخ عابد سندھ (۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۹ء) میں مولانا بریلوی حج بیت اللہ کے لئے مافر
 ہوئے۔ ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۹۱۹ء میں دوسری بار حاضری دی۔ مولانا نے ۵۵ علوم فنون
 کی تحصیل کی مشافہ

- | | | | |
|------------------------|------------------|----------------------|--------------------|
| (۱) علم قرآن | (۲) علم حدیث | (۳) اصول حدیث | (۴) فقہ حنفی |
| (۵) کتب فقہ | (۶) اصول فقہ | (۷) عدل و محاسب | (۸) علم تفسیر |
| (۹) علم الکلام و الفہم | (۱۰) علم نحو | (۱۱) علم صرف | (۱۲) علم معانی |
| (۱۳) علم بیان | (۱۴) علم باریج | (۱۵) علم منطق | (۱۶) علم مناظرہ |
| (۱۷) علم فلسفہ | (۱۸) علم تعمیر | (۱۹) علم ہیئت | (۲۰) علم حساب |
| (۲۱) علم ہندسہ | (۲۲) قرأت | (۲۳) تجوید | (۲۴) قصود |
| (۲۵) سونگ | (۲۶) اخلاق | (۲۷) اسما و الرجال | (۲۸) سیر |
| (۲۹) آثار و نسخ | (۳۰) لغت | (۳۱) ادب و جملہ فنون | (۳۲) ارتقا طبعی |
| (۳۳) جبر و متالہ | (۳۴) حساب سنہی | (۳۵) لغات و لغات | (۳۶) علم التوفیقیت |
| (۳۷) مناظر و مایا | (۳۸) علم الناکر | (۳۹) زیجات | (۴۰) شکت کردی |
| (۴۱) شکت سطح | (۴۲) ہیئت و جہدہ | (۴۳) مرآت | (۴۴) جفر |

(۳۵) زائچہ (۳۶) نظم عربی (۳۷) نظم فارسی (۳۸) نظم ہندی
(۳۹) شعر عربی (۴۰) شعر ہندی (۴۱) شعر فارسی (۴۲) خط نسخ
(۴۳) خط نستعلیق (۴۴) ملاحوت و مسیح تجرید (۴۵) علم الفرائض۔

مولانا احمد رضا بریلوی نے تیس سال ۱۰ برسے چار دن کی عمر میں ۱۳ شعبان ۱۲۸۵ھ کو اپنے والد کی گزراں میں فتویٰ لایا۔ مولانا نے اپنے فتوؤں، رسالوں اور تقریروں کے ذریعہ بدعات اور اچانکے اسم کے لیے جدوجہد کی۔ مولانا بریلوی باہر فقہ ہفتی اور تبلیغ سہولت کے علاوہ انجیل و جگہ شاعر بھی تھے۔ انہوں نے اردو، عربی، فارسی اور ہندی زبانوں میں اشعار کہے ہیں۔ اس کے علاوہ مولانا ایک نظم نگار بھی تھے۔ مولانا شاہ جعفر چلواری بہاری جو کہ مختلف زبانوں میں مولانا کے مرید تھے۔

وصال ۲۵ جنوری ۱۲۸۵ھ کو بریلوی مولانا کا وصال ہوا۔

صاحبزادگان (۱) مولانا سید رضا خان (متوفی ۱۲۸۵ھ) (۲) مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان

صاحبزادیاں (۱) مصطفیٰ بیگم (۲) کبیر حسن (۳) کبیر حسین (۴) کبیر حسین (۵) مرتضیٰ بیگم۔

مفسرین (۱) مولانا کے خلفاء کی تعداد ۳۰ ہے۔

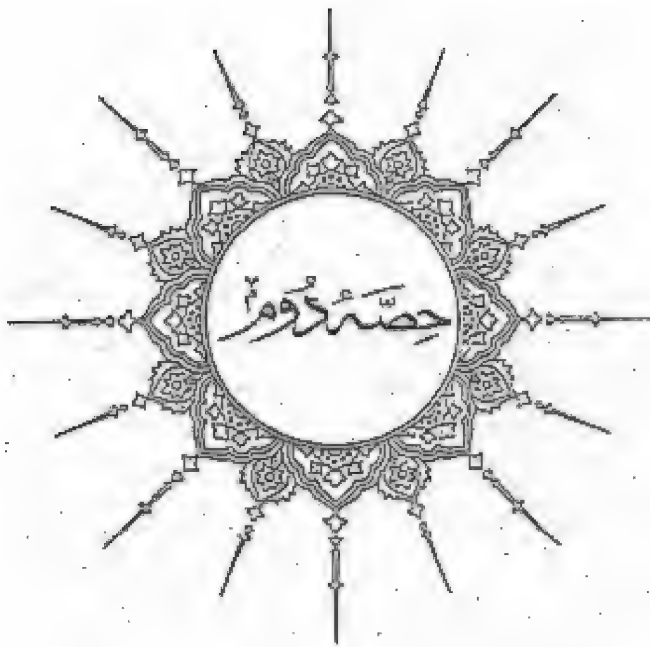
مشہور خلفاء نیاک و مہند (۱) مولانا محمد ظفر الدین بہاری (۲) مولانا سید محمد دیدار علی الوری والد ابراہیم راکت (۳) صدر الدین فاضل مولانا سید نسیم الدین مراد آبادی اشرفی قادری (۴) مولانا احمد اشرف اشرفی کچھوچھو (۵) پرنسپل سرکار سید سلیمان اشرف میر دلوی بہاری (۶) مولانا عبد العظیم صدیقی بریلوی (والد مولانا شاہ احمد نورانی) (۷) مولانا محمد عرف الدین ہزاروی (۸) تھانی عبدالحق عظیم آبادی۔ مولانا کے کل خلفاء کی تعداد سو سے متجاوز ہے۔

مولانا کے حلقہ تر اجاب کے متاثر علماء و صوفیاء (۱) صدر الدین فاضل مولانا سید نسیم الدین

مراد آبادی (۲) شاہ ولی احمد سورنی (۳) شاہ علی حسین کچھوچھو (۴) شاہ عبد اللہ الہ آبادی

(۵) مولانا خیر علی بہاری (۶) شاہ عبد الغنی سہلوی۔

مولانا کے صاحبزادہ مولانا مفتی محمد مصطفیٰ خان کے تلمیذ مولانا محمد مفتی اجماعی زول خان نے اپنی تحقیق کا بنیاد پر مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی کی تعائیت کی تعداد ۱۰۰۰ لکھی ہیں۔



تبیع تابعین و دیگر صوفیاء کرام

حاجی ترابیؒ

آپ کا نام شیخ ابوتراب تھا لیکن آپ حاجی ترابی کے لقب سے مشہور تھے۔ شیخ ابوتراب بنی عباس کی حکومت کی جانب سے سندھ کے بعض حصوں پر حاکم مقرر ہوئے۔ شیخ ابوتراب کا شمار تبیع تابعین میں ہوتا ہے۔ آپ نے شہید ہو کر وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک موضع ”گنچو“ اور موضع ”کودی“ کے درمیان ٹھہرے۔ ۱۰ میل کے فاصلہ پر زیارت گاہ و محاسن و عمارت ہے۔ مزار مبارک کے گنبد پر جو کتبہ نصب ہے اس میں میں تعمیر شدہ درج ہے۔

حضرت عبدالرحمن ہاشمی قرشیؒ

حضرت عبدالرحمن بن عباس بن سعید بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی النسل تھے۔ قیسری پشت میں نسب حضرت سے ملتا ہے۔ یہ وہ واحد تابعی ہیں جنہوں نے دریائے سندھ عبور کر کے جھنگ کے مسافرات میں مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں کشتہ میں تولد ہوئے۔ حجاز بن یوسف سے انتہائی پامردی کے ساتھ لڑتے رہے۔ پھر کرمان اور برات پہنچے۔ سندھ میں داخل ہوئے اور دریائے سندھ عبور کر کے قصبہ پیر عبدالرحمن کا علاقہ ہندو راجہ کرشنک سے دے کر قبضہ کیا۔ آپ کا انتقال کشتہ میں ہوا۔ قصبہ پیر عبدالرحمن موضع جھنگ میں مزار مرجع غلات ہے۔ شیخ ابو حفص ربیع صبیح سعدی یسریؒ

آپ تابعی اور محدث تھے۔ وطن یسرو تھا۔ سندھ میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ مجاہدین اسلام کے ساتھ سندھ میں داخل ہوئے تھے۔ یسرو کے اولین مصنفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ تہایت عابد و زاہد اور قائم الیل بزرگ تھے۔ حضرت مقیان ثوریؒ حضرت امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے استاد

سالہ ۲۴۰ھ اولیائے سندھ ۱۲۸ھ اور ۱۰۹ھ قندوم چو نیاں جہاں گشت ۲۴۰ھ

سالہ تحفۃ الکرام جلد سوم ۲۵۳ھ

حضرت کیج صاحب کے شاگرد خاص تھے۔ سنا سنا میں وصال ہوا۔ مزار مبارک مغل ٹھکانے کے قریب گڑھے میں کچھ باغیچہ پر واقع ہے۔

شیخ کبیر الہی مندی

منہ کے اہل سنت میں بلند پایہ بزرگ تھے جن سے بایزید بسطامیؒ نے بھی شیخ حاصل کیا۔ آپ کا شمار عالم اسلام کے اکابر و قیادہ علماء میں ہوتا ہے۔

شیخ احمد بن عبداللہ مری سیستانی

ابو العباس شیخ احمد بن عبداللہ بن سعید وکیل خلیل القدر سنہی عالم و عارف تھے۔ آپ نے علوم اسلامیہ کی اشاعت میں کام کرنا سوا کیا ہے۔ معمولی علم کے لیے مکہ مکرمہ، ہندو، بلخ، ہیرو، دمشق، قشلاک، کاسمرا، قشلاک، مختلف فقہاء و محدثین کے سامنے قانونی گفتگو کیا۔ بلند پایہ محدثین آپ کے شاگرد تھے۔ آپ کے مزاج پر فقر اس قدر غالب تھا کہ صرف کالیس پہنتے۔ عاجزی اور انکساری کا پیکر تھے۔ جرنی میرزا کہتے تھے کہ میری چلتے۔ سنہ ۴۲۳ھ میں قشلاک میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ عیرو کے قبرستان میں مدفون ہیں۔

شیخ بایزید بسطامی

آپ کے والد کا نام محمد بن محمد تھا۔ آپ سنہ ۱۹۱ھ یا ۱۹۲ھ میں بسطام میں تولد ہوئے۔ آپ کا نام شیخ محمد طبر ہے۔ تعلیم تربیت بسطام میں ہوئی۔ آپ نے تیس سال شام میں گزارے۔ آپ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے مسائل اویسیہ میں فیض پالیا۔ تیس سال عبادت و ریاضت اور عبادت میں گزارے۔ حج کیا اور مدینہ منورہ پر حاضری دی۔ آپ ۱۵۰ھ شعبان ۲۶۱ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار بسطام میں قریب گاہ خاص و عام ہے۔

حضرت سمرقند شہید

آپ ایک مجتہد تھے۔ شاہ جمال بادشاہ کا مزار اٹیا شہزادہ داراشکوہ آپ کا بڑا مستعد تھا۔ آپ فارسی زبان کے بڑے شاعر تھے۔ چنانچہ آپ کی رباعیات بیت مشہور ہیں۔ آپ نے ستر سال میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپ کا مزار پراگاردی میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

سلہ آبشار اور لیا مکتبہ

آپ پر یہ الزام تھا کہ آپ ہرگز مہرتے تھے اور پورا کلمہ نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ
 تھے مگر واللہ! نہیں کہتے تھے۔ دوسرے لوگ کہتے تھے کہ قتل کا موجب قرار نہیں دیا گیا لیکن پورا کلمہ نہ پڑھنے پر
 آپ کو مرنے سے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب جلا وطن ہو گئے تو مارے کہ آیا تو آپؐ مسکرائے اور جب تلوار نے
 سر جدا کیا تو پورے کلمہ کی آواز سنائی دی۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری

محقق ہے، وہ بکرمیہ و مدینہ کاشفک عربی اسماعیل بخاری واقع ہے۔ ایک کھول کشف کہلاتے ہیں یہاں امام بخاری نے رحلت فرمائی تھی۔ یہاں ان کا مدفن ہے اور ایک بڑی مسجد ہے۔ وسط ایشیا کے زائرین زیارت کو آتے ہیں۔ یہ وہ مکانی عمارتوں پر مشتمل ہے جو انیسویں سے بنی ہوئی ایک قوی الجوش دہلیز کے عقب میں ایستادہ ہیں چنار کے چھ سایہ دار درخت نے اس کشادہ ایوان پر سایہ کر رکھا ہے جہاں مستندین آرام کرتے ہیں۔ مقررہ نیچے سے اوپر تک سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے۔ امام محمد بخاری کے والد ابو حسن اسماعیل بخاری کے ایک مراد و دوست تھے۔ امام بخاری جب سولہ سال کے ہوئے تو انہوں نے حدیث پر وہ تمام کتابیں پڑھ لیں جو ہمارے مسلمانوں نے کبھی نہیں لیکن ان کو صرف ان کتابوں سے قلمی نہیں بنائی انہوں نے دیگر اسلامی ثقافت کے اہم مراکز کا سفر کیا۔ بغداد، بصرہ، کوفہ، دمشق، تاجک، مدینہ و مصرینہ قسریہ لے گئے۔ انہوں نے خود کہا ہے کہ انہوں نے ایک ہزار حدیثوں سے حدیث کا درس لیا۔ ان کی عقل و دانش اور علم کا چرچا عالم اسلام میں پھیل گیا۔ انہوں نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے اہم اور قابلِ تعلق صحیح بخاری ہے۔ اس کتاب کو تمام اسلامی تعلیمی اداروں میں حدیث کی اہم نصابی کتب قرار دیا گیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ بخارا میں رہتے تھے اور حدیث کی تعلیم دیتے تھے۔ بعد میں مقامی لوگوں کے اختلافات کی بنا پر امام بخاری مسرتھ چلے گئے لیکن راستہ میں وہ بیمار ہو گئے۔ ۲۴ رمضان ۲۵۵ھ کو انہوں نے ہر رنگ کے گلزار میں وفات پائی۔ سوویت اور پاکستان کے مسلمان اس عظیم اسلامی مفکر کے مقبرے کی بڑی عزت کے ساتھ دیکھ بھال کرتے ہیں۔ ہر رنگ کا نام چل کر اسماعیل بخاری رکھا گیا۔ اس مدفن کی مسجد میں ہمیشہ لوگوں کا انجمہ کثیر نظر آتا ہے۔ اس محدث کی کتاب میں نہ بھی لہو کے زیرِ حفاظت ہیں۔ یہ کتابیں بخارا کے مدرسہ عربیہ میں نصابی کتابوں کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں جہاں اسلام کے مستقبل کے علمبردار تربیت دی جاتی ہے۔

حسین بن منصور حلاج

حسین بن منصور حلاج تبرسی تھے۔ ایران کے شہر ری میں قتل ہوئے۔ واسط میں نشو و نما پائی۔ ہندو
آئے صوفیہ کی جماعت میں داخل ہوئے۔ شیخ ابوالحسن بن سید ہندوی ابو الحسن نوری اور شیخ عمرو بن عثمان کی
سمیت سے فیض پایا۔ اپنی خفیت شہر آزی نے آپ کو عالم و بان کہنا ہے۔ جلیل بن عبداللہ قسری نے نفیم
مائل کی۔ ۵۰ سال کی عمر میں قسری سے لکھ بھر گئے پھر ہندو آئے۔ گدڑی توڑے دہتے تھے۔ ثم حسین
بنت ابی یعقوب سے عقد کیا اس کے بعد ہندوستان آئے۔ بعد ازاں کو حلقہ قسری نے لگے۔ ایک سال
نیک گوئی کے صحن میں عبادت کرتے رہے۔ شام کے وقت کوڑے میں تھڑا پائی اور ایک دولی لائی بنائی۔
دولے کے چار تختے کنارے توڑ کر کھاتے صرف دو گھنٹہ پانی پیئے باقی کوڑے پر رکھ دیتے۔ سال بھر
یہی معمول رہا۔ منصور بن عبداللہ کا بیان ہے کہ ایک شب کو کہتے تھے کہ میں اور حسین بن منصور حلاج ایک
ہی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے داغ ظاہر کر دیا اور میں چھپائے رکھا۔ سولی پر چڑھنے کے بعد
شیل حلاج کی لاش پر گئے اور فرمایا "میں نے تمہیں مشہر کرنے سے روکا تھا، حلاج پر عزت اور فدا
کا دعویٰ غلط ثابت کیا گیا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے قاضی کے پاس پیش کیا تو اس نے قتل کا فتویٰ لکھ دیا۔
دولے رات حسین بن منصور حلاج کو ہندو کے پل پر پہنچا دیا گیا اور قتل کا سالن کیا گیا۔ بروز شنبہ ۴۲
ذیقعدہ ۴۳۷ کو پل کے قریب دیوچ میدان میں لٹے گئے۔ جلاوطن کی بیٹھ بنگی کر کے کوڑے لگائے
لگا جب ہزار کوڑے پڑے تو وحشیانہ طرز پر ان کا ماتھ کاٹا گیا پھر ایک پاؤں اس کے بعد دوسرا
پاؤں پھردھرا پاؤں اس کے بعد ان کا سر تن سے جدا کیا گیا اور دو قطر آگ کے شعلوں کی تڑکیا گیا۔
کہا جاتا ہے کہ منصور حلاج کا تلخ خلیفہ وقت سے سیاسی اختلاف کے بنا پر ہوا تھا۔

(تقوٰات الاقنن علی نسخہ ۶۷۷)

حضرت شمس تبریزیؒ

شمس الدین علی بن ملک دار تبریزی تھا۔ ہم چالیس دنوں تک کھانا نہیں کھاتے تھے کچھ دیا یا تو من فرما دیتے آپ شیخ ابوکر تبریزیؒ کے سر پر تھے بعض کہتے ہیں کہ بابا کاں خندیؒ کے سر پر تھے۔ بعض نے شیخ رکن الدین سبحانیؒ کا سر پر کہا ہے۔ (مناقب الامامیہ ص ۱۱۱)

آپ نے حضرت نجم الدین گبریؒ سے بھی فرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ پر ہر وقت مجرب طاری رہتا تھا آخر میں آپ حضرت جلال الدین رومیؒ کے دست حق پرست کی تھی۔ اور خسروؒ خلافت حاصل کیا تھا حضرت شمس تبریزیؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ کے بے پناہ عقیدت تھی۔ وہ مرشد کی وقت میں تڑپتے دھپتے تھے۔ آپ کے لیے شمار شمار آپ کے دل کی غازی کہتے تھے۔

مولانا جلال الدین رومیؒ نے حضرت شمس تبریزیؒ سے ملاقات کے وقت یہ شعر کہا تھا
 نہ فرو مستانہ خورشید آیم تا ابد جان چنیں می بایدیم
 ایک دن دشمن نے شمس تبریزیؒ کا کام تمام کر دیا اور آپ قتل ہو گئے۔ بن دفات ص ۲۳۵
 ہے۔ شیخ شمس الدین تبریزیؒ کو مولانا بابا مال الدین کے پہلو میں دفن ہیں۔

نورۃ کلام شمس تبریزی

نعت شریف

یا رسول اللہ حبیب ربانی یحییٰ قرنی

برگزیدہ نوالہلال پاک بے ہمتا قرنی

مازمین حضرت حق صمد و پدر کائنات

زیر چشم انبیا و چشم و چراغ مآقرنی

در شب سراج بردی جبریل اندر کرب

پانہادہ برس بر گنبد خضد قرنی

یا رسول اللہ آردانی امتانت ما جزا اند

ما جزاں را در مقام شریکست مآقرنی

شمس تبریزی چہ دانند نعت قرنی

مصطفیٰ را بختیاد مستید والا قرنی



حضرت امیر خسرو خلیفہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی

آپ نسا ترک نہ فرماتے۔ آپ کی ولادت سنہ ۷۰۰ھ میں بٹالی میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی امیر سیف الدین تھا۔ ان کا انتقال اس وقت ہوا جب امیر خسرو کی عمر شریف صرف ۷ سال تھی۔ حضرت مولانا سعد الدین خطا آپ کے استاد گرامی تھے۔ سزا الدین کی قیادت کے حملہ میں سلطان جہاں الدین ماروی تھا اس نے آپ کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ایک معتدل شاہرو متحرک دیا تاکہ آپ کا گندہ بسر ہو سکے۔ جب جہاں الدین تخت نشین ہوئے تو انہوں نے آپ کو امیر کے لقب سے نوازا امیر خسرو کی تعانیف سے اس حملہ کے تاریخی حقائق پر بددستی پڑتی ہے۔ سلطان غیاث الدین بلبن کی وفات ۷۶۳ھ میں ہوئی اس کے بعد کیتابہ کو جو بھراخان کا بیٹا تھا تخت نشین ہوا۔ کیتابہ دلی کا شہنشاہ بن کر عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ بھراخان اپنے فرزند کیتابہ کی تخت نشینی سے متاثر تھا اس لیے وہ فرج سے کہ صوبہ بنگال سے دہلی کی طرف روانہ ہوا۔ باپ بیٹے کی فوج کے درمیان سخت مرکز آرائی ہوئی لیکن معاملہ جلد صلح پر منتج ہوا۔ امیر خسرو نے اسی موقع پر یہ قیود کہا

سے کہ مجھے ملک خوش چل نہ سلطان کیے شد
بسر بادشاہی بد نیز سلطان کنوں ملک میر چل نہ سلطان کیے شد

حضرت امیر خسرو بلند پایہ شاعر تھے کے علاوہ بڑے صوفی بھی تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ امیر خسرو کی شہزادوں میں قرآن العزیز بہت مشہور ہے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی کے وصال کے چھ ماہ بعد ماہ ذیقعد ۷۲۵ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی کی وصیت تھی کہ میرے محبوب کو میرے پہلو میں دفن کیا جائے لیکن اس خیال سے کہ زائرین دھوکہ دیکھا جائیں آپ کہ حضرت نظام الدین محبوب الہی کے کاشفات میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت امیر خسرو وفات کے بعد اپنے مرید حضرت نظام الدین محبوب الہی کے قریب ہی آسودۂ خاک ہوئے جہاں پر مرید دہلی کے مزارات برج خلافت میں حضرت نظام الدین اولیاء کا مزار دہلی کے نواح میں نظام الدین اولیاء میں واقع ہے جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے۔

خواجہ یحییٰ کبیر غرغشیؒ بلوچی

خواجہ کبیر یحییٰ غرغشیؒ کی ولادت ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں ہوئی ملتان کا زمانہ ۸۲۲ھ مطابق

۱۳۲۲ء میں ہوا۔

مہرب بلوچستان کی سرزمین جس اللہ کے نیک بندوں کا مسکن رہی ہے۔ ان برگزیدہ لوگوں میں حضرت خواجہ یحییٰ کبیر غرغشیؒ بہت مشہور ہیں بلوچستان میں کوہ میلان کے ضلعانہات میں ایک جگہ شیر علی کے نام سے مشہور ہے۔ خواجہ یحییٰ کبیر غرغشیؒ کی ولادت اس موضع شیر علی میں ہوئی۔ اس زمانہ میں بلوچستان میں غلبی خاندان حکمران تھا۔ یہ روایت ہے کہ دینی علوم کی تکمیل کے بعد آپ مرو کا سفر کی تلاش میں تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضور نبیانیان جہاں گشت بخاریؒ سے بیعت ہونے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ جب حضور سید جلال الدین بخاریؒ جہاں گشت بخاریؒ سے ایران و سیستان کے سفر سے واپس بلوچستان پہنچے تو وہاں ۷۰۰ھ مطابق ۱۳۰۰ء میں خواجہ یحییٰ کبیر غرغشیؒ بیعت سے شرف ہوئے۔ بعد ازاں آپ نے جہاں گشت بخاریؒ سے اجازت و مخالفت میں حاصل کی۔ آپ مسلسل ہر برس اپنے پیر و مرشد کے ہمراہ افغانستان ایران روس اور عرب کے مختلف شہروں میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔ آپ کے مریدین اور غلامان کی تعداد کم از کم ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُهُ
وَاللَّهُ جَسَدُهُ

(الاعتراف)

تمہارے پے رسول خدا کی ذات میں ایک عمدہ نمونہ ہے،



خواجہ باقی باللہ دہلویؒ

سرسید کے ایک اہل فضل و عالم باعمل ناخنی عبد السلام تنہی کے فرزند ارشد تھے۔ آپ کے والد ماجد سرتر سے کاہن آئے۔ مشائخہ مطابقیہؒ میں خواجہ باقی باللہ تولد ہوئے۔ نام سید فی الدین رکھا گیا۔ نجیب الظرفین سید تھے۔ آپ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد رافعی سرحدی کے مرشد اعلیٰ تھے۔ خواجہ کاہل سے لاہور پہنچے۔ ایک بزرگ کے حکم پر کاہل واپس گئے اور والدہ سے ملاقات کی اور خواجہ انگلی سے بیعت ہوئے۔ ہندو پوکر لقب دینے سلسلہ قائم کیا اور امام ربانی نے اس سلسلہ کو ترقی دی۔ خواجہ باقی باللہ غلطی کدی کا آئینہ تھے۔ آپ مشائخہ میں لاہور وارد ہوئے تھے اور دیا تین سال منہ مشیت پر ناز رہے لیکن اس قلیل مدت میں ایک عظیم القاب کی راہ چھوڑ گئے۔ ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۷۱ھ مطابق ۱۸۵۶ء بروز ہفتہ اچھڑ نماز عصر آپ کا وصال ہوا۔ آپ کو کٹر فیروشاہ دہلی میں مدفون ہیں۔

حضرت علی ترمذی (پیر بابا) (شہر نسب نقا)

آپ کی ولادت ۷۹۸ھ مطابق ۱۳۹۷ء میں ہوئی اور وصال ۸۹۱ھ مطابق ۱۴۸۹ء میں ہوا۔ آپ کی ولادت قدس میں ہوئی تھی بعد میں ترمذ میں مکونت پذیر ہو گئے تھے۔ پہلے آپ نے علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی پھر علوم باطنی کی طرف توجہ ہوئے۔ پانی پت کے مشہور بزرگ شرف الدین ابو علی محمد کے مزار پر ازار پر وہاں استفادہ کیا۔ بعد میں آپ امیر شریفی تشریف لائے اور حضرت سالار دہلی سے بیعت ہوئے پھر شاہ شریف لائے آپ نے بغیر میں مستقل قیام فرمایا اور کہستانی علاقہ کو اپنی خانقاہ کے قیام کے لیے منتخب کیا۔ آپ کے مریدوں میں احمد درویش (سوق مشائخہ) جیسے تہر عالم بھی شامل تھے۔ آپ نے اپنے اخلاق کو ایمان سے لوگوں کے دلوں کو صحت اور اسلام کو پھیلا یا نیز غلط قسم کے عقیدوں کے اثرات کو مٹائے۔ آپ کا مزار اربعہ میں ریح خلافت ہے۔

کر کے الہ آباد پہنچے۔ آپ کا الہ آباد ہی میں انتقال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مرجع خلافت ہے۔ انتقال کے کچھ عرصہ بعد آپ کی نعش الہ آباد سے پٹنہ و عظیم آباد آئے جہاں گھٹی اور وہاں آپ کو اپنے پیرو مشد حضرت شاہ مکن الدین عشق کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

سلطان سخی سردار

آپ کا نام سید محمد ہے اور سلطان سخی سردار لقب، ہر سی کوٹ دھان میں آباد ہوئے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ محاسن لاہوری آپ کے استاد تھے۔ غوث پاکؒ اور شیخ شہاب الدین سردارؒ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ غزائن کے حاکم کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ منہول نے آپ کو مع اہل و عیال قتل کر دیا۔ آپ نے سرائے میں جام شہادت نوش فرمایا۔ مزار شاہ کوٹ میں مرجع خلافت ہے۔

علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ

علامہ عبدالحکیمؒ ۱۸۸۸ء میں سیالکوٹ میں ولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شمس الدین تھا۔ مولانا سیالکوٹی نے مولانا کمال الدین کشمری و سترنیؒ کے واسطے سے انتساب علم کیا جن کے درس میں تین عظیم علمی شخصیتیں جسے ہمیں مثلاً فراب سعد اللہ خاں، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ اور علامہ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ سہاگیر نے تعریف کے لیے معقول جاگیر عنایت کی تھی اور شاہجہان نے آپ کو مدرسہ اکبر آباد میں مدرسہ اعلیٰ مقرر کیا تھا۔ شاہجہان نے ان کو ”ملک العلماء“ کے خطاب سے بھی نوازا تھا۔ انہیں کے مشرور سے شاہجہان نے غیر شرعی رسوم کو ترک کیا تھا۔ ایک طایفہ کے مطابق ۱۲۰۰ھ میں آپ مجدد الف ثانی سے بیعت ہوئے تھے۔ علامہ سیالکوٹیؒ کے کوفت ہوئے۔ آپ کا مزار منگل مرہ سے تعمیر کیا گیا تھا جسے مکہ گدی کے زمانہ میں نقصان پہنچا تھا۔ علامہ سیالکوٹیؒ کے نامور فرزند کا اسم گرامی حیدر اللہ ”العبید“ تھا۔ اور منگل زبیب عالمگیران کے علم و فضل کا بڑا قدردان تھا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے علامہ سیالکوٹیؒ کو ”آفتاب پنجاب“ کے خطاب سے نوازا تھا۔ علامہ سید غلام علی آزاد بگلگرامی مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کے متعلق رقم طراز ہیں:

”علامہ زمانہ اختیار زمانیان است، الحق و رهیق خرم و رمی مثل او از زمین ہند بہر قیامت“

عراق و شام اور ترکی کی متعدد درسگاہوں میں علامہ سیالکوٹیؒ کی تصنیفات داخل فہرست تھیں۔ حضرت خرم پاک کی تصنیف ”غنیۃ الطالبین“ کا نارسا ترجمہ سب سے پہلے علامہ سیالکوٹیؒ نے کیا۔ ۱۳۰۰ھ میں علامہ سیالکوٹیؒ نے ایک عظیم الشان مدرسہ اور مسجد بھی تعمیر کی تھی۔ تصنیفات، تعمیر قرآن، اصول فقہ و کلام، منطق، نحو اور معانی کے مضامین پر علامہ سیالکوٹیؒ نے کم و بیش ۲۲ کتابیں تصنیف کی تھیں۔

(سہ ماہی معتمدین مدرسہ اسلامیہ اڑیسہ فیروز خضر راجھی ۱۳۹۵، ۱۳۹۶ء)

انور شاہ کاشمیری

انور شاہ کشمیری کی ولادت دامری ولایت میں ہوئی
 دوران تحصیل دو نو پند ماہہ ضلع بارہ مولہ کشمیر میں
 ۱۹۰۱ء کو پندرہ سالہ عمر میں ۱۹۰۲ء کو کوہلو - بابا شیخ
 مسجد سرحدی انور شاہ کشمیری کے مدرسہ اعلیٰ تیس سال
 سال کی عمر میں فارسی کی بہت سی کتابیں پڑھ لائیں
 مولانا غلام محمد کوہلو پورہ سے عربی پڑھی۔ صرف دو
 سالوں میں صرف دو مجسمہ تارخ ہر گز ۱۳۵۲ھ
 میں اپنا وطن چھوڑا۔ ضلع جہلم سرحد میں مزید تعلیم
 حاصل کی۔ وہاں نیرنگی شہرت سی تو دیر بندہ پہنچ
 کر علم کی یہاں بھائی اور اپنے وقت کے شاہ ملاح
 محدث دہلوی کے معجزہ جانشین بنے۔ ۲۰ صفر ۱۳۵۲ھ
 کو آپ کا دس سال پرانا ۱۳۴۲ھ کے اداعر میں آپ کی
 شادی سادات لکڑہ میں ہوئی تھی جس سے تین
 فرزند اور دو دختر تولد ہوئیں۔

دو فرزندوں کے نام یہ ہیں :-

(۱) قیس شاہ کشمیری

(۲) انظر شاہ کشمیری

اساتذہ گرامی	اساتذہ گرامی	اساتذہ گرامی
انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری	انور شاہ کشمیری
مستقر شاہ	شیخ مستقر	مستقر خان
عبدالکبیر	شاہ عبدالکبیر	عبدالکبیر
عبدالغفار	شاہ عبدالغفار	عبدالغفار
پیر اکبر	شاہ محمد اکبر	پیر اکبر
پیر حیدر	شاہ محمد عارف	پیر حیدر
عارف باللہ	شاہ حیدر	عارف باللہ
بابا علی	شاہ علی	بابا علی
شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ	شیخ عبداللہ
شیخ مسعودی سرحدی	شیخ مسعودی سرحدی	شیخ مسعودی سرحدی
شاہ حیدر	سیکے	شاہ حیدر
میرمن شاہ قاسم	از اطلاق سرسید	میرمن شاہ قاسم
عبدالرشید	کرافتی	پیران شاہ
عبدالرحمن		ہرز
نقی اللہ		نور شاہ لکڑہ
عبدسلام		
محمد الدین		
عبدالرشید		
عبدالرشید		
نجمی اللہ		
نجم الانصاری		
حارث		
دولت		

باب ۳۲ شاہیر و صوفیاء بنگال و بہار

شیخ جلال سلطیؒ | شیخ جلال کے والد بہتر نام کا گرامی شیخ محمد ابراہیم تھا۔ آپ کی والدہ سادات بخاری سے تعلق رکھتی تھیں اور مخدوم سید جلال الدین سرخ بخاری مدظلہ اویں شریف کا صاحبزادی تھیں۔ اسی سلسلے سے سید احمد کبیر سہروردیؒ شیخ جلال کے ماموں تھے۔ سید احمد کبیر سہروردیؒ اپنے والد سے بیعت تھے۔ شیخ سید جلال الدین حیدر سرخ بخاریؒ کے چار فرزند تھے (۱) سید علی (۲) سید جعفر (۳) سید محمد غوث (۴) سید احمد کبیر سہروردیؒ۔ شیخ جلال سلطیؒ مجبور کو نیائی کہلاتے تھے وہ ترکستان کے قہر گرنہ کے رہنے والے تھے۔ آپ کی وفات ۱۲۰۲ھ قمری ۱۸۱۸ء بمطابق ۱۲۲۰ھ کو ہوئی۔ آپ کا مزار سلطی میں مرجع خلافت ہے۔

مولانا شرف الدین توامہؒ | مولانا شرف الدین توامہؒ شیخ شرف الدین بیکلی منیریؒ کے خسرو مرشد تھے۔ مولانا شرف الدین توامہؒ ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۲۶۶ء میں دہلی میں قیام پذیر تھے۔ ابو توامہؒ کی وفات ۱۲۵۵ھ بمطابق ۱۲۶۶ء میں ہوئی۔ آپ سارنگاؤں بنگال میں مدظلہ تھے۔ آپ کی دختر نیک اختر بی بی بیوا داس سے حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بیکلی منیریؒ کا عقد ہوا تھا۔ جن کی صاحبزادی کا نام بی بی بارکہ تھا جن کا عقد مخدوم سید وحید الدین منیریؒ شہمدی چلہ کش سے ہوا جن سے ان کی نسل جاری ہوئی۔

حضرت شاہ علی بٹاردیؒ | حضرت شاہ علی بٹاردیؒ کا شمار بنگال کے قدیم صوفیائے کرام میں ہوتا ہے۔ وہ بٹارہ کے شہزادہ تھے۔ ۲۰ اولیاء کے ساتھ بنگال وارد ہوئے شاہ جلال سلطیؒ بھی آپ کے ساتھیوں میں تھے۔ ۲۸۵ھ بمطابق ۱۲۹۷ء میں چلہ کشی کر دروازہ بند کر لیا۔ ۴۴۰ھ وفات کے بعد دروازہ کھلا تو دراصل چوچکا تھا۔ آپ کا مزار نواح ٹھاکر پور میں مرجع خلافت ہے۔ مزار کی تعمیر ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

۱۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۱۳۶ ۲۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۴۵

۳۔ تذکرہ صوفیائے بنگال صفحہ ۲۶۱

شیخ علاء الدین علاء الحق بن اسعد لاہوری شیخ النسیب ہاشمی تھے۔ سلسلہ
نسب خاندان ولید سے ملتا ہے۔

انہی سراج کے خلیفہ تھے آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار پٹوہہ دیگمال ہی میں جمع خلائق
 ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے ۱، شیخ نور قطب عالم ۲، شیخ انور مخلصا دین اشرف جہانگیر شہرہ کے۔
 حضرت اشرف جہانگیر سنائی کے نام کا نام خواجہ احمد سیوی تھا۔ آپ کی وفات ۷۶۲ھ میں ہوئی۔

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزی

مخدوم شیخ جلال الدین تبریزی ایرانی النسل تھے۔ لقب ابوالقاسم تھا۔ شیخ ابوسعید
تبریزی سے بیعت کی۔ بعد ازاں شیخ شہاب الدین سہروردی سے بھی بیعت ہوئے کہتے ہیں کہ شیخ
جلال نے اپنے پیر مرشد کی بڑی خدمت کی۔ مرشد کے حسب ہدایت شیخ ذکر یا نعتانی اور جلال الدین
تبریزی ہندوستان آئے۔ شیخ بہار الدین ذکر یا نعتانی آگئے اور جلال تبریزی وہیں آکر حضرت
بختیار کاک سے ملے۔ وہ ملی میں شیخ نجم الدین کبریٰ کے جوارہ کو نماز پڑھائی اور بارہا چلے آئے۔
کچھ دنوں کے بعد عازم بنگال ہوئے۔ پنڈوہ میں ارشد و جلالت کا بازار گرم کیا۔ ۶۲۵ھ مطابق ۱۲۲۵ء
۱۲۶۲ء میں وفات پائی بعض نے سن وفات ۶۲۲ھ / ۱۲۲۵ء لکھا ہے۔

میں احمدی ابوالعلائی نے شیخ جلال تبریزی کے مزار پر حاضری دی تھی وہ آنکھوں کو
حال اس طرح بتاتے ہیں کہ وہ پہلے انارپور جہانپور میں شہزاد جہانگیر کے مزار پر حاضر ہوئے۔ ان
کے بارے میں ایک کہانیت بہت مشہور ہے۔

چڑھے گھوڑا آڑا تے باز چہر شہزاد کا شہباز

کی شہزاد اور پرنسپے۔ اور یہ سے بیل گاڑی پر پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے۔ پنڈوہ مالوہ کے
شمال مشرق میں، ریل کے فاصلہ پر ایک ویران شہر گدگھنوتی اسے ۲۰ میل کے فاصلہ پر
واقع ہے۔ حاجی ایسا شمس الدین شاہ نے ۱۲۵۵ء میں گدگھ کے بھلائے پنڈوہ کو پایہ تخت بنایا۔
۱۲۵۵ء میں گدگھ بنگال کا دارالحکومت بنا۔ اس وقت وہاں مرفی مسجد اور مینار تیار ہو چکی تھیں۔
سکندر شاہ نے ۱۲۵۵ء میں اس کی بنیاد رکھی تھی۔ گدگھ کی طرح آج پنڈوہ بھی ویران ہے۔ کہا جاتا
ہے کہ گھنوتی شہر ہم آکرم میں آباد تھا۔ ۱۱۹۱ء میں قطب الدین ایک کے ایک جنرل بختیار خلجی
نے اسے تباہ کیا اور گھنوتی کو صدر مقام بنایا۔ یہ ۲۰ برس تک بنگال کا صدر مقام رہا۔ مخدوم جلال

۱۱۳۳ھ میں گدگھ صوفیائے بنگال مخدوم ۱۱۳۳ھ میں مذکورہ جلال الدین تبریزی از حسین الدین احمد شمس

ابوالعلائی صفحہ ۲ تا ۴۴

تبریزی کا پلہ بائیس ہزاری درگاہ بکلتا ہے جس میں تقریباً ایک لاکھ بیگھر زمین وقف تھی۔ آپ کا
مزار گنائی آسام اور بھارت کے نزدیک اس بڑی پہاڑی پر واقع ہے جس کو چوک یا ادچوک
بھی کہتے ہیں۔ ایک غار کے اندر مزار ہے۔ قبر کا نشان موجود ہے۔ چاروں طرف پتھر سے نشان ڈالا گیا ہے
اب وہاں ایک سادہ و درجنہ ہے۔ وہاں پہنچنے پر پہلی پہلی ہیں۔ اس کے سر پہ حاجی ابراہیم کا مزار بہاؤ
کے ادب ہے جس کا نام سبھو باری ہے یہ مقام گرائی سے ۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مزار پختہ ہے۔
دو دروازے رگ زیارت کھاتے ہیں۔ سید محمد متولی درگاہ کا شجرہ یہ ہے سید محمد بن سید یونس بن
سراج بن کریم احمد بن کفیل بن سید عبداللہ بن اول درگاہ بائیس ہزاری۔



ملک یونیس بار ایٹ لار

موریہ ہار ملک یونیس بیرسٹر کی جامع و وسعہ گیر شخصیت پر ہمیشہ ناز رہا ہے۔ وہ ایک بڑے قانون دان ہی نہیں بلکہ ممتاز سیاسی لیڈر اور صحافی تھے۔ آپ کی ولادت ۱۸۸۶ء میں موضع سلیم پور پلاواں میں ہوئی جو شہر پٹنہ سے جنوب مغرب کی طرف ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ کے والد امجد علی حسن مختار تھے اور بھائی ملک یوسف بیرسٹر تھے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم مدرسہ میں ہوئی۔ پٹنہ کالجیٹ اسکول سے ریٹرنک پاس کیا۔ سرزا پور یونیورسٹی کے ملک عبد الباقی کی دفتر سے ۱۹۰۶ء میں متحدہ ہار ۱۹۰۶ء میں قانون کی اعلیٰ ڈگری کے لیے عازم لندن ہوئے۔

بیرسٹری کی تعلیم مکمل کر کے ۱۹۰۶ء میں ہندوستان واپس آئے۔ حکومت ہائی کورٹ میں جج شری کی بعد از اس پٹنہ ہائی کورٹ میں وکالت کر کے اسی شہرت حاصل کر لی کہ ہندوستان کے ممتاز قاضیوں کے قانون دان شمار ہونے لگے۔ جب آسٹریگی حاصل ہوئی تو ریاست میں ہی حصہ لینا شروع کیا اور بہار کی جنگال سے علیحدگی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا جس کے سربراہ سر علی امام تھے۔

بہار جنگ میں ایسوسی ایشن کے بارہ سال تک سیکریٹری رہے۔ آپ بہار اسٹوڈنٹ یونین کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ موریہ ہار کی ملیحدگی سے جنگال مسلم اکثریتی موریہ بن کر ابھرا جو آخر کار آزاد بلکلہ ریش پر منتقل ہوا۔ بلاشبہ جنگالی مسلمانوں کو یہ تہہ سر علی امام اور بیرسٹر یونیس ملک کی کوششوں کی وجہ سے منت ہے۔ آپ تین بار ریٹیر میونسپلٹی کے کونسلر منتخب ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں کانگریس کے سالانہ جلسہ لاہور میں بہار کی نمائندگی کی۔ بعد ازاں کانگریس سے گاندھی کے عدم تعاون کی تحریک سے اختلاف کرتے ہوئے علیحدگی اختیار کی۔ ۱۹۱۷ء میں امپریل کونسل کے رکن منتخب ہوئے۔ کئی بار بہار واریٹیر کونسل کے رکن مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۶ء میں انہوں نے انڈین نیشنل پارٹی بنائی اور ۱۱ نشستیں حاصل کیں۔ اس طرح آپ موریہ ہار کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ واضح رہے کہ اس زمانہ میں موہانی وزیر اعلیٰ کو وزیر اعظم

رہے۔ جلا الملک ۱۹۹۹ء مئی ۳۹ء تا ۲۰۱۱ء دیر اعلیٰ ملک بیرسٹر یونیس ہار وزیر اعلیٰ کراچی

ہی کہتے تھے۔ آپ نے اپنے عدلیہ حکومت میں چند نمایاں کارنامے انجام دیے مثلاً دوا صوبہ بہار میں اردو کو سرکاری زبان کا درجہ دیا جو آج تک قائم ہے جبکہ لڑائی میں اردو سرکاری زبان نہیں ہے (۲) آپ نے مسلمانوں کے لیے ایک مرکزی ادارت شریعہ کا سرکاری ادارہ قائم کیا تاکہ مسلمانوں کے شرعی مسائل مثلاً نکاح طلاق اور وراثت کے متعلق فیصلے کیے جا سکیں جس کا مرکز آج بھی پھولادری شریف میں ہے جن کے فیصلوں کو حکومت تسلیم کرتی ہے۔ (۳) کاشتکاروں کو حق ملکیت عطا کیا گیا اور (۴) پندرہ ہائی کورٹس اور بہار کونسل کی شریعت عبادت برپائی۔ آپ نے پندرہ ٹائٹس کے نام سے اپنا اختیار بھی نکالا جو بہاری مسلمانوں کا انگریزی زبان میں واحد اختیار تھا۔ (۱۹۳۳ء میں راج کی معاونت حاصل کی اور بیرون ممالک کا دورہ کیا۔ آپ نے بہار میں پرائمری سٹیڈیو کے کا نظام چلایا جو ہند میں پہلی مثال تھی لیکن حکومت نے اس پر قبضہ کر لیا۔ متہ مرید ہی رہا تھا کہ ملک پر فرس ۱۹۵۵ء میں ۱۲ مئی کو لندن راہی تک دم ہر وہ ہر ایک دور قبرستان لندن میں مدفون ہیں۔



اَنَا اَنْزَلْتُ فِيْ رُلَيْلِ الْاَلْقَلِ

بلاشبہم نے اُنارا اس قرآن کو شب میں (القرآن)



حسین شہید بہروردی

حسین شہید بہروردی ۸ ستمبر ۱۸۱۴ء کو بنگال کے قصبہ بنارپور میں پیدا ہوئے۔ حسین شہید کے پردادا کا بل میں تھے اور ان کے دادا برصغیر کے نامور ترین افراد میں تھے۔ ان کے نانا عبید اللہ العبدی غری، نازکی کے زبردست عالم تھے۔ بہار العلوم ان کا لقب تھا۔ حسین شہید بہروردی کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سمر زاپہ حسین بہروردی تھا جو اپنے زمانہ کے مایہ ناز میر مرثیہ تھے۔ وہ کلکتہ یونیورسٹی میں ایک فیکلٹی کے ڈین بھی رہے۔ اور کلکتہ نال گورٹ کے جج بھی رہے۔ حسین شہید بہروردی کا والد محترم، عجم خٹہ شتر بانو بہروردی اور دو اور فارسی زبانوں کی زبردست عالم تھیں۔ وہ اپنی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے سیکرٹری گریجویٹ کا امتحان پاس کیا تھا۔ کلکتہ یونیورسٹی میں ایم اے فارسی کا ممتحن مقرر کیا گئیں۔

تصنیفات

(۱) آئینہ معبرت

(۲) کوکب ہندی

ان کی دونوں تصنیفات کا بڑی شہرت ہوئی اور برصغیر ہند میں دور دور تک دھوم مچ گئی اور ان کی دونوں کتابیں عوام میں بہت مقبول ہوئیں۔ حسین شہید بہروردی کے ماموں عبداللہ الماسون بہروردی بنگال کے زبردست سیاست دان تھے۔ اس لیے یہ بھی سیاست میں ابھریے اور نام پیدا کیا۔

خان بہادر حاجی چودھری محمد بخش ایم ایل سی رئیس کیٹھار پور تھ بہادر

آپ ان فوجی قسمتوں میں ہیں جنہیں قدرت نے دولت، عزت اور شہرت کے ساتھ ساتھ مذہبی گناہوں، فحش صحبت، نوین دنیا کی نعمتوں سے بہرہ ور کیا ہے۔ آپ حکومت کے وفادار تھے۔ کے ساتھ ساتھ ملک و قوم کے سچے بیخود تھے۔ حکومت نے ان کو خان بہادر کا خطاب دیا تھا۔ آپ نے جج کی سلطنت بھی حاصل کی تھی۔ آپ نے اپنے صاحبزادوں کی تربیت اسی طرح کی کہ وہ ان کے سچے جانشین بن سکیں۔ آپ کے بھٹے صاحبزادے مسٹر جمیل الرحمن انجیلڈ سے بیرونی تعلیم حاصل کر کے وطن واپس آئے تو وہ اپنے والد کی تمام خصوصیات سے متصف تھے۔ آپ کا اخلاق گرماد تھا۔ ہر ایک باوریں لیا وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا۔ آپ نے سیکولر تعلیموں، بیرونی اور نادری طلبہ کی اعانت کی اور بیسیویں تعلیم کا اہل قائم کیا۔ اس کے باوجود لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کا آمدنی کا کاروبار اور اسٹیٹ آپ کے ہاتھ میں رہا۔ آپ ہر غریب اور امیر کے ساتھ اسی انکساری رویے سے نفس سے ملتے تھے جو آپ کی امتیازی خصوصیات ہیں۔ کاروباری مشغولیتوں کے ساتھ ساتھ قیادت اور ادب و ملاقت آپ کے عہدہ میں داخل ہوتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں کی اصلاح کی اور شادی بیاہ کے رسم و رواج کے اختلافات کو کم کرنے کی تلقین کی اور اپنی دختر کا نکاح بھی بڑی سادگی سے کیا۔ آپ نے جیسز میں صرف ایک جگہ قرآن، ایک جگہ نماز اور چند پابندیوں اور چند کلمات و نصائح ملکہ کو اپنی خدمت ملکہ کے حوالہ کیا جس سے ان کی روشنی خیالی کا اندازہ ہوتا ہے۔

پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری

پیر سید جماعت علی شاہ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید کریم شاہ تھا۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۵۶ھ
 ۱۲۵۶ھ میں علی پور سیال ضلع سیالکوٹ پنجاب میں ہوئی۔ آپ نجیب المشرقی سید اور صاحب شیراز کے
 حضرت سید محمد یارون (خطیب شیرازی) کی اولاد میں تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت
 علی بن ابی طالبؑ سے آپ نے حافظ شہاب الدین کنہری سے قرآن حفظ کیا اور مولانا غلام تاج پوری
 اور مولانا فیض الحسن بہار پوری سے کسب علم کیا۔ بچپن میں مولانا سید محمد علی رنگیری ناظم ندوۃ العلماء سے
 بھی استفادہ کیا۔ مولانا احمد حسن کانپوری سے بھی دو سال نامہ لکھنے پانی پتی سے بھی فیضیاب ہوئے۔
 حدیث کی سند مولانا امیر الحق بہار پوریؒ اور مولانا افضل الرحمن گنج مراد آبادی سے حاصل کی۔ سلاسل
 فقہیہ میں خواجہ نمبر محمد بابا جی دھرم شریعت اسکے مرید بنے اور مضافت و اجازت حاصل کی۔ آپ نے
 ہندوستان میں تحریک کے خلاف تبلیغی مراکز قائم کیے۔ مسجد شہید گنج کی تحریک میں آپ کو امیر ملت کا
 خطاب ملا۔ برصغیر میں آپ کے لاکھوں مرید ہیں۔ آپ نے تحریک پاکستان میں بھی بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۴۷ء
 میں سلطان عبدالحمید شاہ کی اہل پرہیزگار ملیے قندھار میں چھ لاکھ روپے جمع کروائے۔ علیگڑھ کالج
 قندھار میں بھی آپ نے لاکھوں روپے دوائے۔ علامہ اقبال آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ پیر سید جماعت علی
 شاہ صاحب ایک دفعہ انجمن حمایت الاسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کی صدارت کر رہے تھے کہ علامہ اقبال
 مولانا کے قہوں میں بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا اقبال جس کے قہوں میں ہوا ہے اور کیا چاہیے۔ آپ نے کہا اہم
 ۵۰ بار مج کی سعادت حاصل کی۔ آپ نے لاہور میں مختلفہ میں انجمن نظام الصوفیہ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا
 سنی کانفرنس بنارس میں آپ بہ حیثیت سرپرست شریک ہوئے۔ اہل عرب آپ کو "ابو العرب" کے لقب
 سے یاد کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۲۶ ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ ۱۲ اگست ۱۹۵۴ء میں ہوا۔ آپ کا مزار علی پور سیال میں
 مرجع مدائن ہے ہر سال عربین پر ہزاروں عقیدہ مند شریک ہو کر شراب دارین حاصل کرتے ہیں۔

تصنیفات ۱) خواجہ شمس الدین ۲) بیان طریقت ۳) اخلاص مرشد ۴) مرید صادق۔ انکے علاوہ
 فیضیت، تجدد، ایک مثلاً، تحریک بنایا۔ ایک سالہ فضائل مدنیہ طیبہ پر لکھا۔ آپ شاعری بھی فرماتے تھے۔

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوریؒ

مولانا سید دیدار علی شاہ محدث الوریؒ جو غیر متعصب کے متنازعہ محدث تھے مسلک اہل سنت کے فردِ شمس کے لیے آپ نے پنجاب میں بڑا کام کیا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید نجف علی تھا۔ مولانا سید دیدار علی محدث زاب پیدہ ریاست الوری میں ۱۲۸۵ھ میں ولد ہوئے۔

آپ کے اجداد شہد سے اودھ کے خطہ بگلام آئے پھر اودھ منتقل ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا مولانا سید ناز علی الوری سے حاصل کی پھر دہلی پہنچے۔ شاہ کرامت اللہ دہلوی سے درسیات کی تکمیل کی۔ اصول فقہ و عقائد کے تعلیم مولانا سید ارشد حسین رامپوری سے حاصل کی آخر میں مولانا احمد علی محدث بہار پوری کی خدمت میں پہنچے جہاں مولانا ذبی احمد محدث سورتی احمد پیر سید علی شاہ گڑھی قلندہ میں شامل تھے۔ مولانا احمد محدث سورتی اور مولانا دیدار علی شاہ کو حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی سے اجازت و خلافت حاصل تھی۔ پنجاب میں شہیت کی نشاط اٹانیر کا سہرا سید دیدار علی محدث الوری کے سر پر تھا ہے۔ آپ نے ۱۳۴۲ھ میں دارالعلوم حنبلیہ خاٹن کی بنیاد ڈالی اور مادم آخر اس مدرسہ میں علوم و فنون کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ کے صاحبزادہ علامہ ابو الحسنات لاہوری اور مولانا ابوالبرکات نے ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ کو آپ کے وصال کے بعد ہی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور آج بھی یہ دارالعلوم علامہ سید محمود احمد رضوی کی سرپرستی میں مسلک اہل سنت کے فروغ میں مشغول و مصروف ہے۔



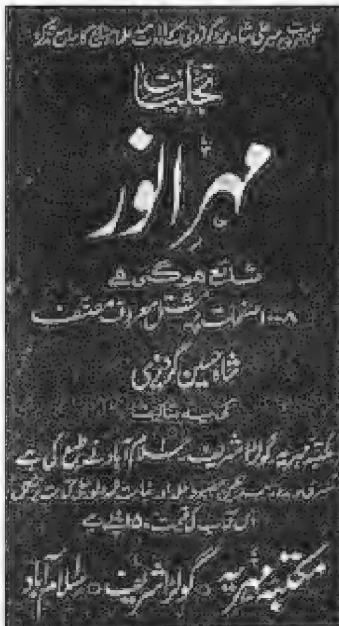
حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑا شریف،

پیر صاحب کی ولادت یکم رمضان ۱۲۴۵ھ کو ہوئی۔

آپ کا شیخو نسب ۲۵ واسطوں سے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور ۳۶ واسطوں سے شیخ مہر علی جیلانی کے ذریعہ نام تک پہنچا ہے۔ آپ علم و تقویٰ کا بنا پر بزرگ و پیر ہند میں مجدد و ولی سمجھے جاتے ہیں، علم قرآن اور کوصاف طریقت میں مشہور ہیں۔ ۱۲۹۵ھ میں جب محدث سورتی بہار خیر میں مولانا احمد علی صاحب سند لیتے پہنچے تو پیر سید مہر علی شاہ بھی ان کے دربارِ حدیث میں شامل تھے۔ دونوں اصحاب علم و فضل سے مسکابل سنت کی ترقی و اشاعت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کوشاں رہے۔ آپ کے ارسال کی عمر میں ۲۹ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۶ء کو اہم فلاح کا ورد کرتے ہوئے وفات پائی۔

تصانیف

- (۱) تحقیق الحقی کلمۃ الحق
- (۲) شمس الہادی فی اثبات حیات امیر
- (۳) صفت جنتیائی
- (۴) اعلیٰ کلمۃ اللہ فی بیان ما آتی فی پیر پیر اللہ
- (۵) انترجات الصمدیہ
- (۶) تصفیہ رابین سخا و شیعہ



۱۔ محدث سورتی صفحہ ۲۶۲

۲۔ محدث سورتی صفحہ ۲۶۱

پروفیسر سلیمان اشرف بہاری

پروفیسر مولانا سلیمان اشرف بہاری محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل تھے۔ علوم دینی و دنیوی پر گہری نگاہ کے سبب علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے کچھ عرصہ تک پروفیسر اور پھر مولانا سید سلیمان اشرف ۱۹۵۷ء میں موضع میر داوڑ ضلع گجرات بہار میں لکھ گچھ تھے۔ وہ بہار کے مراد سیکولر سے تعلق رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد شہید محمد عبداللہ سے حاصل کی جو جامعہ صفات برکات تھے۔ مولانا محمد اسحاق خاں سے بھی درس لیا۔

مولانا جہانگیر جوہری سے منطق اور فلسفہ کا درس لیا۔ بعد ازاں جلی صیبت اگر محدث سورتی سے کسب علم کیا۔ ان کے پاس ایک سال قیام کیا۔ اس دوران برصغیر کو اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کی مدد میں بریلی جاتے رہے۔ محدث کی تلمیذ بر اعلیٰ حضرت نے اپنے ہاتھ سے آپ کے سر پر دستار نصیبت بہاری اور اجازت و خلافت سے نوازا کیا۔ مولانا اکرام علی حضرت سے بے پناہ عشق تھا۔ اپنے اتاد کے دربار سے جو چیزیں تدریس کا ہتھیار بن گئیں، ان میں سے کچھ دینیات سے تھیں، استاد و ابنز بہے علی گڑھ یونیورسٹی میں بد نماز محمد حبیب قرآن کا سلسلہ شروع کیا جس میں متعلمین اور اساتذہ سب شریک ہوتے۔ مولانا کی علی گڑھ یونیورسٹی سے وابستگی اس وقت گویا کڑا لہجہ بات تھی۔ مولانا نے اس صوبہ کا تمام نوجوانوں میں حمد لیا۔ ۱۳۱۷ھ میں بمبئی کے مقام پر ابو الکلام آزاد سے حرک مولائیت اور فوج کاؤ پر پابندی کے متعلق مناظرہ میں مولانا کو تاریخی شکست سے ہٹا دیا گیا۔ مولانا کثیر التصانیف عالم دین تھے۔ مشہور کتابیں یہ تھیں۔ السیور، النور، اخیر صوبہ شہری اہست بہشت پر طویل مقدمہ آپ کے تلامذہ میں ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری، پروفیسر رشید احمد صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ مولانا کا حال ۲۵ اپریل ۱۹۷۱ء کو ہو گیا۔ آپ علی گڑھ میں مدفون ہوئے۔

مولانا ظفر الدین بہاری مولانا ظفر الدین بہاری ولد عبدالرزاق ۱۳۲۱ھ میں مولانا کو موضع سیرہ عظیم آباد میں قلمبدرے ۱۳۷۱ھ میں مدرسہ حنفیہ پٹنہ میں داخلہ لیا اور محدث سورتی کے تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۳۸۱ھ میں مولانا شاہ احمد حسن سے منطق پڑھی۔ مولانا عبد اللہ آبادی اور ڈاکٹر عبدالرزاق

کا پوری سے کسبِ علم کیا۔ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کو فاضل بریلوی سے ارادت و خلافت حاصل تھی۔ مولانا مایہ ازاد کس اور صفت تھے ۷۹ سال کی عمر میں ۱۹ جادی الآخر ۱۳۸۲ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو وفات پائی۔ آپ کے تلامذہ کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ چونکہ اردو کے ممتاز ادیب و محقق اور ملی گشتِ مسلم بریلی تدریسی کے سابق صدر عربی و فارسی آئینہ آرزو آپ کے فرزند ارجمند ہیں۔

تخصائیت : (۱) جامع الزمری شریعت صحیح بخاری چھ جلد

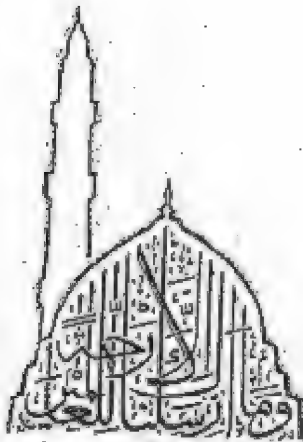
(۲) مہیات اعلیٰ حضرت ۳۰ جلد

(۳) ترجمہ حسان الخیرات

(۴) اعلیٰ حضرت کی تخصائیت کا مجموعہ

(۵) تنویر الراج فی ذکر العراج و غیرہ

مولانا کی تصنیفات کی تعداد شمار ہے۔



صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی

آپ ستائش مطابقت ۱۸۸۳ء میں مراد آباد میں تولد ہوئے۔ آپ کے صحت اعلیٰ تھیں۔
 میں شہید سے ہندو دارو ہرے تھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم دین کی تمام سرچہ کتابیں
 پڑھیں اور دور حدیث کی تکمیل کرانا محمد گل سے کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے تبلیغ دین
 کا کام شروع کیا۔ مناظروں میں آپ کو مدلول حاصل تھا۔ آپ نے آریہ سماج کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ
 نے مراد آباد میں جامعہ نعیمیہ قائم کیا بلکہ ہندوستان میں مدارس کا جال پھیلا دیا۔ آپ نے السواد اعظم
 نامہ بھی جاری کیا اور متعدد کہیں بھی تعینات فرمایا جن میں تقریر قرآن خاص طور پر قابل ذکر
 ہے۔ آپ نے سب سے پہلے ۱۹۱۲ء میں ہندوستان میں روزی فکری پیش کیا جس کے پیش نظر
 ۱۹۱۳ء میں علامہ اقبال نے صدارتی خطبہ میں اس کا برملا اظہار کیا۔ ۱۹۳۸ء میں پٹنہ کے اجلاس میں
 قائد اعظم نے بھی اس حقیقت کا واضح شگاف الفاظ میں ذکر کیا۔ تقسیم ہند کا یہ قصور و لائے ۱۹۴۷ء
 میں اپنے مقالہ میں دوبارہ پیش کیا آخر کار ۱۹۴۹ء میں مسلم لیگ نے لاہور کے سالانہ اجلاس میں
 قرارداد پاکستان منظور کر لی۔ آپ نے ۱۹۴۶ء میں بنارس میں اکی انڈیا سٹی کانفرنس منعقد
 کی جس میں بدینہ کے تمام جید علمائے شریعت کی۔ آپ کے تلامذہ میں مندرجہ ذیل علماء مشہور و معروف
 ہیں۔ (۱) مفتی احمد رضا (۲) پیر کرم شاہ الاناری (۳) مولانا عبد اللہ نعیمی پیر لری (۴) مفتی
 محمد عمر نعیمی (۵) سید احمد ابوالبرکات (۶) مولانا یونس نعیمی (۷) مولانا حبیب اللہ محدث (۸) مفتی
 محمد حسین نعیمی (۹) علامہ شاہ احمد نوائی۔

آپ کے تلامذہ نے پاکستان میں بھی مدارس کا جال بچھا دیا جن میں جامعہ نعیمیہ لاہور
 اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

۱۸ روزی الحجہ ۱۴۲۶ھ میں اس دور کے عظیم ترین فاضل نے وفات پائی۔

(مقالہ سید سید از مولانا غلام رسول سعیدی ص ۶۶۹)

علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی

حق تعالیٰ اعظم پاکستانی علامہ ابوالبرکات سید احمد اشرفی بن سید ولی علی شاہ بن سید نجف علی شاہ مدینہ
الورین تولد ہوئے۔ آپ کا علمی تعلق سادات رضوی سے ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان گئے۔
آپ کے استاد مولانا علامہ ظہور الدین اشرفی تھے جنہیں میں سو گری اسلامی علوم و فنون کی تعلیم آپ نے علامہ سید نعیم الدین
مراڑ آبادی سے حاصل کی۔ علامہ مدینہ آپ نے مدرسہ مراڑ آباد سے سند حاصل کی۔ علامہ ۱۹۱۱ء میں حضرت مولانا
احمد رضا خاں بریلوی سے آپ کی خلافت و اجازت ملی۔ علامہ مدینہ والد صاحب کے انتقال کے بعد آپ نے
دارالعلوم حنبلیہ الاحناف کا انتظام نبھالا۔

تصنیفات | متاخرہ توحید، فتح البیہ، منہار العقائد، دیکس العقائد، مسائل و فروع تاملیہ و فروع
کا کمانہ۔ آپ کا وصال ۲۰ فروری ۱۹۷۵ء کو ہوا۔
تذکرہ علامہ سید احمد کاظمی | آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی سید محمد بن سید احمد تھا۔ آپ مرویہ
در مراد آباد میں علامہ مدینہ سے تولد ہوئے۔ آپ کا نسب حضرت امام مکی کاظم سے ملتا ہے۔ آپ
نے آپ سادات اہل بیت سے نہیں۔ آپ نے مدرسہ بحر العلوم شاہ جہانپور میں تعلیم حاصل کی اور اپنے بڑے
بھائی سید محمد عقیل کاظمی سے بھی درس کیا۔ دستار بندی کے وقت حضرت شاہ حسین اشرفی کچھو چھو ہندوستان
مراڑ آباد سید نعیم الدین مراڑ آبادی موجود تھے، شاہ اشرف حسین اشرفی نے آپ کے سر پر دستار باندھی۔ آپ قیام
پاکستان کے بعد مدائن میں مستقل قیام پذیر ہوئے اور دیکس قرآن دیا تاکہ پرمقائد محلہ بھی ہوا تھا جس میں آپ
مفتیہ موجود ہو گئے تھے۔ آپ نے مدائن شہر میں مدرسہ عربیہ انوار العلوم کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک عظیم الشان
مدرسہ میں تبدیل ہو گیا۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی کے دستِ حق پرست کو کہ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ سے
زیادہ ہیں۔

مولانا مفتی سید محمد افضل حسین آراء بہار

علامہ مفتی سید محمد افضل کا نسب نامہ

”سید محمد افضل حسین بن میر سید علی بن میر سید خیر علی بن میر سید منصور علی
سید محمد افضل سب سے پہلے دہلی کے موضع لڑا ضلع آگرہ صوبہ بہار میں ۱۳ اردو سال ۱۳۰۳ مطابق ۱۳ جون
۱۹۱۹ء کو تولد ہوئے۔ آپ جنینی مادیات کے چشم و چراغ ہیں۔

علوم اسلامیہ کی تحصیل

آپ نے کئی کئی نظامی مدرسے میں انفرادی و گروہ بہار، شمس العلوم دہلی، اور جامعہ رضویہ
منظر اسلام بریلی میں پڑایا۔

اساتذہ اکرام

مولانا محمد امین گدڑی، مولانا محمد ابراہیم آدوی، مفتی محمد ابراہیم سیدی پوری، مولانا مفتی ابراہار
حسین صدیقی ٹھٹھری، مولانا احسان علی ظفر پوری، شیخ المودعین علامہ مولانا مفتی نور الحسنین داسپوری اور
شیخ العسکری علامہ محمد حسین داسپوری وغیرہ۔

شعبان ۱۳۵۹ء مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی سے سند فقہانیت حاصل کیا اور
پہلا آبار بورڈ سے برلی کا امتحان فروع خود بخود میں پاس کیا۔

تدریس

جامعہ منظر اسلام بریلی میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ شیخ الحدیث، صدر مدرس اور مفتی رہے۔
بہار داں جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد سے شیخ الحدیث اور مفتی کی حیثیت سے منسلک رہے۔

بیعت و خلافت

۱۳۵۹ء مطابق ستمبر ۱۹۴۰ء میں مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں کے دست پر مصلح کامل قادریہ میں بیعت
ہوئے۔ ۱۳۵۹ء میں جامعہ منظر اسلام بریلی کے اجازت و خلافت ملی۔

۱۳۵۹ء میں سید صاحب نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ آپ اس لیگ کے مکتب ہیں۔

مولانا مفتی سید محمد افضل کی تصنیف ۵۵

حضرت سید شاہ نعمت اللہ ولیؒ کی پشین گوئیاں

سید نعمت اللہ شہر دہلی اور دہلی میں تھے۔ وہ بڑا دانا سکے رہنے والے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد سلطان محمد غوری کے دور میں ہندوستان وارد ہوئے اور اسی میں سکونت پذیر ہوئے۔ ان کے دادا سید شرف نے محل بادشاہ ہمایوں کے عہد میں منصب نقاشی قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کے والد سید علاء الدین کے خیر فطرت ہی میں فوت کر گئے اس لیے ان کے دوست راجہ خواں نے شاہ صاحب کی پرورش کی۔ تیرو ہرک کی عمر میں تمام فقہی سپہ گری میں طاق ہو گئے۔ شاہ نعمت اللہ عہد شاہجہاں میں وفات پا گئے۔ خان خانان شاہجہاں اور جلی اور بہاریت خان کو آپ سے بڑی حقیقت تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ شاہ نعمت اللہ ولیؒ کو بانی کے کشف و کرامات کا بڑا شہرہ تھا۔ احمد شاہ بہمنی نے شہرت کی کران کی خدمت میں ان کے سر پرست صاحب اللہ جنیدی کو سر شمس الدین قلی کے ہمراہ وکیل بنا کر روانہ کیا امدان کے دربار سے ان کے آنچ پر سمیت کی۔ شاہ صاحب نے اپنے فرید طاہر قطب الدین کو بانی کو اپنے مکتوب کے ساتھ احمد شاہ کے پاس بھیجا جس میں احمد شاہ کو "اعظم الشاہان شاہاب الدین احمد شاہ ولی" خطاب کیا۔ اس وقت سے احمد شاہ نے اپنے نام کے ساتھ ولی کا اضافہ کیا پھر خواجہ حال الدین سہرانی اور مولانا بیف اللہ حسن آبادی کو شاہ صاحب کے پاس بھیج کر درخواست کی کہ انہی اولاد میں سے کسی کو وہی معانہ فرمائیں اور عوام کو مدعا فی فیض بخشیں لیکن شاہ صاحب نے اپنے اکلوتے فرزند شاہ قلیل اللہ کی جگہ ان کو راز نہ کی بلکہ اپنے پوتے شاہ نور اللہ کو روانہ کر دیا۔ چنانچہ جب وہ احمد آباد بید کے قریب پہنچے تو احمد شاہ نے ان کا دالہ باز استقبال کیا اور جس جگہ ملاقات ہوئی تھی وہاں مسجد تعمیر کر کے اس جگہ کا نام نعمت آباد رکھا جو اب بھی قائم ہے۔ شاہ نور اللہ کو کنگ شاہ کا خطاب دے کر انہی راز ان سے بیاہ دی اور انہیں حضرت بندہ نواز گیسو دار احمدان کے اولاد پر فریت دی۔ سبب شاہ نعمت اللہ کا وصال ہو گیا تو ان کے بیٹے شاہ قلیل اللہ بھی اپنے دو فرزندوں شاہ حبیب اللہ اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ بید پہنچے۔ شاہ حبیب اور شاہ حبیب بھی احمد شاہ

ولی اور اس کے بیٹے شہزادہ عمار الدین جنہی کی لاکھوں سے بیاہ گئے۔ شاہ قلیل کے بارے میں دور آئیں
 ہیں ایک یہ کہ وہ اپنے وطن واپس چلے گئے دوسری یہ کہ وہ کن ہی میں فوت ہو گئے۔ آخری روایت
 درست ہے ان کا انتقال سنہ ۶۸۰ھ میں ہوا ان کے مقبرہ پر مغیث شیرازی نے خطاطی کی تھی اس کے
 قریب ہی تخت کربانی ۱۰۸۰ھ تک رکش عمارت تعمیر ہوئی۔ عمار الدین جنہی کے دور میں جب شاہ
 حبیب کا انتقال ہوا تو ان کے بعد ان کے چھوٹے بھائی شاہ صب اللہ سجادہ ہوئے جنہیں سلطان غلام الدین
 بہمنی کے بیٹے سلطان بہار الدین نے مخالفت کی بنا پر قید میں ڈال دیا لیکن وہ قید سے فرار ہو گئے۔ اور آخر کار
 قتل ہوئے۔ احمد شاہ دکن نے نوکریہ صرف کر کے شاہ نعمت اللہ کی کاشانہ مقصود تیار کرایا تھا۔

شاہ نعمت اللہ نے پیشین گوئی کے طور پر نادہی میں دو ہزار اشعار لکھے جو حرف بہ حرف
 پورے ہوتے۔ عہدِ برطانیہ کے بارے میں آپ لکھ فرمایا تھا کہ تبارہی کی حکومت سربراہ سے
 تباہ و برباد کرے گی، جس سے گھوڑا لارڈ کرزن نے ان کے قصیدہ کی اشاعت پر پابندی لگا دی تھی جنگ
 عظیم کے آغاز پر پھر اس کی اشاعت شروع ہوئی لیکن اس کے باوجود شاہ صاحب کے الہامی اشعار
 مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ رہے۔ ذیل میں ان کے چند اشعار ترجمہ کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) پارینہ قصہ شوم اندامو ہندو گیم
 پرانے قصے کو چھوڑ کر ہندوستان کے پیش آنے والے واقعات بیان کرتا ہوں۔

(۲) صاحبِ قرآن ثانی نیز آں گرگانی
 شاہی کشتہ شاہی چوں ظالمانہ
 صاحبِ قرآن ثانی اور شاہانِ گرگانی کی بادشاہت ظالمانہ ہوگی۔

(۳) عیش و نشاط اکثر گسرد جگر بن خاطر
 گم می کنند یکسر آں طرزِ ترکیانہ
 وہ عیش و نشاط کی محفل پر پائ کریں گے اور ترکیانہ طرزِ عمل چھوڑ دیں گے۔

(۴) رفتہ حکومت از ایشان آید بغیرِ ہماں
 اختیار کستہ داند از ضربِ جاکمانہ
 ان سے حکومت اڑائیں آید بغیرِ ہماں اختیار کستہ داند از ضربِ جاکمانہ۔

۵۱) بعد آں خود چرچنگ بار میں جاپان جاپان فتح یا بدر بنگ در میانہ
 اس کے بعد روس و جاپان کے درمیان جنگ ہوگی جس میں جاپان فتی بہ ہوگا۔
 (۶) سرحد جدا فانیہ جنگ باز آئندہ صلح کنندہ آمای صلح متاخر
 دونوں لڑائی ختم کر کے متاخر صلح کر لیں گے۔

خوش ہو گیا پر قسط نام کرنے کے لیے جاپان نے روس کے خلاف اعلان جنگ کیا اور وہیں
 کو ساحل کران سے دور ہٹا دیا۔ ۱۹۰۵ء میں روسی بحری بیڑے کو گرفتار کر لیا گیا پھر
 روس نے شلہ میں جاپان سے صلح کر کے اپنی سرحدیں جدا کر لیں۔

۵۲) طاغون و قحط بکھا کر وہ ہند پیدا یس عثمانیہ و ہر جا اقبالیہ
 ہند میں طاغون پھٹ پڑے گا اور قحط سے سلطان لہر اجل بن جائیں گے۔

۵۳) ایک نذر کہ آید ہرزلا و قیامت جاپان تباہ کر دے ایک نصف نذر
 ایک قیامت کا نذر کہ آئے گا جس سے جاپان کا چھٹا حصہ تباہ ہو جائے گا۔

خوش: ۱۹۰۵ء میں جاپان کے وہ شہروں کو گیر اور کر کا ہا میں قیامت خیز زلزلہ آیا تھا۔

۵۴) تا چار سال جنگ اقتدار عربی فاتح الف بکر و جیم خاستار

اس کے بعد یورپ میں چار سال تک جنگ عظیم ہوگی جس میں انگلستان و روس کے بیچ جیٹ پڑے گا۔

۵۵) جنگ عظیم باشند حق عظیم ساند یک صدوی یک ملک باشند شہانہ

اس جنگ عظیم میں قبل عظیم ہوگا اور ایک کوڑا ۲۱ لاکھ جانیں تلف ہوں گی۔

خوش: پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء اگست ۱۹۱۴ء کو شروع ہوئی اور ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء کو "سٹ پرینی

چار سال بعد بند ہوئی۔ برطانیہ کی حمایتی رپورٹ کے مطابق اس جنگ میں ایک کروڑ ۲۱ لاکھ
 سے زیادہ جان نقصان ہوا۔

۵۶) اظہار صلح باشند چر صلح پیش بندی بالستقل باشند میں صلح در میانہ

بظاہر صلح ہوگی مگر صلح دائرہ ہوگی بلکہ دوسری جنگ عظیم ہوگی (جیٹ ہوگی)

۵۷) ظاہر غرض لیکن پہلے کتہ سامان جیم الف مکرو و دسبہ ساند

دونوں بظاہر غرض ہوں گے مگر دوسری جنگ کی تباہی کو دیکھتے ہیں گے اور انگلستان

اور جرمنی کے درمیان لڑائیاں ہوں گی۔

۱۱۲) دیکھو جنگ جاپان جاپان لقا رہا تھا۔ نھانیاں بہ پیکار آئندہ جاپان
جب چین جاپان سے لڑا اور اس وقت نھانیاں بھی آپس میں برسرِ پیکار رہ جاتی تھیں۔
۱۱۳) پس سال بست و حکم آفاذ جنگ و عزم۔ ہنگ تھیں اولیٰ باشند بجا مانے
پہلی جنگ عظیم کے اکیس سال بعد دوسری جنگ عظیم شروع ہوئی جو پہلے سے زیادہ ہنگ

ہوئی۔

تیسرا دور دوسری جنگ عظیم ۱۹۳۹ء کو شروع ہوئی اور ۱۹۴۵ء کو ختم ہوئی۔

۱۱۴) امارہ ہندیاں چمک اٹھیں وادہ باشند۔ اعلیٰ ادا کی کہ باشند آں حلالہ
ہنداس جنگ میں انگلستان کے دھوکے کا گلاس بات سے عظم ہنگاس کی کی یہ دہے سو ہوگی۔
۱۱۵) اکلوتہ برقی جیہ اسلام حشر برپا۔ سادہ اہل حرفہ مشہور اس زمانہ
اس زمانہ کے مشہور اہل حرفہ حشر برپا کرنے والے اہل اسلام اور اکلوتہ برقی جیہ اربابو کر رہ گئے۔

۱۱۶) باشی اگر بہ مشرق شنوئی کلاسم مغرب۔ آید مسوہ شینی برطرز حشر شیانہ
اگر کم مشرق میں ہو گئے تو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ مغرب کے نیوی ٹھکانے مسودہ سنو گئے۔

۱۱۷) دوالف و دوس ہمین مانند شہ شیری۔ ہر الف و جیم اولیٰ ہم الف ثانیہ
امریکہ و انگلستان اور دوس چین باہم شیرو شک ہو گئے۔ اٹلی اور جرمنی۔

۱۱۸) باہری تیف مانند کہ غضب وادہ۔ تاکا کھرتھ یا ہذا کینہ و ہوسانہ
جاپان پر مل کر پہلی کڑوا چلائی گئے یہاں تک کہ دھوکے سے فتح پائی گئے۔

۱۱۹) این خردہ تاہر شش سال مانند ہر پیل۔ پس مردان بہرینہ از جا اڑائی ہوا
یہ جنگ پورے چھ سال تک دھوکے زمین پر لڑی جانے لگی اور سالوں کے بعد تکاپو نہ رہ جائیگی۔

۱۲۰) نھانیاں کہ باشند ہندستان سپاہ۔ تھم ہی بہ کارند از فرستی جاوہانہ
نھانیاں ہندوستان میں چھوڑ جائیں گے لیکن بدی کے بیچہ جو جائیں گے۔

۱۲۱) تقسیم ہند۔ دو دو حصے ہر چا۔ اسٹریٹ و نیچے پیا از کہ دانہ ہوا
جنگ تقسیم ہند میں ہو چلی گئی اور دو حصے زیرِ وجہوں میں بن گئے اور مختلف

پہلوں سے ان کے وہ بیان شکر بھی پیدا ہوئی۔

- (۲۲) مسلم شہر کی کشتہ آفتاں شروع ہوئیں اور از دست نیزہ ہندوں کی ایک قوم ہندوانہ ہندوؤں کی ایک نیزہ ہندو قوم کے ہاتھوں مسلم مار سے جا بیٹھے۔
- (۲۳) اندازاں شود براہ جاتلاو و جان مسلم خوں می شود و دانہ چون بحر بیکرانہ مسلمانوں کی جان و مال اندازاں ہو گا اور ان کا خون ندی کی طرح بہے گا۔
- (۲۴) بریکس ایں بر آید در شہر مسلمانان قہر کند مسلم بر ملک خاصانہ اس کے بریکس مسلمانوں کے شہر پر بھی ہندوؤں کا قبضہ ہو جائے گا۔
- (۲۵) از طلب پنج آبی خارج شود تباری قہر کند ہندو بر شہر جاہلانہ پنجاب سے ناری خارج ہو جائیں گے اور ان کی جاتلاو پر مسلمان قابض ہوں گے۔
- (۲۶) شہر عظیم باشد اعظم ترین قتل صدر بلا ہو کرل باشد نماز خدا سب سے بڑا اسلامی شہر قتل بنے گا اور ہر گھر میں کر بلا مچے گا۔
- (۲۷) در ہر مسلمان در پردہ یا رانیال امداد دارد باشد نماز چند نماز ہندو مسلمانوں کے در پردہ دشمنوں کے دست ہوں گے اور چھپ کر کانٹوں کی مدد کریں گے۔
- (۲۸) ایں قصہ میں انجیلین آتش و خون شظریں سازد ہندو بدرا مقرب فی زمانہ یہ قصہ دو عیدوں کے درمیان ہو گا اور ساری دنیا ہندوؤں کی مذمت کرے گی۔
- (۲۹) مارہ محمد آید یا تیغ یا سلطان سائنہ مسلم اس دم اتمام جاہانہ محمد میں مسلمانوں کے پاس طاقت آجائے گی اور مسلمان جاہانہ اتمام کریں گے۔
- (۳۰) بعد ازاں شود چو شورش دیکھ ہندو بدرا خان نمایاں دوم یک عزم فانیانہ اس کے بعد ہندوستان میں شورش برپا ہوگی اس وقت مظاہر چواک کا اعلان کرے گا۔
- (۳۱) نیز ہم عیب اللہ صاحب قرآن سن اللہ گیر حضرت اللہ شمس از میانہ اللہ کی طرف سے عیب اللہ صاحب قرآن اپنی تکرار پیام سے نکال کر بلند کرے گا۔
- (۳۲) از نادانان سرحد دوزیں چون مرتد بہر حصول مقصد آئندہ واپسانہ اس حد کے بہادر فائزوں کے خوف سے مرتد رازے گی جو اپنے عوام میں پکھے ہوں گے۔

- (۵۵) غلامی کفر سمجھو اور دینی شہادتیں
یہ چیزیں اوروں کی طرح دلق دات فکر کریں گے اور حق تو یہ ہے کہ انسان قوم تہیاب ہوگا۔
- (۵۶) کیا شہدائے حق ہم کو کیا دیں؟
انسانی روکٹی اور ایرانی غی کر قوم ہندوستان کو فتح کریں گے۔
- (۵۷) ہمشہر شہنشاہ بفرہ دین وایان
دشمنان دین مارے جائیں گے اور دین اسلام کا غلبہ ہوگا۔
- (۵۸) ادگی شش سو نے تیا کیے پور
گاہن کیونہ پور دنیا سنان ہر بیانیے گا جس کا نام گے سے شروع ہوگا اور چھوڑ پر شش ہوگا۔
- (۵۹) خوش کی شہر مسلمان از لطف وکی پیدل
خدا کے فضل سے مسلمان قوم خوش ہو جائے گی اور ہندوستان ہندو از رسم ہندو پاک ہند پاک باشد از رسم ہندو پاک۔
- (۶۰) ہچوں ہند ہم ہنر بہر سمت خراب کرد
ہند کی طرح یوں کی سمت خراب ہوگا اور سری ہالی ہوگا چھوڑے گی۔
- (۶۱) آں وہ الف کہ گفتہ ایک اشاعت کرد
اس کے لیے لکھم چھوڑے کی طرح ہوگا اور وہی انگلستان پر چھوڑ کر دے گا۔
- (۶۲) جیم شکست خورہ بالا میرا میرا
برخی دوس کے ساتھ مل کر تشریف اسلام تیا کرے گا۔
- (۶۳) کاہ الف چاں کہ نقطہ مد نماید
انگلستان مغز ہستی سے مٹ جائے گا۔
- (۶۴) تعمیر عیب ابد عزم خطاب کرد
اسے عیب سے مزا ملے گی یا عزم قرار پائے گا بلکہ مرزا اٹھائے گا۔
- (۶۵) دنیا خراب کرد باشندے ایمان
بے ایمان ماری دنیا کو تباہ کریں گے اور خود ہی جہنم کے نذر ہو جائیں گے۔

خوش: اہی اشاعت کی بنیاد پر لادو کران نے ان کی مطاعت منور قرار دی تھی۔

منظوم شجره

باب ۲۵

شجره زری الواسطی از حضرت علی تأسید ابو الفرج واسطی

مقدمه: این شجره از کلام شجره در ۱۱۲۵ بیت فرخ سیر شاه کے مدد میں پیش کیا گیا

نام علی سبزیان بگیری
 خلیفہ اول ثابت از قلم انبیاست
 آن خاتم انبیا که تزلزل است دشمنش
 آن دشمنی که بود علی او علی دم
 قرین بود است خاص آل و یاستین
 سجاد آن که آدم آل حسین بود
 زید شید محمد اسرار ابل بیت
 عیسی که شد بر حرم الاشالی مشہر
 سید محمد آنکه جہاں را خلق او
 سید علی کہ بر در عالم پناه او
 سید حسین شمشیر ابرار کویت
 سید علی عمرانی که از فیض محمدش
 سید حسن کہ اختر اوج سیادت است
 سید علی کہ در حق خود پیوست
 خادای بیاد مستان خلق زید
 سید محمد سرور عالم است ابد
 زید سید که سرور اقلیم شتر بود
 یحیی که در این مقام کالی او
 سید حسین منتخب دود و شرف
 واقو آن که در حق خود بود
 والی که از آن فرخ واسطی که شد

دارد بہار ماثر سایہ گسری
 فرض کند خزاں در من چرخ چہری
 زینت فراخ جملہ پاکیزہ گوہری
 ہر داماد و مولی ساقی میباید کزوی
 فرمودہ محیط شہادت شادای
 از رفیعہ دشمن او کرد استعدای
 پیداست از نثار قبائلی حیرتی
 کہ شد شکایت دل دوسے دلاوری
 جمعیہ در دماغ حسین سلطری
 گویان شادہ است ہنای قبری
 روح القدس کہ بدو اتش کہوتی
 خاک طلق یافتہ از فرشتہ برتری
 کعب سادات از نظرش کہ دشمنی
 سادہ کیاب کاتش خورشید حشری
 میکند در حفظ دلیا صورتی
 در بیم ہمیشہ ملک گرم جہری
 کہ دے ز دے آئینہ دل بکوی
 یک شہر چشم ہیزان کرد جہری
 باشد چراغ اجنبی از دہشتی
 چون نوم نہ ساخت از دست لادای
 از اکبر و ذوالفقار بے نقش کافری

شجرہ زیدی واسطی از حضرت علیؑ تاسید الی الفرج واسطی

نسب نامہ غلام بطور قصیدہ از سید سہروردی علی خاں شاکر

میں ہوں نہاں سبز دیاں ہمیں میری
وہ شعلہ جس کی اصل میں ہمیں کبریا
دشتر میں ان کی خاطر ہرگز نہ رہا
شیر میں ان کے پیر صفہ بقرہ و شان
فرزندان کے خاسر کمال عباس میں
سجاد وہ کہ آدم اکل حسین تھے
زید الشہید مصحف اسرار اہل بیت
علیؑ شہر یوم الاشغال و صریح
سید محمد اپنے منشا میں ایک تھے
سید علی جو ما قدم در دواں نمایاں تھے
سید حسین شمس الیوان مکرمت
سید علی عراقی جو شہر و عام تھے
سید حسن جو ادبی سیات کے بہر تھے
سید علی کہ دشمن خود وہ بہشت کو
خدا وانی بہار گلستان خلق زید
سید علی کہ سرور عالم مستام تھے
زید یوم و شہاد تھے اعلیٰ فخر کے
عالی جناب تہذیب کی وہ ذوق ششم
میں حسین منتخب روزگار تھے
دو دو وہ کہ دشمنی فوج ہمیں
سید الی الفرج کہ جو زندہ توان ہی آئے

میری بہار ہے مگر سایہ گسری
شامیں بلند بھی ہیں مگر چرخ چری
رواق فرمائے حلقہ پاکیزہ جو میری
نفس رسول ساقی صیدانے کو تری
درائے خوں میں کی چھینچھونک شادی
تھی جن کے دشمن کے شہر اہل ہری
جس شامیں صاف عیاں شامیں چیری
شیریں کو مارتے تھے درائے دلاوری
تھاجن کے غول پاک میں خون ہمیں
کرتے تھے جس کے در پر شاہ غمیری
موت پر بھی کے کہتے ہیں قدی بجاوری
چوتے تھے جن کے ہاتھ تے کاغذ غفری
کرتے تھے جن سے دنیا راہ و شری
و کھلا تھے دغا میں اپنی بہادری
دیتے تھے روز شاہ و گداز چہرے
ذات تہذیب کی گاہوں تھی بڑی
کہ تھے جن کے در پہ ملک کے جاگری
کس کا جگر ان سے کہے لاقہ ہری
جو توڑ دیں ارادوں سے سہ سکنہ دی
ہر اتھانم دیکھ کے ان کی دلاوری
کچھ ہے ہوئے ملی کی طرح تیغ حیری

منظوم شجرہ طریقت اشرفیہ

باجد علی وحسن یکمیش	نہایت وسفالت یاسما کے خوشیں
خدیجہ نمبرہ و خدادشاہ	یواحمد نقیل اندھرہ صبحیہ ماہ
پیر حسن بھودو و حاجی شریف	یاسحاق واجد محمد لطیف
نظام و سراج و علاؤ الدین	بہمنان، حسین، قطب و فرید
بجھنہ بھاجی و محمد زین	باشرف برزاق و شہاؤ حسین
بشاو بیادیک گویہر نثار	براجو باحمد بن شیح و مراد
بلقود شاہ و بشاؤ نیاز	بشاو توکل علی پھاراد راز
کہ اسٹش برہ شاو اشرف حسین	الہی جان لودی خاقتین
بشائق فیضی حسن الحسن	باجد البرشاہ نعیم یکمیش
طعن ششم بہشت	خدا یا بکن
برہر ان چہشت	چہرہ یکمیش

خود شاہ

۱۔ طائفہ اشرفیہ صفحہ ۲۰۹

۲۔ برادر خورد و مصنف

۳۔ ملاحظہ ہو شجرہ صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸

جناب شہزاد علی اشرفی صاحب	شجرہ طریقت
راقم کے استاد ہیں، یہ رحمت اللہ مافیل	شہزاد علی
بانی اسکول، لڑکا کہیں لڑی دوسری جامعہ	سید شہزاد علی
کو حساب لکھا یا کرتے تھے، یہ لیا اس کا	ابراہیم شاہ
علیک ہیں اور سلاسل اشرفیہ کے سر	شاہ اشرف حسین
وہ اور باریکت بزرگ ہیں۔ اس وقت	
ان کا فیض عام جاری ہے۔	

منظوم نسب نامہ از سید نجم الحسن نجم (مصنف)

بظرف قصیدہ علامہ سید عبد الجلیل زیدی ابوالطی بگلرامی

میرا ابراہیم اس کہ پکا کردار
 سید علی سعد تھے دنیا میں بے نظیر
 سید علی دین تھے اولاد بالکھ تھا لقب
 سید محمد خاص کہ وہ رسول کی جانی تھے
 سید محمد زید تھے شمشیر آبدار
 ابراہیم علیہ السلام تھے دنیا میں نامور
 تھے ابراہیم سید سیادت میں نامور
 اسکو میں عجب خواب میں سید الیہ یاد
 سید احمد جاجیری اگر بہر ساد میں
 سانر کے ریس کے بکران نام تھے
 سید شاہ جمال تھے دس ماک تھے
 سید شہاب الدین تھے مانر ذوالقدر
 بدراز نعم میں تھے پلہ شاہ کی طرح
 سید جمال اسم تھا واقعی جیل تھے
 سید کمال شہ تھے دنیا میں باکمال
 سید ترکی منور عالم تھا عرفان
 سید نصر کو دین کی حضرت جو مل گئی
 سید قری تھے منکسر بالکل نیاز تھے
 سید امیر سانر کے سالار قافلہ
 انہم را کرتے تھے کار فضلہ
 ہر جنگ میں عیاں تھی ایک شان عیدی
 ہر جہاد میں دکھا گئے ہیں ولادری
 اس آل تھی جن کو سیادت شادری
 آل تھی جن کے نام سے تھیں کوثر قری
 فتح کا شان تھے گویا مظہری
 بندہ سے شاد تھا ہر شمس کا قری
 مرقہ چمن کے کرتے ہیں ملائکہ بجادری
 تسخیر کی جہاد کی مست بل فضلہ
 مشہور تھے دیار میں اولاد حیدری
 دعب و بول میں تھے وہ شیر صفدری
 سوہبشت سے تھا پشردا سپہ گری
 جب کے کھل تھی آنکھ دیکھی تو نگری
 میر تھے کہ ماہ تھے کہ ہر غادری
 ابن علی تھے آخر تھے اولاد حیدری
 جسکی دنیا سے کسب کیا ماہ و شتری
 جلال کی نہیں تھی بوی کی برتری
 قری موم سی زری میں بھی شان برتری
 تھے اسم یا سنی تھے اس مسافری

سپاہیانہ بائیکین تھی جان سپرد کی
 سید علی کو باپ کے سر نے لائنم یہ تھا
 میدان علی اب تو غربت میں جا پڑے
 سید قدرت علی کو لیکن قدرت پر ناز تھا
 نوازش ملی تھی مسلم برادرت میں نامور
 خواجہ علی کے گھرچے پاؤں میں لنگ تھا
 سید رحمت بخش سدا سے قناعت پسند رہا
 پیر احمدی سید ملک پور میسن میں تھے
 عجم تو پھر عجم ہے چھکے کا برطوت

پھیلواری کی جنگ کے شہادت شہادتی
 گئی اگر علی کیساتھ ہی گھر کی ترنگری
 افلاس ڈیو ڈالے تھی جو جہد کتری
 چاہتے تھے اک دن مل جائے مغربی
 سست ہیں خان میں مگر کی نہ چاکری
 ہر عادیہ مشہور تھی ان کی بہادری
 ہے ان کی نسل آج بھی اچک ہری بھری
 باوہب تھے کہ ڈراما تھا مینا پشاور ی
 یہ شاعری انہیں ہے یہ ہے رستم وری

- ۱۔ مریع اسمو الہ آباد کے نزدیک واقع ہے۔
 ۲۔ حضرت غالب کی روح سے حضرت کے ساتھ۔
 ۳۔ ۱۳۷۰ء میں پھیلواری کی جنگ میں سربراہ علی نے ۳۰۰ سپاہیوں کے ساتھ
 جلم شہادت نوش کیا۔
 ۴۔ مینا پشاور محکمہ کا مشہور پٹھان مسلمان تھا۔

منظوم فارسی نسبتنامه محمد جمیل انصاری الیوبی حنفی مجذبی سیدانی
مدرس مدرسه عالیہ کلکتہ

فرشته نسب نامہ محمد قدیم	محمد جمیل بن محمد الرحیم
مشہور حیدر احمد اسمیہ علی	شیخ مرت حیات دیاں چھتری
رفیع دایہ الفتح و ہم غوث دای	رحیم و کریم اللہ شیخ زبیل
پر محمد اللہ ابن محمد اللہ	و پرورش خیر بن صبر حسن شنو
پس آں صبر قادر و اکبر فرید	ہم آں داشتہ و خواجہ محمد سعید
بر پرورشہ ختم دین یونس	پر محمد الحمید ابن شمس ارجن
عبد الملک ابن خواجہ شرف	و باب احمد و حامد باشند
ابو الفضل داشتہ بزرگ است یان	ہم او ابن شیخ اسماعیل دای
پس آں محمد خواجہ عبد اللہ نام	محمدت مختصر و صریح امام
آں محمد اللہ کہ شیخ اسلامی است	زادہ الیوب انصاری است
نسب نامہ او شہیر است دای	برو تذکرہ شیخ فزایی بخوان
آں محمد اللہ ابن محمد شنو	علی و محمد و احمد و بگو
علی جعفر و شیخ منصور دای	ہست ابن الیوب آخر بخوان

خدا یا آبائی انصاریم

نزدک رحمن تو گنجداریم (از جمیل انصاری مدرکس)

۱- کلیات نعمت از شاہ نعمت اللہ صدیقی صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۲

تذکرۃ النجاة صفحہ ۱۲ و البطلانی رسالتی تذکرۃ النبی

غوث ۱- شیخ امیر علی ستونی ۱۳۴۲ھ

۲- خواجہ عبداللہ انصاری الیوبی حنفی مجذبی (ستونی ۳۵۳ھ)

مصنعت منازل السائنین و الکرام

شعراء تربت

باب ۳۶

شعراء کھینوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاہ افضل الرحمن نام تھا اور بسم اللہ تخلص۔ شاہ محمد عثمان کے فرزند تھے۔ مولد و سکون موضع (سلاطین پور) کھنوی تھا۔ ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۱۰ء میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ چند سال کی عمر میں ضلع اسکول مرگبر سے سیکر پاس کیا۔ ۱۲۴۵ھ میں ٹوٹی جے کالج مرگبر سے آئی اے کیا اور ۱۲۴۷ھ میں پٹنہ کالج سے بی اے کی ڈگری لی۔ ۱۲۵۰ھ میں موصوفیہ اے اور تاتاری کے طالب علم تھے مگر مکمل نہ کر سکے اسی سال رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گئے۔ ۱۲۵۳ھ میں آئی اسکول فار بس گنج میں تین سال تک مدرس رہے۔ پروفیسر شاہ کلیم الرحمن ان کے عزیز تھے وہ ان کو نکلے لے گئے جہاں وہ سبھی کالجیٹ اسکول میں مدرس ہو گئے۔ ۱۲۵۷ھ میں واپس گھر لوٹ آئے۔ دو برس کے بعد آپ جہڑی آئی اسکول میں مدرس رہے اور چھ سال تک وہاں درس و تدریس میں بہم دینے کے بعد تھائی ایس اے ایس آئی اسکول چھوٹی بیا میں تاحیات درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ۱۲۵۸ھ/ ۱۸۴۵ء میں آپ کا انتقال ہوا جس وقت بسم اللہ شاعر کی حیثیت سے روشناس ہوئے تھے اس وقت اختر شیرانی کی شہرت ہام عروج پر تھی۔ بسم اللہ ان سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ سبکی کا اہلہ و قریہ خاتون مرضیہ امرتہ کی رہنے والی تھیں وہ بھی ایک اچھی شاعرہ تھیں اور تھکی ان کا تخلص تھا۔ نمونہ کے طور پر چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

نما لگتی تیا سیاد تو پی تچہ کون زہنت
بھر گشت میں گل کے سانسے بے بال و پر کرنا
تماشا گاہ عالم میں چلے تو آئے ہو بسم
تماشا گاہ عالم میں تماشا مختصر کرنا !

بسم اللہ

مولد و سکون موضع کھنوی، بیگم مرگبر سے تعلق تھا۔ سال ولادت ۱۲۳۵ھ/ ۱۸۲۰ء ہے۔ ابتدائی تعلیم

۲۴ جمادی الثانی ۱۲۳۶ھ

گھر پر ہوئی سن ۱۳۱۵ء میں بڑی یک کیا۔ سن ۱۹۲۵ء میں آئی اے کر کے ظفر پور کالج سے فارسی میں بی اے
 آنرز کیا۔ بعد ازاں تعلیمی اداروں سے منسلک ہو گئے۔ شاعری میں علیل بیگزیرانی سے اصلاح کی اور
 دنیا کے ادیبوں کی نمایاں ہو گئے۔ شاعروں میں نیم ترنم سے غزلیں سناتے اور ماحول میں مائل کرتے تھے۔
 ۱۲ رمضان ۱۳۶۵ھ / ۱۲ مارچ ۱۹۵۵ء کو انتقال ہوا۔ بعد نے دو مجموعے شامِ افشاریہ اور
 صبحِ انقلاب یادگار چھوڑے۔

فرمان کا ایک شعر

وہ خوب دوزخ نہ کچھ فکرِ جنت ارے طالی بارہ کہ ہم پی بھی جانیں

مصطفیٰ لکھنوی

محمد سعید اسم گرامی تھا اور مصطفیٰ تخلص۔ والد ماجد کا نام عبدالعزیز تھا۔ مریض لکھنویہ خلیج
 موگیر مولد و کس تھا۔ ولادت ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ سن ۱۹۱۵ء میں بی اے
 خلیج اسکول سے میٹرک فرسٹ ڈویژن سے کیا۔ عظیمیہ میں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے۔
 ۱۹۱۸ء میں بی اے میں کالج بھاگلپور سے آئی اے پاس کیا۔ کچھ دنوں مکہ منگ میں سرکاری ملازمت
 کی۔ سن ۱۹۱۹ء میں پٹنہ کالج سے تائزین کی ڈگری لی اور بیگم سرائے، اوریدہ دہرانیہ، موگیر اور
 سپہیل کا مددگاری میں وکالت کرتے رہے۔ ۴۳ سال کی عمر پر ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۵ء میں انتقال ہوا
 مصطفیٰ نے شاعری کا شروع وراثت میں پایا تھا۔ علیل بیگزیرانی، حافظ مشکلی پوری، ہمدی شیخ پوری اور
 سید حسن کی صحبتوں نے مصطفیٰ کی شہر گونا کو باہم عروج پر پہنچا دیا۔

ان کا ایک شعر ملاحظہ ہو

اہل دنیا کو کہیں اس کی مصطفیٰ پہنچ دوست کو دوست ہے اس دہر میں بڑی دیکھا

نشا و لکھنوی

منیار الرحمن نام تھا اور نشا تخلص۔ حکیم سید محمد اسماعیل کے چھوٹے فرزند تھے۔ ان کے
 بڑے بھائی حکیم رحمانی دانا پور پٹنہ میں ہمدرد و داخدا کے بڑے حکیم ہیں۔ آپ کا مولد و کس لکھنویہ تھا۔

۱۲ برم شمال ۱۳۶۵ھ ۱۲ برم شمال ۱۳۶۵ھ

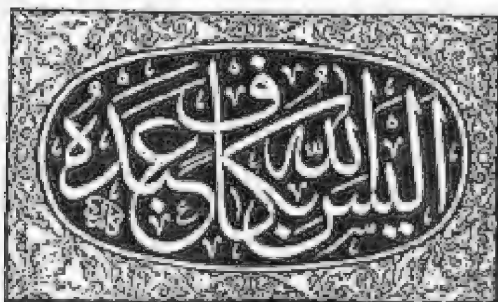
ولادت ۱۲۵۰ھ / ۱۸۳۳ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ منامی ہائی اسکول جھڑی پور کے طالب علم تھے۔ ۱۲۵۶ھ / ۱۸۵۵ء میں انتقال کر گئے۔ آپ ٹیلی گجوڑائی کے ملتہ تلامذہ میں تھے۔
 غزل کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

ہجوم پاکس و الم میں جو سکھ نہ سکا

وہ انتہائے سکھوں میں سکھوں یا نہ سکا

اگر ہے کچھ فوقی خیر خواہی نہ کرنا ناخدا لب کشائی

بھی تو بہت دیر کبروائی بنا کے کچھ کرنا ہے میں!



سید محمد خجندیہ الحسن خجندیہ

(شجرہ نسب صفحہ ۱۸۱)

نام سید محمد خجندیہ الحسن ہے اور تخلص خجندیہ والدہ ماجدہ کا اسم گرامی سید محمدہ الدین تھا۔ آپ پدری اور مادری دونوں نسبتوں سے غیبیہ الطریقین سادات حسینی واسطی جاجیری ہیں خجندیہ گجراتی کی ولایت ۳۴۴۰ ہجری ۱۹۲۰ء کو موضع ساندہ پر گدایا شائع ہو گئے ہیں۔ جب ۳۴۶۰ ہجری ۱۹۴۰ء کو ان کی والدہ ماجدہ بیعت میں مبتلا ہو کر غفر علیہ السلام میں تھکا کر گئے۔ اس وقت ان کے چھ بچے تھے جہاں سید محمد خجندیہ الحسن حسین کی عمر صرف نوڑھ سال کا تھی۔ والدہ کی وفات کے بعد نانی عمر سیدہ سائرہ خاتون نے دونوں خود و سال لڑائیوں کی پرورش و پرورش کی ابتدا فی تعلیم کا اہل کے پرائمری اسکول میں ہوئی جہاں ان کے اساتذہ میں مولوی سید وحیم الدین اور نئیہ لال گروہی قابل ذکر ہیں۔

بعد ازاں اپنے نانا جاجی سید عبدالرحمن خجندیہ کی زیرکالت پر دیر فیض اسکول میں تعلیم حاصل کی جو اس زمانہ میں صوبہ بہار کے بہترین اسکولوں میں شمار کیا جاتا تھا۔ نانا جاجی کے انتقال کے بعد ان کے والدین نے ان کی پرورش کر کے پرمیور ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں رحمت اللہ ماڈل ہائی اسکول ٹھاکر سے میٹرک کیسے ڈیویژن میں پاس کیا جہاں ان کے اساتذہ اکرام میں سید نصیر صاحب انہدی اہل ہری سید حفیظ الرحمن و میٹرکسری مولانا سید محمد دوی اور شمس احمد بی ایس سی علیگ اور سید حسن رضا ذیلہ مشہور تھے۔ انہوں نے آخر لکھا کہ گورنمنٹ کالج سے کیا جہاں پروفیسر سید اقبال عظیم (مشہور شاعر) اور پروفیسر سید شیران کے اساتذہ تھے۔ مگر کچھ تھکن کا کورس پرائیویٹ طور پر مکمل کیا۔ ۱۹۵۹ء میں سرکاری ملازمت پر بحال ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں سقوط ٹھاکر کے بعد کلاچی منتقل ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں خاں لکھا کہ جاتی امتحان ایس اے ایس پاس کیا۔ اور ۱۹۶۰ء میں ریٹے آف انٹرنیشنل کالج

۱۹۶۰ء میں ۶۰ صفحہ ۸۱۰ء ۱۰۰ کس نامہ مرلا لکھ کر دیکھی تھی صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱،

کوڑے سے اعلیٰ فریڈنگ حاصل کی۔ وہ ۱۹۵۵ء میں وفاقی حکومت میں آرٹس آفیسر کے عہدہ پر نامزد ہوئے۔ آج کل ٹھکرہ آرٹس، زرکوة و عشر، اسلام آباد سے منسلک ہیں۔

انہوں نے چار زبانوں میں شاعری کی ہے اور شاعری میں عنایتیاد خادان سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ ان کی ایک کتاب انگریزی نظموں کا مجموعہ ”پوٹری آف پاکستان“ ۱۹۹۷ء میں رلیز ہوئی ہے۔ اس کتاب سے بروکر نظیر نام پر ساجھی ہے۔ بقیہ تین کتابیں زیر طبع ہیں۔
(۱) اخراج عرب (۲) گل و گلستان (۳) اے گلوزری آف انیسویں صدی (گلہ سترہ انساب)

نمونہ کلام

(محترم سید عباسی بالرائی کے مجموعہ کلام ”آبرنگ“ پر منظوم تبصرہ)

”آبرنگ“

آبرنگ جلتی رنگ ہے اور وہی ایک کتاب	رواد و رنگ کہ ہے منظوم انساب
ہر شعر پر غزل کا دل پہ ہوا ہے نقش	ہر ایک غزل مرصع گویا کھلی کتاب
پیغام آشتی ہے اجازت عذر بھی	راوی کی داستان ہے کہ قصہ چناب
موت پر دھنکے ہیں دوسرے گئے ہیں انگ	مکس حیات انسان ہے داخل نصاب

افراد صیغہ گاہی تجم سحر نقیب

شب کو سحر میں دیکھو اور ہے ہوئے نقاب

(سید نجم الحسنی تجم مونی)



وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

شعرا بارو

عزیز باروی سید عبد العزیز نام تھا اور سبز تعلیم۔ سید رحمت علی خاں کے خلیفہ اکبر تھے۔ مولد مسکن محمد پور (بارو) ضلع رکنگیر تھا۔ عزیز کے والد سید رحمت علی ٹکڑے والی گورٹ میں متاثرہ فخرم خاں تھے۔ راج نہیں کے بھی متاثرہ ہے۔ علاقہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد عربی و فارسی کی طرف متوجہ ہوئے اور سند حاصل کی۔ مزاج میں سادگی و سچائی تھی۔ سب کچھ کے سہو پر فائز تھے۔ عزیز کو شعر و سخن سے بڑی دلچسپی تھی۔ ایک شعر ملاحظہ ہو۔

بد مرنے کے بھی حاجت ہمتیں باقی ہے
سنت دین و احسان کھن باقی ہے

حیرت باروی سید ذی الدین نام تھا اور حیرت تعلیم۔ سید رحمت علی کے فرزند و پسندیدہ تھے۔ مولد مسکن قصبہ بارو (سنگھریہ) تھا۔ ۱۲۵۵ھ / ۱۸۴۰ء میں بارو میں ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر میں عربی و فارسی و اردو (سنگھریہ) نامی اور اردو میں اچھی دست کا حاصل کر لی۔ خصوصاً علم طب میں کمال حاصل کیا۔ وہ اپنے عہد کے طبیب حاذق تھے۔ یہ آفتاب کی کرنوں کی صفت و حرارت سے بعض دوائیں بنا کر دیتے تھے اس میں بڑا نام پیدا کیا۔ اس کے علاوہ کئی دوائیاں سے بھی رفیق تھے۔

ساغر باروی سید ارشد حسین نام اور ساغر تعلیم تھا۔ قصبہ بارو مولد مسکن تھا۔ پڑھائی کرکٹ میں وکالت کرتے تھے تقریباً ۱۲۵۵ھ / ۱۸۴۰ء میں انتقال فرمایا۔ علمی صلاحیت بڑی اچھی تھی شعری کا ذوق بڑا دلچسپ تھا۔ فی البدیہہ اشعار کہتے تھے۔ داغ دہلوی کے معاصر تھے۔ اکثر داغ دہلوی کے کلام کی نظمیں میں اشعار موزوں کرتے تھے۔ اس طرح داغ کے رنگ میں کافی غزلیں بھی ہو گئیں۔

۲۴۲ بم شوال سنہ ۱۲۴۲ ۲۴۳ بم شوال سنہ ۱۲۴۳ ۲۴۴ بم شوال سنہ ۱۲۴۴

۲۴۵ بم شوال سنہ ۱۲۴۵ ۲۴۶ بم شوال سنہ ۱۲۴۶

داغ دہری کا شعر ہے

کوئی نام و نشان پر پہچھے تو اسے قاصد بتا دینا
تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

نقصین سے

تخلص میرا ساغری ہے لگے ہیں ہر نٹ و نیر کے

ہنس وہ داغ ہم جو عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں

نمودہ ماروی ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۲۷۷



قرتیکھردی

سید قمر الدین نام قمر خلیفہ تھا۔ سید شاد احمد بن قمار گھیروی کے صاحبزادے تھے۔ مولود مسکن گیکھوہ (گولگیر) تھا۔ اردو قاضی اور عدلی میں مہارت تھی۔ ہرمیو بیو تھہ ڈاکٹر تھے اور کئی بار میں طبیب کرتے تھے۔ ہرمیو بالی شہناؤ کو مل رکھا تھا۔ جہاں میں بیٹوں کا ارشد نام ہوتا تھا۔ ۱۳۱۶ھ/ ۱۹۰۱ء میں انتقال فرمایا۔ جناب قمر کو شہر و سخن سے بھی درگاہیں تھیں۔ ایک سلیبہ در سالہ مشکوٰۃ قرآن دستیاب ہوا ہے۔ علامہ اقبال کا نظم شکوہ جناب شکوہ کے طرز پر نظم کی تھی۔

نور کے دوا شعار ملا خط ہوا ہے

ایک بھی بات نہیں بات ہے ایمان کی اب کشمکش میں ہے بڑی جان مسلمان کی اب
علم و ایمان ہر کسے نہ سخت دیا مگر نہ غور لاکھ سمجھانے پہ بھی ان کے نہ بدلے کچھ طور

حافظ مشکئی پوریؒ

ابو صالح حافظ محمد عبداللہ نام تھا۔ حافظ تخلص۔ آپ کا مولود مسکن موضع مشکئی پور ضلع لکھنؤ ہے۔ ان کے ابا زادہ اور قادر آباد کے تھے جو نسباً مشائخ عثمانی تھے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ اردو اور فارسی میں دلربائی پر عبور رکھتے تھے۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی اور غزلیں اچھی کہتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی ہجرت کیا جہاں ۱۳۵۷ھ/ ۱۹۳۷ء میں انتقال فرمایا۔ ان کے فرزند کا اسم گرامی حاجی محمد عباس ہے جو شرف آباد کراچی میں قیام فرماتے تھے۔ دوسرے سید احمد پورہٹی دیہار میں حکومت پذیر ہیں جن کے فرزند سید امان اللہ فقیر ہیں اور دوسرے لاکھڑی سید علیہ اللہ عالی ایم ایس پی ایچ ڈی صدر شعبہ اردو قاضی مگھہ یونیورسٹی۔ پٹنہ میں۔

حافظ مشکئی پوری کے چند اشعار نمونہ کے طور پر خطاط ہوئے

شوق اللہ سے آغاز خود آرائی کا آئینہ رکھتے ہیں وہ چشم تماشا خاں کا
دست با کار مگر دل ہے بیارے حافظ آئین میں بھی ہیں معلق ہے نہائی کا
بنا نال اکسس و نیا کر صفت جو آئے منور سے سوئے زمین، ام

۱۔ بیہ شمال صفحہ ۴۲ ۲۔ بیہ شمال صفحہ ۲۵۰ ۳۔ سلم شعرا بہار علیہ اول صفحہ ۲۲۸

۴۔ بیہ زیریم (گیان) بہار نثر جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۲۹۸

خلیل بیک سرائی

محمد خلیل نام خلیل تخلص۔ مولوی محمد اسلمی ممتاز کے صاحبزادے تھے۔
مراد دکن موضع سرکھ تریا ضلع مرگبر تھا۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۱۸ھ میں ہوئی۔ ابتدائی
تعلیم والد کے زیر نگرانی گھر پر ہوئی۔ اردو فارسی اور عربی کی تعلیم اکابر اساتذہ کرام کی سرپرستی میں حلق
کی۔ بیک سرائے سے میٹرک پاس کیا پھر ٹیٹنہ کالج میں داخل ہوئے۔ بعد ازاں ممتاز کاری کا امتحان پاس
کیا اور گجرات سے بی والد کے ہمراہ تدریس و حیات خانہ کی پریکٹس کرنے لگے۔

شروعی کافوق کچھن ہی سے تھا۔ کچھن ہی سے اساتذہ کرام کو زبان یاد تھا۔ میر انیس کا
کلام تو کچھ زبان پر ہوتا تھا۔ یا سادہ قلمی کی غلامی میں مبارک عظیم آبادی سے اصلاح لی جو بیک سرائے
میں رہائش پذیر تھے۔ پھر غریب لکھنوی کی طرف رجوع ہوئے اور عرصہ تک ان سے اکتساب فیض کیا۔
ریاض خیر آبادی اور خلیل مانچوری کے بھی شاگرد رہے۔ دھیرے دھیرے کلام میں پختگی آتی گئی۔
ایک مجبورہ نگار خلیل ہونڈو فیہ مطبوعہ ہے۔ آپ ۸ سال کی عمر میں ۱۲۸۹ھ میں اس طبع
فانی کے کوٹج کر گئے۔ خلیل صاحب کا کلام عالمگیر (لاہور) میں بھی طبع ہوتا رہا ہے۔

چند نمونہ کے اشعار ملاحظہ ہوں :

نظر سحرانہ ادا کو درانہ	کلیں روایت خلیل فساد
وجود و عدم دوسری دانتانی	ازل بھی کہانی اور بھی فساد
پھر زبان خلق پر ہر حرف دار و دین	آنکے موزان گھر سے استغنی

خیال مظفر پوری

سید ریاض حسن خاں نام تھا اور اردو میں خیال اور فارسی میں دانش
تخلص کرتے تھے۔ سید ریاض حسن حکیم سید محمد اوی حسن خاں نایاب کے فرزند تھے۔ آپ کے دادا کا
نام سید امیر حسن خاں تھا۔ بولان مولائیش سہاگ لے (دکنم ہند) رئیس دلوپور ضلع مظفر پور آجکے
پر دام تھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۷ء میں ہوئی۔

حضرت نعمانیؒ

سید عبدالغفور نعمانی نام تھا اور تخلص حسرت۔ مرحوم سید عبدالغفور کے فرزند تھے۔ موضع چورہ
 حاجی پور ضلع مظفر پور آپ کا وطن تھا۔ آپ کی ولادت ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۰۹ء میں ہوئی۔ ۱۲۸۱ھ میں
 حاجی پور ہائی اسکول سے میٹرک پاس کیا۔ ۱۲۸۵ھ میں بٹنہ یونیورسٹی سے آئی اے کیا۔ ۱۲۹۰ھ
 میں کلکتہ یونیورسٹی سے اوروین کی اے آئی آر کیا اور ۱۲۹۵ھ میں مامور میں ایم اے کیا اور مامور
 میں اول آئے۔ ۱۳۰۰ھ میں ناٹک میں ایم اے کیا۔ کچھ وقت تک مدرسہ عالیہ کلکتہ میں لکچرار رہے۔
 پھر کلکتہ منظر الکامج میں عرض تک درس و تدریس میں مصروف رہے ۱۲۹۵ھ میں مشرق پاکستان ہجرت کی
 اور ڈھاکہ یونیورسٹی میں شعبہ فلسفہ میں لکچرار ہو گئے۔ آپ کے اکثر مضامین رسائل و جرائد میں چھپتے تھے۔
 سیاست نے وفات کی اور آپ ڈھاکہ میں ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۵ء میں ۲۴ سال کی عمر میں انتقال فرم گئے۔ آپ کو
 شہرہ سخی سے گہری دلچسپی تھی۔ ابتدا میں محمد حسین روزنامہ حاجی پور سے اصلاح لی بعد ازاں علامہ رحمت
 کلکتہ سے شہرہ سخن لینے لگے اور یہ سلسلہ مادہ مہیات قائم رہا۔

تقریر و کلام

ادع پر ہے مستارۂ اقبال
 نے خوار کجھو مخرج آسمان کا کجھ
 دیکھے قفس میں چہرہ کلا خوار گستاں
 کہیں کس اور اس نے بڑھا بھلا نظر کا ذوق

جب سے حسرت نے رہنمائی کی
 یہ حریف نیا تیرا راہ گستاں نہ جو
 جب آکھوں جس میں کہنیت گلستاں شہر
 مطلب یہ تھا کہ کوئی ادعا راہ گستاں نہ جو

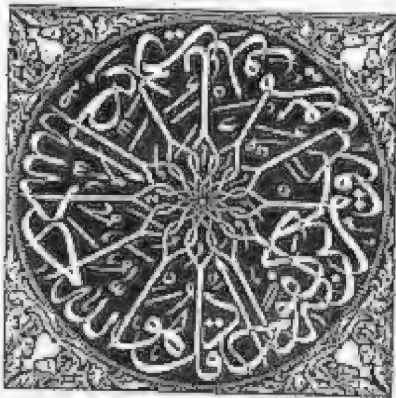
منشیہ کاظمی

تبدیلِ جنس نام اورہ تلبر تخلص تھا۔ آپ کے والد کا نام سید ریاض الحسن تھا اور بڑے عیانی کا نام سید عباس الحسن تھا۔ آپ کے خالو داد کے لوگ غازی پور میں نوٹریہ مارہ اور رنگ پور

عزیز سال ۲۰۱۳ء تا ۲۰۱۴ء میں اردو صفحہ ہمارے عزیز خیال صفحہ ۱۶۵ کے خاندان پر دست درازئی کی تھی۔
حقائق و حیرت انگیزی کے چھوٹے راز و رسیدا اور بہ نغمائی فی کلام ہر لفظ کے رفیق کار تھے اور مولف
کے ان بڑے دلیرانہ تعلقات تھے۔ ان کے ایک صاحب زادے ڈاکٹر ہیں۔

دعویٰ آباد تھے۔ غازی پور سید سالار مسعود غازی کے نام پر آباد ہوا تھا۔ آپ کے موصوفہ الام غازی پور قاضی لڑائے سے نقل مکانی کر کے گلزار باغ پٹنہ میں آجسے۔ امام باندی جگم نے اپنی تعمیر کردہ مسجد کی امامت تفویض کی۔

امام باندی جگم کی شادی باقی حسن پورہ (ساران) سید شاہ حسن دانش کے خاندان کے ایک بزرگ میر ابو نواب کے معزز و محترم ناناوارہ میں ہوئی تھی۔ میر ابو نواب مشہور زمانہ بادشاہ گرو مسعود اودھ سید حسین علی خاں اور سید میر ابو نواب خاں کے بھائی تھے۔



عاجز صدیقی شیخ حسین الحق نام اور عاجز تخلص تھا۔ آپ شیخ محمد حسین صدیقی کے بڑے فرزند تھے۔ اور فاضل کٹر پروفیسر آغا محمد الدین۔ النور موسس ایچ۔ کراچی کے دادا حاجی وحید الحق صدیقی کے حقیقی برادر تھے۔ شیخ حسین صدیقی کے دادا افتخار الدین حسین نے خاندان تھے جن کے دادا دادوہر نسیم اللہ خاں دہشیشی پرستہ تھے۔ شیخ خاں نے خاندان کا خاندانی خطاب اب متروک ہو چکا ہے۔ موضع شمشکلی پور (سمن پور) درجہ ایک آپ کا مولد و مکن تھا۔ حاجی کی شادی علائقہ شملہ میں آرزو علیہ السلام آبادی کی دختر سے ہوئی تھی جو لاہور منت ہوئیں۔ ماجد کا انتقال ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۷ء) میں ہوا۔ عاجز کو شہو سنی سے غامی لگاؤ تھا۔

فرنگ کام۔ جب سہم اس نے سکرا کے لئے
دل بڑے مرض مدعا کے لئے
آسمان نے بھی تاک رکھا ہے
ہم فریبہ ہی کو دنا کے لئے
درو اپنا دوا کرے گا آپ
کو منت کرے شفا کے لئے
خوب جی بھر کے ظلم کو ظالم
دعوت ہوں میں تیری جفا کے لئے
اور بھی تو ہیں چپا ہئے دالے
بیری تخلص کیا جفا کے لئے

عاجی چھپڑی شاہ محبوب عالم نام تھا اور عاجی تخلص۔ شیخ پیر نور محمد بن محمد بن عبد الغفور بن مولانا زید الدین کے فرزند تھے۔ شیخ پیر نور محمد کی شادی شاہ افضل بن شاہ عبداللہ شہید بن محمد بن عاجی شاہ عبدالکبیر عاجی مچھوڑی کریم علی کی صاحبزادی سے ہوئی تھی۔ عاجی دادی بالی نسبت سے نام آج تھپہ کا دلا دین اور ناٹالی نسبت سے فاروقی ہیں اس لیے کہ اصحاب کریم چک کا سلسلہ نسب حضرت عزرائیل سے ملتا ہے۔ سلاطین وقت نے قدر شناسی کے طور پر جاگیر میں جو گاؤں ملا گیا تھا۔ اس میں موضع چند پور واقع سارن کا گاؤں بھی تھا۔ دور دراز فاصلہ کے سبب یہ فائدہ ان غیر منتقل ہو کر چند پور میں آ رہا۔ چند شاہ شہید جنگ خیرا کی گاؤں میں مدفون ہیں۔ عاجی کی ولادت کا سال ۱۲۸۵ھ (۱۸۶۷ء) تھا۔ آپ کے ماموں حکیم شاہ فصیح اللہ، سید اللہ اور عزت اللہ نے آپ کی تربیت کی۔ آپ ایک اچھے شاعر تھے۔

ماہنامہ شمال صفحہ ۲۸۹ و آئینہ تربیت صفحہ ۲۵ و ہرم شمال صفحہ ۳۵

سید محمد حسن بخاری بلیاوی

(شیخو نسب صفحہ ۴۴)

سید محمد حسن بخاری کے مورث اعلیٰ سید شاہ سیح الدین بخاری کی ولادت غلامیہ میں ہوئی تھی اور وفات غلامیہ میں ہوئی۔ بڑی بلیا میں مومنین ان کا مزار مرجع غلامیہ ہے۔ وہ اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص حسن بخاری تھا۔ یہ سید غلام الدین شطاریؒ کی ساتویں پشت میں قولہ ہوئے تھے اور سید محمد حسن بخاری ان کی چھٹی پشت میں پیدا ہوئے۔ سید شاہ سیح الدین بخاریؒ کی فارسی غزلوں کا ایک مجموعہ اور اردو اشعار کا ایک نکلہ ستر خانقاہ میں اب بھی موجود ہے۔

سید محمد حسن بخاری کو شاعری کا فن وراثت میں عطا ہوا ہے۔ وہ مولف کے ہم سبق رہے ہیں۔ اور ان سے دیرین تعلقات رہے ہیں۔
فرد کلام صفحہ ۴۴ پر دیکھیں۔

اولاد سید محمد حسن بخاری بلیاوی

۱۔ سید محمد محمود حسن

۲۔ سید پرویز حسن

۳۔ سید یاسین حسن

۴۔ سید نسیم حسن

۵۔ سید محمد مراد حسن

۶۔ سید شری حسن

نوٹ ۱۔ سید شاہ سیح الدین حسن بخاری کا نوٹ کلام، شیخو و احوال صفحہ ۱۶۹ پر ملاحظہ ہو۔
(مؤلف)

ماہِ ہرم شمال صفحہ ۴۴ تا ۴۵

سید محمد حسن بخاری

۱۲۱۱ھ - لاہور آباد

دارالکافۃ نیرنگ کراچی

فصل کا مندرجہ

(واقعات جنگ و پیش)

کہہ گئے سب کو بری نذر خزان
 مٹی نام والوں کی ایک ایک نشان
 وہاں چشمِ غمگین میں آنسو کہاں تھا
 لٹا پڑھی چھائی ہوئی سوگاری
 برون پر تھی مظلوم کی آہ وزاری
 مریض کا ہر دھول کا تیز کر تھا
 ہنس کی کسی نے بھی شکل کشائی
 قیامت سے پہلے قیامت جو آئی
 کہیں پر تو عصمت و دی کی گئی تھی
 دمِ تڑخ زخمی بنے پانی جو مانگا
 کبھی نیرنگِ حضورِ حق پر مارا
 مصائب سے بچنے کا شوق نہیں تھی
 کہیں جسمِ بے بس سے خون بھی نکالا
 کہیں ہوشیاروں کو مارا گیا تھا
 کیا جس نے مرن کو مرن سے بچا
 ہمیشہ چلا وہ چال مستِ طاقت
 الجھے کی شیطاں سے کب نہیں تھی
 شکستہ دلوں میں برکت نہیں تھی
 ہے جذباتِ مظلوم کی قربانی
 مظالم کی ہر سمت تھی حکمرانی
 دل مضطرب پر بھی قابو کہاں تھا
 میاں شکل سے تھی دل بیتراوی
 لٹکا پر ظالم ہوئے سب ہمارے
 سم گر کے اقصیٰ کوئی کہ نہ بچا تھا
 تاشرونی تھی خدا کی حسدائی
 فکر نے لگا قتل بھائی کو بھائی
 کہیں قتل و غارت گری کی گئی تھی
 تو پیشاب لوگوں نے اسکو بلایا
 کبھی جسم کو آگ سے بھی جلایا
 ہمارے جہازوں کی قیمت نہیں تھی
 دای خون ماں کو بہن کو بلایا
 کہیں زائدہ لاد کو جلایا گیا تھا
 وہ خدیجانِ غارت تھا انسان کا دشمن
 ہمارے اس نے ہمارا جیل خانہ
 مظالم کے پسینے کی قوت نہیں تھی
 یہاں رہنے کی اب ضرورت نہیں تھی

حقیقت میں تھا ذہن بھی مہربان

ہر اک قتلِ ظالم کا تھا کا مندرجہ

قدیم افغانستان

افغانستان کا قدیم نام شاہ بہار تھا جو سلاسل کاہل کے عہد کا نام تھا جس میں گوتہم بدھ کا بیات کیا گیا تھا جب غزنویوں کی حکومت قائم ہوئی تو اس علاقے کا نام غزنی پر لگایا۔ سنسکرت کے لفظ دیوار سے بہار بن گیا جس کا فارسی میں منہم مہد یعنی بندہ ہے۔ اسی سنسکرت لفظ دیوار سے بہار بن گیا۔ جو ہندوستان کا ایک صوبہ بھی ہے۔ اسی طرح قدیم نام نگار، زندھار، پورٹار، اسیچھہ، ملسم (ا) چمبرار، گجپار، بیخار و سرحدہ برتیسر بھی سنسکرت کے الفاظ ہیں۔

حدود اسلام میں عربوں پر رواج ہے کہ :-

بیخار ایک مقام ہے جہاں کے لوگ ہند پرست تھے اور تین ہفتے جوں کی بجا کرتے تھے اور وہاں کا بادشاہ اپنے حرم میں بے شمار عورتیں رکھتا تھا۔ سفارتی تعلیم صلیب پر خواندگی نے لکھا کہ :-

والیحد بیت امینام اللہ

اسیچھہ اسلام میں صوبہ شاہ بہار کا نام تھا بارزیا ہے (ابطلان معنی ۲) یہ نام کہ ہندو کش کے اطراف میں غزنی میں شیبار کے نام سے باقی ہے اور اب وہ "شیر" ہے مشرق افغانستان میں "ش" کو "خ" تلفظ کرتے ہیں اس طرح یہ شاہ بہار سے "شیبار" اور پھر "شیر" ہو گیا بعد ازاں "شیر" سے "شیر" ہو گیا شمالی کاہل کے اسی صوبہ میں گوتہم بدھ کا استوپا تھا جس میں گوتہم بدھ کا مجسمہ موجود تھا جہاں آریاؤں کا قدیم قومی نشان مسواستیکا "جسے فارسی میں صائے صودہ شکرہ جلال" کہتے ہیں ہرماہ پندرہ تاریخ کو شام سے صبح تک چلتا رہتا تھا۔

اس کے دو نام اور بھی ہیں "افرو ایزدی" اور "سولہ پاستی شامان" اختصاراً اور کا صوبہ "سودہ کنک" اور کنکوں کا گوتہم بدھ اور صابھدھ جلال آباد جہاں گوتہم بدھ کے جسم کے پڑیوں کا اٹھنا ہے جسے "گوتہم بدھ" کہتے ہیں موجود ہے۔ نگار میں گوتہم بدھ کا مقدس دانت محفوظ تھا اور دیوار ہر محلے گوتہم بدھ یعنی گوتہم بدھ کا وہ مندر جہاں اس کا صا محفوظ رکھا گیا تھا۔

فاصلیان | وہ پندرہ مذہب کا چینی راہب تھا۔ وہ ۱۳۵۹ء میں جاپان سے روانہ ہوا اور ۱۴ سال کی مسافرت کے بعد ۱۳۷۳ء میں نانکنگ سے واپس ہو گیا اور ۸۶ سال کی عمر میں مر گیا۔ فاصلیان کاشغر سے دریائے سندھ سے ساحل تک پہنچا اور گدگار، پشاور، بنوں اور جلال آباد کے مبارک درجہ کیا۔ اس نے جلال آباد میں حجرِ گوتم بدھ بھی دیکھا جہاں گوتم بدھ کی قبر واقع تھی۔

ہوائے رنگ | وہ ایک چینی راہب تھا اور بدھ مذہب کا پیروکار تھا۔ وہ تاتاری حکمران تائے چوہ کی طرف سے ۱۳۸۶ء یا ۱۳۸۷ء میں سیاحت کے لیے قس سے شرق افغانستان پہنچا۔ اس وقت شاہان ہیا طر میں گلاس یا مہر اگران حکمران تھا۔ اس کے قلمرو کی وسعت کا یہ ظالم تھا کہ ہندوستان میں تربہت یعنی عربہ بہار کے شمال ساحل گنگے سے قندھار اور ایران تک پھیلا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ ہر ملک ہر دوسرے کے قلمرو میں شامل تھے جس کا نظہ و فہم وہ چلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ سید کیا لاس (شاہد مہر لاس) ہندوستان پہنچا گوتم بدھ کا عباد (۱۲۰۰ پانچ) اور گوتم بدھ کا عصار (۸۰ ڈش ٹران) موجود تھا۔ اسی شہر میں گوتم بدھ کا مقدس راجت اور سب سے مبارک بھی محفوظ تھا۔

فتوحات اسلامی

بحرین جزیرہ الطبری کے مطابق حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سیستان سندھ میں فتح ہوا ہوا تھا۔

اس سال تھوہار بھی فتح ہوا تھا۔ ۲۴ھ میں کلان درہ بولان تک عربوں نے فتح کر لیا تھا۔

۲۵ھ میں حضرت عمرؓ نے عثمان بن ابی العاص ثقیف کو عمان اور بحرین کا کلان مقرر کیا جس

نے اپنے گئے بجائی حکم کو بحرین کے کشتی کے ذریعہ ہند کے ساحل پر بھیجا جس نے بعد گاہ تھانہ (سیران

گجرات) کو کنج بھیجی، پر قبضہ کر لیا بعد اس کے دوسرے بھائی مسعود بن ابی العاص بحرین راستے کے

ذریعہ جبل (نزد کرکچ) پہنچے۔ حکم نہ برہم یعنی بیرون (گجرات) پر بھی حکم کیا اس وقت ملک

راستے منہراج بن سیلا پٹ کے ۲۵ سال حکومت کرتے گذرے تھے جب حضرت مغیرہؓ شہر دہلی کا

میں صوبہ کی تو زبردست جنگ ہوئی۔ مغیرہؓ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب حضرت عمرؓ کو اطلاع

مئی تو جنگ سے منع فرما دیا حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ۲۵ھ میں حضرت عبداللہ بن حارث بن کثیر

سیستان میں اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کرمان میں اور حضرت جاثلیق بن سہرہ کرمان اور جبال نقض

یعنی کرمان کے پورے میں بھر پکڑا ہوئے۔ حضرت علیؓ کے دور میں حضرت ثاغر بن دیر ۲۵ھ اور حضرت

مارث بن مرو عبیدی بہروز کے راستے کیا کرمان میں کہ پایا کو تاراج کیا۔ اور ۲۵ھ میں کرمان کی

مردوں کو گرفتار کیا پھر کرمان واپس آئے ۲۵ھ میں حضرت معاویہؓ کے عہد میں حضرت عبداللہ بن

سوار عبیدی ۳۰ ہزار سوار کے ساتھ کیا کرمان پر حملہ آور ہوئے لیکن وہ جنگ میں شہید ہوئے اور

اس لشکر کو شکست ہوئی بعد ازاں یہ لشکر کرمان واپس آ گیا۔ اس ہزیمت کے بعد خلفاء عرب

اس علاقہ کی بہم میں احتیاط کرتے گئے۔ اس کے بعد حضرت راشد بن عمرو عبیدی نے کیا کرمان سے

مالیت وصول کی اور سیستان کے راستے واپس آئے۔ ۵۰ ہزار کی قوت سے آپ

کو گھیر لیا چنانچہ آپ شہید ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت سنان بن سلمہؓ نے ایک اور صوبہ

کے باغیوں کو شہید ہوئے۔ ۶۰ھ میں حضرت ابو الاشعث منذر بن جابر عبیدی نے جنگ کی اور

خندار پرتیہ کر لیا لیکن طران میں زخمی ہو کر شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا حضرت حکم بن منذر کے والی بنے لیکن چھ ماہ بعد واپس ہو گئے۔ ان کی جگہ پر اب جری بابی حیدر اللہ بن زیاد کی طرف سے سندھ کے والی مقرر ہوئے۔ ۳۹ھ میں سندھ کا ایک راجہ اہل راجہ دہر سے باغی ہو گیا اور راجہ دہر کے خلاف برسرِ بیکار ہو گیا تھا۔

فتح قندھار و پنجاب | بلاذری قرون البدان میں رقم طراز ہے کہ حضرت ویرج بن نیاہ حضرت معاذ بن جند میں زاپستان اور قندھار پر قبضہ کر لیا۔ ۶۳ھ میں زید بن سواد ویرج کی وفات کے بعد عربی قبائل کے درمیان اقتدار کے لیے رس کشی شروع ہوئی حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہد خلافت (۶۳ھ تا ۶۴ھ) میں سردارانِ عرب ذریغ آئے اور جنگ و جلال کے بعد ذریغ واپس لیا۔ عبدالملک بن مروان کے عہد میں عربوں نے صلح کر لی تھی۔

عبداللہ بن نیاہ ۵۹ھ میں ۲۴ ہزار لشکرِ عرب کے ساتھ آمو ندی کے جنوب میں بھارا پر حملہ آور ہوئے لیکن باقی خاتون ملکہ بھارا نے ۱۰ لاکھ درہم سالانہ خراج دینے پر رضامند ہو کر صلح کر لی۔ ۵۵ھ میں حضرت سعید بن حضرت عثمان غنیہ سوم خراسان کے والی مقرر ہوئے۔ انہوں نے دیبا ئے امروہ کو لپکایا اور بھارا کو فتح کیا۔ اس جنگ میں حضرت قسیم بن حضرت عباسؓ بھی شریک تھے جو بعد میں سر قند میں شہید ہو کر مدفون ہوئے۔

راجہ راتے سہاسی | سیستان کا بادشاہ تیموز مند پر حملہ آور اور بھارا کے مہم سس (دشمن ہر شے) بنے اس کا مقابلہ کیا اور اور کی جنگ میں کام آیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا راتے سہاسی تخت پر بیٹھا۔ اس کا وزیر رام بھی من تھا۔ اس کے بعد پٹلیت پیچ بن میل پیچ وزیر بنامہ بنی خود مختار راجہ بن گیا۔ اس کے دور میں سندھ کی سرحد عمان اور کشمیر تک تھی۔ اس نے سندھ میں لڑائی کو سندھ میں شامل کیا تھا۔ وہ ۴۰ھ بم بھال حکومت کے ۳۹ھ/۶۶ھ میں ارد میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی یعنی پیچ کا بھائی راجہ چند ۷۰ سال تک حکومت کے ۳۹ھ میں فوت ہوا۔ وہ بعد و حرم کا پیر تھا۔ راجہ دہر اسی پیچ کا چھوٹا بیٹا تھا جو راجہ دہر کے نام سے شہر ہوا۔

(المکمل والملک بن خروازہ ص ۵۷)

(تاریخ الخلفاء ص ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۹)

اپر لی گزشتہ آف ثلثیا جلد ۴۲ ص ۴ کی مد سے پڑنے زمانے میں موجودہ راجپوتانہ کا بہت سا علاقہ سمندر تھا جسے بحر راجپوتانہ کہتے تھے۔

بہر حال آج سے تین ہزار قبل مسکنہ اعظم جب چناب سے گزر رہا تھا اس وقت ملتان ایک تاریخی اور قدیم شہر تھا جسے اس نے فتح کیا۔

۲ ملتان سلطان محمد تغلق، سلطان بہلول لودھی اور سلطان احمد شاہ ابدالی کی جگہ کی ولایت بھی ہے۔

مکران کے مشرقی علاقے کو عرب سہ کہتے تھے۔ سندھ ہندو کران کا وہ دریائی حصہ تھا جہاں حضرت نوحؑ کا پڑپوتا پیدا ہوا تھا چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت نوحؑ کے بیٹے حام کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۱) ہند، (۲) سندھ، سندھ کے دو بیٹے مشہور ہوئے (۳) ملٹھہ (۴) ملتان۔ لہذا ملتان ہی حضرت نوحؑ کا وہ پڑپوتا تھا جس کے نام پر ملتان آج تک آباد ہے۔

آج سے تقریباً پانچ ہزار سال قبل آریوں کی آمد کے وقت ملتان ایک آباد شہر تھا۔ جہاں ٹواریڈین قوم آباد تھی جو مشرق کی طرف بھاگ دی گئی۔

۳ مصر میں دنیا کی قدیم ترین مملکت۔ ۵۰۰۰ سال قبل مسیح میں قائم ہوئی جس کا بادشاہ سنسیر تھا جس نے ملتان پر قبضہ کیا جسے امیر مس کہا جاتا تھا۔ اٹھارہویں صدی قبل مسیح میں ہندو کے بادشاہ ساترک نے ہندوستان پر حملہ کیا اور فتح کا جھنڈا لہرایا ہوا اور دیاتے گنگا تک پہنچ گیا۔ اس نے ملتان میں اپنی فتح کا مینار تعمیر کرایا اور کلدانی علم خدوم رائج کیا۔

جس وقت آریائی ملتان آئے اس وقت ملتان ملکہ باہن سامی راس کے زیر نگیں تھا۔ لہذا آٹھ سالوں بعد قبل مسیح کے وسط میں دھننی تاناری (سفید ہن) سندھ پر قابض ہو گئے جس کا دار الخلافہ ملتان تھا جس کی اولاد آج بھی جٹ کہلاتی ہے۔

شاہی ایران میں سے ہوشنگ، ہشاک اور ہیشدہ ملتان پر قابض رہے بلکہ فریدون بن ہیشدہ نے بھی ملتان پر قبضہ کیا۔ اس کے بعد ملتان نے خاؤن اعظم، دارا فرخشاہ عادل اور خسرو پرویز کا عہد حکومت بھی دیکھا۔

۴ حضرت بیار الدین زکریا ملتان کا ملتان کے متعلق ایک شہر شعر ہے۔ ملتان ابہر جنت اعلیٰ پر راست آہستہ پابند کہ ملک سیدی گندہ

پہلے ہی ہجری کے دوسرے عشرے میں خیر القرون کے چارہاں نے ملتان میں اسلام
کا پیغام پہنچایا تھا۔ ملتان میں گریزی سیدوں کا ایک خاندان آباد ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد کروڑ
میں تشریف لائے۔ ایک خاندان خزانہ سے آکر آباد ہوا تھا جس میں حضرت بہا الدین زکریا قانیؒ
تو کہہ سکتے۔ کئی مرتبہ شیخ جلال الدین تبریزیؒ ملتان میں حضرت زکریا قانیؒ کے یہاں رہے۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے دادا شیخ حسن طاہر ملتان میں تحصیل علم کے لیے آئے اور ابتداً
تعلیم مکمل کر کے بہار تشریف لے گئے۔ جو اس زمانہ میں مشرق کا دارالعلوم دیوبند تھا۔ اسی لیے
شاہجہان بادشاہ نے عالمگیری تعلیم و تربیت کے لیے صوبہ بہار کے عالمین تلامذہ کو بلوایا تھا
اور حضرت شاہ سلطان گھمینیؒ کو اپنے شہزادہ شہناز کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ ملتان کے سلسلے میں ایک
شعر تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔

چہار حبیب نہ است تھم ملتان مگر دو گرما، گدا و گروستان

ملتان

خطہ پاکیزہ ملتان رسد	ہست تصویرِ حرب در ملک ہند
سے ریختان و نخلستان مگر	جلوہ خاکِ حجاز آید نلکر
می کند املان ہر تنہا بستد	ایں زمین اوقیض شرب بہر ہند
از خرابی اشتریں آیم بدو جید	یادی آید مرا صحرائے غمجد
ہیں کہ در قلیان حق پرست	درج اربابِ حجازی صغیر است
اہل ملتان از حلقہ بے نیاز	سامہ دل شیریں زبان ہنر لازم
ماتہ نانا است بہر این زمین	نقش پستہ ابن تاسم بر جبین
و در فلات خدہ شیعہ مستان	ادلیں گوارہ اسلامیاں
ماندہ است این سرزمین اولیاء	قبیلہ مقصود اربابِ صفاء

ایں مقدس خاکِ دالے کو گوار

از ہر اسے مغفرتی محفوظ دار

(امداد ملتان)

سید شاہ یوسف گردیزی

سید ابو الفضل جمال الدین محمد یوسف گردیزی ۵۰۰ھ میں گوردی میں تولد ہوئے جو غزنوی کے قریب واقع ہے۔ آپ کی والدہ عابدہ، ناچ اور خواریدہ تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں والد کے زیر سایہ مقامات سلوک طے کیے۔ آپ نے طلب حق کے لیے دلخ، بخارا، ہمدان اور تاشقند کا سفر اختیار کیا۔ والد کے انتقال کے بعد آپ حج و قشتیں فرم گئے۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنے والد کے حکم پر ۵۴۰ھ میں ۱۰ سال کی عمر میں قتلان وارد ہوئے۔ آپ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ اہل قتلان کو آپ کی کرامت کا اس وقت اندازہ ہوا جب آپ ایک شیر پر سوار ہو کر ہاتھ میں تازیانہ لیے قتلان میں داخل ہوئے جس کی شہادت آپ کے مزار پر کندہ یہ شعر دے رہا ہے۔

سہ دانی سوار شیر کر دوست مالک
مردم شاہ یوسف ہیں جعفر مالک
یہ شاہ مروج دیا بیماری کا زمانہ تھا
آپ ان کے دست راست بن گئے۔ ان کے دواں پر آپ کو بہت درگاہ پہنچا۔ آپ زیادہ تر وقت عبادت میں گزارتے یا رشد و ہدایت میں۔ جو حق و حرج حق راگ آپ کے ہاتھ پر شرف بہ اسلام ہوتے۔ یہ سلسلہ ۷۰ سال تک جاری رہا آپ کا مقبرہ قتلان میں البرہرہ واد کے قریب واقع ہے جو غزنوی تعمیر کا نامہ مرز ہے۔ مزار کے اندر گردیزی قتلان آباد ہے۔

وادعی بالالان

بہار | صوبہ بہار کے علاقے وانا میں اور بہار صوبہ میں جیسے ہیں۔ چودھویں سال میں یہاں میں دھرم کے بانی وردھاس میں اور دھرم کے بانی گوتم بدھ نے ہندو دھرم کے آئینہ تعقیب، ذات پات اور چھت پجات کی تفریق کے خلاف آمانا ٹھانی تھی۔

میں مت | میں مت کا بانی وردھاس میں تھا جسے "بہار" یعنی بہار بھی کہتے تھے چھ سو سال قبل مسیح صوبہ بہار کے علاقہ ویشالی میں اس کی ولادت ہوئی تھی۔ ویشالی کی راج کل ظفری کہتے ہیں اور جگہ ولادت بنیا باڑھ کہلاتی ہے جو پٹنہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ چودھویں سال قبل مسیح یہاں جھڑ ویشالی قائم تھا جبکہ شہری ریاست دوم میں ۵۱۰ ق م اور ایتھنسنری ۴۸۸ ق م وجود میں آئی۔ اس سے پہلے چھتہ پجات کے یونان سے ایک صدی قبل بہار میں چھتہ راج تھی جسے قدیم ترین کہہ سکتے ہیں۔

گوتم بدھ | گوتم بدھ کا زمانہ ۵۷۳ تا ۴۸۳ ق م تھا۔ گوتم بدھ کیلے دستور میں یہاں موجود جنگ کے سلطنت تھلا کی عمارت میں شامل تھا آج کل سلطنت نیپال کی حدود میں شامل ہے۔ یہ گاؤں صوبہ بہار کے ضلع گیا میں گیا شہر کے چھ میل جنوب میں لیلان ندی کے مغربی کنارہ پر واقع ہے جو نیانے بدھ کے مقدس ترین مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر میل کے درخت کے نیچے گوتم بدھ کو زندگی حاصل ہوا تھا۔

ملانا سیدنا نظر احسن گیلانی اور مولانا ابوالکلام آزاد کی لکھی میں کیل کا معرب کفل ہے اسی لیے گوتم بدھ کو تہذیب کفل کہا گیا ہے جن کا مطلب ہے "کیل والے"۔
چانکیہ کوٹھی | ۳۲۰ قبل مسیح میں برہمنیہ ستان چانکیہ نے راجہ فیق اور ایتھ شاستری جی شہر زماؤ کی میں تھیں وہ پانی پتر کا رہنے والا تھا وہ دشمنوں کے اعلیٰ ترین خطاب سے نوازا گیا بلکہ اسے ذات عظمیٰ کا منصب بھی پیش کیا گیا جبکہ اس کے پیش دربار سلوک لیوان میں اپنی شہرہ قومیت: ایتھ شاستر کا ازاد ترجمہ شان الفنی حق نے کیا ہے۔

آفاق کتاب سیاسیات، لکھنے پر ایستخضر سے قرار ہو کر کرپوریا میں پناہ لینے پڑی۔

مسلم بہار محمد بن بندتار غلامی نے بہار کو ۱۱۹۰ھ میں فتح کیا۔ اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک اس صوبہ پر مسلمانوں کا اقتدار اعلیٰ قائم رہا۔ جنگ پلاسی ۱۷۵۷ء اور جنگ بکسر ۱۸۵۷ء سے بہار کے مسلمانوں کا نواں شروع ہو گیا۔

بہار میں تقسیم برصغیر کے وقت مسلمانوں کی آبادی نسبت کوڑھ تھی جو صوبہ کی مجموعی آبادی کا اربعہ فیصد تھی۔

موجیگیر بہار کے ضلع موجیگیر کا قدیم نام "مگھ گیری" تھا جو نویں صدی کے کتبوں پر کندہ تھا۔ مسلم حکمرانوں کے دور میں یہ شہر جنگی اہمیت کا حامل تھا اور کرنی حیثیت رکھتا تھا۔ یہ اکثر صوفائی گزروں کا پناگاہ رہا ہے۔ شاہ شجاع نے موجیگیر میں ایک محل تعمیر کروایا تھا۔ ۱۶۶۱ء میں نواب میر تقی محمد نے موجیگیر کو اپنا دارالخلافہ بنایا اس وقت بہار و بنگال پر اس کی حکمرانی تھی۔ موجیگیر کا قلعہ ۱۷۵۷ء سے پہلے تعمیر کردہ تھا۔ موجیگیر سلطہ سازی کے لیے بہت مشہور تھا۔ وہاں مسگریٹ ساز کی کی صنعت بھی عروج پر ہے۔

متھلا اور جھنگ متھلا قدیم ہندوستان کی ایک سلطنت تھا۔ ساتویں اور آٹھویں صدی قبل مسیح کا دور اس کے عروج کا دور تھا۔ متھلا سلطنت "وید پرہا" کا پایہ تخت تھا یہ سلطنت شمال بہار اور جنوبی نپال پر محیط تھی جسے ازگنگ تانگ کہتے ہیں۔ رام کی بیوی سیتا متھلا کے راجہ بنگ کی بیٹی تھی جس کی زبان متھلی تھی۔ متھلی زبان میں عظیم زریہ نظم و ماتن لکھی گئی۔ بھوک شرافت، نواکت، بھیشنی اور غنائیت کے اعتبار سے متھلی زبان فرانسیسی زبان سے زیادہ مشابہ ہے۔ اس زبان میں حقیقی ادب موجود ہے اس کا قدیم ترین ادیب دیو پائی تھا کہ تھا جو چندھویں صدی میں تہمت اور جھنگ میں واقع سرگاٹنا کے راجہ شیرا سہا کا درباری شاعر تھا۔ اس کی وجہ شہرت اس کے حسین نغمات تھے جن میں راجا اور درگشین کا نواں محبت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ صوبہ بہار میں متھلی زبان برلنے والوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ ہے جو اینڈ اوکھیکو سلاوا کیہ کی آبادی سے زیادہ ہے۔

ابو الفضل نے آئین اکبری میں جھنگ کو "دیر گاد بن گاد" لکھا ہے جس کا مطلب ہے سرگز دانش ہند (آئین اکبری جلد دوم ص ۵۷)۔ لیکن "تے" زبان گاد "بھی لکھا ہے۔

علمائے بہار | شیر شاہ سوری کا جانشین اسلام شاہ بادشاہ فخری حاصل کرتے تھے لیے بہار کے نام دین ملا عثمان کو دارالخلافہ بنی طلب کرتا تھا۔

شہزادگان و مہل کے لیے اساتذہ کا تقرر میر بہار ہی سے ہوتا تھا جن میں عالمگیر کے استاد ملا مرہن اور ملا جبرین اور ملک زریب کی بیٹی شہزادی زریب النساء کے استاد ملا ابوالحسن احمد شاہ عالم کے استاد ملا ناسراج الدین میر بہار کے رہنے والے تھے۔ ملا ابوالحسن اور ملا جبرین کا تعلق درجہ جنگ سے تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علمائے بہار کو ان الفاظ میں شہزادہ خیمین پیش کیا ہے:

”بلد بہار کہ مجمع علمایہ وہ (انفاس العارفین ص ۶۷)

حضرت تاج الدین نے قادیان سے سلاسل طریقت کو سونپاں میں عام کیا۔ مرزا جیمس انڈیکس ورنلین عظیم آبادی نے بلاد اسلامیدہ شکار دوم، شام، حجاز، عراق، ساوہ، النہر اور نواسان میں محدثین سلاسل طریقت کو فروغ دیا۔ (تاریخ سونپاں جلد اول ص ۷۷)

مقدم الملک شیخ شرف الدین بیکلی سیری کی تصانیف بالخصوص مکتوبات صدی کے متعلق مختلف آثار اور:

خواجہ بلعید الدین پراشہ دہلوی فرماتے ہیں:

شیخ کے مکتوبات نے میرے سو سال کے سفر کو میری ہستی پر رکھ کر رکھ دیا۔

(تجلیات شرف از علی اعظم خاں ملکا)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وہ ہندوستان کے مشہور شائع میں سے ہیں اور کسی کے متراج نہیں کر کوئی ان کی مصنفیت

کرے ان کی بیعت سے اعلیٰ اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ (تجلیات شرف ملکا)

اگر کے وزیر ابو الفضل نے کہا:

آپ کی بیعت میں تصانیف یا نگار ہیں۔ انہیں میں سے آپ کے مکتوبات بھی ہیں جو فخر کش

میں آہر وہ ہیں۔ (تجلیات شرف ملکا)

امام آبنی محمد الف ثانی نے مقدم صاحب کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے اور مکتوبات کے

حوالے دیے ہیں۔ (تجلیات شرف ملکا)

اعظم حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ نے بھی اپنے مخطوطات میں مخصوص پہاڑی کے تعریفات اور کرامات کا ذکر کیا ہے۔ (تحفۃ تہذیب ص ۹۳)

واردی بالان | بالان درجہ کے تیس دریاؤں میں دریا بالان اولیٰ بالان میں جن کی داریوں پر درجہ کا ایک بڑا تختہ مشعل ہے۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۷ ص ۷۲۷) اسی لیے درجہ کے کو عام طور پر واردی بالان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

دریا سے گنگ ٹنک | اسی دریا کے کنارے سستی پور شہر آباد ہے۔ لفظ گنگ دراصل "خندق" کی بڑھتی ہوئی شکل ہے۔ اس دریا کو خندق بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا اور سال بھر یہاں طور پر آبی گورگاہ کا کام دیتا ہے۔

دریا سے باگتی | دریا سے باگتی پر درجہ کے شہر آباد ہے۔ لفظ "باگ" دراصل لفظ "باغ" کی بڑھتی ہوئی شکل ہے۔ یہ دریا کسی زمانہ میں آسم کے ایک ہیبت بڑے باغ کے وسط سے گزرتا تھا۔ جس کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا میں درج ہے کہ متعل بادشاہ اکبر اعظم کے حکم سے درجہ میں آسم کا ایک عظیم الشان باغ لگایا گیا تھا جس میں ایک لاکھ آسم کے تخت تھے۔ اس باغ کو نکھ باغ کہا جاتا تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۲ ص ۷۷۷)۔ (ایڈیشن ۱۶۱۹ء)

دریا سے کوسی | درجہ کے بہت سے دریاؤں میں سے ایک کا نام کوسی ہے درجہ اور کوسی کا علاقہ سالہا سال سے ان تباہ کن سیلابوں کا نشانہ رہتا ہے جو دریا سے کوسی کے متعلق اپنا بہاؤ بندھنے کے نتیجہ میں دھما دھما کرتے رہتے ہیں۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۷ ص ۷۲۷)

وَلَسْتُ بِعَصِيٍّ فَتَرَىٰ

وَلَسْتُ بِعَصِيٍّ فَتَرَىٰ

متفرقات

نادر شاہ بادشاہ ایران اور سید نجابت خاں باہرہ کے درمیان مکالمہ

جب سادات باہرہ کے برادر بنی بادشاہ گرجلی کا زوال آیا اور اس کے بعد بچے کچھ بہارات
بارہ جنگ جھنڈی میں تہ تیغ کر ڈالے گئے تو ایک سال کے اندر محمد شاہ بادشاہ دہلی کی کمزوری اور اہل
کے سبب نادر شاہ بادشاہ ایران دہلی پر غلبہ کی صورت میں ہوا اس وقت بادشاہ کے امراء میں سادات
بارہ میں سے صرف سید نجابت علی خاں برادر زادہ تھیں باقی رہ گئے تھے۔ نادر شاہ بادشاہ نے
غیر اہلانات محمد شاہ سے سادات کا حال دریافت کیا۔ محمد شاہ نے سادات کی برادری کا حال سنایا اور
سید نجابت علی خاں کا ذکر کیا۔ نادر شاہ بادشاہ نے فرمایا ہم ان کو دیکھیں گے ان کو بلائیے۔ نجابت علی
خاں نے شرط رکھی کہ جس سلام ہمیں کوں گا۔ نادر شاہ نے منظور کر لیا اور کہا کہ وہ سادات بنی قاضی
ہیں اگر سلام دیکھ کر بھی کوئی آزمائش نہیں۔ چنانچہ سید نجابت علی خاں مسلح نادر شاہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے اور سلام دیکھ کر سے پیش آئے۔ چونکہ سید نجابت علی خاں کی پیش دواڑھی ہتھیار و تازیانہ
تھی۔ نادر شاہ نے پوچھا کہ "میں سید علی راہر قصر کردی" جواب میں عرض کیا "اگر ہماری پیش قدمی
جوئی تو حضور ایک سے آگے قدم نہ بڑھاتے" اگرچہ نادر شاہ بادشاہ سید نجابت علی خاں کے رعب
و دہشت کے سبب خاموش رہا مگر یہ کہے بغیر نہ رہ سکا کہ انہوں بادشاہ نے ان بہادری کی قدر نہ کی
ہیونوں نے تاریخی میں دہلی کے تمام سلطان کی سلطنت کو مستحکم بنایا۔

کی جائداد ٹھہر کر لی تھی علی وردی خاں نے قریب بیچ کر اس کو ملین بنایا دوسری طرف چکراؤں کو ملین کرنے پر اپنی توجہ مبذول کی۔ یہ ایک جنگجو اور طاقتور ہندو جماعت تھی جس کا مرکز مرہٹے ساہیو در آڑھ ساہو، تحصیل بیگیہ سرٹے مشیہ منگی میں واقع تھا۔ چکراؤں کے ظلم و ستم سے سادات سائو تنگ آچکے تھے انہوں نے بدھ شیش سادات کی جاگیریں ٹھہر کر لی تھیں۔ اسی مرہٹے کے میر اکبر علی چکراؤں کے ظلم و تشدد کے خلاف برابر سر ہو رہے بلکہ جڑاں و قتال کے نتیجہ میں بھاگ چکے اور مل خانہ میں اسیر رہے۔ آخر کار میر اکبر علی نے علی وردی خاں کے دربار میں حاضری دی اور علی وردی خاں کو چکراؤں کی کشتی سے آگاہ کیا۔ چکراؤں کا عزم آنا بڑھ گیا تھا کہ وہ خود کو نیم خود مختار سمجھنے لگے تھے۔ تقریباً دو تین عشرے سے ان کی کشتی جاری تھی کہ جڑاں دامباب دریا نے لگا کے دریا پر منگی سے گزرتا تھا اس پر قبضہ کر لیتے تھے۔ لہذا وہ باشندوں کو اپنا سامان تجارت مختلف شہروں تک لے جانے کے لیے عری سائنوں پر بھاری سالانہ اخراجات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ ان کا بڑھنا اور بہاؤ درجہ درجہ میں ہو گیا۔ اس کا اثر لوگوں کا جہہ و سال کا تھا اس کا جانشین بہاؤ بہاؤ کے دوسرے زمینداروں کا حسرت دیکھ کر ایسا خیر خواہ ہوا کہ اس نے محقر مقابلہ کے بعد علی وردی خاں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور مل کے شہنشاہ اور بہاؤ کے حریف مل کی اطاعت قبول کر لی۔ سالانہ خراج ملے بہاؤ کا قاعدگی کے ساتھ ادا کیا جاتا رہا۔

علی وردی خاں کی خود مختاری

۱۷۵۷ء میں شاہ الدین خاں کا انتقال ہو گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مرزا خاں جنگل کے تخت پر ٹھکان ہوا۔ اس میں جنگ برپا ہوئی جس میں مرزا خاں ہار گیا۔ یہاں خالی ہوتے ہی علی وردی خاں بہاؤ جنگل کا غریہ مختار و سکراں بن گیا۔

ملے میر اکبر علی ساہو نے منگی ہند کے جاگیردار سید محمد احمد قاسم کے بیٹا علی تھے۔

نور علی شاہ خانم علی وردی کی بیوی تھی اور میر محمد امین خاں اس کا سوتیلہ بھائی۔ امین خاں کے بیٹے کا نام سادات مل تھا جس کی دختر فاطمہ بیگم کی شادی نواب میر قاسم علی اور منگی سے ہوئی تھی۔ میر قاسم نے انگریزوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لیے جنگ کی آخر کار بمبئی کی جنگ میں ہار گیا۔ یہ جنگ جنگ پلاس کے بعد آخری جنگ ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستان بلا شرکت غیر سے انگریزوں کی عدالت میں آ گیا۔

پھلواری کی جنگ

۱۷۶۱ء میں رستم جنگ نے اڑیسہ میں بغاوت کی اس کو فرو کرنے کے لیے علی وردی خاں اپنے بھتیجے سید احمد، بہام الدولہ و سرت جنگ کے ساتھ دس بارہ ہزار سواروں کی سیت میں مرشد آباد سے روانہ ہوا اور رستم جنگ کی پیش قدمی کا تعاقب کرتے ہوئے چلا کر کیا اداس کی مزاحمت پر قابو پایا اور پھر زبردست قلعہ چھوڑا۔ رستم جنگ کا داماد مرزا ابوجوئی جرائی میں براہ فرستہ ہو کر اپنے فوجی دستوں کے ساتھ حرم سادات باہر پریشان تھے اپنے لشکر کے نکل کر چھٹ پڑے اور علی وردی کی فوج پر حملہ آور ہوئے خوریز جنگ چھڑ گئی۔ پہلے ہی حملہ میں علی وردی نے رستم جنگ کے بارے توپ خانے پر قبضہ کر لیا لیکن اس کے باوجود رستم جنگ اداس کی فوج سادات باہر ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ جنگال کے سپاہی میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی وردی کے ہاتھوں کا تعاقب و میل تک کیا گیا۔ علی وردی زبردست غصہ میں گھر گیا مگر اچانک بروان کا دایرہ ملک چند جوا ایک احمدی فوج سے کہ چلا تھا پہنچ گیا جس سے علی وردی کو خاطر خواہ کمک ملی گئی۔

رستم جنگ کی فوج میں کچھ دغا باز لوگ بھی شامل تھے مثلاً غلصہ علی خاں، ماہد علی خاں، مغرب خاں اور دیگر افضان سوار بھی موجود تھے۔ دغا و سے کہ دشمن کی صف میں چلے گئے۔ جس سے جنگ کا پانسہ ہی نہ پٹ گیا۔ بمقبولی علی میر اکبر علی اور میر عبد العزیز جیسے دلیر اور فداکار ساداتوں کو مع اس کے تین سو سید سپاہیوں کے علی وردی کے سپاہیوں نے فوجی دستوں نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس طرح علی وردی نے یہ جنگ جیت لی۔ ۱۷۶۲ء میں جیسی کی جنگ میں بھی ۳۰ سادات مارے گئے تھے۔

نوٹ: میر اکبر علی موضع اکھری سے قلعہ رکھتے تھے جو سادات باہر کی جاگیر شاخ ہے۔ یہ سید احمد جاگیر سے منسوب اعلیٰ سادات جاگیر ہے، آباد کیا، مرنگہ کی گیا کہ یہ پشت میں تھے۔ میر اکبر علی حضرت علی شاہ اڑیسہ کی پشت میں تھے یہ واقعہ ۱۷۶۲ء میں وقوع پزیر ہوا کہ ۲۰۰ سے زائد کر دیے ۱۲۰۰ بیٹے تھے اس میں بیسوی اور جھری من کے فرق کے سبب ۹۰۰ بیٹے کر دیے تو ۶۰۰ + ۱۱۳۰ = ۱۷۳۰ بیٹے باقی رہے۔ ثابت ہوا کہ اس جنگ میں کام آنے والے میر اکبر علی علی مرنگہ کے تھے جو راقم کے جد اعلیٰ تھے۔ سادات باہر میں ہیں ایسے چند نام اور ملتے ہیں مثلاً میر علی اکبر، برادر مرنگہ، جو اکبر کے دور میں فوج کے سردار تھے جرائی سے پہلے گور چکے کچھ سید بہ سید رہا تھے سے بھی ان واقعات کی تصدیق ہوتی ہے۔ جبرائیل یا میر تحقیق طلب ہے۔ ماسطہ ہر شیخہ مصنف ۱۷۶۲ء (مرگت)

علی دودی کی سراج اللہ کو نصیحت

فصل میں جب علی دودی کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے نواب سراج اللہ کو طلب کیا اور اس طرح مخاطب ہوا :-

” عزیز میں جوانی کی طاقت بڑھاپے کے ضعف میں تبدیل ہو چکی ہے اور اب عقل کے مہر کم کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کے فضل سے میں نے ایک نہایت شاندار ریاست بڑی جاں فانی سے تمہارے لیے مہیا کر دی ہے۔ اب تمہارے لیے میرے آخری الفاظ یہ ہیں کہ تم کو مہربانے کے دشمنوں کو زیر کرنے اور دوستوں کو مرعزہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ نیز یہ کہ برائیاں اور بدانتظامیاں دور کر کے تم کو اپنی رہائی کے نفع و بہبود میں ہمدردت مصروف رہنا چاہیے۔ اتفاق کا نتیجہ خوش حال اور لاتلفانی کا نتیجہ بد حال ہے۔ اگر تم نے عوام کی خیر خواہی پر اس کی بنیاد رکھی تو تمہاری حکومت مستحکم رہے گی۔ میرے تقویٰ قدم پر چلنا تاکہ تمہارے دشمن تم کو زندگی بھر کی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اگر تم نے کینہ پروری اور خصومت کا راستہ اختیار کیا تو خوش حال کا باغ خواں رسیدہ ہو جائے گا۔“

یہ تھی اس شخص کی کہانی جو انتہائی معمولی درجہ سے ترقی کر کے تین مہربان، بنگالی، بہار اور اڑیسہ کا بادشاہت خیر سے خود مختار حکمران بن گیا۔

نواب علی دودی خاں کے روزانہ کے معمولات

علی دودی خاں روزانہ کی زندگی میں بڑی باتحفظی کا عادی تھا اور وہ اپنے اوقات کار کو اس طرح تقسیم کرتا تھا کہ اپنے ہر کام جنہیں کو پوری توجہ سے انجام دے سکے۔ وہ نمود و نمونے سے دو گھنٹہ پہلے اپنا ستر چھڑویتا تھا اور ضروریات سے تاریخ ہرگز نماز، اور دو وظائف میں مشغول ہو جاتا تھا۔ نماز فجر ادا کرتے کے بعد وہ چند پسندیدہ اصحاب کی صحبت میں کافی عینیت تھلا دے اپنے دربار میں اور حکومت کی انجام دہی کے لیے بے رنج آجاتا تھا۔ چھوڑے اپنے اہم ترین غیر فرہی اور خفا خاں کو گوریاں کا موقع دیتا تھا۔ ان کی عرض و مشورہ کو بہت ملاحظہ کرتا تھا اور سب جوابات دیتا تھا۔ دو گھنٹہ کے بعد وہ خلوت گاہ میں چلا جاتا تھا۔ جہاں اس کے مخصوص پسند اصحاب اور ائمہ شریعت کی صحبت ہوتے تھے۔ پھر سے ایک گھنٹہ دہلیں اشعار اور قصہ کہانیاں سن کر اپنا دل بہلاتا تھا۔ دھن تھیں اور لہریں

کھانے کا شوق نہیں تھا۔ کبھی کبھی وہ بہ نفس نفیس نذر اٹھ کر تیار کرنے کی نگرانی کرتا تھا اور اپنے خانہ میں
 کرکھانا پکاتے کی ٹی ٹی کرکبیں سمجھاتا تھا۔ بھانوں کی کثیر تعداد میں موجودگی کے بغیر وہ کبھی کھانا نہیں
 کھاتا تھا۔ کھانے کے بعد وہ راستان گرجھڑات کی خدمت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ
 کی مامز باشی میں ایک مختصر مکی سی چمکی لیتا تھا وہ دوپہر چلے ایک بجے اٹھ بیٹھتا تھا اور بعد نماز ظہر
 باواز بلند قرآن مجید کا ایک پارہ تلاوت کرتا تھا۔ پانی کا ایک گٹرو جس کو موسم کے مطابق شہو یا برف
 سے ٹھنڈا کیا جاتا تھا اس کی پیاس بجھانے کو کافی ہوتا تھا۔ پھر متعدد ویدیا اور علامہ بابا رام کے
 جاتے تھے۔ وہ ان میں سے ہر ایک کا حسب مراتب تیرتھم کرتا تھا۔ ان فنکار کے رخصت ہوجانے
 کے بعد وہ پورے دو گھنٹے مسائل ملکوت پر غور و فکر کرتا تھا نذرات کی آمد پر وہ نماز شب میں ملکت
 کرتا تھا جس کے بعد اس کی بیگم، سراج الدولہ کی بیگم اور اس کے خاندان کی دیگر بیگیاں اس کے
 حضور پر تھیں۔ رات کے وقت وہ مزید کچھ چھین اور ٹھانیاں ان بیگیاں کے ساتھ کھاتا تھا۔ اس کے
 حاشیہ کے اختتام پر وہ سونے چلا جاتا تھا۔ قصہ گراں کر سون بخش طریقے سے سکا دیتا تھا اور ملافت
 کرنے والے ساری رات بیدار اور مستعد رہتے تھے۔

علی وردی کے دور میں اجناس کی قیمتیں

قیمت	نام اشیاء
اردو پیر میں اس دس سیر	۱۔ باریک باسٹی چاول
اردو پیر میں ۱۵ سیر	۲۔ مڑا دیسی چاول
اردو پیر میں ۲ سیر	۳۔ گھی پوں (دھڑ)
اردو پیر میں ۸ سیر	۴۔ جو
اردو پیر میں ۲۱ سیر	۵۔ تیل سرسوں عدد
اردو پیر میں ساڑھے دس سیر	۶۔ گھی عدد خالص

علی وردی کے دور میں صنعتی ترقی

علی وردی کے دور میں ہندو ساری سازی کے لیے رنگر ایک مشہور مرکز تھا۔ یہیں کی بنی ہوئی
 ایک ہندو قراب علی وردی کے استعمال میں تھی۔ کچھ عرصہ بعد نواب میر قاسم نے "صنعتی قراب" اور جھان

والی بندہ تھی مگر ہر قسم کے لوازمات کے جنگ کے لیے نوگیر سے حاصل کی تھیں۔

نوٹ:- حاجی مصطفیٰ اسرار محمد میر القاسم خیر انقار رائے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ روڈ میں تاریکی اس کو تعجب سے نہیں کرتے تھیں کہ بندہ تھی جو نوگیر کی بی بی تھی ان بہترین حصار محافظہ بندوں سے کہیں بہتر ثابت ہوئی جو کچن کے استعمال کے لیے بندوستان جیسی کچن تھیں اور یہی اس وقت انگریز انڈوں کی رائے تھی جو یہ انہوں نے کلکتہ کونسل کے زیر حکم ان کا باہم مقابلہ کیا۔ ان کے چھتھ سب کے سب راج محل کے رنگ سیمانی کے تھے اور ان کی دھات زیادہ بخت تھی۔

۱۸۸۷ء میں ایک فرانسیسی کرنل مارٹن جس نے پچھلے بائیس سال انگریز کی ملازمت میں بڑا نام پیدا کیا تھا۔ اس نے ایک کارخانہ کھولا تھا جہاں وہ پستول اور دیگر ترسے دار بند تھیں تیار کرتا تھا جو گھڑے اور مال دونوں اعتبار سے ان بہترین اسلحہ سے جو روڈ پر سے آتے تھے بہتر ہوتی تھی ان کا مقابلہ متعدد بار ہو چکا ہے اور سب کی یہی رائے ہے۔

سادات بارہ کے بارے میں تو اب میر محمد قاسم تلدار نوگیر کا متبرہ

تو اب میر محمد قاسم جو سادات بارہ و باہرو، اور شاہنواز خان کا ایک ہم عصر اور ہم نسب تھا واضح طور پر دعویٰ کرتا ہے کہ اگر سادات نے حالات کرتے بجانب لیا ہوتا تو ان کی جانیں اور عورتیں محفوظ رہتی۔

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی کے اشعار اور ان کے جواب

مرزا عبدالقادر بیدل عظیم آبادی آصف جاہ اول کے آقا تھے۔ انہوں نے سادات بارہ و باہرو کے بارے میں ایک شعر کہا ہے۔ اس کے جواب میں یہ جملہ اشعار نے

سلہ میدان بادشاہ کرتے، سلہ میدان بادشاہ کرتے

نوٹ:- تو اب میر محمد قاسم تلدار نوگیر ایسی نسب نامہ کی جو بڑی واسطی تھا وہ میر سید نصیر الدین مکنوت پورہ پارانہ بادشاہ کمال الدین توغدی کے تھے جس کی دشمنی ادا کرتا تھا۔ (سادات ہندوستان)

بھی ایک قتلہ لکھا ہے جو مدحِ ذیل ہے۔

بیدلِ عظیم آبادی :-

ویدی کہ چید بادشاہ گرامی کردند صد ہرود حفا از در خسای کردند
تاریخ چوا از خود بستم قسمرود سادات سے تک حرامی کردند
بیخبر نگامی :-

بادشاہ حیرانی انجید شاید کردند از دست حکیم انجید آئید کردند
بقراط خرد سمر ہمارج زشت سادات دواشن انجید باید کردند
اد و دندان کے ایک شاعر نے بھی کہا ہے :-

فسرخ سیراک گریر عن کش تما
سادات سے کی تک حرامی کرنے



رَأْسُ الْحَكِيمِ خَافُ الدَّاءِ

دانا کی بنیاد اللہ کا خوف (حدیث نبوی)



علامہ مناظر حسن گیلانی اور ڈاکٹر سید صفدر حسین بگلہاری

(شجرہ نسب صفحہ ۲۸)

ڈاکٹر سید صفدر حسین بگلہاری میدانی بادشاہ گرجہ صفحہ ۴۹ پر فرماتے ہیں :-

”ملاحظہ فرمائیے مناظر حسین گیلانی کی اولیہ عبارت کہ وہ تمام عمر خود کو سادات بارہر کی جیتی
شاخ سے منسوب کرتے کی تکامل کو شش میں مصروف رہے اور پھر نظام دکن کا حق نمک ادا
کرنے کے خیال سے رونق حاصل دیکھتے بغیر اپنے متعصبانہ طائفہ میں اس طرح کچھ بڑا چلنے
میں مصروف رہے کہ ترکہ شاہ ولی اللہ میں جہاں اس بات کا کوئی محل نہ تھا سادات بارہر
سے اس طرح تہرا لڑتے ہیں۔“

”منزل حکومت بھی بدوہ انگیزی کے بدقتوں کے جس طوفان میں گھر گئی تھی جاننے والے جانتے
ہیں کہ بارہر سے جتنے سادات گھرانے کا سرچشمہ بھی اندر ہی تھا جس کا افسانہ طویل ہے۔
اور عام طور سے تاریخ کا کتاب بنایا میں مسطور ہے۔ میرا اشارہ اس اندرونی فتنے کی طرف ہے
جس کی تہرہ عام کتابوں میں سادات بارہر کے فتنے سے کی جاتی ہے۔“

”مذکرہ شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۲۸“

جواب :- قطع نظر اس امر کے کہ سادات بارہر کے سیاسی حقائق کے بارے میں علامہ مناظر حسن
گیلانی کے خیالات کچھ بھی ہوں حقیقت یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ علامہ مناظر حسن گیلانی
سادات بارہر کی شاخ سادات جاجیری سے تعلق رکھتے تھے اور سید ابوالفراس کی اولاد ہونے کے باوجود
ڈاکٹر سید صفدر حسین بگلہاری کے ہم ہوتے ملاحظہ ہوں کہ مکمل شجرہ نسب صفحہ

میرے خیال میں اختلافی مسئلہ ایک اختلاف سیاسی نظریات سے نسبت تبدیل نہیں ہوتا سادات
جاجیری بہادر جرنیل تھے جسکی مسلک رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر سید صفدر حسین بگلہاری کے ہم ہوتے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر
ساجد نے ہوا سید ابوالفراس ثانی کے بزرگ سید علی مسعود کو ان کا پر پوتا بنایا جو تاریخی حقائق کے خلاف ہے۔

شجرہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸

راجہ رام نرائن موزون (متوفی ۱۷۷۷ء)

راجہ رام نرائن موزون دریاں ان رنگ لال کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن موضع کشن پور ضلع
سہسراں تھا۔ تاریخ جند میں ان کی بڑی شہرت ہے۔ مختلف حصوں پر قائم رہنے کے لیے صاحب بہادر
کے نائب انکم ہوئے تھے اور عظیم آباد و بہاولپور فرانس روانہ کرتے تھے۔ ان کی صاحب داری ۱۱۶۷ھ
تائیں ۱۱۷۰ھ مطابق ۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۰ء رہی۔ رنگ لال نواب علی وردی خان صاحب جنگ کے عہد ۱۱۷۰ھ
تائیں ۱۱۷۲ھ یعنی ۱۷۵۷ء تا ۱۷۶۰ء تک قسطنطنیہ میں تھے رام نرائن بھی تو صاحب جنگ کے پروردہ تھے۔
وہ اپنے والد کی جگہ برہان بھی رہ چکے تھے۔ لارہ جاگی رام نائب صوبہ دار بہاولپور، عظیم آباد کے مرہٹے کے
بندہ صوبہ دار مقرر ہوئے۔

نواب کے جیسے ہی بہادر ارجک صوبہ داری میں کوئی خرقہ واقع نہیں ہوا۔ نواب مذکور کے
کے بعد ان کا فوجی سراج الدولہ حکمران ہنگال و بہادر و اڑیسہ ہوا۔ نواب سراج الدولہ کا عہد ۱۱۶۹ھ
۵۷-۱۷۵۶ء تھا اس مختصر عہد میں وہ بارہ بار اورنگزی کی حالت ناگتہ بہ تھی۔ ہر طرف تعیش و اشترا
پر دہائی اور سازشوں کا بازار سرگرم تھا۔ جب سراج الدولہ نے والی پور میں شوکت جنگ کے خلاف
چڑھائی کی تو راجہ رام نرائن لال نے عظیم آباد کی فوج کے ساتھ نواب کی مدد کی۔ نواب سراج الدولہ
کا مایہ تجھ کے لیکن پلاسی کی جنگ میں میر جعفر کی سازش کے سبب شکست کھا گئے اور جان بچا کر عظیم آباد
روانہ ہوئے۔ راستہ میں گرفتار ہو کر میر جعفر کے بیٹے میرن کے پاس پہنچا دیا گیا جس نے بیہوشی سے
قتل کروا دیا۔ لیکن نواب کی ماں، خالہ، بھائی اور صاحب بھائی کو بھی قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۷ جولائی ۱۷۵۷ء
کو ہوا۔ رام نرائن سراج کی بالکل مدد کر کے اور جلد ہی انگریزی فوج عظیم آباد میں متعین ہو گئی۔
ملا راجا نے اسی موقع کے لیے کہا ہے۔

جھڑان ہنگال صادق از دکن تنگ ملت تنگ دین تنگ وطن

خیزانہ مالی گوبرانی کے بعد شاہ عالم کے لقب سے بادشاہ ہند ہوئے۔ صاحب بادشاہ
عظیم آباد پہنچے تو راجہ رام نرائن اور میرن انگریزوں سے مل گئے۔ جنگ ہوئی۔ انگریز جیت گیا۔

مل بہادر میں اور مادب کا ارتقاء صفحہ ۲۲۷ تا ۲۳۰ء سیرانہ خیرین جلد دوم صفحہ ۳۳

انگریزوں نے عاجز آکر میر تقی میر کو معزول کر دیا اور میر تقی میر کو سید قطاعت بہار، بنگال اور
 اڑیسہ کی اس کو عطا کی۔ میر تقی میر کا جہد ۷۸ - ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۱ء سے اس زمانہ میں
 بادشاہ شاہ عالم اور انگریزوں میں صلح ہو گئی۔ وہ عظیم آباد میں تقی میر نے قسطنطنیہ لائے۔ انگریزوں
 کو طبعی میں تخت نشین کا انتظام ہوا۔ میر تقی میر ناظم بنگال نے بھی آکر ندیوں گزاریں۔ راجہ رام رائے بھی
 شرفیاب ہوئے بادشاہ کے جانے کے بعد نواب میر تقی میر نے راجہ رام رائے سے پچھلے معاملہ کی
 حساب طلبی کی۔ خیانتوں کا پتہ چلا۔ راجہ صاحب قید ہو گئے۔ اسی آستانہ میں میر تقی میر غم غم
 انگریزوں سے طبعی ہو گئی۔ انہوں نے مونگیر کو اپنا مرکز بنایا لیکن جنگیں شکست کھا گئے۔ نواب میر تقی
 عالی جاہ مونگیر سے عظیم آباد کی طرف فرار کرتے ہوئے آ رہے تھے کہ انہوں نے باڑھ کے قریب نزد
 مکہ گھاٹ مجوسین کو دروازے لگائے غرق کر دیا۔ راجہ رام رائے کے گھلے میں ریت سے بھرا گھڑا
 باندھ کر انہیں دریا میں ڈال دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱۷۳ھ مطابق ۱۷۶۱ء کا ہے۔ علی

راجہ رام رائے نازی میں بھی اشعار کہتے تھے اور شیخ عزیز کے شاگرد تھے۔ شیخ عزیز
 شہرہ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور ۱۱۷۳ھ میں دہلی آئے۔ ۱۱۷۴ھ میں بنارس میں ان کا
 انتقال ہوا۔

نواب مرزا علی گڑھ شہادت پر راجہ رام رائے نے ایک شعر کہا ہے جو بہت مشہور ہوا ہے

غزالاں تم تر واقف ہو کہو بھنوں کے مرنے کی

دوا نہ مر گیا آخر کو دیرانے پہ کسب گزری

کہا جاتا ہے کہ کسی وقت رام رائے موزوں کو دروازے لگائے غرق کرنے کے لیے کشتی پر

بٹھا کر لے جانے لگے تو انہوں نے درج ذیل دردناک اشعار موزوں کے

موزوں کے قول پر ہرگز نہ کیجئے اعتبار جو تک اگر غمی طے تو بھی ہوا ہی ہے

چادر نقد ہر کی ہرگز نہ روتی نہیں تا قیامت موزوں نہ میر گرسیتی رہے

بلبل بے درد کو مطلب کیا پڑنے سے وصل میں میرا ہے یہ وہ جبریں جیتی ہے

فہرست اولیائے کرام، بہار و مواضع سادات جاجتیری

مرانا محمد نصیر نے قندھار و عظیم الشان کی خدمت میں ایک حدیث میں ۵۵ شایخ بہار کے خاں کی سرست کی دست
کی تھی۔

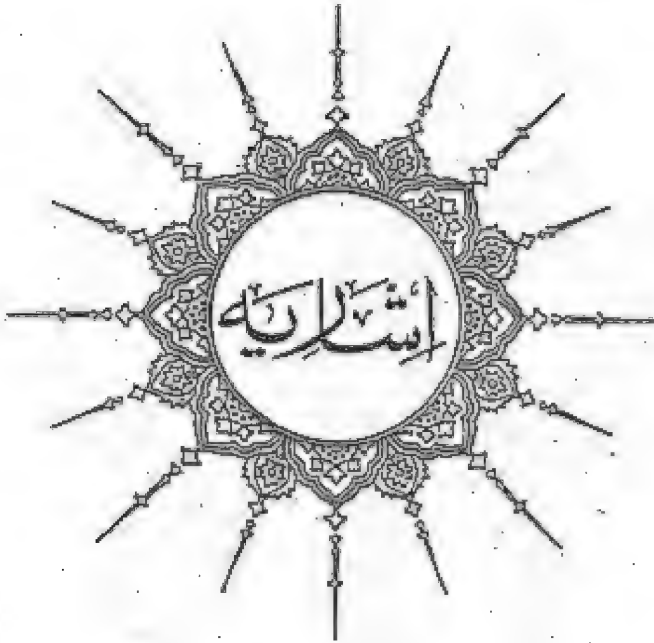
ردیف	اسمائے گرامی	ردیف	اسمائے گرامی
۱	شیخ شرف الدین بیریؒ	۱۸	سید فضل اللہ گرامیؒ
۲	شیخ شعیب جلالؒ	۱۹	سید فرید علی بک بکشیؒ
۳	سید محمدؒ	۲۰	تیمم اللہ سفید بازؒ
۴	شیخ خلیل شیخ تاجؒ	۲۱	شیخ سعادتؒ
۵	سید سلیمؒ	۲۲	سید عطارؒ
۶	درویش ارزانیؒ	۲۳	سید ابوبکر ملک بیادؒ
۷	شیخ محمد محمودؒ	۲۴	خواجہ اسماعیل مغربیؒ
۸	میر الدین حسینی مداریؒ	۲۵	شیخ سید علی میریؒ
۹	سید شہاب الدین مجتبیٰؒ	۲۶	شیخ جلالؒ
۱۰	شیخ آدم صوفیؒ	۲۷	حاجی صفی الدینؒ
۱۱	سید محمدؒ	۲۸	حاجی نظام الدینؒ
۱۲	سید احمد چر بوشیؒ	۲۹	شیخ احمدؒ
۱۳	شیخ عبدالمؒ	۳۰	شیخ دولتؒ
۱۴	حسین نوثر توحیدؒ	۳۱	شاہ زور (خواجہ قطب الیہ) (درویش)
۱۵	شیخ حمید الدین آدم صوفیؒ	۳۲	شیخ فتوہ برغانیؒ
۱۶	سید یحییٰ دانشمندؒ	۳۳	سید نور الدینؒ
۱۷	مولانا حسام الدینؒ	۳۴	سید صفیؒ

۱. بہار میں آندو کا ارتقا

شمار	اسمت گزای	مدفن	شمار	اسمت گزای	مدفن
۳۵	شیخ داؤد شطاری	صوب پور	۵۶	شیخ سلطان حسین	درجنگ
۳۶	سید محمد ثانی	پلس	۵۷	شیخ شمس الدین شمس	"
۳۷	سید مزاج راستی	پهلاری	۵۸	شیخ طبریز (درق سرست)	سارن
۳۸	مبارک الدین بهروردی	چترکوس	۵۹	ولاد شیر سوار (بولی)	"
۳۹	شیخ شمس الدین بنال	بلوری	۶۰	میر عبدالکام (باله)	"
۴۰	شیخ کمال الدین	شایان	۶۱	شیخ یوسف (تندو تاس کلا)	"
۴۱	سید محمد	کیر سارن	۶۲	چندک شیند (سپرلم)	"
۴۲	سید احمد فاری	امرتھ	۶۳	شیخ عثمان (زمین پر تاس)	"
۴۳	سید فوج	لوح پور	۶۴	شیخ عبدالکام (اسنی چیلان)	"
۴۴	شیخ سعد	البر پور	۶۵	سید شمس (آو شاه آباد)	"
۴۵	اورس نافع	سنگیر	۶۶	سید الدین بنانی (رضائی پور)	"
۴۶	سید چاری بناسی	"	۶۷	سید الدین	"
۴۷	شیخ مسطی	"	۶۸	سید یحیی	"
۴۸	سید ابراهیم	سنگیر	۶۹	سید جابر	"
۴۹	سید سید	جاکپور	۷۰	شیخ بدلی	"
۵۰	سید اولیاء	"	۷۱	لی لی سکت	"
۵۱	شیخ عبدالحق	حاجی پور	۷۲	سید مرزا	"
۵۲	شیخ قاضی شطاری	حاجی پور	۷۳	قاضی شمس الدین	"
۵۳	ابوالفتح و شگل	"	۷۴	سید عالم شیند	"
۵۴	مولانا خواجه علی	"	۷۵	سید محمد سید	"
۵۵	شیخ برکت اللہ قسار (علی پور و راز)	درجنگ			

فہرست مواضعات جہاں سادات جاجنیری (بارہ گیان) آباد ہیں۔

نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام	نمبر شمار	نام
۱	حسین آباد	۲۰	بچنہ	۳۱	کانہ گیگہ	۵۸	کھرانٹ
۲	مانہ	۲۱	چرساہاری	۳۲	پیر گیگہ	۵۹	بازید پور
۳	دھام پور	۲۲	پنڈ	۳۱	سیان	۶۰	امرتھہ
۴	ٹھوڑ پور	۲۳	بھلی پور	۳۲	ٹھوڑاواں	۶۱	خضر چک
۵	منٹھہ	۲۴	چک سکھ	۳۳	جیر	۶۲	بارو
۶	محمد پور اکیڈری	۲۵	چک منٹھہ	۳۴	قائم پور مردانہ	۶۳	پنہو
۷	پنہ پور	۲۶	شیش پورہ	۳۵	پنچپتی	۶۴	ٹھکری چک
۸	نڈیاواں	۲۷	لوکھدی	۳۶	مانواں	۶۵	پری ہما
۹	سیانی	۲۸	مولا نگر	۳۷	ریاؤ	۶۶	کھنڈیاں
۱۰	برونی	۲۹	سورج گڑھ	۳۸	اوکانواں	۶۷	گیگھو
۱۱	ستید پور	۳۰	اودین	۳۹	ہرکانواں	۶۸	جوانواں
۱۲	کٹھہ	۳۱	غوث آباد	۴۰	کوتھہ	۶۹	سرحد
۱۳	پتھر پٹہ	۳۲	بھٹوا	۴۱	نور پور	۷۰	بہار شریف
۱۴	جوارہ	۳۳	مندی پور موگیہ	۴۲	مان پور	۷۱	گوشک
۱۵	دسولپور	۳۴	بارو	۴۳	سیہے	۷۲	ہاڑھ
۱۶	گھٹی کول	۳۵	پہڑیا	۴۴	پھلواڑی	۷۳	سری بھتیار پور
۱۷	سانہاں	۳۶	گیلائی	۴۵	سیدی پور سرائے		اشرف چک
۱۸	چھارہ	۳۷	ولہنہ	۴۶	دھیاواں	۷۴	مالہ
۱۹	امام نگر	۳۸	اسیٹواں	۴۷	میرنگر تھوڑا		



قاموس الاسماء (اشعار)

ابو العالی لاہوری ۲۲۵، ۲۳۰	آتش میر - ۲۹۱
ابو یوسف ہدانی ۲۲۴	آدم بخاری - ۲۰۰
ابو العلاء شہیدی ۲۰۲	آدم نقشبندی - ۴۵۵، ۴۵۶
ابو القاسم میند ۲۲۵	آغا عابد الدین - ۴۰۸
ابو علا علی مومندی سید ۲۳۹، ۲۴۲	آغا تاج محمد العجمی صبیح - ۲۰
ابو العین احمدی میان برکاتی ۲۳۸، ۲۴۱	آل حسین میان تانوی برکاتی ۲۳۸
ابو البرکات سید شاہ ۱۵۶	آل نبی - ۲۰۵
ابو تراب شاہ گدا ۱۴۲	آل احمد شاہ سید اچھے میان - ۱۹
ابو الفضل ہاشم ۱۵۲۸	آملی شیخ - ۴۱۴، ۴۱۸
ابو القاسم انصاری ۵۳۰	(۱)
ابو البرکات احمد شرقی ۶۲۳	ابراہیم ملک بیا - ۹۶/۸۱
ابو القاسم سید ۸۴	ابراہیم بن داؤدی سید - ۸۸
ابو القاسم عبدالسلام ۲۲۳	ابراہیم بخاری سید - ۲۳۱، ۲۳۰
ابو الخیر محمد شیر ۱۹	ابراہیم بن عبد مل کا کوئی ۲۲۳
ابو البرکات ۴۰۵، ۴۰۷	ابراہیم قاضی - ۲۰۵
ابو الحسن ندوی علامہ ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۸، ۱۲۹	ابو الحسن علی بخاری ۱۹۳، ۱۸۱
احمد علی سید ۱۲۱، ۱۸۲	ابو حفص - ۲۵۹۵
احمد شہید سید ۸۹	ابو علی سندھی ۵۹۹
احمد سید پوری ۱۱۴، ۲۳	ابو الفرج واسطی سید ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱
احمد اللہ ندوی ۲۱، ۱۸۲، ۱۵۶	ابو الفراس ۲۹۳، ۲۹۵، ۲۹۶
احمد سید ۲۹، ۱۲۲	ابو العلاء سید کبیر آبادی ۱۱۴
احمد شہزاد سید لاہوری ۱۳۱	

احمد حسین شاه سید ۱۴۴۷	اختر الیس ۱۵۷۴/۱۵۷۵
احمد حسین شاه سید مرثی ۱۵۷۷	ارشد علی سید ۱۴۳۱
احمد کبیر قاضی ۱۱۷۰، ۱۱۷۱	ارژان شیخ ۱۴۱۷
احمد حسین رضائی قاضی ۱۱۷۰	ارغمنی حسین قیدی ۱۴۲۲
احمد جویش سید ۱۸۲۰، ۱۸۲۱	اسرائیل شیخ ۱۴۲۱
احمد خان سید ۱۲۲۶، ۱۲۲۷	اسطیل شیخ ۱۴۲۲، ۱۴۲۹
احمد حسین حسینی پیر ارشد (سکلی) ۲۵۱	اسطیل شہید ۱۵۰۹
احمد جمال فاضل حسین بوماری ۲۹۲	اسطیٰ بیدگی میاں ۱۵۵۴
احمد سید جانی ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۸۷	اشرف جانی بک مستانی ۱۲۳۰، ۱۵۵۴، ۱۶۱۲
احمد شیخ سرسندی امام ربانی ۱۴۹۷	اشرف حسین شاد قتال ۱۸۳
احمد سید ندوی ۲۵	اشرف عالم مولانا بیک گل ۱۶۷۷
احمد الاحمد پرنسپل رشیدی ۱۲۴	اشرف علی تھانوی علامہ ۱۵۱۳
احمد قتال دہلوی ۲۳۷	اشرف علی سید عسکری ۱۴۹۰، ۱۴۹۱
احمد رضا قتال پرنسپل الطوفت ۱۵۹۰، ۱۵۹۱	اشرف الدین حیدر سید ۱۳۳۷
احمد عبداللہ ربیل ۱۵۹۶	اشرف علی ۱۳۹۲
احمد یحییٰ سید علامہ ۱۶۲۲	اشرف علی ۱۳۸۲، ۱۳۸۳
احمد شہاب ۱۶۹۲	اکبردار شرف سید ۱۸۵۱، ۱۸۵۲
احمد علی ۱۶۹۲	انظر الدین احمد ۲۲۱
احمد قربانی شاد علامہ ۳۸۹	احمد المؤمن تدمسی ۱۴۱
احمد شعیب ۲۸۹	انقل الدین سید علیہ برکات ۱۱۵۵
احمد سید ۲۹۸	انقل حسین قنوی ۲۰
اختر محمد حکیم مولانا ۱۲۳	انقل الدین احمد ۲۲
اختر اورخیزی ۱۲۰	انقما احمد مولانا بچلوری ۲۳

امیر خسرو ۶۰۲	افضل حسین سید نقی ۶۲۴
امید علی انصاری ۵۴۲	افضل شیر میر ۲۰۳
امین سید محمد گلشن ۳۱۹	افضل سید محمد ۲۰۵
امان سید محمد ۳۱۹	افضل سید ناصر ۲۳۷
امداد علی سید ۲۸۷	افضل حسین شاه فقیر ۱۰۸
امام علی سید ۳۹۲	اقبال غلام ۲۳۴
امین میر شری ۲۶	اقبال عظیم سید پرفیسر ۲۵
امداد الحق ۳۴۰	اقبال حسین سید ۳۴۹
امام الدین سید ۲۴۰	اقبال نسیم ملتان ۲۰
انور شاه کاشمیری ۶۰۸	اقبال علی حاجی سید ۳۸۹، ۳۹۱
انعام الحق سید ۳۲۰	اکرام الحق سید ۲۷۲
ایشین الرحمن ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴	اکبر علی شیخ ۴۰۳
انور علی سید شاه داغگیری ۹۰	اکرام الدین احمد ۳۳۹
اورج غوث سید حیدر ۲۸۹	ایس برهان کاکا علی ۳۵۹، ۳۸۲
اولاد رسول محمد میان ۲۹۳	الذبحار شاه ۲۳۳، ۲۶۹
الرب قادری انصاری پرفیسر ۳۲	امام محمد بن اسماعیل بخاری ۵۹۸
(ب)	امیر کبیر علی بدای ۱۳۱، ۱۳۸
بسطعلی زید پوری ۴۲۵	امیر علی دوسری قراب ۱۹۴
باقی باللہ خواجہ دہلوی ۶۰۳	امیر علی سید حبیب ۲۱۲
بایزید بسطامی ۵۶۶	امیر علی سید اکبر آبادی ۸۳
بنی ۵۷۵، ۵۷۷	امان علی جعفری ۲۴۹
بخت نصر ۵۷۷	امداد اللہ مہاجرکی ۵۱۱
بنی قریظہ الدین کاکا ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷	

بر علی شاه قلندر یانی پتی ۵۴۴	بنیاد الدین سید ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶
بهار الدین سید شاه آفرینشینی ۲۴۱، ۲۴۰	بدر الدین بدر عالم زادی ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵
بهار ذکر یا ملکانی ۴۵۵	پدر علی الدین شاه مدار ۵۴۹
بهار شاه قلندر ۵۵۵، ۵۵۶	بدر علی سید ۴۹۳
بهار لال فطرت ۱۹	بدر الحسن سید ۳۸۱
بهار علی سید حاجی ۳۸۹	بدر الحسن ملک ۲۴
بدر مرزا عظیم آبادی ۴۴۴، ۴۴۵	بدر لکھنوی ۴۳۹
بدر حیدر ۲۸۹	برهان الدین سید شاه ۲۴۲، ۲۴۱
(پ)	برهان الدین سید خیر علی ۱۵۱
سیرنگار ۱۴۳	برهان الدین بقاقلانی ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸
(ت)	برهان الدین شیخ فریب ۵۴۵
تاج نقیر امام زبیری اش ۴۲۰	برنیا ۵۴۳
تاج الدین اولیا ناگپوری ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴	برکت الله شاه ۱۴۳
ترابی حاجی ۵۴۲	برکت علی سید ۴۳۱
تتاعلی ۴۵۳	برکت الله شاه سید ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵
آب اشرف سید ۸۴	برکت احمد سید لکھنوی ۲۲۹، ۲۳۰
تیمور الله شاه سید سقید باز ۱۲۸، ۱۲۹	بسم لکھنوی ۴۳۹
تیمور گرگان ۵۹۵	بشیر الدین سید ۲۸۹
(ث)	بقا سید محمد ۱۸۹
ثمن سرکار بناری ۲۵۹	بلوال شاه ۶۰۵
(ج)	بنده لاکه سید دلاز ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰
جبار الله شیخ ۵۱۸	بنیاد علی سید واری ۳۹۸
جان محمد سید ۲۴۸	بنیاد علی (کامری) ۴۹۹

جعفر شاه پهلوانی ۳۵۰

جمال الدین حیدر سید جهانگیر گشت ۲۲۵۰۲۲۸

جلال سید ۲۲۲

جلال الدین علی سیدی ۲۵۵۰۲۴۰

جلال شیخ منیری ۳۵۸

جلال الدین دلی شیخ ۳۶۸

جلال شیخ سلطی ۶۰۹

جلال الدین تبریزی ۶۱۱

جلال دانشمند ۲۲۳

جلال الدین سید وکریا ۳۲۰۱

جلیل اختر سید ۲۱

ال قتال محمد رم ۸۱

جمال الدین سید افغانی ۲۴۳۰۲۰

جماعت علی شاه علی پوری ۶۱۷

جماعت علی شاه ۲۴۰

جمال الدین میان فرنگی علی ۵۲۱

جمال الدین سید کاکلی علامه ۱۷۷۱۷۵۰ ۳۸

جمال الدین سید شاه چاچیری ۲۴۲

جلیل محمد ملانا انصاری ۵۲۹ ۱۲۰

جلیل سید محمد زیدی ۲۸۹

جلیل سید محمد ۲۴۲

جواد حسین سید گیادی ۳۳۰۱۲۲۱۲۰

جبر سید ۱۵۵

جبر گلبرگ پرنسیر دیرین (۱۰۶) ۲۶

(ج)

چرخش سید ۲۹۱

(ح)

حافظ علی پوری ۴۳۷۰۵۱۸

حامد علی سید ۲۹۲۱۱۳۲

حبیب الله ۱۵۵

حبیب الله تادی ۸۳

حبیب الحق سید اکثر ۳۱۳۰۳۲۹

حسام الدین شیخ ۲۹۲۷۳۸۹

حسام الدین ۳۳۹

حضرت عثمان ۴۲۸

حسن بدو الدین سید ۱۲۱

حسن خرقی سید ۲۴۱

حسن عکری ۲۰۲

حسن محمد سید ۲۸۹

حسن امام سید ۳۲۳

حسن عبداله قان و بار شاه گره ۲۹۱

حسن بخاری ۴۵۱

حسن عکری ۱۹

حسن رضا سید ۲۵

حسن رضا سید ویردی ۲۳۹۱۱۰۸۰۲۵

حسن شاه باطنی ۲۷۲

حسن سید محمد ۲۴۲	خضر خاں سید ۵۶۳
حسین نوشه توحید ۱۲۸	خلیل سید شیخ پوری ۲۲۸۱ ۲۲۲
حسین احمد سید مدنی ۱۳۲۰ ۱۳۲	خلیل احمد خان انصاری ۵۲۹
حسین احمد شاه سید ۱۴۹	خلیل بیک مراد ۶۳۷
حسین سید شہید شنگسار ۲۲۸	خلیل خان بنگالی ۱۹
حسین علی خاں سید بادشاہ گڑھ ۲۹۱	خوارقہ دلق ۲۸
حسین علی شاہ ۵۱۷	خواجه علی سید ۳۸۱
حسین بن منصور ملائی ۵۹۹	خیال متعلق پوری ۶۴۷
حسین ام سید ملیک ۲۸۵	د. د.
حسین احمد منشی ابراہیم اللہ ۵۲۶	داراشکوہ ۲۳
حسین علی شاہ سید ۲۲۳	دانش علی سید ۲۸۸
حسین شہید سہروردی ۶۱۵	دیار احمد سید دہلوی ۱۱۷
حسین باجی ۵۱۷	درویش شاہ خادم ۱۰۲
حقیقہ الرحمن سید ۲۵	دعائی دہلوی سید ۲۳۷
حمزہ امیر خارجی ۶۵۷	دورست میرزا ۴۲۱
حمید الدین رام گیری ملوم ۲۲۸	دیر علی شاہ سید دہلوی ۶۱۸
حمید رحمانی مشہور شاہ ۲۳۶	د. م.
حیرت پوری ۶۲۳	راجہ جلال سید اشرف ۸۲
د. خ.	رافق سید ممتاز ۳۳۷
ثمان قاضی سید ۲۶۸ ۲۹۷	راجہ رام نرائن مخزن ۶۷۷
غالدیوسف ۲۱	راشد رستم دھنی پیر بنگالہ ۱۹۰
خروخت مرزا ۵۶۰	رحمت خان حافظہ سید ۵۹۰ ۵۸۸
خصلت حسین ساہی ۱۹	رحمت اللہ شاہ ملائی ۱۱۳

ساغر بادى ۴۴۴	رحمت على سيد ۳۹۷
سيكنگين ۵۴۷	رحم على قانلى ۴۱۱
سجاد زير ۲۸۹	رحيم الدين سيد ۲۱۱۰۲۰۳
سنى سرود ۶۰۶	رشيد احمد گنگوئي ۵۲۹۰۵۴۱
سراج الدين سيد ۳۳۶	رستم ۵۶۶
سراج سلفى شاه ۱۹	رشيد الحسن سيد قانلى ۳۶۱۰۲۳۲
سراج حكيم ۵۱۸	رضاكرم سيد ۱۷۳
سرون ۵۷۴۱۵۷۳	رفى الدين الارمياں ۱۷۱
سوزاز احمد ۳۳۷	رفى حيد خواجه ۲۳
سعد بن پندس ۲۵	رفيع الدين شاه ۱۷۸
سيد عباى ۲۷	ركن الدين ركن عالم شيخ ۴۵۷
سعدى شيخ ۳۱	ركن الدين ۳۳۹
سكند الهيم ۵۶۶	ردش على خان ۲۹۱
سلطان احمد پير ۳۶۶۰۳۳۴	ردش على ۲۲
سلطان شاه شيخ ۴۶۸۰۳۶۱۰۳۶۰	ريهان الحق سيد ۳۹۲
سلطان باجر ۴۹۳	دره
سلطان حاجى ۴۰۵	زاو حسين نديى ۴۹۰
سلطان حيدر ۴۹۲۰۴۳۶۲۰۳۳۰	زبيده سرورى ۵۲۶
سلطان شاه پير ۴۵۰	زكريا مولانا ۴۵۹
سلطان اشرف ۶۲۰	زوار حسين شاه ۴۳
سلطان على خان ۲۲	زيتاير ۴۹۱
سليم شى شيخ ۴۹۳	زمن
سليم پير مولانا راجپوتى ۴۲۰	سالار محمد قانلى ۴۱۲۰۴۱۲

شهاب ۵۶۶	شمس الحسن سید حسینی ۳۸۱/۲۳۳
شهاب خان اعظم ۲۵	شمس الضیاء سید قیصر ۳۶۹/۲۳۳
سینی مرلا ناسید ۱۶۷	شمس تبریز ۵۹۹
(ش)	شهاب احمد اشرفی ۲۱
شادان قادی ۱۹	شهاب احمد سید تزاری ۲۵
شهاب حسین سید ۲۰۱	شهاب حسین سید ۱۱۸
شهاب حسین اشرف ۱۰۳	شرکت ملی ۲۸۱
شهاب نادری ۲۸۱/۲۱۲	شهابزاده کچوری مرهانی ۳۳۳
شیر الحسن ۵۱۷	شهاب الدین سهروردی سید پیر محمد ۱۹۶۱/۵۳۱/۵۲
شیر احمد عثمان علامه ۵۲۲	شهاب الدین گردیزی سید ۲۳۵
شبلی نعمانی ۲۲	شهاب الدین رحمت الله ۳۶۷/۱۶
شیرین سید ۱۷۲	شهاب الدین سهروردی ۴۶۷/۴۵۹/۴۵۸
شرافت علی سید ۱۳۲	شهاب الدین حق نگر ۶۲
شرق الدین تراسه ۲۰۹	شهابزاده عالم سید ۳۲۱
شریف برهانی ۱۳۷	شیر قالی ۲۰
شرق الدین کیمیا نیری ۴۲۵/۲۲	شیرابری ۵۱۹
شعید سید چلاروی ۱۹	شیر شاه سوری ۵۸۲
شعیب شیخ ۴۲۳/۴۲۷	شیرین ۷
شفیع شیر مرلا ناسید ۱۶۷	سابق مرشاه سید اشرف ۵۷۱/۸۶
شفیق رضی علامه پوری ۲۱۰	صباح الرحمن دیرسنوی ۲۰
شمس الدین قلندر ۱۵۲	سیح حسن سید دیرنی ۲۲۰
شمس بابا کاکلی سید ۱۷۴	سید الدین سید شاد ۱۸۰
شمس الدین شهیدی ۱۸۲	سید الدین خطیب سید ۲۳۶

طیب گیلانی ۲۲۵

(ظ)

ظفر احمد عثمانی مولانا ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹

ظفر الدین مولانا ۲۲۰

ظفر ادگانوی پرفیسر ۲۲

ظفر باب حسین سید ترغی ۱۹

ظفر اشرف سید ۸۷

ظفر الحسن ۳۳

ظهور الحسن شارب واکٹر ۱۹

(دع)

عاجز صدیقی ۴۵۰

عارف مولانا ۱۱۳

عاشق حسین وارثی ۳۲۷

عامر تبریز ۳۳

عامی چیمپروی ۴۵۰

عباس صفوی ۱۷۳

عباس شکلی پوری ۵۱۸

عبداللہ بنی قریظی علی ۵۲۲، ۵۲۱، ۵۲۰

عبد الباقی بگڑی ۲۹۲

عبد الباقی حکیم ۸۵

عبد الباقی سید مجھوی ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰

عبد العزیز ۲۰

عبد الحفیظ ۲۵

عبد الدین سید راجو تال ۲۵۰

عبد الدین عارف شیخ ۲۵۷

عبدی سیکس ۲۲

سفیری بگڑی ۲۱۳، ۲۸۷

صفیر بن بی ۲۳۷، ۲۰۵

صفدر علی شاہ ۸۲

صفدر حسین سید ۳۲۱

صفدر حسین سید بگڑی ۴۷۹

سفیر بگڑی ۲۹۳

سلوان الدین سید ۳۲۰

(دض)

ضیاء الدین ملوی ۲۲

ضیاء الرحمن سید ۳۲۷

(ظ)

طالب علی شطاری سید ۱۷۹

طاہر سید محمد ۲۸۲

طاہر گیلانی ۲۰۵

طاہر انوری سید ۱۷۹

طاہر ایشی ۴۰

طاہر اکمل ۲۱۶

طارق ۵۶۷

طیفیل احمد صدوی ۲۲

طیب مرقی ۳۱۹

- عبدالعزیز محدث دہلوی ۲۹۷، ۲۹۵
 عبدالمنور بن بابائے آندود ۳۳
 عبدالحمیم مکریم الکونانی ۹۰۰
 عبدالحمیم شرف قادری ۲۱
 عبدالرب واکٹر ۳۸۱، ۳۸۴
 عبدالرحمن بخش سید ۳۸۱
 عبدالرحمن ہاشمی قریشی ۵۹۵
 عبدالرحمن جامی ۲۲
 عبدالرحمن خان لسانی ۲۲
 عبدالرحمن واکٹر سیدانی ۲۲۰
 عبدالرحمن سید سجادہ دہلوی ۳۳۱
 عبدالرحمن سید ۳۷۲
 عبدالرحمن شاہ ۳۷۴
 عبدالرحیم ۴۱، ۱۶۷، ۱۷۰
 عبدالرحیم شاہ دہلوی ۵۰۵
 عبدالرہمن قادری ۸۴
 عبدالرشید ۱۲۹
 عبدالرشید ندوی ۲۲، ۲۸۹
 عبدالرشید سید بادی ۳۹۹، ۳۹۸
 عبدالرفیق فاطمی پروفیسر ۲۵
 عبدالسلام نیازمی ۲۶۶
 عبدالشکور انصاری ۵۲۹
 عبدالشکور میری ۳۳۳
 عبدالعزیز محدث دہلوی ۵۰۸
 عبدالعزیز خان بریلوی ۲۰
 عبدالعزیز سید بریلوی ۲۱۱، ۲۱۰
 عبدالعزیز شاہ ۲۲، ۳۳۵
 عبدالعلیم سیدی مولانا ۳۸۵
 عبدالقادر جیلانی ۸۱، ۹۴، ۱۵۲
 عبدالقادر جیلانی ۶۸۸، ۱۳۳
 عبدالقادر جیلانی ۲۲۷
 عبدالقدوس انصاری ۱۹
 عبدالقدوس ہاشمی ۳۳۸
 عبدالقدوس چیماردی ۳۲، ۳۲۲
 عبدالکریم میرزادی ۱۵۷
 عبدالکریم ٹہری دہلوی ۱۸۵
 عبداللہ سیاح ۱۰۱، ۶۸۳
 عبداللہ الاشر ۸۱، ۹۱، ۹۲
 عبداللہ شاہ اسماعیلی ۸۲، ۹۴
 عبداللہ شطاری ۶۰۵
 عبداللہ شاہ بخاری ۱۲۳، ۱۸۲
 عبداللطیف بھٹائی ۱۶۹، ۱۸۶
 عبداللہ نان ۸۱
 عبداللہ نانکی ۸۸
 عبداللہ جمدی بادی ۲۳
 عبدالواحد بنگلوی ۲۳

علی ترغی بابا ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲	عبدالودود ۲۴۱
علی مراد شاه ۱۱۹، ۱۸۳	عبدالودود عثمانی ۲۳
علیم الدین بیدگیر طراز ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴	عبدالوهاب فرنگی محلی ۵۳۱
علی میردوش ۲۳۵	عبدالوهاب پیکل مرست ۵۰۷، ۴۸۹
علی مصدیر ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴	عثمان بیدور ۳۴۳
علی امام بیدیر ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵	عزیز باری ۴۴۴
علی شیرجانی ۳۲۸	عصمت الله ۴۳۴
علی صدی خان ۴۴۹	عصمت الله صدیقی ۴۴۵
علی امام دگرای ۴۴۹	خطار حسین ۵۰۳
عمار الدین عمار ۴۴۷	خطار حسین عبدالرزاق ۱۵۰، ۲۲۳
عمار الدین آغا ۴۰۸، ۴۰۹	خطار الله شاه بخاری ۱۲۰، ۱۸۱
عمیم اشرف ۸۷	خطار الله امیر پهلوانی ۴۳۹، ۴۴۱
عنایت علی ملایا ۱۶۷، ۱۶۸	عظیم الله ۴۷۴
عزیز شادانی پرفیسر ۲۵	عظیم بخارا ۲۷۱، ۲۷۲
عیسی البرکلی ۲۸۱	عقیل احمد پرفیسر ۲۵
عیسی مختار ۳۳۸	علامه الدین طارالمق ۴۱۰
(رض)	عمار الدین علی صابری ۱۵۱، ۱۵۳، ۱۵۹
غرفشت ۵۷۳، ۵۷۴	علامه الدین شاه بید بخاری ۴۵۷
غریب الله حسن وکالتش ۲۲۸، ۲۵۰	غلام یگانی ۴۳۱
غلام شرقی الدین راجی ۱۲۹	علیم الله قطبی ۱۰۹
غلام مشرق شاه بید ۱۲۹	علی شاه جباری ۴۰۹
غلام رحیل شاه بید ۲۲۵	علی سید محمد زنگیری ۸۲، ۱۱۰
غلام تاج شاه ۲۳۳	علی سید ۸۲

فضل علی شاه قریشی ۳۱۹، ۳۱۷	غلام علی واسطی آزاد گلای ۳۱۳
فضل الرحمن گنج مراد آبادی ۳۴۹، ۳۴۲	غلام رسول مهر ۲۰
فضل حسین ۲۱	غلام رسول سعیدی دلاور ۲۳، ۲۱
فیرالدین سید شاه جلالپوری ۳۳۱، ۳۲۹	غلام مولانا سید ۳۳۶
فیر سید سمیع منشی ۲۰	غلامان الحق سید ۲۹۲، ۱۳۰
فیروز شاه بهمن ۵۵۳	غوثی شطاری نانودی ۲۳
فیض بخش لاکروی ۲۲	(ف)
دق،	فانوق سید شاه حافظ ۱۷۶
قاسم تاروی ۳۸۱، ۳۶۲	فانوق سید محمد ۳۸۵
قاسم شطاری ۳۳۱	فرمان نظامید ۲۹۲
قاسم خان نواب ۵۹۳، ۵۹۲، ۵۹۱	فرزند علی مرقی شاه خیری ۱۶۸، ۵۹۰
قربان علی سید ۳۹۹	فرزند علی مرقی سید شاه ۲۴
قریب الدین حید ۲۸۹	فرزند علی سید گلای ۲۹۳
قطب الدین قاسم لاری ۵۳۰	فرید الدین عطار سید ۱۷۱
قطب الدین احمد حاجی سید ۱۴۰	فرید طریق بخش خدوم ۳۳۰
قطب علی سید ۲۲۱	فرید الدین گنج شکر ۳۹۱، ۳۸۷، ۳۸۸، ۵۵۰
قرا الدین بیلواری ۳۵۲	فرید الدین فروزی بدلی ۵۲۲
قره محمدی ۶۴۶	فرید الدین کریم بابا ۱۹۱
قره زمان قل ۲۰	فرید الدین سید ۱۷۶
قره الدین ۳۲۰	فرید سید محمد ۳۰۰
قشقی قاضی ۱۰۶، ۸۳	فروغ احمد ۳۲
قیام الدین سید ۲۲۹، ۲۲۷	فضل الدین گوراسی سید ۱۰۷، ۸۳
قیام الدین شاه ۳۴۰	فضل علی سید رمی ۲۱۵، ۲۰۳

(ک)

کمال الدین آقایی ۲۲

کریم الدین احمد میرزادی ۲۳

کریم بخش نظامانی ۲۸۵

کلیم محمد ۲۵

کمال الدین کیتانی ترقی سید ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲

(گ)

گدا شاه سید ۸۲

گل حسن (نوری شریف) ۳۶۵

(ل)

لال شهباز قلندر ۱۵۸، ۱۵۹

لطافت حسین ۲۲۲

لطافت صدیقی ۵۲۵، ۵۱۹، ۵۱۷

(م)

منارک شاه اوزانی ۳۱۷

مجتبی بنوری واکٹر ۲۱۸، ۳۶

مجیب الدین شاه چلواری ۴۲۸

مجیب الرحمن پیر قلیسر ۲۰

محمی عثمانی ۲۰

محب الدین ملک قاضی ۹۹

محبوب بنوری ۲۳۱، ۲۳۷

محبوب الرحمن حق ۳۹۰

محمد سید بونجیدی ۱۸۳، ۱۷۱

محمد سید ۲۳۵

محمد شاه بخاری ۲۳۲

محمد بنوری ۲۹۰

محمد شاه ثانی بن ۵۵۲

محمد تقی سید ۲۰۲

محمد بن عینی ۲۸۲

محمد بخش ۴۱۶

محمد بن خیر تقوی ۲۲۲

محمد میر سید ۲۰۵

محمد سید شهبازی ۲۳۷

محمد جعفری سید ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹

محمد احمد برکاتی ۳۲۹، ۳۷۱

محمد سید محمد آبادی ۴۰۶

محمد الحسن ۵۱۳

محمد بنوری سلطان ۵۲۸، ۵۳۷

محمد گادان ۵۵۵

محمد الحق سید ۳۷۴

محمد الدین شیخ ۸۳

محمد حسن گت باز ۱۷۲

محمد الرحمن سید ۳۳۰

محمد احمد برکاتی ۳۲۹

محمد احمد واکٹر ۲۲

محمد الدین بخاری ۲۵۸

شکوه عالم سید ۳۳۱	میز گنجی ۳۳۲
مصباح الهی دینی ۲۲۱۴۳۶۰۳۳۲۲۵	منهاج سراج ۲۲۱۴۲۰
مصباح الحسن ۲۸۹	مروج دیبا ۱۴۱
مغزیه های نفی ۲۳۱	موی پاک ۱۰۵
مدیر کهنه نوی ۶۳۰	موسیقی عرفی ۵۳۴
منظوم شمس غنی ۱۲۸	هرامی شاه پیر گزاف ۹۱۸۱۸۳
منظر کاغذی ۴۵۸	میان سیرای ۲۹۳
منظر علی قان شاکر ۲۰	میر معتمد گیلانی ۳۳۳
منظر گیلانی ۲۳	(ن)
منظر صلواتی ۳۳۲	نادر شاه ۴۶۸
معصوم سیر بکری ۱۶۹	نارنگ کهنه نوی ۴۳۰
معصوم سیر بی ۳۵۱	نارنگی طای ۲۸۹
معین مددانی ملک ۲۳	نجات خان سید ۴۶۸
معین الدین سید شاه ۳۸۲	نجم الهی سید دینی ۳۳۰۴۲۴
معین الدین چشتی خواجه امیری ۱۴۴۱۴۱۱۵۵	نجم الدین فردوسی ۲۱
معین قریشی ۳۳۲	نجم الدین سید قایم ۱۹۸
مقصود علی نفی ۲۲	نجم الدین سید ۱۲۴
ملک فیروز خان نری ۳۳	نجم الحسن شاه پرنسیر ۲۵
منظر احسن گیلانی ۲۲۴۱۳۲۴۳۵۳۴۶	نجم الحسن سید ۲۵
منعم پاکیز ۵۰۰۱۳۸۹	نحیب فردوسی ۳۳۳
منصور الحسن مبلغ ۳۸۳	نندار الحسن شاه ۲۰۲
منهاج راستی سید ۲۰۹	نور الدین بی ۳۹۵
میر الدین شاه ۱۵۴	نور محمدی ۳۳۴۳۳۳۳۳۴۹۴

نورالعیین حیدر ۲۸۹	نصیر الدین فیض ۳۳۷
نورالاحمد ۲۸۹	نصیر الدین سید ۳۹۰، ۳۸۶
نوال الدین سید ۳۴۰	نصیر الدین چارخ دہلوی ۱۰۰
نیاز احمد شاہ علی دہلوی ۲۱۶	نظام الدین شاہ بنگ ۲۳۶
نیرہ لال گوبی ۲۵	نظام الدین اولیاء ۲۳۷، ۲۳۵
(۳)	نظام الدین شیخ بنگ ۵۱، ۵۱۵
وارث شاہ سید دولت پوری ۳۳۱، ۳۳۲	نظام الدین غلام الہی ۵۳۹، ۵۳۰
وارث علی شاہ دیوبند شریف ۲۵۹	نظام الدین مجددی ۲۳
وارث نکال ۲۱	نظام الدین شاہ ۲۷۰
وارث علی سید ۳۸۶	نظیر حسین شاہ سید ۲۴۱
وامع محمد قاضی ۲۰۱	نعمت اللہ شاہ ۱۴۸
وجید اشرف ۲۲۱	نعمت اللہ دہلوی ۲۴۷
وجید الدین چنگر کش ۲۲۹	نعمت اللہ صدیق ۴۸۲، ۴۲۳
وزارت حسین سید مختار ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۱	نعمت اللہ شاہ دہلی ۶۲۶
وزیر حسن سید ندیم ۳۲۷، ۳۲۲	نصیر الدین سید صدر الافاضل ۶۲۲
وسیم الدین سید ۲۵	نصیر ملک دہلوی ۱۰۲
ولات علی سید ۱۳۲	نور بالائی ۴۵۸، ۴۷۱
ولات علی مراد ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹	نور شیروان عادل ۵۴۷
ول اللہ شاہ محدث دہلوی ۵۰۶	نواز سید ۲۹۳
ولید بی بی ۴۴۷	نورالعیین عبدالغفار ۸۵
ولیم سید ۱۹	نور الحسن قاضی ۱۵۹
(۵)	نور الدین سید ۱۵۲
اشرف شطاری ۲۱	نور الدین خواجہ ۱۷۰

یمنی میری ۴۲۴	۲۹۷۰۲۳۹
یمنی میر محمد نوری مولانا ۳۸۵۱۳۸۳	۳۳۱
یرسف نوری علامہ ۲۰۰، ۱۷۰	۱۹
یرسف شاہ سید گرویزی ۴۴۳	(دی)
یرسف دودا شاہ ۳۳۷	۲۴۳
یرسف قاضی ۵۱۹	۲۸۱
یرفس ملک ۴۱۳	۶۰۳
یقین شاہ سید بخاری ۲۵۲۱۲۳۷	۲۵
	۲۹۷۰۲۳۹

مَلَايُكُوْنَ

بیشک سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں (استحسان)



پاکستان ۱۲۱/۱۲۲/۱۲۳/۱۲۴/۱۲۵/۱۲۶/۱۲۷/۱۲۸/۱۲۹/۱۳۰/۱۳۱/۱۳۲/۱۳۳/۱۳۴/۱۳۵/۱۳۶/۱۳۷/۱۳۸/۱۳۹/۱۴۰

۱۵۹۰/۱۵۹۱/۱۵۹۲

پاکستان کوڑھ ۲۴۲

پانی ۳۴۳/۳۴۴

پانی پت ۱۴۵/۱۴۶/۱۴۷/۱۴۸/۱۴۹/۱۵۰/۱۵۱/۱۵۲/۱۵۳/۱۵۴/۱۵۵/۱۵۶/۱۵۷/۱۵۸/۱۵۹/۱۶۰

سیلاوان ۲۱۸/۲۱۹

پتھر ۶۸۱

پتھر ۱۹۱

پٹن ۱۳۵/۱۳۶/۱۳۷/۱۳۸

پٹن ۱۴۲/۱۴۳/۱۴۴/۱۴۵/۱۴۶/۱۴۷/۱۴۸/۱۴۹/۱۵۰/۱۵۱/۱۵۲/۱۵۳/۱۵۴/۱۵۵/۱۵۶/۱۵۷/۱۵۸/۱۵۹/۱۶۰

۱۶۱/۱۶۲/۱۶۳/۱۶۴/۱۶۵/۱۶۶/۱۶۷/۱۶۸/۱۶۹/۱۷۰

۱۷۱/۱۷۲/۱۷۳/۱۷۴/۱۷۵/۱۷۶/۱۷۷/۱۷۸/۱۷۹/۱۸۰

۱۸۱/۱۸۲/۱۸۳/۱۸۴/۱۸۵/۱۸۶/۱۸۷/۱۸۸/۱۸۹/۱۹۰

۱۹۱/۱۹۲/۱۹۳

پٹن ۳۶۰

پیار ۱۳۲/۱۳۳/۱۳۴/۱۳۵/۱۳۶/۱۳۷/۱۳۸/۱۳۹/۱۴۰

پیلی ۶۰۳

پٹن کلاوی ۲۷۲

پٹن کلاوی ۲۶۳

پٹن کلاوی ۲۴۵/۲۴۶

پٹن ۵۰۰/۵۰۱

پٹن ۱۴۵/۱۴۶/۱۴۷/۱۴۸/۱۴۹/۱۵۰

پٹن ۱۳۸

پٹن ۱۴۵

پٹن ۲۵۸/۲۵۹/۲۶۰/۲۶۱/۲۶۲/۲۶۳/۲۶۴/۲۶۵/۲۶۶/۲۶۷/۲۶۸/۲۶۹/۲۷۰

۲۷۱/۲۷۲/۲۷۳/۲۷۴/۲۷۵/۲۷۶/۲۷۷/۲۷۸/۲۷۹/۲۸۰

پٹن ۲۲۵

پٹن ۱۷۲

پٹن ۲۲۱/۲۲۲

پٹن

پٹن ۱۱۳/۱۱۴/۱۱۵/۱۱۶/۱۱۷/۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰

۱۲۱/۱۲۲/۱۲۳/۱۲۴/۱۲۵/۱۲۶/۱۲۷/۱۲۸/۱۲۹/۱۳۰

پٹن ۲۶۷

پٹن ۱۶۱

پٹن ۱۷۹/۱۸۰/۱۸۱/۱۸۲

پٹن ۱۵۲/۱۵۳

پٹن ۲۲۱/۲۲۲/۲۲۳/۲۲۴/۲۲۵/۲۲۶/۲۲۷/۲۲۸/۲۲۹/۲۳۰

پٹن ۱۸۰

پٹن ۲۶۱

پٹن

پٹن ۳۳۰

پٹن ۵۲۹

پٹن

پٹن ۵۳۵

پٹن ۲۵۵/۲۵۶

پٹن ۱۱۳/۱۱۴/۱۱۵/۱۱۶/۱۱۷/۱۱۸/۱۱۹/۱۲۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۹۴	چپو ۵۰۱۲۳۸۲۱۲۴۰۲۱۵۰۳۵۴
خ	چمت نر ۲۹۵
۱۳۸	چوئی طیکو ۲۵۲
۴۵۳	چوئی درگاه ۴۴۰۲۴۳
خراسان ۵۳۵۲۳۵۲۱۲۴۰۲۱۵۰۳۵۴	ح
۴۴۴ ۴۴۴۴۵۰۵۵۱۵۵۱۵۵۱	حای پور ۴۳۸۲۳۲۱۱۳۸۱۱۱۳۱
خسرو ۲۲۸۲۲۲۰۱۲۵	حیشو ۵۲
خضر ۱۵۱	خجاز ۴۴۴۴۱۵۵۲۳۵۲۳۴۱۰۹
خضر یک ۲۴۴۲۳۹۹۱۲۹۸۱۲۴۴۲۳۴۲	خا ۵۲
خضدار ۴۵۰۱۶۵۹	حسن آباد ۵۵۱
خلیفه ۵۲۵۲۲۴۴۱	حسن ایمل ۵۹۸
خلیفه ۲۲۲	حسن پور ۴۲۹۰۲۱۸
خواجه ۲۴۴	حسین آباد ۲۲۵۲۲۲۸
خواجه پور ۲۴۱	حسینه ۴۰۱۲۴۴
خوانسار ۲۵۵	حسار فیر ۵۴۲
خیر ۴۵۲۳۵۹۸۲۳۱۵۲	حضرت ۱۱۵
خیر آباد ۲۳۱۰۱۰۱	حلب ۱۵
خیر ۲۸۹۰۱۹۱۰۱۸۹	حلم ۵۲۸
خیر ۲۵۰	حصص ۲۳۱
د	حیدر آباد ۲۴۴۲۳۲۳۹۰۱۹۱۰۱۲۲۳۹۹
دار ۱۸۵۲۱۵۸	۴۲۵۰۵۰۲۳۸۱۲۵۵۲۲۳۲۴۴۲۴۹
دارالسلام ۲۴۳	حیدر آباد کالی ۵۴۲
دانا پور ۴۵۰۲۴۴۱۵۱۱۴۰۸۳	حیدری ۲۶

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تاج ۵۹۸/۱۲۲	غیر ۷۷
تاج ۲۲۰	غیر ۵۸۱/۵۸-۵۵۹۹/۵۹۸
تاج ۵۲	ف
تاج ۴۷	فتح آباد ۲۹۸
تاج ۵۲۲/۲۷۳	فتحیدہ ۴۹۲/۲۸۷/۲۹۱/۲۰۵/۵۹۹/۵۵۱/۲۸
تاج ۲۹۲/۲۷۳	فتحیدہ سیکری ۲۹۳/۱۲۱/۱۰۸
تاج ۵۸۱	فتحہ ۵۰۱
تاج ۵۲۳	فدک ۲۸۳
تاج ۵۷۰/۵۹۹/۵۹۸/۵۰۹/۴۱۱/۱۸۴	فرز ۱۸۲
تاج ۴۵۹/۴۵۵/۴۵۴/۴۵۳/۵۷۹	فرخ آباد ۳۱۷
تاج ۵۲۱/۱۷۵/۱۲۵	فرخی محل ۵۲۹/۵۳۱/۴۸۰
تاج ۴	قسطین ۵۷۹/۵۷۷
تاج ۴۹۷/۴۹۱/۴۸۷/۴۵۵/۴۱۷/۱۱۸۴	قنبرہ ۵۲۹
تاج ۵۷۰/۵۹۹/۵۹۸/۵۴۸/۵۴۱/۵۰۹	قنبرہ پور ۴۸۱
تاج ۴۵۴/۵۷۸/۱۶۲/۱۴۰	قیل آباد ۴۲۳
تاج ۳۶۲/۲۲۲/۲۱۸/۲۰۹	قیض آباد ۱۴۳/۱۲۲/۱۳۲/۱۸۷/۱۸۲
تاج ۴۱۹	ق
تاج ۱۱۱	قادر ۵۵۵
تاج ۵۸۵/۱۹۲	قادر آباد ۵۱۸/۴۷۵/۲۸۹/۳۳۲
تاج ۲۷۳	قادر پور ۴۰۵/۴۰۲/۴۳۲
تاج ۴۶۶	قادیانہ ۴۳۹
تاج ۶۱۷/۲۶۲/۳۶۱/۱۲۰/۱۱۲/۱۱۱/۱۱۰	قادیانہ پور ۴۰۱
تاج ۴	قادیانہ پور ۱۹۲

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اختلاط نامہ

صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ
اساتذہ	اساتذہ	۵	۴۹	فہرست	فہرست	۵	۵
ص ۸۲، ص ۸۸	ص ۸۲، ص ۸۸	۱۳	۸۱	یو این اے	یو این اے	۶	۶
(شجرہ صفحہ ۸۱)	(شجرہ صفحہ ۸۱)	۱	۸۹	صرف نوگر ڈراپنگ	منافذ آگ کی لانی	۱۵	۱۰
غازی الاشر	غازی الاشر	۱	۹۱	اعجاز خسرواں	اعجاز خسرواں	۵	۱۹
بے جاں کنی	بے جاں کنی	۲	۹۵	منظر گیلانی	منظر گیلانی	۱۹	۲۳
امٹھوی	امٹھوی	۲	۹۹	زوار حسین	زوار حسین	۲۳	۲۳
.....	۴	۱۱۰	کے سٹینڈ باؤ	کے سٹینڈ باؤ	۶	۳۳
(شجرہ صفحہ ۸۳)	(شجرہ صفحہ ۸۳)	۱	۱۰۸	صفحہ ۸۲	صفحہ ۸۲	۴۱	۴۱
کانپور کے	کانپور کے	۸	۱۱۱	صفحہ ۸۳	صفحہ ۸۳	۴۲	۴۲
پاس رکھ	پاس رکھ	۵	۱۱۶	مانگا	مانگا	۳	۵۰
اب	اب	۱۶	۱۱۴	شیان کے مینے	شیان کے مینے	۶	۵۳
(نیا حرکت کی گئی)	(نیا حرکت کی گئی)	۴	۱۱۸	الہ	الہ	۱۲	۵۴
وضاحت	وضاحت	۳	۱۱۹	کہ وہ شد	کہ وہ شد	۱۴	۵۵
باطن	باطن	۱۵	۱۲۳	کثیت	کثیت	۲	۵۵
۱۸۰ سال	۱۸۰ سال	۱۳	۱۲۳	قاروق	قاروق	۱۹	۵۶
مسور	مسور	۵	۱۲۴	کفانہ	کفانہ	۱۹	۵۶
(ص ۱۲۸، ص ۱۲۹)	(ص ۱۲۸، ص ۱۲۹)	۲	۱۲۴	عنا	عنا	۱۸	۵۷
(شجرہ صفحہ ۱۲۹)	(شجرہ صفحہ ۱۲۹)	۱	۱۵۰	کچے	کچے	۳	۵۷
۱۵۲	۱۵۲	۱	۱۵۲	کفانہ	کفانہ	۱۵	۵۸
شفقت	شفقت	۹	۱۵۸	اصحاب	اصحاب	۸	۶۰
(ص ۱۵۱)	(ص ۱۵۱)	۱	۱۶۰	نو	نو	۲	۶۱
عطاری	عطاری	۵	۱۶۱	زید	زید	۳	۶۲
برفون	برفون	۴	۱۶۱	گیارہ	گیارہ	۵	۶۳

صفحہ	غلط	صفحہ	صفحہ	صفحہ	صفحہ		
پرگنہ نوادر	پرگنہ نوادر	۱۶	۲۱۳	مرید ہوتے	۱۶	۱۶۳	
حکیم سید رفیع	حکیم سید مختار احمد	۱۲	۲۲۹	(۵۱۵)	آخری	۱۶۵	
نشاط	سید محمد نشاط حسن	۵	۲۴۲	کوہلات ہوتی	۱	۱۶۸	
عبدالرشید	عبدالرشید غیر کفو	۵	۲۴۵	۱۲۹۱	۱۲	"	
یوشا	پوشا	۵	۲۴۶	شاعر بھی تھے	۱۱	۱۶۹	
جہانگیر سمنانی	جہانگیر سمنانی	۱۱	۲۵۰	دوٹ (کیرک)	۶	۱۶۹	
افران	افران	۲	۲۶۵	نشان کھینچا ہے	"	"	
خلیفہ	خلیفہ	۳	۲۶۱	عبدالعزیز	عزیز	۲۱۱	
ملکیت حمید	ملکیت حمید	۱۸	۲۶۵	(عزیزیت)	عزیزیت	۲۱۱	
(صفحہ ۲۸۹)	(صفحہ ۲۸۹)	۲	۲۸۱	سید طالب علی	سید طالب علی	۱۲	۲۱۲
(صفحہ ۲۸۰)	(صفحہ ۲۸۰)	۵	"	گجروں کے	گجروں کی	۹	۲۱۳
غلام مصطفیٰ	غلام مرتضیٰ	۳	۲۹۲	کام استقال	کا	۸	۲۱۳
غلام مرتضیٰ	غلام مرتضیٰ	۳	۲۹۲	نماز پڑھی	نماز پڑھی	۲	۲۱۶
سید تقی بن معین	سید تقی بن معین	۲	۲۹۵	فشد و پاگو	فشد و پاگو	۲	۲۶۰
سید تقی بن معین	سید تقی بن معین	۲	۲۹۵	پتہ چلتا ہے	پتہ چلتا	آخری	۲۶۶
سید تقی بن معین	سید تقی بن معین	۱۶	۲۶۹	محمود شاہ	محمد شاہ	۱۶	۲۶۹
پیران بھوتا	پیران بھوتا	۸	۲۹۷	پیر بابا نویر	پیر بابا نویر	نوٹ	۲۷۲
ہر گام پر	ہر گام پر	۹	۳۰۲	صاحب نے	صاحب تے	۲۰	۲۷۹
مرنا	مرنا	۱۰	۳۰۶	نقش	نقش	۱۳	۲۸۰
البرکات	البرکات	۱۲	۳۱۰	ذیل ہے	ذیل ہے	۵	۲۸۲
واجد علی بن نجار	واجد علی	۳	۳۱۱	ثقف	ثقفی	۱۰	۲۸۳
علی تھانوی	علی تھانوی	۸	۳۲۵	حاتم رہوی	حاتم رہوی	۵	۲۹۷
بیت المقدس	بیت المقدس	"	"	پشتیں	نشتیں	۱۴	۳۰۰
بہار میں ہوئے	بہار میں ہوئے	"	"	سید بدر الدین	سید بدر الدین	۱۸	۳۰۱
قیاض	قیاض	۴	۳۲۵	ملاحظہ ہو	ملاحظہ ہو	آخری	"
پٹھانا	پٹھانا	۳	۳۲۷	سبب ہو	سبب ہو	۱۶	۳۰۴
لکھنیاں	لکھنیاں	۳	۳۲۷	سبب ہوا	سبب ہوا	آخری	۳۰۵

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
روانگی کے وقت جماعت	روانگی کے وقت	۱۳	۵۰۹	فرمانے	فرمانے	۱۴	۴۴۵
تقید الجواب	تقید الجواب	۷	۵۱۰	موجود	موجودگی	۹	۴۴۹
جگہ شامل	جگہ شامی	۴	۵۱۱	میرنگری	میرنگری	۳	۴۵۲
تفصیلات	تفصیلات	۵۲۷	آخری	تقید لغات	تقید لغات	۱۶	۴۵۴
وفات	شہاب	۲	۵۲۹	عباد	عباد	۱۶	۴۵۵
خطاب	خطاب	۲	۵۳۰	ساتوں	ساتوں	۱۳	"
والاجان	والاجان	۷	"	ام زمان	ام زمان	۱	۴۶۰
چالیس	چالیس	۷	۵۳۴	مدرس	مدرس	۳	۴۶۹
(۵۳۴)	(۵۳۴)	۱۳	۵۳۵	بلیا	بلیا	۲	۴۷۲
الگ ہو گیا	الگ ہو گیا	۴	۵۵۱	چھیرہ	چھیرہ	۱	۴۸۶
فیاضیوں	فیاضوں	۵۵۲	آخری	"	"	۹	"
والیسی	والیسی	۷	۵۵۵	محمد القی بن نصر	محمد القی بن نصر	۵	۴۸۳
محمد قاسم	محمد قائم	۱۱	۵۵۶	پرورشلم	پرورشلم	۸	۴۸۵
۴۴-نصر الدین ہمایوں	۴۸-نصر الدین ہمایوں	۲۱	۵۵۷	سانچے	سانچے	۵	۴۹۴
اکبر شاہ شان	شاہ عالم	۵۵۸	۱۰۷۷	(۴۹۷)	(۴۹۷)	۱	۴۹۵
انفا	انفا	۱۳	۱۲۱۱	حاصل کیا	حاصل کیا	۹	۴۹۷
بکر ناجیت	بکر ناجیت	۱۶	۵۶۱	فریادکن	فریادکن	۱۲	۴۹۹
تعلق	تعلق	۱۵	۵۶۲	علم کے لیے	علم کے لیے	۷	۵۰۰
آفتانہ	آفتانہ	۲	۵۶۴	مشتفیض	مشتفیض	۱۲	۵۰۱
محاصر	مقاصر	۸	"	فرقت اللہ	فرقت اللہ	۱۳	"
ارمیا عزیز	ارمیا عزیز	۵۶۷	آخری	خدا کا	خدا کا	۱۸	"
ازالہ	ازالہ	۶	۵۷۲	حصین	حصین	۶	۵۰۳
کنشک	کنشک	۱۷	۵۷۹	ہیت	ہیت	۴	۵۰۸
				فلسفہ	فلسفہ	۵	"
				حج	حج	۱۰۷۹	۵۰۹

صوفیہ	سفر	غلط	صحیح	صوفیہ	سفر	غلط	صحیح
۵۸۰	۴	بچپن	بچپن	۶۳۶	۳	یاں تھی اک	عیاں تھی جن کی
"	۱۳	طور	طور پر	۶۳۷	آخری سفر	مینا پشاور	مینا پشاور
۵۸۳	۱	یافت	یافت	"	"	بیٹھان	پٹھان
"	۱۷	نشت بن صلیق	نشت بن حلق	۶۳۸	۱	جھوٹی بلیا	چھوٹی بلیا
۵۸۷	۱۸	محمد غزنوی	محمد غزنوی نے	۶۳۹	آخری سفر	استفادہ حاصل کیا	استفادہ کیا ہے
۵۸۸	۴	اصل گا	اصل گاؤں	۶۴۰	۴	دلپسند	دلپسند
۵۸۹	۴	تبدیل ہو گیا	تبدیل ہو گئی	۶۴۱	۸	پورنہ	پورنہ
۶۰۰	۵	آپ جلال الدین سی	آپ جلال الدین سی	۶۴۲	۱۳	چھپتے	چھپتے
"	۶	شمس تبریز کو	شمس تبریز سے	۶۴۳	۷	مزاح	مزاح
"	"	رومی سے	رومی کو	۶۴۴	آخری سفر	صفر ۱۶۹	صفر ۲۵۸
۶۰۷	۲	النتاب	الکتاب	۶۴۵	۳	بہار	بہار
"	۴	سہی شاہجہاں	تھی شاہجہاں	۶۴۶	۱	فتح ہوا تھا	فتح ہوا تھا
"	۹	سیالکوٹی	سیالکوٹی	۶۴۷	۸	زرخ	زرخ
"	۱۸	تفسیر	تفسیر	۶۴۸	۱۰	عند الملاقات	عند الملاقات
۶۰۸	۷	صوت و نحو	صوت و نحو	۶۴۹	۶	خاں نے سرکار کا حکم	خاں نے سرکار کا حکم
۶۱۲	۵	گولڈ	گولڈ	۶۵۰	آخری سفر	مدول ہوا	مدول کی
۶۱۳	۹	لندن	لندن میں	۶۵۱	۱	خان مان	خان مان
۶۱۶	آخری	نبت جگر	نخت جگر	۶۵۲	۱۲	صفر	صفر
۶۱۸	۱	محدث	محدث	۶۵۳	۹	نوسہ	نواسہ
۶۲۲	۵	خانقارہ	خانقارہ	۶۵۴	۱۹	تانی	تانی
۶۲۴	۴	پاکیزہ	پاکیزہ				
"	۸	جس ثنا	جس کی ثنا				
"	۱۴	سیات	سیات				
۶۲۵	۱۴	صفر ۶۷ تا ۶۸	صفر ۶۸ تا ۶۹				

